آریہ سنگیت رامائن
مکمل ہر چہار حصص
مصنفہ
سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی
پرکاشک

اوم
آریہ سنگیت رامائن
مکمل ہر چہار حصص
مصنفہ
سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی
جسکو
لالہ دیو دیال گپتا مالک گپتا اینڈ کمپنی ٹوہانہ ضلع حصار نے شائع کیا

ملنے کے پتے

(۱) گپتا اینڈ کمپنی ۔ ٹوہانہ ۔ ضلع حصار (پنجاب)

(۲) ہر شہر کے تاجران کتب سے بھی مل سکتی ہے

کتاب ھذا

کے باتصویر اور بلا تصویر دونوں قسم کے ایڈیشن شائع ہوتے ہیں۔ باتصویر میں ۲۵ رنگ برنگی خوشنما تصاویر ہیں قیمت ۳ روپے ۱۲ آنے اور بلا تصویر کی قیمت ۲ روپے ۱۲ آنے ہے ہندی و گورمکھی ایڈیشن کی قیمت باتصویر ۴ روپے بلا تصویر ۳ روپے سادہ جلد کے ۸ آنے اور سنہری بھٹیہ کی جلد کے ۱۲ آنے زیادہ ہونگے

پرنٹر

کورونیشن پرنٹنگ ورکس

دہلی

ملک عراق عرب سے

طلائی تمغہ

بخدمت جناب سردار جسونت سنگھ صاحب تسلیم

بموقعہ دسہرہ ہماری کلب نے آپکی تصنیف کردہ آریہ سنگیت رامائن کے خاص خاص نظاروں کا ڈراما کیا جسمیں علاوہ ہندو مسلمان اصحاب کے بہت سے انگریز بھی تشریف فرما تھے (انکی سہولیت کیلئے انگریزی میں ترجمہ کر دیا جاتا تھا) عام پبلک نے بلالحاظ مذہب و ملت اس ڈرامہ پر اپنی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے مصنّف کی محنت اور لیاقت کی داد دی۔ اور بہت سے انگریز افسران نے ممبران کلب کو سارٹیفکیٹ بھی دئے ہماری کلب نے مصنّف کی حوصلہ افزائی کی داد دینے کیلئے ایک خاص میٹنگ کی جس میں یہ قرار پایا کہ سردار صاحب کو کلب ہذا کیطرف سے ایک طلائی تمغہ پیش کیا جائے چنانچہ یہ ناچیز ہدیہ ارسال خدمت ہے۔ اسکو شرف قبولیت بخشکر ممبران کلب کو مشکور فرماویں

آپکے دُعاگو

سردار نراین سنگھ حولدار میجر۔ بابو محمد یونس ڈائرکٹر۔ پنڈت تاراچند۔ سردار ہری سنگھ ایل جی ورما سکریٹری۔ بابو درگا پرشاد۔ مہاراج شنرما۔ مرلیدھر شرما۔ سردار پورن سنگھ۔ بشن داس لال سنگھ۔ پنڈت موتی وغیرہ وغیرہ ممبران نمبر ۱۱۴

ایم۔ٹی ڈرامیٹک کلب بغداد ملک عراق عرب

آریہ سنگیت رامائن کے متعلق چند نامی اخبارات و معزز اصحاب کی رائے کا خلاصہ

اخبار مسافر آگرہ مطبوعہ یکم جنوری سنہ ۱۹۱۵ء

آریہ سنگیت رامائن بزبان اردو مصنفہ سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی۔ اس میں قابل مصنف نے رامائن کو بطرز ناٹک لکھنے کی نہایت ہی مبارک کوشش کی ہے۔ نثر کی بندش بلاشبہ دلچسپ اور عمدہ ہے نظم میں بھی ترقی کی اور گنجائش ہے۔ امید ہے کہ مصنف صاحب دوسرے حصہ میں اس سے بیشتر نظم لکھنے کی کوشش کرینگے۔ بہرصورت ایسی مبارک کوشش پبلک کی حوصلہ افزائی کی مستحق ہے۔ امید ہے کہ اردو دان اصحاب اس کی قدردانی کرینگے۔

اخبار آریہ گزٹ پنجاب لاہور مطبوعہ ۹ ماگھ سمت ۱۹۷۱

"آریہ سنگیت رامائن" یہ ایک ۱۳۰ صفحہ کی خوبصورت کتاب ہے جسکے مصنف سردار جسونت سنگھ جی ورما ٹوہانوی ہیں اس کتاب کے لکھنے کی غرض یہ بیان کیگئی ہے کہ رامائن کو اردو لباس میں منظوم کیا جائے اور اسکے اندر سے وہ تمام باتیں نکالدیجائیں جو ناممکن اور خلاف واقعہ ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں رامائن کو بطرز ناٹک لکھا گیا ہے۔ جگہ جگہ پر گائن نظمیں دوہے وغیرہ ہیں۔ اور اکثر واقعات پر قافیہ بندی کرتے ہوئے سوال و جواب لکھے گئے ہیں جس سے کتاب کی خوبصورتی اور بھی بڑھ گئی ہے کتاب کی لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے اور کاغذ بھی بہت نفیس لگایا گیا ہے اور شروع میں سردار جسونت سنگھ کی ہاف ٹون تصویر بھی دیگئی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جتنی اس قسم کی دھارمک ایتہاسک کتابیں منور طریقے سے لکھی جائیں مبارک ہیں کیونکہ اس طرح سے لوگونکی دلچسپی زیادہ بڑھتی ہے۔ اور وہ اس سے زیادہ لابھ اٹھا سکتے ہیں۔

اخبار روزانہ جھنگ سیال مطبوعہ ۲۲ فروری سنہ ۱۵ء

"آریہ سنگیت رامائن" سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی کی تازہ تصنیف ہے جسکو لالہ دیو دیال جی گپتا خزانچی آریہ سماج ٹوہانہ نے شائع کیا ہے کتاب کا پہلا حصہ اسوقت ہمارے سامنے ہے مصنف نے اسمیں شروع سے لیکر شادی تک کے واقعات کو بطرز نثر و نظم میں بڑے دلچسپ پیرایہ میں قلمبند کیا ہے۔ رام لیلا کے موقعوں پر یہ کتاب مفید ثابت ہوسکتی ہے ویسے بھی اسکے گانے ہندو سوسائٹی کیلئے بڑے ہی مفید ثابت ہونگے اور لالہ دیو دیال سے مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتی ہے۔

اخبار امرت لاہور مطبوعہ مئی سنہ ۱۵ء

پیشتر اسکے کہ ہم اس نایاب و نادر کتاب کا ریویو کریں بڑے افسوس کیساتھ معافی مانگنا چاہتے ہیں کہ ایک مدت تک اس قابل قدر کتاب کا ریویو امرت کے کالموں میں نہ جا سکا۔ آریہ سماج کے سرکل میں شریمان سردار جسونت سنگھ جی ورما ٹوہانوی کا نام کسی سے نہ بھولا ہوگا۔ بلکہ جنہوں نے آپکے سندر اور منوہر بھجن پڑھے ہیں انکو آپکی قابلیت کا اچھی طرح پتہ ہوگا جہاں سے

جسونت سنگھ جی کے تعین ایک جذبے سے پُر ہوتے ہیں۔ اور ناممکن ہے کہ انکو پڑھنے یا گانیوالے کے دل پر اُن کا اثر نہ ہوا ہو سردار صاحب نے حال ہی میں رامائن کو نئے طرز پر لکھنا شروع کیا ہے چنانچہ اس کا پہلا حصہ اسوقت ہمارے سامنے ہے ہمنے رامائن کے کئی ترجمے پڑھے ہیں اور ہزارہا صفحات میں ہندو ہی اس زبردست کتاب کا مطالعہ کیا ہے لیکن جہاشے جسونت سنگھ کی آریہ سنگیت رامائن کو پڑھکر جو آنند ہوا وہ بیان سے باہر ہے رامائن ہماری جاتی کے سدھار کا بڑا ذریعہ ہوسکتی ہے بشرطیکہ اسے خود خرابیوں اور فضول باتوں سے پاک صاف کردیا جائے۔ اس حالت میں یہ نادر کتاب ہمارے بچوں۔ ہماری بہنوں اور ماتاؤں کے لئے بڑی سبق آموز ثابت ہوسکتی ہے۔ رامائن کو اسکی موجودہ خرابیوں سے دور کرنے کی جو بھی کوشش کیجاتی ہے اسے ہم شکریہ کے جذبوں سے دیکھتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہم شریمان سردار جسونت سنگھ جی کی مؤلفہ رامائن کو ایک خاص درجہ دیتے ہیں۔ کیونکہ اس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ رامائن کی تمام خرابیوں سے پاک وصاف کرکے چھپایا جائے۔ جو کتاب ہمارے سامنے ہے اسکی لکھائی اور کاغذ خاص طور پر اعلیٰ ہے اور مضمون ایسا دلچسپ ہے کہ ایک بار پڑھنا شروع کرکے کتاب کو ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہم ہر ایک آریہ بھائی سے اس کتاب کے مطالعہ کی پزور سفارش کرتے ہیں۔ قیمت کتاب کی خوبیوں اور ضخامت کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ یہ کتاب آریہ سماج ٹوہانہ کے لائق خزانچی شریمان لالہ جیودیال جی گپتا نے شائع کی ہے

اخبار ہمالہ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۱۵ء

"آریہ سنگیت رامائن" سردار جسونت سنگھ جی ٹوہانہ نواسی نے حال ہی میں رامائن کو ایک نئے طرز اور ڈھنگ کا لباس پہنانے کا سلسلہ شروع کیا ہے جن باتوں کو وہ آمیزش اور خیال آرائیوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں ان سے رامائن کو پاک وصاف کرکے اسے مفید پیرایہ میں شائع کرنے کی کوشش کررہے ہیں آپکی اس سبق آموز مؤلفہ رامائن کا پہلا حصہ ہمارے پیش نظر ہے۔ لکھائی چھپائی اور طرز تحریر نہایت عمدہ ہے ؎

اخبار پرکاش مورخہ ۶ پوہ سمت ۱۹۷۱

"آریہ سنگیت رامائن حصہ اوّل مصنفہ سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی۔ نثر میں تو بہت آدمیوں نے طبع آزمائی کی۔ مگر نظم میں بہت کم نے۔ کتاب زیر ریویو رامائن کے ملاوٹی حصوں کو چھوڑکر اصلی ستو کو نظم میں پیش کرتی ہے۔ کتاب کا طرز بیان دلکش ہے۔ حتی الوسع آریہ بھاشا کے شبد استعمال کئے گئے ہیں ایسی دلکش اور دلچسپ کتاب کی لکھائی چھپائی جیسی عمدہ ہونی چاہئیے تھی ویسی ہی کرائی گئی ہے۔

اخبار کانپور گزٹ مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۹۱۸ء

- آریہ سنگیت رامائن مصنفہ سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی۔ اس رامائن کا مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ نادر کتاب ہر بھارتی کے پاس رہنی چاہئیے۔ لائق مصنف نے اس رامائن کو دلچسپ اور پُر جوش طریقہ سے لکھا ہے اور پراچین زمانہ کی عظمت کا نقشہ بڑی خوبی سے کھینچا ہے یہ رامائن اپنی نظیر آپ ہی ہے ہم سردار جسونت سنگھ صاحب کی قابلیت کی داد دیتے ہوئے شائقین رامائن سے سفارش کرتے ہیں کہ آریہ سنگیت رامائن کو منگوائیں۔ اور اس کے مطالعہ سے مستفید ہوں۔

شریمان بابو گنگا رام جی سٹیشن ماسٹر کمالیہ ضلع منٹگمری

مہاشہ جسونت سنگھ جی نمستے! آپ کی رامائن دیکھی بہت عمدہ ہے۔ باقی حصوں کو از حد زور لگا کر جلدی تیار کریں۔ شری رام کی جدائی۔ سومترا کا واپس آکر بیان حالی۔ دشرتھ کی آہ وزاری کیکئی کا پشچاتاپ بھرت کا بن باس میں جانا۔ رشیوں کی بحث اور آخری فیصلہ کوشلیا کا اپدیش وغیرہ شہر زور دردناک پیرایہ میں لکھیں لیکن دل لالہ لاجپت رائے یا سوامی ستیانند سے ادہار لیکر (مہاشہ جی) دنیا میں دل ہی ایک ایسی چیز ہے جو مانگا ہوا یا ادھار یا قیمتاً نہیں مل سکتا۔ بالفرض محال اگر مل بھی سکتا ہو تو وہ مجھے کیوں دینے لگے اگر دے بھی دیں تو انکے پاس رہ ہی کیا جائیگا اس حالت میں نہ لاجپت رائے لالہ لاجپت رائے رہیں اور ستیانند نہ وہ ستیانند کہلائیں۔ کیونکہ یہی چیز کہ جس سے انکی اس قدر شہرت اور عزت ہے۔ وہ تو مجھکو دے بیٹھے۔ پھر تو وہ بار بار سرد آہ بھر کر یہ شعر پڑھیں گے۔

یونہی دنیا نے ہمیں سر پہ اٹھا رکھا ہے　　دل تو ہم دے ہی چکے سینہ میں کیا رکھا ہے

ایک ایک لفظ میں اصل ہو۔ عبارت ہندی آمیز پرکاش جیسی ہو کتاب دو حصوں میں ختم ہونی چاہیئے سہانی رامائن کو بھی دیکھیئے۔ اس کی دور از عقل باتوں کا بھی کھنڈن ہو۔

عالیجناب حکیم منشی محمد حسین صاحب خلف الرشید جناب حکیم میاں مستان صاحب محمد لو ضلع بجنور یو۔پی

کرمفرمائے جناب سردار جسونت سنگھ صاحب تسلیم۔ مکلف خدمت ہوں کہ اینجانب نے آپ کی تصنیف کردہ آریہ سنگیت رامائن ابتدا سے انتہا تک ہر چہار حصص بچشم غور و خوض مطالعہ کیا جس سے ہر فرد بشر کے دل و دماغ پر مفید اثر پڑتا ہے۔ واقعی آپ نے اپنی محنت شاقہ اور جانگدازی سے بحر ذخار کو کوزہ میں بند کر دیا ہے یہ آپ کی عالی ہمتی اور بلند خیالی کا ایک ادنی نمونہ ہے جملہ احباب اور بذات خاص اینجانب آپ کے دل سے مداح ہیں آپ کا طرز بیان اور انداز کلام ایسا دلاویز و دلفریب ہے کہ ایک مرتبہ کتاب کے آغاز پر سرسری نظر کرنے سے یہ خواہش مبصرین کے دل میں نشو و نما ہوتی ہے کہ ایک کتاب بغیر ختم کئے چھوڑنا دشوار اور شاق گذرتا ہے۔ غرضیکہ کتاب ہر آئینہ لاجواب لاثانی و ہر پہلو سے دریا حقیقی بنظیر ہے اور اینجانب عقیدت کیساتھ اظہار کرتا ہوں کہ آجتک اس پیرایہ کی کتاب میری نظر سے نہیں گذری جس کے ہر نظم و نثر سے آپکی سچی قابلیت اور لیاقت مترشح ہوتی ہے۔ نفس مطلب خود بخود آپ سے منظر ہو کر قلب آلودہ کو دھوتا چلا جاتا ہے میری رائے میں یہ کتاب ہر زبان دان کو اپنا حرز جان بنا کر اس سے ہر لفظ و ہر نقطہ کے پہلو بہ پہلو تقلید کرتا درجہ مفاد کی معراج پر پہنچاتا ہے۔ اور ہر آئینہ کو اس سے سبق لینا جملہ سامعین و مبصرین کو درجہ محظوظیت پر پہنچاتا ہے اگرچہ اینجانب کی نظر سے چند رامائن مختلف مصنفین کی گذری ہیں۔ مگر یہ سب پر فوقیت رکھتی ہے جس پر بیساختہ میرے دل سے سردار صاحب کے تحسین و آفرین کے ساتھ صدا نکلتی ہے کہ مالک حقیقی عز و جل اپنے تختہ قلب اطہر میں ایسے مضامین کی شبانہ روز تا عمر طبعی نشو و نما کرتا ہے جس سے شائقین کے دل و دماغ آپکی شمیم مضامین پر ضیا سے ہمیشہ سرسبز شاداب ہوتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔

جناب مولینا تمکین الکاظمی صاحب محبوب گلشن گلبرگہ (دکن)

۹۔ مارچ سنہ ۲۵ء کو حیدرآباد اسٹیشن پر آپکی مصنفہ آریہ سنگیت رامائن مجلد و با تصویر ملی۔ ماشاءاللہ کتاب دیدہ زیب

چھپنے کے علاوہ جلد بھی بہت عمدہ بنائی گئی ہے۔ اور فوٹو بھی مناسب و موزوں ہیں چونکہ میں مصروفیت
کی وجہ سے پوری کتاب کا مطالعہ نہیں کیا تھا اسلئے اپنی رائے ظاہر نہ کرسکا۔ اب رمضان شریف میں تعطیلات
تھیں اور کسیقدر فرصت بھی ملی۔ اور میں نے رامائن کا بغور مطالعہ کیا۔ میں اس طرز کو نہایت ہی عمدہ نظر سے
دیکھتا ہوں۔ ادبی پیرایہ میں مذہبی معلومات حاصل کرانے میں اس سے بہتر اور عمدہ ذریعہ کوئی نہیں ہو
سکتا۔ آپ نے مذہبی اور تاریخی حالات سے واقف کرانیکا عمدہ ذریعہ پیدا کیا ہے آپنے اپنے معزز اور متعلقہ
ایکٹرز کے کیریکٹرز کو نہایت ہی عمدہ پیرایہ میں پیش کیا ہے جسکی میں داد دیتا ہوں۔ مجموعی حیثیت سے کتاب
نہایت ہی عمدہ اور قابل قدر ہے۔ خوش نصیب ہیں آپ جو ملک اور قوم کے لئے ایسا نادر ذخیرہ فراہم
کر رہے ہیں۔ میں ایک مصنف کی حیثیت سے آپکی تصنیف کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوا آپکو مبارکباد
دیتا ہوں۔ افسوس کہ میں نے آپکی مصنفہ آریہ سنگیت مہابھارت اور آریہ سنگیت حقیقت رائے نہیں دیکھیں
اگر یہ دونو مقدس کتابیں نظر سے گذریں تو انشاءاللہ اپنی ناچیز رائے عرض کروں گا۔

اخبار ہندوستان لاہور مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۲۹ء

سردار جسونت سنگھ صاحب ورما ٹوہانوی نے آریہ سنگیت رامائن۔ باتصویر ایک نہایت ہی دلچسپ
اور معنی خیز کتاب تالیف کی ہے۔ جس کی زبان نہایت ہی سلیس و بامحاورہ ہے۔ یہ کتاب چار حصوں میں
ختم ہوئی ہے۔ سرورق پر کیکئی اور منتھرا کی تصویر دلچسپ ہے۔ کتاب کی خوبی اسی بات سے عیاں ہے
کہ ایم۔ ٹی۔ ڈرامیٹک کلب بغداد ملک عراق عرب نے اس کتاب کے مصنف کو طلائی تمغہ عنایت
کیا ہے۔ ایک تو رامائن کا زندہ جاوید اور نفیس ترین پلاٹ پھر اس کو اردو زبان جذبات و ولولوں
میں سحر نگار وجادو بیان ناظم و ناثر سحر آفرین نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس کتاب
میں ناٹک کی طرز کو خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ تاکہ اس سبق آموز پلاٹ کو سٹیج کے ذریعہ زیادہ
دلکش پیرایہ میں پبلک کے سامنے پیش کیا جاسکے۔ ہم ہر ہندو سے بالخصوص اور تمام سخن فہم حضرات
سے بالعموم بزور سفارش کریں گے کہ دسہرہ کے ایام میں ہی نہیں بلکہ ہر وقت وہ اس کتاب کے مطالعہ
کو حرز جان بنائیں۔ اس کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ کتاب کا بارہواں
ایڈیشن پانچہزار کی تعداد میں چھپکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر کسی کتاب کی
کامیابی و ہر دلعزیزی کی بھلا کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

یہ خاص ایڈیشن زر کثیر صرف کرکے ۴۴ عدد رنگ برنگی ہاف ٹون بلاک کی تصاویر سے مزین
کرکے چھپوایا گیا ہے جس سے کتاب کی زینت کو اور بھی چار چاند لگ گئے ہیں۔ قیمت دو روپیہ ۸ آنہ
باتصویر تین روپے (۳) مجلد ھ زائد۔

ملنے کا پتہ:۔
میسرز گپتا اینڈ کمپنی منبر۔ ٹوہانہ۔ ضلع حصار

شریمان مہاشہ کندن لال جی گپتا انجنیئر بمبئی نمبر (۴) مادھو آشرم

شریمان مہاشہ جسونت سنگھ جی نمستے! کچھ دن گذرے میں بغرض تبدیلی آب و ہوا جزیرہ الیفانٹا چلا گیا تھا
چند روز تو اس سرسبز شگفتہ دیالو کی قدرت کے مشاہدے اور نیچرل سینریز کے دلکش نظاروں میں اچھی طرح

گذرے۔ مگر بعد میں وقت گذارنا دشوار ہو گیا۔ بہت کچھ ناول کتابیں و دیگر مضامین موجود تھیں مگر
کوئی ایسی دوامی تسلی و دلچسپی کا باعث نہ بن سکا اچانک ڈاکٹر صاحب کی نگاہ پیرانام پڑا نہیں گیا نے ایک نہایت
دلچسپ اور پُر اخلاق کتاب آریہ سنگیت رامائن پیش کی۔ یہ مبارک تصنیف اپنے مصنف کے اعلیٰ اخلاق و
وسیع خیال بے دلیل و فلاسفر ہونیکا مجسم ثبوت ہے۔ ہر ایک پہلو میں اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے جسکے لئے سردار
صاحب کا ہر شخص کو مشکور ہونا چاہیئے۔ جنہوں نے اپنی دریا دلی طبیعت کا ثبوت دیتے ہوئے آریہ سماج کی
ایک زبردست کمی کو پورا کیا ہے۔ میں آپ کی یہ سنہری حرفوں میں لکھی جانے کے لائق رامائن کو پڑھکر آپکو
دھنیاد دئے بغیر شانت نہ ہو سکا۔

شریمان ڈاکٹر بھگت رام صاحب سب اسسٹنٹ سرجن سادول ملٹری ہسپتال بیکانیر

شریمان مہاشے جی نمستے! آپکی تصنیف کردہ آریہ سنگیت رامائن کے چاروں حصے میری نظر سے گذرے جس
شوق کیساتھ میں نے اس انمول پستک کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ بیان سے باہر ہے واقعی آپ نے یہ پستک بنا کر
ہندو جاتی پر بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ اسکے پڑھنے سے دلکو بڑا ہی آنند پراپت ہوتا ہے میرے خیال میں یہ
ایک لاثانی کتاب ہے۔ اور ہر ایک ہندو گھرانے میں ہر ایک پرش و استری کے پڑھنے کے یوگیہ ہے۔

شریمان بابو ماکھن چند جی ورما بی اے۔ ایل ایل بی گھوگھڑی پور ضلع کرنال

شریمان مانیہ ور سردار صاحب جی نمستے! مجھے خوش قسمتی سے آپکی مصنفہ آریہ سنگیت رامائن دیکھنے کا موقعہ ملا جو آنند مجھے
پراپت ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔ اسی وقت میں نے اس کو خرید کیا اور یہ عہد کیا کہ جہاں کہیں بھی جاؤنگا اس
کتاب کو اپنے پاس رکھونگا خود پڑھونگا اور دوسروں کو سناؤنگا تاکہ جو قومی خدمت آپ نے انجام دی ہے اسکی
سب لوگ صدق دل سے داد دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ضلع مظفر نگر میں کچھ دن ادھر ادھر گھومنے کا اتفاق ہوا
تو وہاں پر لوگوں نے بڑے غور اور دلچسپی کیساتھ اس متبرک کتاب کو سنا اور بعد ازاں آپکی تعریف کے نعرے
مارتے ہوئے مرحبا مرحبا کرتے رہ گئے۔ خصوصاً آپ کی سادہ بیانی اور روزمرہ کی عام بول چال میں
لکھنے کی بہت تعریف کی اور اس پیرایہ کو بہت پسند کیا۔

شریمان لالہ سندر لال جی کھیلہ بلاچور ضلع ہوشیارپور

شریمان سردار جسونت سنگھ جی دام اقبالہ۔ میں نے پیشتر ازیں مختلف مصنفوں کی بنائی ہوئی رامائنیں پڑھی
ہیں مجھے آپکی مصنفہ رامائن کے دیکھنے کا پہلے کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ البتہ یہ ضرور تھا کہ بعض اصحاب آپکی تصنیف کردہ
رامائن کی طرز تحریر کے ثنا خواں ہوتے ہوئے مجھ سے کہا کرتے تھے کہ تم رامائن مصنفہ سردار جسونت سنگھ ضرور پڑھو۔
دوستوں کی دلائی ہوئی توجہ نے مجھے رامائن موصوف کی استقرار پر مجبور کیا۔ میرے دل میں یہ خواہش جڑ پکڑ گئی تھی کہ آپکی
رامائن کا مطالعہ کروں۔ میری خوش بختی اور زناوری اور حاجت روائی کیلئے غائبانہ مدد یہ تھی کہ پنڈت کھیم چند
صاحب ٹھیکیدار جو بلاچور ٹھیکیداری کے پیشے پر مقرر ہو کر تشریف لائے انہوں نے حسنِ رامائن آپکی بنائی
ہوئی سے منگوائے اور مجھے دکھلائے پڑھکر نہایت خورسندی پیدا ہوئی اور گلشن طبیعت پر طاری ان مضامین نے
وہ نغمہ سرائی کی کہ دل و دماغ پر وجد طاری ہو گئی۔ ہر ایک مضمون قابل دید و تعریف نظم و نثر اس متانت اور سنجیدگی

سلک تحریر میں منسلک کی ہوئی ہے کہ ہر شخص پوری طرح سمجھ سکتا ہے۔ آپ نے بعید از قیاس مبالغہ آرائیوں سے جو دیگر رامائنوں میں پائی جاتی ہیں مصلحتاً دست برداری کر کے ہندو پبلک پر بڑا احسان کیا ہے ؞

شریمان ماسٹر دینا ناتھ جی صاحب رفیق ٹیچر وی۔ جے ہائی سکول الہ پنجھ

پڑھی ہیں کتب لاثانی مصنف جن کے ہیں گیانی ۔۔۔ شری جسونت سنگھ سردار۔ عاقل وہ ربانی

ظرافت نے سخنور ہیں نظم کے اعلےٰ شاعر ہیں ۔۔۔ نثر ایسی کہ دشمن دوست کرتے ہیں ثناخوانی

چنا شعروں کا گلدستہ لکھی تحریر برجستہ ۔۔۔ رکھا کتب کلاسی میں بھرا بھر پریم کا پانی

بفضل ایش نارائن۔ کری تیار رامائن ۔۔۔ تبھی جب تو مصنف پر لگی ہونے گل افشانی

نہیں جاتی دیش سے الفت لکھا دو رہا بھارت ۔۔۔ دکھایا ہو بہو فوٹو جتایا راز پنہانی

عجب انداز دلکش ہے مداح خلق عش عش ہے ۔۔۔ حقیقت رائے سے ان کی جھلکتی ہے زباندانی

رہے ایشور سدا خورسند یہی لوہانوی جسونت ۔۔۔ چمک اٹھے جہاں میں نام مثل ماہ کنعانی

رہے آباد لوہانہ شمع بھی اور پروانہ ۔۔۔ کہ جس کی کان سے ایسا ملا ہے لال رمانی

رفیق قوم کہتا ہے سکھی بے شک وہ رہتا ہے ۔۔۔ جو دنیا کی طرح کرتا ہے سیوا از غرض لنخوانی

شریمان مہاشہ چرنجیو لال جی اصغر مدرس آریہ ودیالیہ محمد پور ضلع بریلی

جے ایس ورما نے رام جیون لکھا یہ مشکل بطرز ناٹک ۔۔۔ ہزار شعرا کے دیکھے مضمون نہ ایسا نامہ نگار دیکھا

پڑھی جو دشرتھ کی بیقراری بسیر تمنا میں آہ و زاری ۔۔۔ جگر کٹا دیکھا ہر ایک بشر کو نہ اسکے دلکو قرار دیکھا

جو یوگ آسن کا یوگیوں کے کہیں پہ اسمیں ذکر ہی آیا ۔۔۔ تو پژمردہ غنچہ جگر تھا وہ پل میں ہی گلزار دیکھا

خرمستیاں ہیں جو راکششوں کی بیان پیرایہ رزمگاہ میں ۔۔۔ تو دست لکشمن و رام جی سے شکار اسفندیار دیکھا

بھرات سنیہ پریم سیوا اور ست دھرم کا ہے سچا فوٹو ۔۔۔ اسمیں ظاہر ہے دیش عظمت ہر ایک دل لالہ زار دیکھا

پھنسی ہے کوئی غریب دکھیا کسی ادھرمی کے جال کے بیلے ۔۔۔ کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہاں پہ پردے کا راز دیکھا

جو روز ہجراں کا غم لکھا ہے تو چشم نرگس جیوں ابر نیساں ۔۔۔ جو بوستاں کا بیاں ہے اب سمجھ تو باغ جنت شار دیکھا

خبر کو بھیجا کہیں جو قاصد فدا ہے یا پر تو اس نے کے مصر ۔۔۔ جو بان ودیا کا ذکر آیا اڑا ہوا کوہسار دیکھا

ہے گردش چرخ کہن کی ایسی کہ بس پتہ تا فلک کہو آگے ۔۔۔ خوشی کا چرچا کہیں جو آیا نہ ہرگز اس کا شمار دیکھا

خوشی ہیں ابلا اناتھ بیکس جو دیکھنی ہیں بپت سلوچن ۔۔۔ کہیں مرحبا کہ کنیا کا اسی میں سچا سنگار دیکھا

فراق جاناں میں اضطرابی جیوں نالے خوان ہو چمن میں بلبل ۔۔۔ وصال کی شب ہے جو خبر پائی ہر ایک پر افتخار دیکھا

شکوک ایسے نکالے دل سے کہ گویا خیال و وہم نہ آیا ۔۔۔ خواب میں بھی جو داغ دل تھا ہر ایک لالہ زار دیکھا

امنگ آئی تبھی کہی کیا زبان اصغر نے سن یہ مشکل ۔۔۔ ہزاروں دیکھی کتابیں میں نے نہ ایسا رنگ و بہار دیکھا

چرنجیو لال اصغر

شریمان گوبند رام جی سب ڈپٹی ہیڈ کلرک کو نمبر ۲ سول بازار کیمل پور

لالہ دیو دیال جی نمستے! میری طرف سے سردار جسونت سنگھ کو ان کی کتاب سنگیت رامائن کیلئے مبارکباد پہنچا دیویں۔ میرے خیال میں اس سے زیادہ مستند کتاب کوئی نہ ہوگی۔ میرے ایک انگریز مترنے جو اردو جانتے ہیں ولایت سے اس کتاب کی تعریف لکھکر مجھے لکھا ہے۔

Send my Compliments to the author of the Sangit Ramayan. I don't find the book second to any one of its kind.

شریمان بابو شیولال صاحب اوورسیر لکسان ٹی۔ ای پوسٹ آفس کیرن ضلع جلپائی گوڑی بنگال

شریمان مہاشہ سردار جسونت سنگھ جی نمستے! آپکی آریہ سنگیت رامائن ہرسہ حصہ بذریعہ وی پی ملی۔ شروع سے آخیر تک لفظ بلفظ مطالعہ کیا۔ آپ کی تصنیف کردہ رامائن کیا ہے امرت ہے۔ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا واقعی یہ ایک اخلاقی پستک ہے۔ میرے پاس اس کی تعریف کرنے کیلئے کوئی لفظ نہیں۔ میں نے ایک دو جگہ سے اور بھی رامائن کی پستکیں منگوائیں۔ لیکن ان سب میں آپکی تصنیف کردہ رامائن کو بینظیر پایا بلکہ آجتک ایسی طرز و طریقے کی پستک میری نظر سے نہیں گذری۔ میں پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو تا ابد سلامت رکھیں۔ جو کرپا آپ نے آریہ پبلک پر کی ہے۔ اسکا پھل دیں۔ اگر چوتھا حصہ تیار ہوگیا ہو تو فوراً ارسال فرماویں +

شریمان مہاشہ بختاور لعل جی خلف راجہ گنیش پرشاد جی پتا مہان جگدیش منزل حیدرآباد (دکن)

شریمان مہاشہ سردار جسونت سنگھ جی نمستے! آپ کی مرسلہ جلد سویم بھی پہنچی۔ ان ہرسہ حصہ کو میں نے پڑھا جلد اوّل سے دوسری میں اور بھی زیادہ لطف حاصل ہوا اور جلد سویم میں تو آپنے بہت ہی لیاقت خرچ کی ہے۔ آپنے اس قومی کام میں جس قدر محنت اور وقت صرف کرکے دنیا پر احسان کیا ہے ایشور آپ کو اس کا پھل ضرور عنایت کرینگے۔ میں عرصہ سے غور کر رہا تھا کہ میرا فرزند جب کہ وہ اپنی روزمرہ کی تعلیم سے فارغ ہوا کرے۔ تو کوئی ایسی کتاب دیکھے جس سے دل بھی بہلے اور منفعت بھی ہو مجھے ناول بینی کا ازحد شوق رہا ہے۔ اور صدہا ناول میں نے دیکھے لیکن ناولوں میں اکثر ایسے مضمون ہوتے ہیں جس سے کم عمر اور ناتجربہ کار بچوں کے چلن خراب ہوجانے کا اندیشہ ہے لیکن آپ کی رامائن تمامی عیوب سے پاک و صاف ہے۔ اور اس کے مطالعہ سے کم عمر بچوں کے دلوں پر بہت عمدہ اثر ہونا لازمی ہے آپکی تصنیف کردہ رامائن کو جگدیش پرشاد جو ابھی گیارہ سال کا ہے اور فورتھ کلاس میں تعلیم پاتا ہے۔ روزمرہ راتکو تھوڑی دیر دیکھا کرتا ہے اور وہ جس شوق سے پڑھتا ہے اگر آپ دیکھیں تو ضرور اپنی محنت کی خود داد دیں۔ پورن برہم پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ آپکی عمر کا بقیہ حصہ ایسے ہی قسم کا موں میں صرف کرے۔ چوتھا حصہ تیار ہوتے ہی وہ فوراً جلد ارسال کردیں۔ نیز مہابھارت بھی جب تیار ہوتی رہے بھیجتے رہیں +

از دفتر آریہ پرتی ندھی سبھا برہما صدر مقام رنگون نمبر ۶ گلی نمبر ۴۴

مانیہ ور سردار جسونت سنگھ جی نمستے! میں نے آریہ سماج میموں (برہما) کے وارشک اتسو کے نگر کیرتن میں آپ کی بنائی ہوئی آریہ سنگیت رامائن کے بھجن سنے تھے۔ جو کہ اتی منور نجک تھے۔ نگر واسیوں نے ان کو بہت پسند کیا اسی سمے ایک مہاشے کو میں نے کہا تھا۔ کہ میرے واسطے ایک کاپی رامائن کی منگوا دو لیکن آج تک نہیں بھیجی۔ میرا وچار ہے کہ آپ کو پتہ نہیں لگ گیا۔ آپ کرپا کر کے ایک پوراسٹ آریہ بھاشا میں بہت جلد جلد بند ہوا کر وی۔ پی دوارہ بھیج دیں۔ یدی ہندی میں نہ ہو تو اردو میں سہی۔ پرنتو جلد اتی شندر بند ہوا کر بھیجنا۔ خواہ جلد کے دام ایک روپیہ خرچ ہو جاویں۔ میرا وچار برہم دیش میں ایک ٹھیک دوارہ اس رامائن کا پرچار کرانے کا ہے۔ کیونکہ مجھے آپ کے بھجن بہت ہی روچک معلوم دیتے ہیں۔ ڈاکٹر گوروِدت سرجن جنرل ہاسپٹل رنگون (ملک برہما)

جناب سید فصاحت علی صاحب فصاحت منزل امین الدولہ پارک لکھنؤ

مکرم و معظم بندہ سردار صاحب مزاج شریف۔ میں نے آپکی تصنیف کردہ سنگیت رامائن کے تین حصے بغور ملاحظہ کئے۔ واقعی یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ ہر نوع انسان کیلئے اسکا مطالعہ ازبس مفید ہے اسکا ایک ایک لفظ نہیں بلکہ ایک ایک حرف آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ جسقدر تعریف کی جائے کم ہے آپ نے جو قابلیت و محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں صرف کی ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے اردو انشاپردازی کا بہترین نمونہ ہے اردو کیساتھ موقع بموقع ہندی بھاشا کے الفاظ ایسے طریقہ سے آمیزش کئے ہیں جس سے کتاب کا طرز بیان اور بھی خوشنما ہو گیا۔ المختصر ایسی بے نظیر کتاب آجتک میری نظر سے نہیں گذری جسوقت حصہ چہارم تیار ہو جائے فوراً ارسال فرما دیجئے گا مشکور ہوں گا۔

جناب منشی رحمت اللہ صاحب مدرس جانگ پور ضلع لدھیانہ ڈاکخانہ داکھہ

جناب مہاشے صاحب! آپ کی تصنیف کردہ رامائن کے تین حصے میری نظر سے گذرے جو کہ نہایت ہی دلچسپ اور عمدہ ہیں جن کے پڑھنے سے گذشتہ بزرگوں کی بہادری اور سچائی کا نیک سبق ملتا ہے آپکا طرز بیان ایسا دلکش ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ میں لیکر بغیر ختم کئے چھوڑنا سخت مشکل ہے غرضیکہ ہر پہلو سے بے مثال اور لاجواب ہے۔ لیکن جن کتابوں کا میں نے مطالعہ کیا تھا وہ کسی دوسرے آدمی کے قبضہ میں ہیں۔ حسب خواہش مطالعہ کرنے کو دل چاہتا ہے اس لئے مہربانی فرما کر بدیلیں کار مجھ کو بلا حصہ اول کے سوائے جملہ حصص بذریعہ وی۔ پی بھیج دیجئے۔

شریمان بابو رام لال صاحب کلرک سمتھ شاپ سنٹرل ورکشاپ کالا المیو ملک ملایا

شریمان سردار جسونت سنگھ جی نمستے! آپکی مصنفہ کتابیں آریہ سنگیت رامائن ہر سہ حصہ کے تمام دلچسپ اور دل لبھانے والے نظارے پڑھے جن کے مطالعہ سے نادان سے نادان آدمی بھی آپکی لیاقت کی داد دیتا ہے میں نے

اور میرے چند دوستوں نے تینوں حصّوں کا مطالعہ کیا سب کے سب آپ کی لیاقت اور محنت کی داد دیتے ہیں۔ میں اپنی اور اپنے دوستوں کی طرف سے آپ کو اس تحفہ بے نظیر کی تیاری کے لئے مبارکباد دیتا ہوں۔ حصّہ چہارم جلد ارسال کریں۔ ہمیشہ آپ کے خطوں کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

شریمان پنڈت پھدیال جی انسپکٹر ڈاکخانہ جات نیمچ سٹی ریاست گوالیار

فخر قوم شریمان سردار جسونت سنگھ جی! ایشور آپ کو خوش و خرم رکھے۔ کتابیں پہنچ گئیں اور بہت مقبول عام ہوئیں۔ حقیقت میں آپ نے بڑی محنت سے یہ کتاب تیار کر کے ہندو قوم پر بڑا بھاری احسان کیا ہے ہر ایک موزوں لفظ سے جو آپ نے باموقع استعمال کیا ہے آپکی لیاقت ٹپکتی ہے۔ بحر طویل کے مطالعہ سے تو نہایت لطف حاصل ہوتا ہے۔ دل بہلانے کیلئے میری رائے میں اس سے بہتر کتاب اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی۔ آپ شکریہ کے مستحق ہیں۔ مشن سکول کے لڑکے جو عیسیٰ مسیح کے بھجن گایا کرتے تھے اب آپکی رامائن کے دلکش بھجن گاتے ہیں۔ اور آپکو دھنباد دیتے ہیں۔ پرماتما آپکی عمر دراز کرے۔

شریمان مہاشہ ہنسراج سوفی معرفت سوفی صاحب بہادر سرکاری بجلی گھر دہلی

شریمان سردار جسونت سنگھ جی ورنمستے! یہ تو بالکل ٹھیک ہے ؎

فانی ہر ایک چیز ہے فانی جہان ہے ۔۔۔ مقصود اس فناں سے مگر امتحاں ہے

لیکن جس گھڑی جس پل اور جس شبھ دن کو آپنے یہ مبارک کتاب آریہ سنگیت رامائن بنانیکی دلمیں ٹھانی تھی میں نہ صرف اس دن کو بلکہ اس میں صلاح دینے والے صاحبان کو تہ دل سے لاکھ لاکھ مبارکباد دیتا ہوں آپ دھن ہیں اور آپکی تصنیف کردہ کتابیں ایک قسم کا پوتر من ہیں۔ آہا اگر نظم پڑھتا ہوں تو بس ایسا محو ہو جاتا ہوں کہ کھانا پینا اور بولنا پڑھنا سب بھول جاتا ہوں۔ اور اگر نثر کا مطالعہ کرتا ہوں تو اس قدر دل لگتا ہے کہ سب کام چھوڑ ایسا مست بنتا ہوں۔ کہ خود بخود آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں۔ میں نے اپنے گھر کی استریوں کے لئے بھی یہ کتاب ہندی میں منگوائی تھی۔ وہ سب کی سب اسکی بعید تعریف کرتی ہیں۔ افسوس کہ تینوں حصّے ختم ہو چکے کئی بار پڑھے آخر تیسرے حصّے کو ختم کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا اور خاموش ہو گیا ؎

خواب و خیال ہو گئیں ساری حکایتیں ۔۔۔ وہ دن گذر گئے وہ کتابیں ختم ہوئیں

شریمان لالہ تولہ رام جی ایجنٹ لالہ کرپا رام جے رام گنج بازار شہر راولپنڈی

شریمان سردار جسونت سنگھ جی صاحب آریہ سنگیت رامائن مصنفہ آنجناب میں نے اول سے آخر تک پڑھی بلا شک یہ رامائن ایسی اعلیٰ پیمانہ پر لکھی ہے کہ اسکی مثال ملنی مشکل ہے اور مضمون اور بھجن ایسے عام فہم اور ہر دلعزیز ہیں۔ کہ بچے سے کر بوڑھا تک ہر طرف اس رامائن کے بھجن گاتا ہوا دیکھا جاتا ہے سناتن دہرم اور آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر اس رامائن کے بھجن بڑے فخر سے بولے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر سناتن دہرم پرچارک و اخبار عام اس سطر کو ذرا غور سے تعصب کی عینک اتار کر پڑھیں۔ نیز

ان کا برقعہ پوش نامہ نگار بھی۔ مصنف) آپ کا نام ... آپ نے ... لاج
رکھی لیش ونت سنگھ! آپ نے خود لیش حاصل کیا ہے۔ چوتھے حصہ کا سخت انتظار ہے۔ بڑے
مہربانی جلد ارسال کریں۔

شریمان ماسٹر خوشی رام جی ہیڈ ماسٹر علی پور ضلع مظفر نگر

میرے واجب التعظیم شریمان جی نمستے! آریہ سنگیت رامائن کے ہر ایک حصہ کو دیکھکر دل نہایت
خوش ہوا۔ دو حصے تو پہلے ہی دیکھ چکا تھا۔ تیسرا حصہ اب نظر سے گذرا۔ جناب سردار صاحب کی خداداد
لیاقت کے بارہ میں کیا کہا جائے وہ الفاظ نہیں ملتے جو حوالہ قلم کئے جائیں۔ تمام بھارت واسیوں کے
لئے اپکار فرمایا ہے۔ پرماتما سرو شکتیمان سردار صاحب کی بدھی کو اور بھی نرمل کریں۔ اور عرصہ دراز
تلک سلامت با کرامت رکھیں۔ آپ میری اس تحریر کو دوسرے معنوں میں نہ سمجھیں بلکہ یہ دلی سرور ہے
جو خواہ مخواہ امڈا آرہا ہے۔ اور خاموشی اختیار کر سکتا ہے۔ جب چوتھا حصہ تیار ہو جائے بلا دریغ ارسال
فرمائیں۔

شریمان بابو رام لال صاحب معرفت بابو سالگرام صاحب رائے پور سی۔ پی۔

شریمان مہاشے جی نمستے! آریہ سنگیت رامائن بذریعہ وی۔ پی پہنچی۔ کھول کر پڑھنا شروع کیا جب تک تمام
کتاب ختم نہ ہوئی کتاب کو ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہیں چاہا۔ آپ کی اس محنت کے لئے آپ کو دھنیا باد
دیتا ہوں۔ بھگوان آپ کی آیو کو زیادہ کرے آپ کی کتاب کی قیمت جو ہے وہ بالکل ہی کم اور برائے
نام ہے۔ یہ قیمت تو کتاب پر نیوچھاور کرنے کے لائق ہے۔ میں ان کتابوں کی نسبت اپنی سماج کے
ممبروں کو ضرور پریرنا کروں گا۔ کہ وہ ایک دفعہ ضرور ان سے لابھ اٹھائیں۔ حصہ چہارم جب چھپ
جائے ضرور ارسال کریں۔

شریمان پنڈت سنت رام جی وید رتن بھوشن موگہ ضلع فیروز پور

(ہندی سے ترجمہ کیا گیا) شریمان سردار جسونت سنگھ جی نمستے! میں آپ کو آپ کے سنگیت رامائن کے وشے
میں بدھائی دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ جہاں رامائن کے شدھ بھاوؤں کے پرکاشت کرنے کے کارن سدھارک
لوگوں کو پریہ بن رہا ہے۔ وہاں میٹھے رس بھرے گیتوں میں ہونے کے کارن سرو سادھارن ہندوؤں کے
لئے بھی بن رہا ہے۔ کہ وہ رام لیلا اور ناٹکوں میں اسی کے گیت گاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ آپ مہابھارت
کے خاص حصوں کو بھی ایسی ہی رس بھری کوتا میں رچکر پرکاشت کریں۔ اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ
اس کا ہندی ایڈیشن بھی جلد نکالیں۔

شریمان لالہ رلدو رام صاحب ورما پنشنر چک نمبر ۲۳ ڈاکخانہ چھانگا مانگا ضلع لاہور

شریمان سردار صاحب نمستے! آریہ سنگیت رامائن حصہ دوم پہنچا اور خوشی ہوئی۔ شروع سے آخیر تک پڑھی جوں
جوں پڑھتا گیا بہ نسبت حصہ اول کے شاد ہوتا گیا۔ آخر جب چودھواں نظارہ چترکوٹ کی منزل پر پہنچا تو زار زار

آنسو کرنے لگے۔ ایشور جانے آپکے ذہن سے نکلے ہوئے الفاظ میں بوقت تحریر جادو تھا یا کیا۔ پھر اتنا بالک
لیاقت و تجربہ اسی کا نام ہے کہ پڑھنے والے کے دل کو شکنجہ میں ایسا دبایا ہے کہ دوسری طرف دیکھنے کی خواہش
و ہمت نہیں پڑ سکتی۔ بندہ آپ کی لیاقت و اسامندی کا از حد ممنون ہے۔ بلکہ کل آریہ جاتی ممنون احسان
ہو گی۔ قومی سیوا اسی کا نام ہے۔ ایشور سے پرارتھنا ہے وہ ایسے دیش قومی خیر خواہ کی عمر دراز اور صحت میں
ہمیشہ تندرستی بخش کر خوش و خرم رکھے اور جملہ آریہ جاتی کی سیوا میں پرارتھنا ہے کہ وہ بھی ایشور سے ایسے
غمخوار اور خیر خواہ کیلئے دعائے خیر منائیں۔ حصہ دویم میں ایک ایک لفظ موتیوں کی طرح پرو دیا ہے جس کیلئے
مجوزہ قیمت کا ایک نقطہ بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ بھلا تکلیف اور خرچ کا تو کہنا ہی کیا ہے جملہ آریہ جاتی
کو سردار صاحب کی حوصلہ افزائی میں کچھ سوچ وچار کرنی چاہیئے۔

شریمان مہاشہ گجادھر پرشاد صاحب اہلکار دفتر ملٹری ورکس سرکار عالی واقع حیدرآباد

(حیدر آباد دکن) شریمان سردار صاحب نمستے! جناب کی مصنفہ کتاب کے تمام نظارے واقعی بڑے دلچسپ اور
دلکش ہیں اور موجودہ زمانہ کے لئے از حد مفید ہیں۔ گانے میں جو فولادی اثر پیدا کیا ہے وہ معمولی شاعروں
سے ہونا دشوار ہے۔ اس کے گائن ہر ایک نوجوان بھارت باسی کے لئے جو اپنی مقدس کتب اور بزرگوں
کے کارناموں سے بالکل بے بہرہ ہیں قدیم رشیوں اور راجا پرجا کے تعلقات و فرائض کی طرف متوجہ کرنیوالے ہیں
اس بینظیر کتاب کا بنانا آپ ہی جیسے مہاپرشوں کا کام ہے۔ جس کسی کو ایک دفعہ بھی اسکے گائن سننے کا موقع
ملا وہ اس کتاب اور مصنف کے بلند خیالات کا دلدادہ ہو گیا۔ چونکہ مجھے شری رامچندر جی شری کرشن جی کے
اتہاس سے اتی پریم ہے۔ چنانچہ ابتک جن مہاپرشوں نے اس کے متعلق جو کتاب بنائی ہے وہ سب
میرے پاس ہیں۔ اسوقت منجملہ ان تمام رامائنوں کے آپکی مصنفہ رامائن کے اونچے بھاؤ لئے ہوئے مضمون
گائن آئندہ کی روشنی والے اصحاب کے جیون میں پریورتن کرنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ میری پرماتما سے پرارتھنا
ہے کہ آپ کوشش کار یہ کرنے میں کامیابی اور تندرستی پردان کریں۔ تاکہ یکے بعد دیگرے بقیہ دھاتہاس متذکرہ
صدر جو کہ بھارت ورش کے لئے ضروری ہیں۔ کی تکمیل کرنے میں سامرتھ ہوں۔ اور آپ سے گذارش ہے
کہ ضروری کمی کو اپنی گوہر قلم سے آہستہ آہستہ پوری کریں جہاں مصنف مہاشے کا دھنباد ادا کرتا ہوں وہاں
معزز پبلک سے بزور سفارش کرتا ہوں کہ اس رامائن کو کم از کم ایک مرتبہ ملاحظہ فرمائیے۔ میرے خیال
میں اس بینظیر کتاب کا روزانہ مطالعہ کرنا ہر ایک دھرم ابھلاشی انسان کے لئے ضروری و لازمی ہے۔
(افسوس کہ میں آپکے باقی خطوط بوجہ عدم گنجائش درج نہ کر سکا جس کے لئے معافی
چاہتا ہوں۔ مصنف)

شریمان مہاشہ میلا رام جی بھولا اسب اورسیر کلاس سٹیو انجینئرنگ سکول لکھنؤ

پوجنیہ مانیہ ور جی نمستے! آریہ سنگیت رامائن حصہ دویم بذریعہ وی پی پہنچا تو جامہ میں پھولا نہ سمایا اِدہر دیکھ
اُدہر دیکھ دوستوں سے قیمت ای اور وی۔ پی وصول کیا۔ اور اسی وقت پڑھنی شروع کی ابھی تھوڑی ہی دیر پڑھی

تھی کہ میرے مترجہاشہ جگن ناتھ جی نے مجھ سے چھین لی اور متواتر خوشی سے پڑھنا شروع کیا ابھی ختم ہونے پائی تھی کہ سورج بھگوان نظر سے اوجھل ہو گئے۔ چراغ جلایا اور تمام کتاب ختم کر کے اٹھے۔ تمام حاضرین کے بے اختیار آنسو بہ نکلے جن کو ہر چند چھپایا۔ مگر چھپ نہ سکے پانچ چھ مہاشے موجود تھے۔ سب کی زبان سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا۔ واہ وا رامائن کیا ہے امرت کے گھونٹ ہیں۔ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ کو تا ابد سلامت رکھیں اور اس کرپا کا پھل جو آپ نے آریہ پبلک پر کی ہے۔ دیں۔ تیسرا حصہ تیار ہونے پر فوراً بھیجدیں۔

شریمان لالہ جھجومل نندلال تالاب بازار لدھیانہ

شریمان جی نمستے! آریہ سنگیت رامائن حصہ دوئم پہنچا جو کہ قابل تعریف ہے حصہ اوّل پڑھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ایسی یا اس نمونہ کی کوئی دوسری کتاب نہ ہوگی۔ لیکن جب دوسرا حصہ پڑھا تو اس کا جوہر معلوم ہوا اور یہ حصہ اول سے بھی بڑھ چڑھ کر نکلا چنانچہ جسوقت بھرت اور کوشلیا کے سوال جواب پڑھے تو بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ کیونکہ وہ سوال و جواب ایسے درد انگیز ہیں۔ کہ دڑھ چت والا انسان بھی اس کو بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھ سکتا۔ میں ایشور پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ پرماتما ایسے نمونہ شاعری سردار جسونت سنگھ جی کو تا ابد سلامت رکھے تاکہ دنیا میں ایک شاعری کا نمونہ ہے اور انکا دماغ اس موجودہ دماغ سے بھی ترقی کرے تیسرا حصہ چھپتے پر اطلاع دیں +

شریمان ماسٹر رادھا کشن جی سکریٹری گئو رکھشنی سبھا لدھیانہ

شریمان سردار جسونت سنگھ جی اجے گئو ماتا کی۔ آپ کی تیار کردہ رامائن دو حصہ میری نظر سے گذرے واقعی انکے تیار کرنے میں آپنے قوم پر ایک اعلیٰ درجہ کا اپکار کیا ہے ایشور آپکو اسکا نیک اجر دیں امید ہے کہ تیسرا حصہ بھی تیار ہو گیا ہوگا۔ مہاشہ پورنچند جی آپ کی رامائن ہمارے دونہ پرچار کی بھجن پارٹی میں روزانہ سناتے ہیں۔ سامعین پر ایک عجیب حالت طاری ہو جاتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ گئوشالہ کے پرچار میں اس کتاب کو ساتھ رکھا جاوے۔ کیونکہ ایکدفعہ سن پاتا ہے۔ وہی خریدنا چاہتا ہے اسلئے مندرجہ ذیل کتب بھیجدیجئے۔

شریمان بابو امرناتھ صاحب دت بی۔ اے بیدھڑک روپڑ ضلع انبالہ۔

مکرمی سردار صاحب تسلیم۔ سنگیت رامائن مصنفہ آنجناب ہر دو حصہ میری نظر سے گذرے آپکی تصنیف نے اس کمی کو جو کہ موجودہ زمانہ کی لطافت پسندی اور نیولائٹ کی نیرنگی کے طفیل ہند کی متبرک کتب کی عزت و وقعت میں واقع ہوئی تھی۔ توجہعام کو زمانہ کے اطوار کے مطابق اس کوتاہی کی طرف منعطف کر کے عمیق پیمانہ تک پورا کیا ہے۔ رامائن کا نفس مضمون کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہند کا ہر ایک فرد و بشر خواہ ہندو یا مسلمان عیسائی ہو یا یہودی اس سے اچھی طرح واقف ہے۔ بالمیک اور تلسی کرت رامائنوں کو چھوڑ کر جتنی کتابیں اس مضمون پر لکھی گئیں وہ اس مدعا سے لکھی گئیں کہ پبلک کو زمانہ سلف کی تہذیب کے مطابق جس پر کہ ہم اسقدر نازاں ہیں گرشستی آدیل اور دیش زندگی کا پتہ لگے کسی حد تک پورا کیا لیکن جو کام آپکی سنگیت رامائن نے پورا کیا وہ صرف اسی کا حصہ ہے +

اسوقت بلشمار رامائینں برچلت ہیں۔ بطرز ناول لکھی گئیں۔ بطرز ناٹک تصنیف ہوئیں لیکن جس خوش اسلوبی سے سنگیت رامائن نے اپنے مطلب کو ادا کیا زبان خلق اسکی معترف ہے۔ مصنف سنگیت رامائن نے اس کا نام رکھنے اور اس کو تھیٹریکل اصطلاحات سے مبرا کرنے میں پبلک جذبات اور احساس کا خاص طور پر پاس کیا ہے جسکی وجہ سے یہ کتاب بچے بوڑھے مرد و عورت کے قابل اور گھروں میں سننے سنانیکے لائق ہے۔

اس کتاب کی عبارت سادہ اور عام فہم ہے گو وقتاً فوقتاً راگ کی بحر کو درست کرنیکے لئے یا نثر کی نشست کو ٹھیک رکھنے کیلئے درٹھہ ہندی الفاظ کو مشکل فارسی اصطلاحات سے وابستہ کیا گیا۔ مگر اس کی تلافی ساتھ دئے ہوئے معنوں سے بخوبی ہوگئی ہے۔ ہر گانیکے بعد مصنف کا سالم نام شاید نکتہ چیں نظروں کی گہری تاب نہ لاسکے لیکن اس ضمن میں بھی مصنف کی ظرافت پسندی کلیتہً قابل تعریف ہے۔ مثلاً جنک دشرتھ کو بارات کی تیاری کا خط لکھتے ہیں۔ اور آخر میں کہا ہے " ملے جس گھڑی خط اسیوقت آنا " مگر ساتھ جسونت سنگھ کو بھی لکا نا یہ خاص لطف رکھتا ہے۔ زمانہ کی روش اس بات کو محسوس کرا رہی ہے کہ سنگیت رامائن جیسی بہت سی کتابیں تصنیف کیجائیں کیونکہ جن اصحاب کے ہاتھوں میں اس کتاب کا جانا مقصود ہے انکے لئے خاص لچسپی اور دلبستگی کا سامان ہے مجھے امید ہے کہ مصنف سنگیت رامائن اس کام کو برابر جاری رکھینگے۔ جہا بھارت کو منظوم کرنیکی تیاری کرینگے۔

شریمان بابو متھراداس صاحب اورسیر نہر ما چھیواڑہ لدھیانہ

مکرم بندہ لالہ دیویدیال جی نمستے! میں نے آپسے آریہ سنگیت رامائن ہر دو حصہ منگوائے تھے جسکو پڑھکر بہت آنند حاصل ہوا کتابیں واقعی لاجواب ہیں کیا ہی اچھا ہو اگر یہ بطور ٹیکسٹ بک منظور ہو کر پانچویں اور چھٹی جماعت میں طلبا کو پڑھائی جائیں تو بچوں کی زندگی پر ایک خاص اثر پڑے۔ براہ مہربانی تیسرا حصہ اگر تیار ہوگیا ہو تو وہ اور چوتھا حصہ بھی بھیجدیں۔

شریمان مہاشہ سی ڈی سہگل کمپونڈر بنگلہ دیہر چک نمبر ۲۵۱ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ

شریمان مانیہ ور سردار صاحب نمستے! آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آریہ سنگیت رامائن ہر دو حصوں کو پڑھا جس کے پڑھنے سے دماغ کے کواڑ کھل گئے۔ اور آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگے لطف تو یہ ہے کہ اسکی نثر بھی نظم سے کسی پہلو میں کم نہیں کتاب ہمہ صفت موصوف ہے جس طرح ایک غنچہ کے کھلنے سے دماغ تر و تازہ ہوجاتا ہے۔ اسی طرح اس کتاب کو پڑھنے سے دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ درحقیقت جس خوش اسلوبی اور خوبی سے محنت اٹھاکر جس پیرایہ میں آپنے اسکو قلمبند کیا ہے۔ وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے اور جتنی تعریف کیجائے کم ہے کتاب ہے گویا موتیوں کی لڑی ہے پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ وہ آپ کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی دیویں ۔

شریمان بابو شیام لال جی پوری پوسٹل کلرک افریقہ

شریمان مہاشہ دیویدیال جی نمستے! میں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے سردار جسونت سنگھ والی آریہ سنگیت رامائن حصہ اول و دوم کا ملاحظہ کیا۔ بیشک ہر دو حصہ قابل تعریف ہیں۔ اور مصنف کی محنت کی جسقدر داد دیجائے تھوڑی ہے۔ میں نے آجتک ایسی عمدہ اور دلکش کتاب کا مطالعہ نہیں کیا۔ مصنف کی تعریف کرنے سے قلم قاصر ہے۔ حصہ سویم اگر چھپ گیا ہے تو جلدی ہی بھیجدیں ۔

رامائن

اور

اُس کا دیباچہ

کہنے کو معمولی دو لفظ ہیں جو ہر ایک انسان بڑی آسانی سے ادا کر سکتا ہے مگر میں سوچتا ہوں کہ اس جگہ کیا لکھوں۔ رامائن کی سمالوچنا کرنا میرے جیسے انسان کیلئے مشکل ہی نہیں بلکہ ایک ناممکن امر ہے۔ میں اسکے متعلق قلم اٹھانا تو درکنار خیال کرنا بھی فضول ہے کیونکہ میں اس پہلو میں اپنے آپ کو بالکل اسمرتھ دیکھتا ہوں باقی رہی یہ بات کہ موجودہ زمانہ کی بہت سی مروّجہ رامائنوں میں توہمات اور ٹرٹر کی اصلیت جسکو زمانہ حال کی روشنی کے تعلیم یافتہ ہی نہیں۔ بلکہ پرانے دقیانوسی خیالات کے انسان بھی تسلیم کرتے ہوئے کتراتے ہیں۔ کو ظاہر کیا جائے۔ مثلاً بالی و ہنومان وغیرہ کی خلاف فطرت پیدائش ہنومان کا سمندر کو پھاندنا۔ پہاڑ کو اٹھا لانا۔ سورج کو منہ میں ڈال لینا سیتا کا جلتی ہوئی چتا سے زندہ برآمد ہونا میگھ ناتھ کے کٹے ہوئے سر کا اُسکی استری سے باتیں کرنا ہنومان وغیرہ بانروں کی اصلیت۔ راون کے گیارہ مختلف سروں کی حقیقت وغیرہ وغیرہ۔ سو اسکے بارے میں خامہ فرسائی کرنا محض تضیع اوقات۔ اور پسے ہوئے کو پیسنا ہے۔ کیونکہ ان سب جھگڑوں کا فیصلہ ٹھاکر سکھ رام داس جی چوہان و ٹھاکر اچھر چند جی اپنی تصنیف کردہ کتاب موسومہ "ہنومان جی کا جیون چرتر" "رامائن بطرز ناول" میں بڑے اچھے اور مدلّل پیرایہ میں ظاہر کر چکے ہیں اگر ایسی عالمانہ بحث کو پڑھ کر بھی کسی کے دل میں شک باقی رہتا ہے تو بقول شیخ سعدی

نشود خشک بجز آتش راست

میری کوشش کرنی بھی لاحاصل ہے البتہ ایک پوائنٹ ہے جسکو موجودہ مصنفان رامائن نے بالکل نظرانداز کردیا ہے یعنی سیتاجی کی پیدائش کے متعلق اسوقت بھی اکثر اصحاب کا یہ خیال ہے کہ ملک میں قحط پڑجانیسے راجہ جنک کو جوتشیوں نے بتلایا کہ اگر آپ اپنے ہاتھوں سے ہل چلائیں تو یہ آفت دور ہوسکتی ہے چنانچہ راجہ جنک نے ایسا ہی کیا اور ہل چلاتے وقت سیتا زمین سے برآمد ہوئی۔ اس بات کو پرکھنے کے لئے ہمارے پاس دو کسوٹیں ہیں۔ **اوّل** کانشنس یا ضمیر **دوئم** بالمیکی رامائن۔ مگر یہ دونوں ہی اسکے برخلاف شہادت دیتی ہیں۔ اوّل عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ کوئی انسان اس طرح زمین کے اندر اتنا بوجھ کے نیچے ہوا کی آمدورفت کے بغیر ایک منٹ بھی زندہ رہ سکے۔ یہ ایک مسلّمہ اصول ہے۔ جسکو ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جانتا ہے۔ اسلئے اس پر چنداں بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں بالمیک رامائن میں سیتا اور دھرنی دو ایسے لفظ آتے ہیں۔ جسکے اصلی معنوں کو نہ جانتے ہوئے بعض لوگوں نے ان سے یہ مطلب نکال لیا کہ سیتا زمین سے برآمد ہوئیں۔

سیتا کے معنی سنسکرت میں ہل[۱] سے ڈالی ہوئی لکیر کے بھی ہیں جسکو عام بھاشا میں کھوڈ کہتے ہیں (سیتا کے معنی نیم (اصول) میں بندھی ہوئی کے ہیں) دھرنی کے معنی زمین کے بھی ہیں۔ اور سیتا کی ماتا کا نام بھی دھرنی تھا۔ اسلئے سادھارن لوگوں نے اپنے گھریلو کوش سے اس کا یہ مطلب نکال لیا۔ کہ سیتا کے معنی ہل کی لکیر اور دھرنی کے معنی زمین لیسن پر ہیں ہل چلاتے ہوئے سیتا اس میں سے برآمد ہوئی۔ ورنہ ساری بالمیک رامائن میں اس بات کا کہیں بھی ذکر نہیں کہ سیتا اس طریقہ سے زمین سے برآمد ہوئیں بلکہ برخلاف اسکے بالمیک رامائن سے جابجا اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ سیتاجی راجہ جنک کی زائیدہ پتری تھی چنانچہ جنک نے جابجا سیتا کو آتم جاد ستا کہا ہے جسکے معنی اپنی پیدا شدہ کنیا کے ہیں۔

جسوقت سیتاجی پیدا ہوئیں راجہ جنک نے کہا کہ جنکوں[۲] کے خاندان میں یہ میری ستائش

---

[۱] دیکھو گوبل گریہ سوتر پرپاٹھک ۴۔ کانڈ ۴۔ سوتر ۳۰۔

[۲] راجہ جنک کا خاندان جنکوں کے خاندان سے مشہور تھا۔ اور یہ ایک پدوی تھی چنانچہ اس کے خاندان میں اس سے پہلے کئی جنک ہو گذرے ہیں۔

کو بڑھاوے گی۔ وہاں یہ عبارت نہیں ہے کہ یہ زمین سے پیدا شدہ لڑکی میرے نسل
بڑھاوے گی۔ بلکہ صاف لفظوں میں سُتنا اور آتم جا لکھا ہوا ہے۔
(دیکھو بالمیک رامائین۔ بال کانڈ۔ سرگ ۶۶ شلوک ۲۲)
راجہ جنک سوئمبر کے وقت کہتے ہیں۔ کہ "یہ میری سُتا بل سے جیتی جائیگی۔ یہ میرا
پرتگیا ہے" بالمیک رامائین بال کانڈ۔ سرگ ۶۷ شلوک ۸۔
جسوقت انسوئیا نے سیتاجی کو بن باس کے سمے اُپدیش دیا ہے تو سیتا اسکے جواب
کہتی ہیں کہ میری جننی نے بواہ کے سمے جو اُپدیش مجھے دیا تھا۔ وہ میں نے دھارن کیا ہوا
جائے غور ہے کہ جننی کے معنی جننے والی یعنی جنم دینے والی ماتا کے ہیں نہ کہ پرورش کرنے وا
دایہ کے۔ چونکہ یہ محدود اوراق ہم کو سردست اس مضمون پر کوئی طول طویل بحث کرنے کی اجا
نہیں دیتے۔ اسلئے بخوف طوالت فی الحال اس کو یہیں ختم کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ ضرورت پھر
وقت اس پر مفصل بحث کیجا سکتی ہے۔ اسوقت اپنے متعلق چند باتیں ناظرین سے کرنا چاہتا
رامائین کے متعلق تھیٹریکل کمپنیوں کے مخرب الاخلاق ڈرامے وغیرہ ذمہ وار اشخاص
سدھانت وردھ گانے عام پبلک پر بُرا اثر ڈال رہے تھے اور لوگ مجبوراً انکی طرف کھچے
جاتے تھے۔ یہانتک کہ یہ مرض بڑھتے بڑھتے آریہ سماج جیسی نکتہ چین سوسائٹی میں
پھیلنے لگا۔ چنانچہ ایک دو دفعہ مجھکو اپنے کانوں سننے کا بھی اتفاق ہوا کہ آریہ سماج کے
پلیٹ فارم پر ایک شخص راون کا وکیل بنکر سیتا کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے۔ اری پاگل!!
رامچندر کا خیال۔ اپنے دل سے نکالدے۔ راون پر اس کی تلوار کارگر نہیں ہو سکتی کیونکہ
ایک موقعے پر اپنے گیارہ سر کاٹ کر شب جی کی بھینٹ چڑھا دیئے تھے اسوقت مجھکو یہ
ملا کہ جسوقت ان سروں کیطرف کوئی ہتھیار لگے گا تو یہ سر لوہے کے اور ہتھیار موم کا ہو جائیگا۔
علاوہ ازیں وہ میرے کون کون سے سر کو کاٹے گا۔ ایک کاٹے گا دو کاٹے
چار کاٹے گا آخر گیارہ میں سے کوئی نہ کوئی سر باقی رہیگا۔ پس راون زندہ کا زندہ وغیرہ
وغیرہ۔ ان حالات اور خیالات کو دیکھ دیکھ اور سُن سُن کر آریہ پبلک اس بات کو
محسوس کر رہی تھی۔ کہ ایک ایسی

منظوم رامائن

تیار کیجائے جو کہ ان مذکورۂ بالا برائیوں سے بالکل مبرا ہو۔ چنانچہ میرے بہت سے دوستوں نے مجھے اکسایا کہ تم اس کام کو اپنے ہاتھ میں لو تو اُمید ہے کہ یکی پوری ہوجائے۔ چنانچہ چند ایک نے قلمی امداد دینے کا بھی وعدہ کیا۔ مگر میں اپنی طاقت سے اچھی طرح واقف تھا۔ اور یہ بھی امید تھی کہ بوقت ضرورت مجھکو قلمی امداد بھی مل جائیگی۔ ساتھ ہی میں اس سے بھی بے خبر نہ تھا کہ امداد بھی اُس انسان کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو اپنے میں بھی کچھ طاقت رکھتا ہو۔ جو خود ہی ایک بوجھ اٹھانیکے ناقابل ہے اس کو کسی کی امداد کیا سہارا دے سکتی ہے۔ بالفرض پانچ دس آدمیوں نے ملکر ایک ناقابل برداشت بوجھ اسکے سر پر رکھ بھی دیا تو سوائے گردن تڑوانے کے اور کیا نتیجہ ہوسکتا ہے ان وجوہات سے میں اکثر ٹال مٹول کرتا رہا۔ مگر اپنے بھائیوں کے بڑھتے ہوئے اصرار نے مجھ کو قائل کر ہی لیا۔ آخر پرماتما کا آسرا لے کر تتھا استو کہہ دیا۔

لیکن مجھ کو اپنی کامیابی کی بہت ہی کم اُمید تھی۔ اسی خیال سے میں نے رامائن کے چند سین اپنی بنائی ہوئی بھجن پُستک "سومۂ آریہ بھجن دیپکا" میں اسی غرض سے نکالدئے کہ اس سے مجھکو عام پبلک کی دلچسپی اور میلان طبع کا پتہ لگ جائیگا۔ اور اس بھجن پستک میں اس رامائن کا ایک نوٹس بھی نکالا۔ چنانچہ پرماتما کی کرپا سے اس کتاب کا ایکہزار کا ایڈیشن قریباً دو ماہ کے عرصہ میں ختم ہوگیا۔ اور مکمل رامائن کے متعلق کثیر تعداد میں فرمائشیں آنے لگیں پبلک کی اس حوصلہ افزائی سے میری ہمت دوبالا ہوگئی۔ اور میری ناامیدی کسی قدر اُمید میں تبدیل ہوگئی۔ چنانچہ میں نے ایشور کا نام لیکر اس کام کو شروع کردیا۔

میرا دعوےٰ

نہ کبھی تھا نہ اب ہے کہ میں بھی کوئی شاعر ہوں۔ بلکہ سچ پوچھا جائے تو شاعروں کے نام لکھنا مجھکو بجائے ایک نقطے کے استعمال کرنا بھی اس پوتر نام کی ہتک کرنا ہے یہ میں کسر نفسی یا زمانہ سازی کے طور پر نہیں کہتا۔ بلکہ اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہوں ہاں اتنی بات

ضرور ہے کہ مجھ کو اوائل عمر سے ہی ایسی باتوں کا شوق تھا۔ اور میری طبیعت دیگر مشاغل
کی نسبت اس طرف زیادہ مائل رہتی تھی۔ شطرنج۔ چوسر۔ گنجفہ وغیرہ کھیلوں سے مجھ کو
قدرتی دلی نفرت تھی۔ یہاں تک کہ ان میں سے سوائے ایک آدھ کے باقیوں کے مجھکو
صرف نام ہی آتے ہیں۔ میں بجائے ان کھیل کٹاریوں کے اپنا بہت سا وقت مشاعرہ
سننے اور بعض وقت کرنے میں صرف کیا کرتا تھا۔ اور ایسے لوگوں کی صحبت سے مجھ کو خاص
پریم تھا۔ یہ اسی صحبت کا پھل ہے جو آج اس طریقہ پر اپنے ناظرین۔۔۔ سے دو چار باتیں کرنیکا
موقعہ ملا۔ قصہ کوتاہ میں نے اس کام کو شروع کر دیا۔ اور اپنے مداحوں کو جنہوں نے
مجھے قلمی امداد دینے کا وعدہ کیا تھا زبانی و تحریری یاد دلایا۔ اپنے وعدہ کو ایفا کرو مگر وہاں
انکی طرف سے بڑی شردھا اور پریم سے بھرا ہوا دُکھڑا دُکھلا یا جواب ملا۔ کہ آج کل تو

مرنے کی فرصت نہیں

ایسا جواب سُنکر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور لکھ دیا کہ پرمیشور نہ کرے کہ آپ کو ایسے
نامراد کام کے لئے (مرنے کے لئے) فرصت ہو۔ اس فرصت سے آپکی عدیم الفرصتی
لاکھ گنا بہتر ہے۔ اس کام سے جس طرح ہوگا میں خود نپٹ لونگا۔ چنانچہ میں نے
اپنے استقلال کو نہیں چھوڑا۔ اور اس کام کو جاری رکھا۔

پہلے ارادہ تھا کہ رامائن کے صرف خاص خاص واقعات کو ہی بھجنوں کے
سانچہ میں ڈھالا جائے۔ سلسلہ وار لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اسلئے اسکا نام
بھی آریہ رامائن بھجناولی کے نام سے نکالا تھا لیکن جب میں وہ ارادہ ملتوی کرنا پڑا کیونکہ
میرے چند مقامی دوستوں نے میری اس رائے سے اتفاق نہیں کیا اور فرمایا کہ
لکھتے ہو تو مسلسل اور مفصل لکھو جس سے پڑھنے والوں کو کچھ لطف بھی ہو۔ ورنہ اس طرح
لکھنے سے کہ ہاتھ چھوٹا ناک پکڑ لیا۔ ناک چھوڑا ٹانگ جا پکڑی۔ کچھ فائدہ نہیں۔ آخر
مجھکو اس کی صداقت کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا اور مسلسل لکھنا شروع کیا اور بجائے
آریہ رامائن بھجناولی کے اس کا نام

آریہ سنگیت رامائن

رکھا گیا۔ اسقدر گہرے سمندر میں غوطہ لگانا میرے لئے بہت مشکل تھا کسی مشہور تیراک غوطہ خور کیلئے یہ کام چاہے معمولی ہو لیکن میرے جیسے انسان ”جیونٹی کیلئے پیالہ ہی دریا ہے“ یہ کام بہاں کٹھن تھا۔ تاہم جہانتک میرا دم تھا میں نے غوطہ لگایا اور جو کچھ موتی وغیرہ اس میں سے دستیاب ہوئے ان کو کیچڑ اور مٹی سے صاف کرکے آپ کے سامنے پیش کردیا۔ ان کا پرکھنا آپ کا کام ہے۔

حتی المقدور میں نے اردو الفاظ کا استعمال بہت کم کیا ہے اور ہندی بھاشا کا بہت زیادہ خیال رکھا ہے مگر جہاں دقیق اردو کو نظر انداز کیا ہے وہاں گوڑھ بھاشا سے بھی احتراز کیا ہے۔ تاہم باوجود اسقدر بچیچاؤ کے بہت سے ایسے لفظ درمیان میں آہی گئے مگر ناظرین کی سہولیت کے لئے ان کا ساتھ ساتھ ترجمہ کردیا۔ تاکہ مطلب سمجھنے میں کسی قسم کی دقّت نہ ہو۔

آخری التماس

جو میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ جن جن اصحاب کی خدمت میں یہ ناچیز تصنیف پہنچے وہ کرپا کرکے اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرماکر خاکسار مصنف کو مشکور فرمادیں۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ اسکے متعلق کوئی تعریفی ریویو لکھیں بلکہ جو کچھ آپ کی بھلی یا بری رائے اسکے متعلق ہو اس کا اظہار باعث مشکوری ہوگا۔ بلکہ ان اصحاب کا میں خاص طور پر ممنون ہوں گا۔ جو کہ اس کتاب کے نقائص کو مجھ پر ظاہر فرماوینگے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کو رفع کرنے کی کوشش کیجاوے۔

آپ کا شبھ چنتک
جسونت سنگھ ورما۔ ٹوہانوی

آریہ سنگیت رامائن

پہلا نظارہ

ایشور استتی

(گانا) دہرپد شیام کلیان یا بھیم پلاس چارتال

دینا بندھو دینا ناتھ ۔ شرن آئے ہم اناتھ ۔ تم ہمارے پرم دیو ۔ ہمری لاج تمہری ہاتھ

دینا بندھو ۔۔ ۔۔

پورن برہم پرم آنند ۔ کاٹو ناتھ جن کے پھند ۔ ہم ہیں دین متی مند

تم ہی تات تم ہی بھرات

دینا بندھو ۔۔ ۔۔

نرآکار نروکار ۔ سرو ایش سرو آدھار ۔ آئے ناتھ تمہرے دوار!

تم ہی پتا ۔ تم ہی مات

دینا بندھو ۔۔ ۔۔

آن لاگے تمہرے چرن ۔ لیجو ناتھ اپنی شرن ۔ نام تیرا دکھ ھرن

تم ہی دوس تم ہی رات

دینا بندھو ۔۔ ۔۔

تم ہی آد تم ہی انت ۔ مہادیو پرم سنت ۔ شرن تیری ہے بھگونت

جنم مرن تیرے ہاتھ

دینا بندھو ۔۔ ۔۔

مہاراجہ دشرتھ کی خواہش اولاد میں بیقراری

گانا (راگنی کونسیہ تین تال)

پل پل ڈھل ڈھل ڈھل گئی ساری دنیا سے محروم چلے ہیں
دھن دولت اور مال خزانہ۔ کچھ دن میں سب ہوئے بیگانہ
وہ دن جگ میں گھوم چلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل
سیاہی گئی سفیدی آئی۔ کچھ امید نہ دیت دکھائی۔
جوبن کے دن گھوم چلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل
چن سوارتھ میں عمر گذاری۔ دان پن کی ریت بساری
ہم سے تو وہی شوم بھلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل
واہ واہ تیری گتی بدھاتا۔ دشرتھ جگ سے نراش جاتا۔
روتے رنج مقسوم چلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل

(دل ہی دل میں)

ہا دیو! کیا میری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ دنیا سے اس طرح محروم جاؤں افسوس اکشواکو بنش کے خاتمہ کے کلنک کا ٹیکہ میرے ہی منحوس ماتھے پر لگنا تھا۔ ناتھ آپ کے بھنڈار میں تو کسی چیز کی کمی نہیں۔ مگر یہ میری پراربدھ ـ ـ ـ ـ

بششٹ جی (گانا)

بتاؤ مجھ کو بھی تو اے راجن تمہارے دل پہ ملال کیا ہے
ہوا یہ چہرہ اداس کیوں ہے کہو طبیعت کا حال کیا ہے
تمہاری یہ دیکھ کر کے حالت ہوئے ہیں چھوٹے بڑے ہراساں
تمہارے دل پہ یکایک ایسا بتاؤ آیا خیال کیا ہے
امن سے بستی ہے پرجا ساری غنیم کا کچھ نہیں ہے کھٹکا

جو آنکھ بھر کر ادھر کو دیکھے ۔ بھلا کسی کی مجال کیا ہے
دیا ہے ایشور کی ہر طرح سے مگر نہیں کچھ سمجھ میں آتا
یہ بیٹھے بیٹھے نہ جانے دل پر بندھا بھرم کا اچنجال کیا ہے
پڑی کس الجھن میں ہے طبیعت ۔ جو اتنے گھبرا رہے ہو راجن
نہیں جو جیونت سنگھ سے سلجھے بھلا وہ ایسا سوال کیا ہے

ناٹک

مہاراج آپ کی یہ حالت دیکھکر تمام راج سبھا کے دل بیٹھے جاتے ہیں ہر ایک اپنے اپنے قیاس کے گھوڑے دوڑا رہا ہے ۔ مگر یہ پہیلی کسیکی سمجھ میں نہیں آتی کہ آج آپکے چہرہ پر یہ غیر معمولی اتار چڑھاؤ کیسے ہوا ۔ کرپا کر کے جلدی اس معمہ کو حل کیجئے ۔ تاکہ سب کے دلکو دھیرج ہو ۔

مہاراجہ دشرتھ کا گانا (بحر طویل)

کیا کہوں اے گرو جی میں اپنی بپتا تجھ کو اولاد کا غم ستاتا رہا
ہر طرح سے ہوئی ناامیدی مجھے اب زمانہ جوانی کا جاتا رہا

جو جوانی تھی ڈھل ڈھل کے جانے لگی ۔ اب اکستھا بڑھاپے کی آنے لگی
ناامیدی مجھے منہ دکھانے لگی ۔ یہ فکر رات دن مجھ کو کھاتا رہا

کیا کہوں اے گرو جی ۔۔۔

یدی ہو جاتا گھر میں مرے اک پسر ۔ تو اجڑتا نہ یوں میرا آباد گھر
کس طرح سے کروں زندگی کو بسر ۔ مجھے ساری عمر غم جلاتا رہا

کیا کہوں اے گرو جی ۔۔۔

اب تو آخیر دن نکٹ آتا دکھے ۔ اور دشرتھ نپوتا کہلاتا دکھے
راج غیروں کے ہاتھوں میں جاتا دکھے ۔ جس پہ خون اور پسینہ بہاتا رہا

کیا کہوں اے گرو جی ۔۔۔

ہائے لاولدی کا داغ لے کر چلا ۔ جو کہ ہونا تھا آخر وہ ہو کر ٹلا !

رات دن اس فکر میں رہوں مبتلا　　نام سنسار سے میرا جاتا رہا
کیا کہوں اے گرو جی ...

کیا جگر جبکہ لخت جگر ہی نہیں!　　کیا نظر جبکہ نورِ نظر ہی نہیں
کیا شجر ہے وہ جس پر ثمر ہی نہیں!　　بے پسر کا جہاں میں کیا ناتہ رہا
کیا کہوں اے گرو جی ...

یہی ٹھانی ہے دل میں کہ جوگی بنوں　　چھوڑ کر راج اب تو فقیری کروں
کیوں نہ جیتے جی جسونت سنگھ تیاگ دوں　　برھا اس سے محبت بڑھاتا رہا
کیا کہوں اے گرو جی ...

ناٹک

منی جی! یوں تو ہر طرح سے ایشور کی کرپا ہے۔ رعیت خوشحال اور دشمن پائمال ہے۔ مگر ایک خیال ہے جو ہر وقت مجھ کو تڑپاتا رہتا ہے۔ کہ اب عمر کا آخیر حصہ بھی ختم ہوتا جاتا ہے لیکن میں آجتک اصلی دولت سے محروم ہی رہا۔ اگر ایک پتر بھی ہوجاتا۔ تو میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوجاتا۔ یہ جاہ و حشمت اب مجھے اژدہا بن کر کاٹنے کو آتے ہیں۔ آخر کونسی اُمید پر اپنے دل کو تسلی دوں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

دوھا

چاند چڑہیں سورج بھویں۔ دیپک جلیں ہزار
جس گھر میں بالک نہیں وہ گھر نپٹ اندھیار

(سرد آہ بھر کر) افسوس! اس راج کے اب غیر ہی مالک ہوں گے۔ ایشور تیری لیلا!

بششٹ جی

(دگا نا بحر طویل)

اے مہاراج غم ہے بجا آپ کا بنا دیپک مکاں میں اُجالا نہیں
گھر نہیں ہے وہ شمشان کے تلیہ ہے یدی گھر میں کوئی لڑکا بالا نہیں

کوئی پتر سا جگ میں پدارتھ نہیں　　بنا بنیاد رہتی عمارت نہیں

اندھی آنکھیں ہیں جن میں بصارت نہیں — آئے جگ میں مگر دیکھا بھالا نہیں

اے مہاراج غم ہے .....

جس چمن میں ہمیشہ خزاں ہی رہے — اور باد مخالف رواں ہی رہے
ہر گھڑی ایک جیسا سماں ہی رہے — ایسے غنچے کا کھلنا سُو کھالا نہیں

اے مہاراج غم ہے ...

آہیں بھرتے ہی بھرتے گذاری عمر — توڑ دی نا اُمیدی نے سب کی کمر
آج تک نہ ہُوا ایک بھی تو کنور — کبھی ارمان دِل کا نِکالا نہیں

اے مہاراج غم ہے ...

مگر مایوس ہونا نہیں چاہیئے — آپ شرنگی رشی جی کو بلوائیے
یگیہ کا جلد سامان کروائیے — کرم اِس سے کوئی اور اعلیٰ نہیں

اے مہاراج غم ہے ..

کیا تعجب جو اب بھی برآئے مُراد — اس بڑھاپے میں ہی دیدے ایشور اولاد
ہم کریں اُس کا جسونت سنگھ دھنیاد — اُس نے کس کس کو راجن سنبھالا نہیں

اے مہاراج غم ہے ...

ناٹک

مہاراج! واقعی آپ کا یہ رنج وغم بجا ہے۔ وہ گھر گھر نہیں ہی بلکہ ایک طرح کا شمشان ہے جسمیں کوئی بچہ کھیلتا ہُوا دکھائی نہ دے۔ اولاد زندگی کا سہارا اور آنکھوں کا اُجالا ہی۔ لا ولدی کا غم کوئی معمولی غم نہیں۔ آہ! اگر ایک کنور بھی ہو جاتا تو ساری کلفتیں دُور ہو جاتیں۔ دِل کھولکر اپنے دل کے ارمان نکال لیتے۔ مگر اِس طرح نراش نہیں ہونا چاہیئے۔ اس دیالو کو دیا کرتے دیر نہیں لگتی۔ کیا عجب جو اب بھی من کی مراد ملے اور دل کی کلی کھلے آپ بہت جلد شرنگی رشی کو بلوائیے اور یگیہ کا سامان کروائیے۔ اُمید ہے کہ ایشور آپکا دامن مُراد گوہر مقصود سے بھرپور کریں گے۔ اور سب کلیش دُور کریں گے۔

تمام اہالیان دربار کا

گانا

(ریختہ بھیردی دادرا)

مہاراج! آپ یگیہ کا سامان کیجئے
ناحق نہ اپنے دل کو پریشان کیجئے

شرنگی جی واقفی ہیں اک ماہر زماں
ان کو بلا کر یگیہ کا پردھان کیجئے

ان کے علاوہ اور بھی جو ہیں رشی منی
ان کو بلا کر اپنے گھر کا مہمان کیجئے

شبھ کرم دان پن سے بڑھ کر نہیں کوئی
دل کھول کر دھن دیجئے اور دان کیجئے

راجے مہاراجے ہیں جو آپ کے آدھین
ان سب کے نام جاری یہ فرمان کیجئے

اُس سرو شکتیمان دیالو جگت پتی
پرماتما کا اپنے دل میں دھیان کیجئے

آشا ہے پورن ہوئے گی یہ آشا آپکی
بس آج ہی اس بات کا اعلان کیجئے

پورن ہو یگیہ ہو دینگے ایشور دیال جب
جو دلیں ہیں وہ پورے سب ارمان کیجئے

ناٹک

مہاراج! بششٹ جی کا فرمانا بالکل بجا ہے۔ آپ بہت جلد یگیہ کا سامان کیجئے اور ہر جگہ اس بات کا اعلان کیجئے۔ شرنگی جی واقفی ودیا کے سورج ہیں اگر وہ تشریف لے آئیں تو ممکن نہیں کہ آپ اپنی مراد کو نہ پائیں۔ اسلئے آپ شرنگی جی کو بلوائیے اور اپنی قسمت آزمائیے۔ اس پرماتما کی ذات سے کبھی نا امید نہ ہونا چاہیئے اس کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں۔ ممکن ہے کہ اس میں بھی کچھ بھید ہو۔

مہاراجہ دشرتھ کا گانا

آپ کا کہنا مجھے منظور ہے
ہوگیا کچھ کچھ میرا غم دور ہے

میں نے بھی اکثر سنا ہی شرنگی جی
علم ویدک میں بہت مشہور ہے

لے آئیں تشریف وہ اک بار گر
پھر میرا سب دکھ درد کافور ہے

مہربانی جو کریں مجھ پر رشی
دشرتھ ان کا ہر طرح مشکور ہے

جس طرح ہو جلد ان کو لائیے ہو رہا دشرتھ بہت مجبور ہے
منتری جی آج ہی اس کام پر کر دیا میں نے تمہیں مامور ہے
اپنی ہمت چھوڑ مت جسونت سنگھ نکتہ چینی دنیا کا دستور ہے

ناٹک

ان کی شہرت کا چرچا تو اکثر میں نے بھی سنا ہے۔ آپ لوگوں کے کہنے سے اور بھی تصدیق ہو گئی۔ بہتر مبارک!! پرماتما کو یہی منظور ہے کہ شرنگی جی کو یش ملے اور ان ہی کے طفیل میرے دل کی کلی کھلے۔ منتری جی آپ جائیے اور جس طرح ہو سکے شرنگی جی کو ہمراہ لائیے امید ہے کہ رشی جی پدھار کر ہمیشہ کیلئے مجھ کو مشکور فرماویں گے۔ اور میرا سب کلیش دُور فرماویں گے اب زیادہ دیر نہ لگاؤ۔ بس آج ہی روانہ ہو جاؤ۔

منتری

آپ کا جو حکم ہے لاؤں بجا عذر کرنے کی کسے مقدور ہے

ناٹک

مہاراج کا حکم بسر و چشم منظور ہے۔ آج ہی جاتا ہوں اور شرنگی جی کو ہمراہ لیکر آتا ہوں۔ آپ یگیہ کی سامگری[1] تیار کرائیے۔

[1] سامان۔

دوسرا نظارہ

دشرتھ کا دربار اور شرنگی جی کا انتظار

دشرتھ کا گانا

بہت دن بیت گئے لیکن نہیں کچھ خبر آئی ہے　　نہ دن کو چین پڑتا ہے نہ شب کو نیند آئی ہے

ہمیشہ گھڑیاں گنتا ہوں شرنگی جی کے آنے کی　　نہیں معلوم کیا کارن جو دیر اتنی لگائی ہے

ہوئے ہیں منتری بھی بےفکر ایسے وہاں جاکر　　یہاں اس انتظاری میں بنا دشرتھ سودائی ہے

میرے انومان موجب تو انہیں کل آنا چاہیئے تھا　　مگر دن آج کا بھی خالی جاتا سے دکھائی ہے

نہ جانے شرنگی جی کا کچھ پتہ بھی اُن کو پایا ہے　　میری اس انتظاری نے بُری حالت بنائی ہے

اصل میں تو یہ واجب تھا کہ میں خود ہی چلا جاتا　　جو بھیجا منتری جی کو بہت ہی غلطی کھائی ہے

اُدہر وہ بھٹکتے ہوں گے پتہ پایا کہ نہ پایا　　اِدہر میں نے بھی جان اپنی مصیبت میں پھنسائی ہے

پرہت جی تم ہی جاؤ پتہ کر شیگھر آؤ　　مجھے پل پل ہوئی بھاری عجب مشکل بن آئی ہے

پڑی ہے کشمکش میں جان عجب جسونت سنگھ میری　　مجھے اس روز کے جھگڑے سے نہ ملتی رہائی ہے

ناٹک

منتری جی کو گئے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ مگر اب تک واپس نہیں آئے اور نہ ہی کچھ خبر دی۔ میرے حساب میں تو انہیں کل واپس آجانا چاہیئے تھا۔ ورنہ آج آجانے میں تو کچھ شک ہی نہ تھا۔ مگر مجھے تو آج کا دن بھی خالی جاتا نظر آتا ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ماجرا ہے معلوم نہیں کہ شرنگی جی ان کو ملے بھی یا نہیں۔ اگر مل گئے ہیں تو انہوں نے آنا بھی سویکار کر لیا ہے یا نہیں۔ اصل میں تو مجھے خود ہی جانا چاہیئے تھا۔ میں نے غلطی کی اور سخت غلطی کی۔ جو منتری جی کو بھیجا۔ خیر اب بھی مناسب ہے کہ خود چلنے کی تیاری کروں اس سے دو فائدے ہوں گے ایک تو سفر میں دل بہلا رہے گا۔ اس ہر گھڑی کی۔

انتظاری سے چھٹکارا ہوگا۔ دوسرے شرنگی جی کو یہ شکایت نہ رہیگی کہ خود نہ آیا اور منتری جی کو بھیجدیا۔ دیکھو سوچکر اگر میں اس طرف چلدیا اور وہ یہاں آگئے تو اور بھی خرابی ہوگی ایک غلطی کو تو اب تک پچھتا رہا ہوں۔ یہ ور غلطی پر غلطی کرنے لگا ہوں ممکن ہے کہ شرنگی جی مجھکو یہاں نہ پاکر واپس لوٹ جائیں اور سارا بنا بنایا کام بگڑ جائے وہ سنیاسی ہیں۔ کسی کی انہیں پرواہ ہی کیا ہے۔ (بششٹ جی سے مخاطب ہوکر) پر وہست جی! آپ ہی جائیے اور جلدی....

دربان کا گانا

مہاراج منتری جی تشریف لارہے ہیں
شرنگی رشی جی سنگ میں شوق بڑھا رہے ہیں
ڈیوڑھی پہ چھوڑ ان کو حاضر یہاں ہوا ہوں
جو حکم ہو تو کہدوں اندر بلا رہے ہیں
یا جیسی آگیا ہووے ارشاد کیجے بھگون!
ہم خانہ زاد ہر دم خدمت بجا رہے ہیں
وہ منتظر ہیں راجن بس آپ کے حکم کے
جسونت سنگھ ان کے دل کو بہلا رہے ہیں

ناٹک

پرتھوی ناتھ! منتری جی معہ شرنگی جی کے تشریف لائے ہوئے ہیں اور ڈیوڑھی پر براجمان ہیں۔ مجھ کو اطلاع کے لئے بھیجا ہے۔ کیونکہ بغیر اطلاع کئے دربار میں آنا آئین شہنشاہی کے بالکل خلاف ہے۔ حکم ہو تو اندر بھیجدوں۔ یا جیسا ارشاد ہو بجا لاؤں۔

مہاراجہ دشرتھ:۔ "کیا کہا۔ شرنگی جی تشریف لے آئے ہیں؟"

دربان:۔ "ہاں مہاراج! ڈیوڑھی پہ براجمان ہیں"۔

مہاراجہ دشرتھ۔ "بہت اچھا۔ میں ان کے استقبال کو چلتا ہوں پروہت جی! آپ بھی چلئے"۔

بششٹ جی۔ "ہاں مہاراج تیار ہوں"۔

تمام درباری:۔ "مہاراج ہم بھی آپکے ساتھ رشی جی کے استقبال کو چلتے ہیں"۔

مہاراجہ دشرتھ:۔ "ہاں ہاں بڑی خوشی سے"۔

دشرتھ کا گانا

دوھا

بہت دنوں سے رشی جی لگی ہوئی تھی آس
درشن کر کے آپ کے مٹا سکل دکھ تراس

چوبولہ

مٹا سکل دکھ تراس منی جی بن بھاگ ہمارے — دشرتھ کا گھر ہوا پوتر جب سے آپ پدھارے
دو کر جوڑ نمستے کرتا چرنوں پڑوں تمہارے — ہوئی بہت تکلیف آپکو کشٹ اٹھائے سارے
چلو دربار پدھارو سفر کی تکان اتارو وہاں پر آرام کیجئے
ہوئی ہے جو تکلیف معافی اس کی مجھ کو دیجئے

ناٹک

مہاراج! نمستے عرض کرتا ہوں۔ آپ نے بڑی دیا کی۔ جو اس استھان کو پوتر کیا۔ کئی روز سے آپکے درشنوں کی ابھلاشا تھی۔ اور مجھے پورن آشا تھی کہ آپ میری پرارتھنا کو منظور فرماویں گے۔ اور مجھ کو ہمیشہ کے لئے مشکور فرماویں گے۔ خود حاضر نہ ہونے سے سخت شرمسار ہوں۔ اور اس کیلئے معافی کا خواستگار ہوں۔ چلئے دربار کو سشوبھت کیجئے اور جملہ اہالیان دربار کو درشن دیجئے۔ کچھ دیر آرام کرنے سے سفر کا تکان دور ہوگا اور آپ کے درشنوں سے ہمارا دل مسرور ہوگا۔

مصنف

چھند

لیکر رشی کو سنگ راجن رنگ راگ منا رہا — من میں اپنے مگن ہو دل میں بہت ہرشا رہا
منتری وشسٹ جی بھی ساتھ انکے جا رہے — دوارپال اور کرمچاری پیچھے پیچھے آ رہے
پہنچکر دربار میں سنگھاسن ایک بچھا دیا — آدر اور ستکار سے واں شرنگی جی کو بٹھا دیا
راجہ کے چہرہ پہ جھٹ ایسی نورانی آگئی — پل میں بڑھاپا اڑ گیا گویا جوانی آگئی

راجے مہاراجے جو راجہ کے یہاں مہمان تھے
خبر سنتے ہی سبھی اک دم وہاں پر آگئے
تھا اگرچہ بہت مشکل پہنچنا سرکار میں!
باری باری سے سبھی درشن رشی کے پا لیے
جا ہوئے حاضر مگر جسونت سنگھ دربار میں

شرنگی جی کا گانا

دوہا

کیوں اتنی تکلیف کی کیا ہے اصل مُراد
کس کارن ہم کو کیا راجن تم نے یاد

چوبولہ

راجن تم نے یاد کہو کیا اٹکا کام تمہارا
بہت پڑی تم پہ بھاری یہ کہے قیاس ہمارا
ہم سنیاسی بن باسی کیا دیویں تمہیں سہارا
میرے لائق کام جو ہووے کیجے ذرا اشارا
پہلے وہ کام کرونگا۔ پیچھے آرام کرونگا پرن یہ دل میں کینا
بچن آج جسونت سنگھ یہ میں نے تم کو دینا

ناٹک

راجن! پرسن اور آنند رہو۔ کہو کیا کارن ہے جو ہمکو یاد کیا ہے اپنا اصلی پریوجن بتلائیے جو بات کہنی ہے جلدی سناؤ ایسا کیا کام ہے جو ہمارے بغیر ناتمام ہے۔ چہرے پر بہت اُداسی چھائی ہے اور ہمارے انبھو میں بھی یہ بات آئی ہے کہ آپ پر کوئی سخت بھیڑ پڑی ہے جس کو دیکھ کر میری طبیعت بھی ذرا ڈری ہے مگر خیر اگر میرے سامرتھ میں ہوا تو پہلے آپ کا کام کروں گا پیچھے آرام کرونگا۔ آپ جلدی بتائیے اور میرا سندیہ مٹائیے۔

راجہ دشرتھ کا گانا

اے منی راج مہاراج تم کاج سنوارو جی
میری پڑی بھنور میں ناؤ دیا کر پار اتارو جی

ہو رما [illegible] دکھیا اتی بھاری چھوں اور چھپا [illegible] بھاری
میری راکھو جگ میں لاج راج کا تین بچاؤ جی
اے منی راج ... ...

چھوں اور سے نراش ہوکر شرن پڑا ہوں اداس ہوکر
میرا ڈوبا جات جہاز آج تم اسے اُبھارو جی
اے منی راج ... ...

لگی جگر میں ہے چوٹ بھاری لی ہے کیوں اوٹ تمہاری
ہوں دیا کا اب محتاج تاج کی اور نہارو جی
اے منی راج ... ...

کر کر ہار اپتن بہتیرے دیا کرو اب حال پہ میرے
اب آپ کے ہاتھ علاج میرا یہ کشٹ نوارو جی
اے منی راج ... ...

ناٹک

رشی ورا دشرتھ بہت دکھیا اور لاچار ہے بلکہ زندگی تک سے بیزار ہے چاروں طرف سے مایوسی چھائی ہے۔ صرف آپ کے درشنوں نے کچھ دھیر بندھائی ہے۔ گردش تقدیر کا ستایا ہوں۔ اور دکھی ہوکر آپ کی شرن آیا ہوں نہ جانے قسمت کیوں پیچھے پڑی ہے جو اسقدر ستانے پر اڑی ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو کچھ امداد کیجئے ورنہ مجھ کو اپنے ہاتھوں سے سنیاس دیجئے۔ دشرتھ سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہے۔ صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے۔

شرنگی جی

(گانا راگنی بھیرویں)

کہو راجن کیا ہے کشٹ مجھے کچھ حال سناؤ تو
جس کارن دکھیا ہوئے مجھے وہ بات بتاؤ تو
اُلٹے سیدھے فقرے تیرے نہیں سمجھ میں آتے میرے

جو ہے مطلب کی بات ذرا اس طرف بھی آؤ تو

کہو راجن .. .. ..

کیوں ڈوبے ہو اتنے غم میں پڑے ہوئے ہو کس ماتم میں
کچھ کرو ہوش سے بات طبیعت ذرا ٹکاؤ تو!

کہو راجن .. .. ..

جس کارن سے مجھے بلایا۔ اب تک نہ وہ کام بتایا
کرو رنج والم غم دور۔ چت اس طرف لگاؤ تو

کہو راجن .. .. ..

دھیرج اپنے من میں دھارو۔ دھرم کا پہلا انگ بچارو
کچھ تم ہی کرو بیان ادھر جسونت سنگھ آؤ تو

کہو راجن .. .. ..

ناٹک

راجن! یہ کیسی باتیں کرتے ہو۔ تمہارے یہ الٹے سیدھے فقرے میری سمجھ میں نہیں آتے۔ یہ پہیلیاں کسی اور وقت کیلئے رکھو۔ فضول وقت کھونے کیا فائدہ اتنی دیر سے باتیں کر رہے ہو۔ لیکن سچ کہتا ہوں۔ میرے ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑا آخر سمجھدار اور دانا ہو۔ ذرا طبیعت کو درست کرو اور چت کو ٹکاؤ۔ اگرچہ آپ پر مصیبت سخت ہے مگر یہی تو امتحان کا وقت ہے۔ جو ایسے وقت میں ڈگمگائیگا۔ وہ دنیا میں کبھی کامیابی نہ پائے گا۔ اسلئے پہلے بات کو تولو اور پھر منہ سے بولو۔

راجہ دشرتھ

(گانا بطرز بحر طویل)

اے رشی جی گئی عمر ساری گذر آج تک میرے گھر میں پسر نہ ہوا
یہی رہتی ہے چنتا مجھے رات دن ہے جگر۔ مگر لخت جگر نہ ہوا
کوئی اس کے برابر بیماری نہیں پیش چلتی مگر کچھ ہماری نہیں

ہائے بد قسمتی نے بگڑی سنواری نہیں		میری آہوں کا کچھ بھی اثر نہ ہوا

اے رشی جی ۔ ۔ ۔ ۔

راج کا کوئی وارث و والی نہیں		کوئی مجھ سا زمانے میں خالی نہیں
کوئی دشرتھ سے بڑھکر سوالی نہیں		دھیان دیا لو کا لیکن اِدھر نہ ہوا

اے رشی جی ۔ ۔ ۔ ۔

ہر طرف سے مصیبت نے گھیرا کیا		میرے گھر میں نحوست نے ڈیرا کیا
میں نے اپنا یتن تو بہتیرا کیا		ایک دن دُور میرا فکر نہ ہوا

اے رشی جی ۔ ۔ ۔ ۔

یگیہ پورن رشی جی ہمارا کرو		آپ تکلیف اتنی گوارا کرو
میرے جینے کا کوئی سہارا کرو		غم مجھے آج تک اسقدر نہ ہوا

اے رشی جی ۔ ۔ ۔ ۔

یگیہ کا سارا سامان طیار ہے		آپ ہی کا حکم صرف درکار ہے
اگر ایشور ہمارا مددگار ہے		کونسا کام ہے جو کہ سر نہ ہوا

اے رشی جی ۔ ۔ ۔ ۔

اس بڑھاپے کا کوئی سہارا نہیں		ایسی حالت میں جینا گوارا نہیں
بھولوں احسان ہرگز تمہارا نہیں		یوں تو منکر کبھی پیشتر نہ ہوا

اے رشی جی ۔ ۔ ۔ ۔

ہو رہا آج گل میرے گل کا دیا		مل گیا خاک میں سب دیا او لیا
جو نہ کرنا تھا جسونت سنگھ نے کیا		وہ بھی میرے لئے کارگر نہ ہوا

اے رشی جی ۔ ۔ ۔ ۔

ناٹک

رشی جی! عمر کا بہت سا مفید حصّہ گذر چکا جوانی کے دن ایک ایک کر کے ختم ہو گئے بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے لگے لیکن آجتک اولاد سے محروم ہوں اپنی تمام تدابیر

کر چکا۔ یہاں تک کہ ویدوں کی آگیا کے برخلاف یکے بعد دیگرے تین شادیاں کرکے دنیا میں انگشت نما بھی ہوا لیکن سوائے ناامیدی اور مایوسی کے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا افسوس رگھوکل کے خاتمہ کے دن نزدیک آرہے ہیں۔ اس ہرے بھرے گھر کی رونق اب چند روز کی مہمان ہے۔ بھاٹ لوگ جب اس خاندان کی ونشاولی پڑھینگے تو دسرتھ کے نام کے ساتھ لاولدی کا لفظ لگاکر مجھ بدنصیب کو ہی خاندان کا خاتمہ کرنیوالا قرار دیا کرینگے۔ یہ خیالات ہیں جو مجھ کو ہر وقت ماہی بے آب کیطرح تڑپاتے رہتے ہیں ایک دن دربار میں بیٹھے ان ہی خیالات نے دل سے دماغ اور دماغ سے دل پر اپنا اتار چڑھاؤ شروع کرکے میری حالت کو متغیر کردیا۔ گرو وشسٹ جی قیافہ شناس تھے فوراً بھانپ گئے اور مجھ سے وجہ اداسی کی دریافت کی۔ میں نے اصل حال کہہ سنایا باتوں باتوں میں آپ کا ذکر خیر بھی آگیا۔ آخر سب کی صلاح ہوئی کہ آپکو تکلیف دیجاوے اور ایک یگیہ رچایا جاوے۔ چنانچہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ تشریف لے آئے ہیں۔ کرپا کرکے یگیہ کیجئے اور مجھ کو ہمیشہ کے لئے کرتگیہ کیجئے۔

شرنگی جی کا گانا

(بطرز بحر طویل)

یوں نہ آہیں بھرو دھیر دل میں دھرو یگیہ پورن میں راجن تمہارا کروں
کہ کے جو کچھ پراربدھ ہووے تیری جو ہے اپنا تپ آج سارا کروں

اس دیالو کا بھنڈار بھرپور ہے — اگر کرنے لگے اس سے کیا دور ہے
اگر ایشور کو یہ بات منظور ہے — تو میں اس کام سے کیوں کنارہ کروں

یوں نہ آہیں بھرو ... ...

یگیہ آرنبھ جلدی سے کروائیے — جو ہے سامان سارا ہی منگوائیے
اور ویدی وہاں ایسی بنوائیے — وید منتر میں بیٹھا اچارا کروں

یوں نہ آہیں بھرو ... ...

یگیہ میں جو ہمارے مددگار ہوں — وید پاٹھی ہوں پنڈت ہوں ہشیار ہوں

ودھی کرنے کے لئے تیار ہوں — جیسا جیسا میں اُن سے اشارہ کروں

یوں نہ آہیں بھرو

اک طرف وید پانی سے گونجے گگن — اک طرف ہو ہون سے سُگندھت پون

یگیہ پورن ہوا جس گھڑی نردھن — کچھ چلکتسا کا بھی چمتکار ا کروں

یوں نہ آہیں بھرو

ہو سکے جس قدر پُن دان کرو — ودوانوں کا ہر طور مان کرو!

کوئی جسونت سنگھ پر احسان کرو — یہی تاکید تم کو دوبارہ کروں

یوں نہ آہیں بھرو

ناٹک

جو کچھ برتانت آپ نے کہا۔ میں نے سُن لیا۔ اس طرح آہیں نہ بھرو۔ بلکہ بہت جلد یگیہ کی تیاری کرو۔ اگر ایشور کو یہ منظور ہے تو اس کو کرتے لگتے کیا دور ہے۔ میں ہر طرح تمہارا مددگار ہوں۔ جس طرح آپ کہو سہایتا کرنے کو تیار ہوں اپنی طرف سے سارا زور لگاؤں گا۔ اور کچھ چلکتسا کا بھی آزمودہ دکھاؤں گا۔ یگیہ میں جو جو ہمارے سہایک ہوں وہ پورن وید پاٹھی اور لائق ہوں۔ میں بھی وقتاً فوقتاً اُن کے کام کو دیکھتا بھالتا رہوں گا۔ اگر کوئی نقص ہوگا تو نکالتا رہوں گا۔ علاوہ اسکے آپ کچھ دان بھی کرو۔ پرنتو پاتر اور کپاتر کی پہچان بھی کرو۔ کیونکہ جہاں پاتر کو دان دیا ہوا سکھدائی ہوتا ہے وہاں کپاتر کو اس کا ہزارواں حصہ دیا ہوا اس سے ہزار گنا زیادہ دکھدائی ہوتا ہے۔ اگر اس طرح باقاعدہ کام ہوگا۔ تو آشا ہے کہ اس کا اچھا انجام ہوگا۔

راجہ دشرتھ کا گانا

(لاؤنی بحر شکست)

مہاراج فقط تھی دیری اک تمہاری — کر لی ہے میں نے یگیہ کی سب تیاری

تمہارا راج اور جو کچھ ہو وسے درکارا — حکم کرو میں کردوں حاضر پل کی لگے نہ بارا

ہیں ودوان پنڈت بھی سب ہی پدھارے — کئی کئی سال تک جنہوں نے وید وچارے

مہاراج اور بھی رشی منی گن وان | دور دور سے آئے ہوئے ہیں دشرتھ کے مہان
سب راجے مہاراجے متر ہمارے | یہ بیٹھے ہیں جو سمکھ رشی تمہارے
مہاراج ہوا سب ان کو یہ معلوم | تشریف آپکے لانیکی مچ گئی دنیا میں دھوم
اب چلو یگیہ منڈپ میں جلد پدھارو | ویدی پہ بیٹھکر منتر وید اچارو
مہاراج ہے لینا جس سے جو جو کام | حکم انہیں دیدو وہ فوراً دیں اسکو انجام
جو حکم دیا ہے خوشی سے سر دھرتا ہوں | تم یگیہ کرو میں دان پن کرتا ہوں
مہاراج مجھے یہ ہے پورن وشواس | کرینگے ایشور مدد میری اب ہوگی پورن آس
ہیں دل میں جو ارمان وہ سب ہی نکالوں | جو ایک بار گودی میں لال کھلالوں
مہاراج سبھی دکھ جاؤں پل میں بھول | کہتا ہیں جسونت سنگھ کا دل ہے کروں قبول

ناٹک

یگیہ کا کل سامان پہلے ہی سے تیار تھا۔ صرف آپ کا انتظار تھا۔ بہت سے ودوان پنڈت بھی میں نے بلائے ہوئے ہیں۔ اور یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں انکے علاوہ اور بھی جو رشی منی مہاتما اور ودوان ہیں۔ وہ بھی اس غریب خانہ کے مہان ہیں۔ آپ منڈپ میں پدھار کر یگیہ آرنبھ کیجیئے اور جس جس سے جو کام لینا ہو حکم دیجیئے کل کام آپکی زیر کمان ہوگا۔ اور ہر ایک شخص آپ کے تابع فرمان ہوگا آپکی آگیا انوسار پن دان ہوگا۔ جس سے امید ہے کہ میرا کلیان ہوگا۔

مصنف

لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں
گورو بشسٹ اور راجہ دشرتھ سنگ میں لاجے سارے ہیں
منڈپ کی شوبھا جو کچھ تھی اسکو کون بیان کرے | نظر پڑے جس چیز پہ جاکر وہ ہی عقل حیران کرے
ہر ایک کی کیا طاقت جو پیدا اتنا سامان کرے | کتنا خرچ ہوا دھن دولت کون اسکی میزان کرے
جو دیکھے سو کہے اچنبھا قابل دید نظارے ہیں!

لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

دیکھ بھال منڈپ کی کرکے پنڈت سبھی بلائے ہیں — کرنی تھی جو ودھی نہیں وہ قاعدے سب بتلائے ہیں
جو جو کام ضروری تھے وہ سب انکو سمجھائے ہیں — سر وشٹھی سے لے شسنڈی جی نیتا قرار پائے ہیں

جو جو جس کا کام تھا اس کو کرنے تیارے ہیں
لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

شرنگی جی ویدی پہ بیٹھے منتر وید اچار رہے — یگیہ کرم کی ریتی سبھی بیٹھے وہیں نہار رہے
ساتھ ساتھ کچھ چکتسک بھی پستک انپچار رہے — پڑھ پڑھ منتر ہون کنڈ میں پنڈت آہوتی ڈار رہے

عجب طرح کا سماں بندھا تھا ہوتے جے جے کارے ہیں
لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

ہوا یگیہ نروگھن تھا جب پھر تھا سامان کیا — ایسی دی اک ودھی سبھوں نے راجہ نے اشنان کیا
وو دان اور پنڈت جو تھے سب کا آدر مان کیا — چھوٹے بڑے جو حاضر تھے سب نے ایشور کا دھیان کیا

کرو کامنا پوری دیالو آئے تیرے دوارے ہیں
لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

یگیہ کرم سے فارغ ہو کر دان کی نوبت آئی ہے — جو جو تھا جس چیز کے لائق وہی اسے دلوائی ہے
جو معمولی جرم کیے مجرم سب کو ملی رہائی ہے — کوئی سوالی گیا نہ خالی مراد من کی پائی ہے

کمی نہیں جسونت سنگھ ہو رہے وارے نیارے ہیں
لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

شرنگی جی کا گانا

(لاؤنی بحر شکست)

یہ یگیہ شیش محلوں میں جلد لیجاؤ — تھوڑا تھوڑا سب رانیوں کو پلواؤ

ہون کے گھی اور دودھ میں کچھ دوائی ملا کر راجہ کو دی کہ رانیوں کو پلاوے چنانچہ اس بےنظیر دوائی کے استعمال سے تھوڑے ہی دنوں بعد تینوں رانیاں حاملہ ہوئیں ان حالات کی موجودگی میں بھی اگر کوئی شخص آنکھوں پر پٹی باندھ کر یہ کہنے کی جرأت کرے کہ پراچین آریہ لوگ ہر قسم کے علوم و فنون سے محض بے بہرہ تھے

راجن جب ہوں گے ایشور آپ دیال — کرتے دیر لگے نہ اسکوں میں کرے نہال
جس مطلب کی خاطر یہ یگیہ رچایا — سب کشٹ سہے اور دکھ سکھ سب ہی اٹھایا
راجن رکھ اپنے دل میں اطمینان — پوری ہو گی مراد من کی بالکل نشچہ جان
غمگین کبھی مت دل میں ہرگز رہنا — اور یہی بات سب رانیوں سے بھی کہنا
راجن جو تم نے کیا ودھی سے کام — پورن آشا ہے مجھ کو ہوگا اچھا پرنام
یہ سدا برت کبھی رہیں سدا ہی جاری — جہاں دین اپاہج کی ہو خاطرداری
لیکن اس بات کا رکھنا خوب خیال — سدا برت میں پلیں نہ ہرگز مسٹنڈے چنڈال
نت ہون بھی گھر میں ہوتا رہے ہمیشہ — بس دیتا ہوں یہ جاتی دفعہ سندیشہ
راجن مت کرنا ہرگز اس میں بھول — جو جو ودھی بتائی ہے کرنا اسکے انوکول
میں جاتا ہوں اب رخصت مجھکو دیجئے — آشیرباد آخری ہماری لیجئے!

راجن جب ہو گئی پوری تیری مراد
کبھی کبھی جیونت سنگھ کو کرتے رہنا یاد
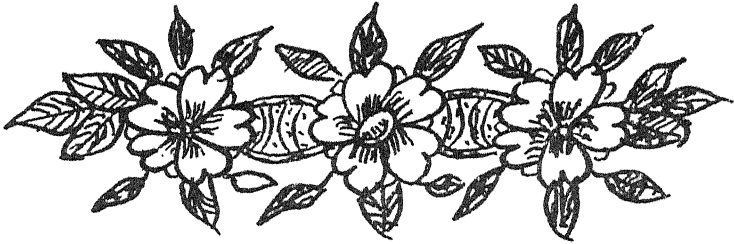
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰)

تو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ع

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ہائے بھارت ورش! تیرے وہ سپوت کہاں الوپ ہو گئے۔ جن کی عدم موجودگی تیرے لیے ہر قسم کے دکھوں کا باعث ہو رہی ہے۔ اور کہاوت محض کہاوت ہی ثابت ہو رہی ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ ہر زوالے را کمالے۔ زوال میں تو کسی قسم کی کمی نہیں۔ مگر کمال کی ابتک کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

تیسرا نظارہ

مہاراجہ دشرتھ کا دربار باندی کا آنا اور راجکماروں کے جنم کی خوشخبری سُنانا (گانا)

اے راجن آپ کو دربار شاہانہ مبارک ہو　　حکومت حکم حشمت تاجدارانہ مبارک ہو
میں لائی ہوں وہ خوشخبری تمہیں مشتاق جسکے مدت سے　　دیالو کی دیا کا آج ہو جانا مبارک ہو
کنور چار پیدا ہوئے ہیں آپکے محلوں میں اے راجن　　مبارک ہی مبارک کی صدا آنا مبارک ہو
مبارک یہ گھڑی ہے اور مبارک آج کا دن ہے　　ترے کرموں کا مدت بعد پھل لانا مبارک ہو
منوّر ہو رہی ہے ساری دنیا ایک سورج سے　　ترے محلوں میں سورج چار چڑھ جانا مبارک ہو
کیا ہی سپھل پرشارتھ سبھی کا آج ایشور نے　　شرنگی جی رشی کا یگیہ کروانا مبارک ہو
کرو من کی مرادیں اور دل کے چاؤ سب پورے　　تیرا بھی اس جگہ جسونت سنگھ گانا مبارک ہو

ناٹک

مہاراج! مبارک ہو۔ لونڈی ابھی محلوں سے آئی ہے اور ایسی خوشخبری لائی ہے جسکے سنتے ہی آپکا دل مسرور ہوگا اور سب رنج والم دور ہوگا یعنی آپکے محلوں میں کنور پیدا ہوئے ہیں۔ خوشی کے آثار ہویدا ہوئے ہیں۔ چندے آفتاب اور چندے ماہتاب ہیں تیکل وصورت میں لاجواب ہیں۔ ایشور نے بعد مدت کے یہ دن دکھلایا ہے اور آپکے دل کی کلی کو کھلایا ہے جس نے سنا دھنیاد کیا۔ اور ایشور کی قدرت کو یاد کیا۔ محلوں میں چاروں طرف سے مبارک مبارک کی صدا آرہی ہے۔ ہر ایک چھوٹی بڑی خوشی سے چہچہا رہی ہے۔

نوٹ:۔ اگرچہ چاروں راجکماروں کی پیدائش مختلف ایام اور مختلف اوقات میں ہوئی تھی جس میں صرف دنوں کا ہی فرق ہے۔ مگر بخوف طوالت یہاں اختصار سے ہی کام لیا گیا۔ (مصنف)

دشرتھ کا گانا

(بطرز قوالی)

شکر ایشور کا ہے جس نے مجھے یہ دن دکھایا ہے
میرے اجڑے ہوئے گھر کو نئے سر سے بسایا ہے

نہیں تھا مستحق گرچہ میں اس نعمت کا ہرگز بھی
تیرے دربار سے لیکن نہ خالی کوئی آیا ہے

نہ جانے مصلحت کیا تھی رہا محروم جواب تک
تیری قدرت کا ایشور نا کسی نے بھید پایا ہے

نہیں تھا گرچہ دنیا میں میرا ثانی کوئی دکھیا
مگر تھوڑے دنوں میں کچھ کا کچھ نقشہ بنایا ہے

نہ طاقت ہے زباں میں جو بجا لاؤں شکر تیرا
پڑا تھا بھنور میں بیڑا کنارے پر لگایا ہے

شرنگی جی عمر بھر آپ کا احساں نہ بھولونگا
تیری کرپا سے میں نے آج سارا دکھ بھلایا ہے

ہے اپرم پار تیرا پار پا سکتا نہیں کوئی
گتی جسونت سنگھ کی کیا قلم ناحق اٹھایا ہے

ناٹک

ایشور تم دھنیہ ہو۔ تمہاری قدرت کا کون بھید پا سکتا ہے پربھو ایسا کوئی سوالی نہیں جس نے آپکا آشرا نہ لیا ہو۔ اور آپنے اسکی منگل کامناؤں کو پورا نہ کیا ہو۔ دیا ساگر! دشرتھ کے منہ میں زبان نہیں جو آپ کا دھنیاد کر سکے۔ دینا ناتھ! جو خوشی مجھ کو اسوقت حاصل ہوئی ہے۔ اس کو ایک زبان سے تو کیا اگر میرے ایک ایک روم کی جگہ سو سو زبانیں بھی ہوں تو بھی اسکا اظہار نہیں کر سکتا۔ میں کسی حالت میں بھی اس نعمت کا مستحق نہ تھا یہ سب آپکی دیا اور کرپا ہے۔ جو اس اجڑے ہوئے چمن کو ایک نظر سے ہرا بھرا کر دیا آجتک جو توقف ہوا اس میں بھی نہ جانے کیا بھید تھا۔ پرماتمن! تم دھنیہ ہو دھنیہ ہو۔ تمہاری مہما!

خواصوں کا آنا

(گانا)

منگل گاویں شگن مناویں جگدیشور — تم دھن دھن دھن ——————

پرم سہایک منگل دایک پرمیشور — تم دھن دھن دھن ——————

جگ کے سوامی انتریامی ہے ایشور — تم دھن دھن دھن ——————

دینا بندھو کرونا سندھو سرویشور — تم دھن دھن دھن ——————

بنتی کریں نیتری دن اور راتری ہم پر دیا کری ساری بپت ہری
سب پرش استری پردھان منتری ہیں آج کی گھڑی جسونت سنگھ مگن

دھن دھن دھن

بشسٹ جی کا گانا (سوئیا)

دھنیہ دھنیہ اس ایشور کو جن آج کا دوس ہمیں دکھلایو
کشٹ ہوئے سب نشٹ بھرشٹ سپشٹ بشسٹ نے کھول سنایو
جو کلیش کشیش ہمیش ہے سو سندیش سنا ٹیکے دور بھگایو!
مہا اننت نہ انت کوئی جسونت کسی نے بھی بھید نہ پایو

جملہ حاضرین دربار (گانا بطرز تھیٹر)

شادمان تورے پتر ہمیشہ رہیں شادمان
آنکھوں کے تارے ہیں۔ راج دلارے ہیں۔ پرجا کے پیارے ہیں چاروں کنور
دیت بدھائی۔ لوگ لگائی۔ خوشی سنائی واہ۔ واہ۔ واہ
گھڑی شبھ آئی ہے شکھدائی۔ مراد پائی واہ۔ واہ۔ واہ
شادمان

خوشی گھر باہر میں شہر بازار میں۔ راج دربار میں۔ گاویں شگن ...
شبھ دن ہے شبھ گھڑی لگن ہے۔ چت مگن ہے آہاہا
دھنیہ دھنیہ جسونت سنگھ یہ آج کا دن ہے آہاہا
شادمان

بشسٹ جی (گانا) (پیلو یا ضلع ٹھیکہ تال تلواڑہ)

جاؤ محلوں میں مہاراج اپنے دل کی تپش بجھالو

سُن لی ایشور نے فریاد — من کی پوری ہوئی مراد
کر کے پورن کل مرادیں — دل کے ارمان سبھی نکالو
جاؤ محلوں میں ۔۔

دل کے دھل گئے سارے داغ — کُل کا روشن ہوا چراغ
پل میں کھِل گیا دل کا باغ — مِل مِل کُل آنند منالو
جاؤ محلوں میں ۔۔

ہو گیا رنج الم غم دُور — دامن مراد سے بھرپور
سب کی عرض ہوئی منظور — نسدن خوشی کے منگل گالو
جاؤ محلوں میں ۔۔

کرو برخاست اب دربار — جائیے محلوں میں سرکار
کر کے پتروں کا دیدار — اپنا سینہ سرد بنالو
جاؤ محلوں میں ۔۔

پچھلے دُکھ سب جاؤ بھول — آپ کی ہو گئی دُعا قبول
جو جو ودھی وید انکول — جا کر سنسکار کروا لو
جاؤ محلوں میں ۔۔

اُس کی قدرت کے قربان — کر دئے جس نے کچھ سامان
ہو رہے کیوں جیونت حیران — اپنی کرنی کا پھل پا لو
جاؤ محلوں میں ۔۔

ناٹک

مہاراج! مبارک ہو۔ شکر ہے جو ایشور نے یہ دن دکھایا ہے اور آپ کے دل کی کلی کو کھلایا ہے۔ آپ جلدی محلوں میں تشریف لیجائیے اور اپنے لخت جگروں کے دیدار سے دل کی تپش بجھائیے۔ وہاں آپ کا سخت انتظار ہو گا۔ اور آپ کے جانے سے

راجکماروں کا پہلا سنسکار ہوگا۔ آپ کا جانا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ آپ کے بغیر تمام کریا ادھوری ہے۔ علاوہ ازیں یہ وقت استریوں پر بڑا نازک ہوتا ہے۔ اور انہیں بڑا دکھ ہوتا ہے۔ ممکن ہے وہاں کچھ اور صورت ہو اور کسی خاص چیز کی ضرورت ہو۔ یوں تو انتظام پہلے سے ہی معقول ہے۔ لیکن آپکا یہاں ٹھہرنا بھی فضول ہے۔ اب دربار برخاست کیجئے۔ اور بہت جلد محلوں کی راہ لیجئے۔ میں ہون کی سامگری تیار کرواتا ہوں۔ اور آپ کے پیچھے ہی پیچھے محلوں میں آتا ہوں ۔

دشرتھ کا

گانا (بطرز ایضاً)

اب میں جاتا ہوں محلوں میں باندی آئی مجھے بُلانے

ہووے برخاست دربار سواری ہو جلدی تیار

کرکے پتروں کا دیدار طبیعت ہوگی آج ٹھکانے

اب میں جاتا ہوں ۔ ۔ ۔

ؔ ویدوں اور شاستروں کی آگیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو اسیوقت اسکا پتا سونے کی سلائی کو شہد میں بھر کر اس کے ساتھ بچہ کی زبان پر لفظ "اوم" لکھے۔ اور اسکے کان میں لفظ "ویدوسی" کہے اسکی مفصّل دیا لکھیا تو بڑی لمبی ہے جسکو بخوف طوالت اس جگہ درج نہیں کیا جاسکتا۔ اور نہ ہی اسکا نفس مضمون سے کوئی تعلق ہے۔ مختصر خلاصہ یہ کہ بالک کے پیدا ہوتے ہی پہلی آواز جو اسکے کانوں میں جائے وہ وید و نکے نام کی ہو یعنی تیرا نام جیون ویدوں کے انوسار ہو۔ زبان پر لفظ اوم لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ بچہ کی زبان پر جو پہلا لفظ آوے وہ پرماتما کا پوتر نام اوم ہو۔ شہد کے ساتھ لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح شہد میٹھا ہو اسی طرح تیری زبان کے اندر مٹھاس ہو یعنے کسی سے کھٹو بچن نہ بولے۔ علاوہ ازیں زبان میں عموماً تین چار قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں اوّل ہکلاپن، دوئم تتلاپن، سوئم گونگاپن۔ چنانچہ علم وید ک (طب) کی رو سے شہد ان تینوں امراض کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نیز بچے کے پیٹ کی آلائیش نکالنے کے لئے ایک بینظیر دوائی ہے۔

جن کی خاطر تھا بے چین
ترپتا تھا نِسدِن دن رین

شِتل آج ہوئے ہیں نین
بھول گیا دکھڑے سبھی پرانے

اب میں جاتا ہوں .. ..

مجھ پر ایشور ہوئے دیال
میں پرجا کو کروں نہال

سب کو کرونگا مالا مال
کردوں خالی آج خزانے

اب میں جاتا ہوں .. ..

پورے کرونگا سب ارمان
آئی آج جان میں جان

تیرا شرنگی جی احسان
کیسے دشرتھ بھلا نہ مانے

اب میں جاتا ہوں .. ..

جیسے کیا مجھے آباد
ایشور دے سب کو اولاد

دے جسونت مبارکباد
یہ دن بار بار نہیں آنے

اب میں جاتا ہوں .. ..

ناٹک

میں محلوں میں جاتا ہوں۔ اور سب کو یہ اعلان سُناتا ہوں کہ اس خوشی میں ایک ہفتہ کے لئے تمام دفاتر بند ہوں۔ گھر گھر منگلاچار اور آنند ہوں اسی وقت منادی کرادی جائے کہ آج تمام شہر میں روشنی کیجائے۔ جو مستحق آئے اس کو انعام دو منتری جی یہ کام آپ انجام دو۔ جو کوئی سوالی آئے وہ ہرگز خالی نہ جائے ایک ہفتہ کے بعد دربار عظیم کرونگا۔ اور خاص انعام اس وقت خود تقسیم کرونگا۔ گورو جی آپ ہون کی سامگری لیکر جلد آنا۔ زیادہ انتظار نہ دکھلانا۔

مہاراجہ دشرتھ کا رنواس میں آنا اور اپنے لخت جگروں کو دیکھ کر ایشور کا دھنباد کرنا

گانا

(بحر قوالی)

شکر ہے آج جو اولاد کا دیدار دیکھا ہے ۔ بہت دن بعد اپنے بخت کو بیدار دیکھا ہے

نہیں دل سیر ہوتا ہے طبیعت بھی نہیں بھرتی ۔ اگرچہ میں نے مکھڑا ان کا سو سو بار دیکھا ہے

یہی گھر ہے جہاں پر بولتے تھے رات دن اُلّو ۔ تیری کرپا سے ایشور آج اسے گلزار دیکھا ہے

پلوں میں پلٹ دی کایا مرے گھر بار کی تم نے ۔ تماشا تیری قدرت کا سر بازار دیکھا ہے

مصیبت میں بھی راحت ہے وہ راحت میں مصیبت ہے ۔ جہاں ہنستے ہیں گل اکثر وہیں پر خار دیکھا ہے

شرنگی جی کروں کیا صفت تیری قابلیت کی ۔ ترا ثانی نہ دنیا میں کوئی زنہار دیکھا ہے

فرق آیا نہیں بالکل تیری پیشنگوئی میں ۔ کہا تھا جس طرح سے اُسکے ہی انوسار دیکھا ہے

وہ کیا جانے کہ دکھ کیا ہے مصیبت کسکو کہتے ہیں ۔ کہ جس نے کوئی دنیا میں نہیں آزار دیکھا ہے

کہاں تھے کیا شغل تھا کونسے دھندے میں اُلجھے تھے ۔ بہت دن میں تمہیں جسونت سنگھ سردار دیکھا ہے

بششٹ جی کا ہون سے فارغ ہو کر ایشور کی استتی کرنا اور گانا

(بطرز بحر طویل)

تیری قدرت کے قربان مالک میرے بھید تیرا کسی نے بھی پایا نہیں

کونسی ہے دشا کونسی ہے جگہ تیرا جلوہ جہاں نظر آیا نہیں

بھید تیرے تو ہی جانے پرماتما ہم منشوں سے جاتا بتایا نہیں

طاقت اتنی کہاں جو کریں ہم بیاں اور زبان سے بھی جاتا سنایا نہیں

تیرے در کا سوالی نہ خالی رہا کوئی مایوس تم نے لوٹایا نہیں

دھیان جس نے کیا دان اسکو دیا تم نے بھگتوں کو اپنے بھلایا نہیں

رنگ اکلنک لوہی سارے سنسار کا کلنک کس کو کا تم نے مٹایا نہیں
جس نے کیول تمہارا سہارا لیا۔ کون ہے جس کو تم نے اٹھایا نہیں
تیرے بھنڈار میں کچھ کمی ہی نہیں کوئی ہم سے پدارتھ چھپایا نہیں
تم نے آنند یا ہم کو پرماتما جا تا جسونت سنگھ نے گنایا نہیں

مہاراجہ دشرتھ

گورو جی! راجکماروں کا نام کرن سنسکار کیجئے۔

بشسشٹ جی (نام کرن کی ریتی کرکے) کوشلیا نندن کا نام رامچندر اور رانی سومترا کے لخت جگروں کا نام لکشمن اور شترگھن اور رانی کیکئی کے پتر کا نام بھرت رکھا ہے

مصنّف

دوہا

(لاؤنی تضمین)

گھڑی گھڑی میں گن گئے دن جن گن گذر ماس ماس ماس بیتے بہن برس بیتے نہ پاس
سات سال کی ہوئی اوستھا جس دن راجکماروں کی
ودیا دھین کی اچھی ہوئے آتی ہو دنسے چاروں کی

(نوٹ سلہ) جہاں ویدوں میں سولہ سنسکاروں کی آگیا ہے ان میں سے ایک نام کرن سنسکار بھی ہے پراچین آریہ لوگ اپنے بچوں کا نام اپنے ورن کے انوسار بہا بت اُتم اور شریشٹ رکھتے تھے گویا نام سے ہی پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ شخص کس ورن سے ہے۔ مثلاً برہمنوں کے نام گیان اور ودیا کو لئے ہوئے ہوتے تھے۔ جیسے ودیا دھر دیودت۔ یگیہ دت۔ برہم دیو۔ ستیہ دیو۔ دہرم دیو۔ بشسشٹ بشوامتر وغیرہ وغیرہ۔ مگر موجودہ زمانہ کے برہمنوں کے نام چھجو۔ بدھو۔ سکھو ٹٹو۔ نکو۔ جھنڈو۔ سونڈو۔ کیڑو۔ مٹھو وغیرہ کیسے واہیات گھرنت اور مہمل ہیں۔ ذرا اور آگے بڑھے اور زیادہ محبت میں آئے تو بڑے پیارے اور میٹھے نام رکھ لئے مثلاً پیڑا رام مصری لال۔ پدارتھ چند۔ جس سے یہ بھی پتہ نہیں چلتا۔ کہ یہ انسان ہے یا کوئی کھانے کی چیز علی ہذا القیاس۔ کشتریوں کے نام ہوتے تھے۔ جن سے یش۔ کیرتی اور ویرتا ٹپکتی تھی مثلاً رامچندر لکشمن شترگھن بھیم۔ ارجن۔ سہدیو۔ یش پال۔ یش ونت۔ بل دیو۔ دہرم دیو۔ رنجیت بل۔ بلبدر۔ بلدیو

پہلے تو ملکر سبنے اس ایشور کا دھیان کیا وید آرنبھ کی ریتی کا پھر راجہ نے ارشاد کیا
جو جو پنڈت ودوان تھے اکدم سب کو یاد کیا جو جو تھا جس فن کا ماہر وہ اس کا استاد کیا
دیکھ شکل حیران عقل ہو بڑے بڑے ہوشیار ونکی
ودّیا دھین لگی تھی ہونے ۔ ۔۔ ۔۔

دھارمک ور سنسارک وِدّیا پنڈت لوگ پڑھاتے ہیں راج نیتی اور شستر ودّیا بشسٹ جی سکھلاتے ہیں
دن دونی اور رات چوگنی انتی کرتے جاتے ہیں راجہ دشرتھ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے ہیں
پل پل ہو بلہار دیکھ صورت فرماں بردار ونکی
ودّیا دھین لگی تھی ہونے ۔ ۔۔ ۔۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹) بلراج ۔ دیربل ۔ مگر آج کل کے کشتریوں کے نام اس کے بالکل برخلاف اور برعکس ہیں جیسے کائر سنگھ ۔ رنچھوڑ سنگھ ۔ بھاگ سنگھ ۔ نتھو سنگھ ۔ (آدمی کے آدمی اونٹ کے اونٹ) ذرا او زیری میں آئے تو ظالم سنگھ ۔ اور جابر سنگھ وغیرہ بن بیٹھے ۔

اب رہے ویش ۔ اس قوم کا تو کہنا ہی کیا ہے ۔ تمام زمانہ کا کوڑا کرکٹ ان کے یہاں دیکھو لو یہ ایک موٹی سی پہچان ہو گئی ہے کہ جسکے نام کے ساتھ مل (گندگی) لگا ہوا ہے ۔ سمجھ لو کہ یہ ویش ہے نام چاہے کسی قدر اچھا رکھیں ۔ لیکن مل اس کے ساتھ ضرور لگانا ۔ خواہ نام تین گز لمبا بھی کیوں نہ ہو جائے جیسے راجیو داس مل ۔ ہرکشنداس مل وغیرہ وغیرہ ۔

جہاں ویشوں کے ویدوکت نام دھنپت ۔ دھن راج ۔ دھن ویر ۔ دھن دیو وغیرہ تھے وہاں اسکا الٹ دیکھیے ۔ مثلاً کوڑا مل ۔ ورندہ داس ۔ منگتو مل ۔ دوالیہ داس ۔ ٹوٹا مل ۔ بگھاٹا رام ۔ ساہو مل فقیریا مل بھیکو مل ۔ بھکاری مل وغیرہ وغیرہ ۔ جب دو جوں کی یہ دشا ہو ۔ شودر بچاروں کا تو ذکر کرنا ہی فضول ہے علاوہ ازیں اگر عمومی طور پر ہندوؤں کا شجرہ نسب دیکھا جائے تو نہ کوئی شہر چھوڑا ہے نہ کوئی دریا چھوڑا اور نہ کوئی پہاڑ چھوڑا ۔ جن کے نام پر انہوں نے اپنے نام نہ رکھے ہوں ۔ اول شہروں کو ہی لیجئے ۔ مثلاً لاہوری مل ۔ ہردواری مل ۔ سرہندی مل ۔ سنامی مل ۔ کیتھلی مل ۔ امرت سریا مل ۔ کانشی رام بنارسی داس ۔ بٹالیہ رام ۔ یہ تو ایک ایک شہر کے ہی مالک بنے تھے ۔ بعض حضرات ان کے بھی استاد نکلے

یوں تو چاروں ہر کسی فن میں جو لاثانی تھے
رامچندر جی میں لیکن سارے جوہر انسانی
صورت سیرت ادھک شاستر زبانی تھے
بڑے بڑے یودھاؤں کے دل ہوتے پانی پانی
تھوڑے دن میں پوری کر لی ودّیا سب ہتھیاروں کی
ودّیا دھین لگی تھی ہونے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

عقل شکل میں بے نظیر تھے وصف نرالا ہے
سیام رنگ اور سروقد گویا سانچے میں ڈھالا
دھرم دھرندر دھیر ہنس ہاری دین کا متوالا ہے
پرجا پر ہے پران پرن سے جان لڑانیوالا
یدھ بیچ جسونت سنگھ نہیں ہمت پڑی ہزاروں کی
ودّیا دھین لگی تھی ہونے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۵۰) اور کل پنجاب پر ہی قابض ہو گئے۔ یعنی پنجاب لٹے یا پنجاب مل بن گئے۔ اور ان سب کے باوا پہنچے۔ اور کل ولایت پر ہی قبضہ کر لیا اور ولائتی رام بن بیٹھے۔ علیٰ ہذا القیاس دریاؤں کے نام پر گنگا رام۔ جمنا داس۔ سرستی رام۔ گومتی مل اور برتنوں کے نام پر لوٹا مل۔ گاگر اور سرد ہارام۔ کولی مل وغیرہ وغیرہ مختصر یہ کہ کوئی کہاں تک گنتی کرے۔ اگر ان اوٹ پٹانگ ناموں کی محض ایک فہرست ہی لکھی جائے۔ تو اچھی ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

ایک سماجک جاشہ جن سے مجھ کو ذاتی واقفیت تو نہیں۔ مگر اخبارات میں اکثر انکے مضمون کئی دیکھنے میں آئے ہیں۔ آپ بڑے اچھے لیکھک ہیں لیکن آپ کا نام ہے کوڑا مل۔ مزید براں آپ نے اپنا تخلص بھی بیٹھا نام تھا گن کے مصداق "بیمار" رکھا ہے۔ مگر ایک دو دفعہ آپ کے نام کیساتھ لفظ بیمار کی بجائے لفظ "آنند" بھی دیکھنے میں آیا۔ شاید یار دوستوں نے مجبور کیا ہوگا۔ کہ اوّل تو نظر بد دور آپ کا نام ہی بہت اُدتم ہے اسپر یہ تخلص لگا کر آپنے اور بھی چار چاند لگا دیئے اسلئے لوگوں کے کہنے سننے سے انہوں نے صرف اپنا تخلص بجائے "بیمار" کے برعکس نام نہند زنگی کا فور" کے مصداق "آنند" مقرر کیا ہے کیونکہ کوڑے اور مل کا لازمی نتیجہ بیماری ہے جو بغیر کسی کے کہے سنے اپنی جگہ پر آگئی۔ کوڑے کے ساتھ آنند کا لفظ لگا کر انہوں نے اور بھی ہنسی کرائی گویا ان کے خیال کے مطابق آنند صرف کوڑے اور مل میں ہی ہے اور باقی آنند محض بھو کے آنند ہیں خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا خلاصہ مطلب یہ کہ آریہ جاتی کی اس پہلو سے بھی بڑی ہی دُردشا ہے +

گانا

عجب یہ بن سہانا ہے آہاہاہا ۔ اوہوہوہو — یہ کیا اچھا ٹھکانا ہے آہاہاہا ۔ اوہوہوہو
یہاں ڈیرے لگا دینگے کہ گلچھرے اڑائینگے — نہ پھر یہ وقت پانا ہے آہاہاہا اوہوہوہو
یہاں گر کوئی آئیگا نہ زندہ جانے پائیگا — یہی کھانا کمانا ہے آہاہاہا اوہوہوہو
نہ راجہ کا دھڑکا ہے نہ پیا اسکا نہ کھاتے ہیں — ڈرے ہم سے زمانہ ہے آہاہاہا اوہوہوہو
کسی میں گر طاقت ہے بھجا بل کی حماقت ہے — اُسے بھی آزمانا ہے آہاہاہا اوہوہوہو
میں ایسا تیر مارونگا سینہ دھڑ سے اتارونگا — میرا ایسا نشانہ ہے آہاہاہا اوہوہوہو
نہ کچھ جسونت سنگھ ڈر ہے نہ کوئی خوف دلپر ہے — نہ کوئی راجہ رانا ہے آہاہاہا اوہوہوہو

ماریچ[1] ۔ ارے نالائقو! کچھ آگے پیچھے کی بھی دیکھ بھال ہے ۔ یا تمام دن کھیل کود کا ہی خیال ہے ۔ وہ دیکھو سامنے سے شکار نکلا جاتا ہے ۔ اور تمھیں کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے ۔ بس شراب پی اور انٹا چت ۔

ایک راکشس ۔ ہیں کیا کہا ۔ ش ۔۔۔۔ ر ۔۔۔۔ ا ۔۔۔ ب ۔۔۔۔

(پیالہ آگے کرکے) پہلے تھوڑی سی اس میں ڈالدو ۔ تاکہ ذرا نشہ تیز ہو جائے ۔ ان بے ایمانوں نے مجھے بالکل نہیں دی ۔ ساری آپ پی گئے ۔

دوسرا ۔ دگھونہ لگاکر ہات تیرا ستیاناس جائے ۔ برابر سے زیادہ حصہ لیتا رہا اور پھر ہماری شکایت کرتا ہے ۔

ماریچ ۔ ارے تمھارا بیڑا غرق ۔ کچھ میری بھی سنتے ہو ۔ یا شراب کا ہی سیاپہ

[1] راکششوں کا سردار ۔

کرتے رہوگے۔

تمام راکشس۔ ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ کہئے۔ کہئے۔

ماریچ۔ پوچھتے ہو یا مجھے کھاتے ہو۔

راکشس۔ تو کچھ بات بھی بتاتے ہو۔

ماریچ۔ ارے اندھو۔ وہ دیکھو سامنے سے شکار نکلا جاتا ہے۔

تمام راکشس۔ (اچھل کر) ارے رے رے رے شکار۔ بس ہوجاؤ تیار سنبھالو اپنے ہتھیار۔

سبھا ہو۔ مگر ایسی ہوشیاری سے حملہ کرو کہ کسی کو نکل بھاگنے کا موقعہ نہ ملے۔

ماریچ۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر گھات لگائے اور موقعہ کا منتظر رہے۔

(تمام راکشسوں کا جنگل میں غائب ہوجانا)

ایک مسافر۔ اوہو کیسا گھنا جنگل ہے۔ کہ دن میں ہی رات ہو رہی ہے۔

دوسرا (") ۔ اگر اس جنگل سے بخیریت گذر جائیں تو اچھا ہے۔ کیونکہ بدمعاش لوگوں کے اڈے عموماً ایسے جنگلوں میں ہی ہوتے ہیں۔ اور راہزنی کی وارداتیں اکثر ایسے مقامات پر ہی بکثرت سننے میں آتی ہیں۔

تیسرا (") ۔ ارے پاگل ہوا ہے۔ پتہ بھی معلوم ہے۔ کہ یہاں راج کس کا ہے یہ علاقہ مہاراجہ دشرتھ کی قلمرو میں شامل ہے۔ جن کے نام سے ہی ایسے بدمعاش لوگ حمل ہی میں ضائع ہوجاتے ہیں۔

چوتھا مسافر۔ ہاں بھائی اگر یہ بات سچ ہے تو پھر ہمیں کسی قسم کا اندیشہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ مہاراجہ دشرتھ کے راج میں ڈاکہ یا راہزنی تو ایک بڑی بات ہے معمولی چوری چکاری بھی آجتک سننے میں نہیں آئی۔

پانچواں (") ۔ بیشک ان کے راج میں ایسی ویسی وارداتوں کا ہونا ناممکن ہے

وہی پہلا (") ۔ آئے ہائے مرگیا۔ اوہو ہو۔ بڑا کاری زخم لگا۔ اسے ذرا سا

پانی ...... کا ...... گھونٹ

تمام مسافر۔ (حیران ہو کر) ہیں۔ ہیں یہ کیا ماجرہ ہے۔ ارے یہ تیر کس نے مارا؟
جنگل سے ایک زوردار آواز۔ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا۔ ورنہ سب کا یہی حال ہوگا۔
ایک مسافر۔ (اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر) یہ لو ڈاکو ہیں دیکھا آخر میرا خیال درست نکلا نا۔
ماریچ۔ (ایک مسافر کی گردن پکڑ کر) رکھ دے جو کچھ تیرے پاس ہے۔
باقی راکشس۔ (ایک ایک مسافر کی گردن پکڑ کر) اگر اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو کل مال و اسباب بغیر حیل و حجت کے ہمارے سپرد کردو۔
تمام مسافر۔ مہاراج دشرتھ تیری دوہائی ہے ہائے ہم غریب تیرے راج میں اس طرح بے رحمی سے لوٹے جارہے ہیں۔
ایک راکشس۔ ارے دشرتھ کیا چیز ہوتی ہے۔ کیا کوئی کھانے کی چیز ہے۔
دوسرا (")۔ اگر دشرتھ کوئی نمکین چیز ہے۔ تو ضرور لے لینا۔ شراب کے ساتھ اس کا خوب مزہ آئیگا۔
ماریچ۔ ارے دشرتھ وہ ہے نا ایودھیا کا رہنے والا جسکو لوگ راجہ بھی کہتے ہیں
سباہو۔ اچھا تو یہ لوگ اس کو اپنی امداد کے لئے پکارتے ہیں جس کے منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت۔ وہ بڈھا خرانٹ ہمارا مقابلہ کریگا ایسے ایسے تربوز تو دن میں بیس بیس کھا جاتا ہوں۔ اور ڈکار بھی نہیں لیتا۔
ماریچ۔ (مسافر کی گردن پکڑ کر) جو کچھ تمہارے پاس ہے پہلے یہاں رکھ دو۔ پھر اپنے حمایتی کو بھی بلا لینا۔
تمام مسافر۔ پرمیشور کے واسطے ہمارے حال پر رحم کرو۔
ماریچ۔ بہشت نامعقول۔ رحم عورتوں کے ہوتا ہے کبھی آدمیوں کے بھی رحم ہوا ہے۔ خبردار جو پھر ایسی چیز کا نام لیا۔
مسافر۔ کچھ ترس کھاؤ۔
ماریچ۔ ہم ایسی گندی سڑی چیز نہیں کھایا کرتے۔

سپاہو۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔ فضول جھک جھک بک بک میں کیوں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہو۔ تم فقیر ہو جو اس طرح مانگ رہے ہو ابھی دو چار جڑ دو۔ دیکھو سب کچھ تمہارے قدموں میں رکھتے ہیں یا نہیں؟

تمام راکشس۔ ہاں ہاں۔ بالکل درست ہے (مسافروں کو زدوکوب کرکے) نکالو حرامزادو۔ اچھا تو یہ لیجئے۔

مسافر۔ (دنیا سب مال ان کے حوالہ کرکے) اچھا ہمارا صبر ہے۔

تمام راکشس اپنے مسکن پر پہنچکر

گانا

(راگنی پہاڑی)

ایک راکشس۔ ہم تو آنند اپنا منائیں گے

پئیں گے یہاں بیٹھکر پیالے شراب کے　　اور بھون بھون کھائینگے ٹکڑے کباب کے

سب کو چلو میں اُلّو بنائیں گے

ہم تو آنند . . . .

(۲) جبتک کہ میرے ہاتھ میں تیر و کمان ہے　　سارے زمانہ کی میری مٹھی میں جان ہے

سب کو رستہ عدم کا دکھائیں گے

ہم تو آنند . . . .

(۳) راجہ کے لاج کا نہ کچھ ہم کو خیال ہے　　آئے مقابلہ پہ سو کس کی مجال ہے

ٹکڑے اِک اِک کے دو دو بنائیں گے

ہم تو آنند . . . .

(۴) راہی مسافر اس جگہ ہو جو کہ آئے گا　　پنجے سے میرے چھوٹ کر ہرگز نہ جائیگا

اُسے ماریں گے اور لوٹ کھائیں گے

ہم تو آنند . . . .

(۵) دنیا ہی ساری کانپتی میری ہی نام سے　　راجہ تلک کو بیٹھنے نہ دوں آرام سے

کُل زمانہ میں ہل چل مچائیں گے
ہم تو آنند ۔ ۔ ۔

(۲) روزی کما کے کھانیکی ہم کو بھی قسم ہے ۔ اوّل سے چلی آئی بزرگوں کی رسم ہے
اس رسم کو نہ ہرگز مٹائیں گے
ہم تو آنند ۔ ۔ ۔

یہی کمائی ہے اور یہی روزگار ہے ۔ سائے ہیں نقد دام نہ بالکل اُدہار ہے
مانگنے ہم کسی سے نہ جائیں گے
ہم تو آنند ۔ ۔ ۔

جسونت سنگھ کام یہ میرا مدام ہے ۔ حلال کرکے کھانا ہمیں بھی حرام ہے
ساری دنیا کو یہی سکھائیں گے
ہم تو آنند ۔ ۔ ۔

مارنچ ۔ شاباش بہادرو ۔ خوب کام کیا ۔ اب موج اڑاؤ ۔ اور بفکر ہوکر پیالے چڑہاؤ ۔

ایک راکشس ۔ دیکھا اُستاد جی کیسا نشانہ لگایا ۔

دوسرا ۔ اور میں نے کیا کم زور لگایا ۔

تیسرا ۔ اور میری پُھرتی کیسی ۔

چوتھا ۔ تیری ایسی کی تیسی ۔

پانچواں ۔ ارے سب اپنی اپنی شیخی بگھارتے ہو ۔ ذرا ادھر کی بھی سُنیئے ۔ کہ جب تم لوگ مار دھاڑ میں مشغول تھے ۔ میں اپنی جگہ چُپ چاپ بیٹھا رہا ۔ جب دیکھا کہ میدان بالکل صاف ہوگیا ۔ تو بندہ دھڑام سے آکودا ۔ اور گھڑم سے میدان میں آڈٹا ۔ بس پھر کسکی طاقت تھی ۔ جو اس شیر ببر کے سامنے آتا ۔ واہ رے ہم ۔

مارنچ ۔ اچھا اب فضول گفتگو کو چھوڑو ۔ چلو ذرا جنگل کی سیر کریں گے ۔ ممکن ہے کہ کوئی اور شکار ہاتھ لگ جائے ۔

تماہم راکشس ۔ واہ نیک صلاح کا کیا پوچھنا ۔ چلئے یہاں کیا دیر ہے ۔

سباہو۔ واقعی یہ جنگل ہمارے بڑا مفید مطلب ہے۔ اب تک تو ہم اندھیرے میں ہی رہے۔
مارِیچ۔ وہ سامنے سے دھواں کیسا نظر آرہا ہے؟
سباہو۔ ہاں کچھ ہے تو سہی۔
مارِیچ۔ چلو تو آج ادھر ہی موج میلا کریں گے۔

مُنی بشوامتر کا یگیہ کرتے نظر آنا

ایک راکشس۔ ارے یہ دیکھو نیا تماشہ۔ پاگل گھی کو آگ میں ڈال کر بہا کھو رہا ہے۔
دوسرا۔ دراصل ہے تو کوئی دیوانہ۔
تیسرا۔ ہمیں کیا چاہیئے بنی بنائی آگ مل گئی۔ مزے سے گوشت بھون بھون کر کھائیں گے۔

شراب کا دور چلنے لگا

چوتھا۔ ارے ایک پیالہ اس بڈھے کو بھی دیدو۔ بیچارہ غم غلط کرے گا۔
پانچواں۔ لے بڈھے پی لے شراب۔
بشوامتر۔ چپ۔
چھٹا۔ لے بابا کھالے کباب۔
بشوامتر۔ چپ۔
ساتواں۔ ارے تیرا خانہ خراب۔ کچھ تو دے جواب۔
بشوامتر۔ چپ۔
آٹھواں۔ نہ بولتا ہے نہ آنکھیں کھولتا ہے۔
نواں۔ زہری سانپ کی طرح اندر ہی اندر بِش گھولتا ہے۔

دسواں۔ کوئی پورا زمانہ ساز ہے۔

گیارہواں۔ ہاں ہاں بڑا دہوکہ باز ہے۔

ماترچج۔ ارے بڈھے ہمارے سے ایسی بے رُخی کیوں ہے۔ ہم تم تو بھائی بھائی ہیں۔ تم بھی بن باسی ہم بھی بن باسی۔ تم سنیاسی۔ ہم ستیاناسی۔

سباہو۔ ہے ابھی پی ہے شراب فداسی۔ ہو جائے ختم سے [illegible] خلاصی۔

بشوامتر جی

(گانا بحر قوالی)

ارے دشٹو یہاں تمکو تمھاری موت لائی ہے
قضانے مار کر تھپڑ کیا تم کو سودائی ہے

بڑھے ہیں حوصلے اتنے تمہارے اے نہاد شٹو!
بھری ہے چربی آنکھوں میں نہ دیتا کچھ دکھائی ہے

مثل مشہور ہے ہو جائیں جب چیونٹی کے پر پیدا!
تو نشچے ہی سمجھ لو کہ قضا اب اسکی آئی ہے

فقیروں کو [illegible] ہرگز تم بھی پاؤ گے
چلے جاؤ یہاں سے بس اسی میں ہی بھلائی ہے

اگر ہے یدھ کی خواہش کسی راجہ کو جا ڈھونڈو
فقیروں سے جھگڑنے میں کہاں کی دیرتائی ہے

جو دھن دولت کے لالچ سے ارادہ کر کے آئے ہو
یہاں رکھا ہی کیا ہے بستروں تک کی صفائی ہے

تمہارا کیا کسی کا بھی نہ ہم نے کچھ بگاڑا ہے
نہ جانے پھر یہاں آکر یہ کیوں آفت مچائی ہے

کریں ہم من بچن اور کرم سے اپکار دنیا کا
نتیجہ مل رہا ہم کو بھلائی کا برائی ہے!

تمہارے دن برے آئے مجھے یہ نظر آتا ہے
جو اتنی بیوجہ مستی تمہارے سر پہ چھائی ہے!

نہیں بگڑا ابھی کچھ بھی سنبھل جاؤ سنبھل جاؤ
کہے جسونت سنگھ تمنے عقل کیوں بیچ کھائی ہے

تاڑکا

ارے ملیچھ! ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ جو ہمارا بنا بنایا یگیہ کا سامان اجاڑا ہے مانس وغیرہ ڈال کر یگیہ کو بھرشٹ کر دیا۔ اور ہمارا سب پرشارتھ نشٹ کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے بیزار ہو۔ جو ہمارے درپئے آزار ہو۔ سچ ہے جب چیونٹی کے موت کے دن آتے ہیں تو اس کے پر نمودار ہو جاتے ہیں۔ بزدلو! اگر لڑائی کا ارادہ ہے تو فقیروں سے جھگڑنے میں کیا فائدہ ہے کسی راجہ سے ماتھا ملالو اور اپنے دل کے ارمان نکالو۔

اگر دھن دولت کی چاہنا ہے تو ہمارے پاس کونسا خزانہ ہے اسلیئے یہ تمہاری برتھا کامنا ہے۔ کیونکہ یہاں خود ہی افلاس کا سامنا ہو بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور ہم فقیروں کو زیادہ نہ ستاؤ۔ ورنہ سمجھ لو۔ کہ تمہاری زندگی کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے اور سورج بنسی خاندان کا خنجر تیز ہو چکا ہے۔ ادہرمیوا کچھ ایشور کا خوف کرو۔ اور ان پاپ کرموں سے ڈرو۔ جن کے لیئے یہ سب پاپڑ بیلتے ہو اور سب طرح کی مصیبتیں جھیلتے ہو وہ سب بھلی بھلی کے یار ہیں۔ نہ کہ انت سمے کے مددگار ہیں۔ اسوقت نہ بھائی ہوگا نہ باپ ہوگا۔ کیول اپنا ہی پن اور پاپ ہوگا۔ سنبھل جاؤ۔ سنبھل جاؤ۔ اس منش جیون کو اکارتھ نہ گنواؤ۔ اور اپنی شرارتوں سے باز آؤ۔ اگر پچھلے کیئے پر پشچاتاپ کروگے اور نہ آئندہ ایسے پاپ کروگے تو تمہارا آگامی جیون سپھل ہوگا۔ ورنہ پھر سنبھلنا مشکل ہوگا۔

ماریچ کا گانا

(طرز قوالی ایضاً)

ذرا چپ رہ ارے بڈھے یہ کیوں بک بک لگائی ہے
ڈراتا موت سے ہم کو وہ کب سی بیچ کھائی ہے

تو جس کا زعم کرتا ہے وہ ہم بھی سمجھے بیٹھے ہیں
بھلا اس بڈھے دشرتھ کی یہانتک کیا رسائی ہے

ہمارے سے بگڑنا کوئی خالہ جی کا باڑہ ہے
عقل سے بات کر پاگل ہوا یہ کیا سمائی ہے

نہیں ودیارتھی ہم پاٹھ شالا کے ارے مورکھ
جو تو ڈاڑہی ہلا کر دے رہا ہم کو پڑھائی ہے

جٹا سر پہ بڑھائی اور ڈاڑھی کرلئی لمبی
ہمیں معلوم ہے جو کچھ تمہاری پارسائی ہے

نہ جانے عمر بھر میں کسقدر رکو تک کئے ہونگے
آخری وقت میں دہونی یہاں آکر رمائی ہے

ہمیں چیونٹی[1] بنا تا آپ ہاتھی بننا چاہتا ہے
مگر چیونٹی کی طاقت سے تجھے نا آشنائی ہے

ابھی چاہوں تو کردوں ایک سے ٹکڑے تیرے دو دو
مگر میں سوچتا ہوں کیا میری اسمیں بڑائی ہے

---

[1] کہاوت ہے کہ چیونٹی ہاتھی کی سونڈ کے رستے اسکے مغز میں چڑھ کر ایسا کاٹتی ہے کہ ہاتھی جیسا قوی ہیکل جانور چیونٹی جیسے بے بساط جانور کے ہاتھوں جسکی طاقت پر ہاتھی کی طاقت اور جسامت کیساتھ کوئی بھی نسبت نہیں ایسا تنگ آتا ہے کہ بعض اوقات اسکو اسی وجہ سے موت کا شکار ہونا پڑتا ہے (دروغ برگردن راوی)

نہیں معلوم ہے شاید تجھے کیا نام ہے میرا
مجھے ماریچ کہتے ہیں زمانہ بھر میں دوہائی ہے

سپاہی ہوں ہے سپہ سالار دسیرا ایک لاثانی
میرا یہ دایاں بازو اور مادر زاد بھائی ہے

ہے باقی فوج اتنی کہ نہیں ہے انتہا جس کی
ابھی دیدوں حکم تو چیز کیا ساری خدائی ہے

نہیں ہے خوف کچھ جسونت سنگھ کا ہم کو ہرگز بھی
بلا لا جا چلا جا دیر کیوں اتنی لگائی ہے

ناٹک

واہ رے بڈھے تیری گفتنیاں۔ خوب سنائی بے تکی کہانیاں۔ تیرے جیسے ہم ڈاڑھے نہ معلوم کتنے دیکھے بھالے ہیں۔ مگر تیرے شتر غمزے سب سے نیارے ہیں۔ اسے بیہودہ! تو کس کو پڑھا رہا ہے کس پر یہ رنگ چڑھا رہا ہے۔ یہاں پہلے ہی ہر ایک رنگ سے رنگے بیٹھے ہیں۔ نہ کہ تیری طرح ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہیں۔ موت کا خریدار ہے۔ ہر طرح عاجز اور لاچار ہے۔ مگر اینٹھ دیکھو۔ تو چھ گھوڑوں کا سوار ہے۔ نہ معلوم کس برتے پر اتنا اکڑتا ہے۔ اور میان سے نکل نکل پڑتا ہے۔ ابھی اگر ہاتھ ہلا دوں۔ تو ایک کے دو بنا دوں۔ مگر میں کس طرح گوارا کروں۔ کہ اپنے خنجر آبدار کو تیرے جیسے بڈھوں کے خون سے ناکارہ کروں۔ ہاں جن کا تو زعم کرتا ہے اور نام لے لے کر اپھرتا ہے۔ تیرے ان چندر بنسی، سورج بنسی۔ تارا بنسی۔ یہ بنسی اور وہ بنسی کو بھی آزماؤں گا۔ اور ان کی ایسی بنسی بجاؤں گا۔ کہ ان کا بنس دنیا سے مٹ جائے گا۔ کوئی نام لیوا اور پانی دیوا نظر نہ آئے گا۔ جتنی ہم نرمی پکڑتے گئے۔ اتنا ہی آپ سر چڑھتے گئے جا اپنے حمائتی کو بلا لا۔ میں بھی ماریچ نہیں اگر اس کا کچومر نہ نکالا۔

پانچواں نظارہ

مہاراجہ دشرتھ کا دربار

دشرتھ۔ سب اہلکار آئیں۔ اور اپنی اپنی متعلقہ رپورٹ سنائیں۔

منتری۔ مہاراج کے اقبال سے تمام رعیت خوشحال اور دشمن پائمال و تمام افسر اپنا اپنا کام نہایت دیانتداری سے کرتے ہیں اور مہاراج کی خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں۔

مشیر فوج۔ مہاراج کا ایک ایک سپاہی پورا جان نثار ہے۔ اور تخت ایودھیا کے لئے سر دینے کو تیار ہے۔

مشیر خزانہ۔ خزانہ کی حالت قابل اطمینان ہے۔ جمع خرچ کی بالکل صحیح میزان ہے تمام ملازم اعلیٰ درجہ کے دیانتدار ہیں۔ اور اپنے کام میں خوب ہوشیار ہیں۔

مشیر مال۔ تمام زمیندار خوب فارغ البال ہیں۔ ہر طرح سے مالا مال ہیں نہ کسی کو کسی قسم کی شکایت ہے۔ بلکہ ہر ایک کی زبان پر مہاراج کے عدل اور انصاف کی حکایت ہے۔ لگان بالکل واجبی وصول کیا جاتا ہے۔ اور مطالبہ بھی بعض اوقات ان کی مرضی کے انوکول کیا جاتا ہے۔ قحط کا کہیں نام و نشان نہیں۔ راج کی طرف سے کوئی شخص بدگمان نہیں۔ کیونکہ وقت ضرورت ان کی سہایتا کی جاتی ہے۔ اور ہر طرح سے امداد دیجاتی ہے۔

کوتوال۔ شہر میں ہر طرح سے امن و امان رہا۔ فدوی معہ عملہ ماتحت کے پرجا کا نگہبان رہا۔ تمام راج میں جرائم پیشہ اشخاص کا نام و نشان نہیں۔ اور یہاں ان کی دال گلنی آسان نہیں۔ کیونکہ پہرے چوکی کا پورا پورا خیال ہے اور ایسے لوگوں کی خاص طور پر جانچ پڑتال ہے۔

دشرتھ۔ یوں تو مجھے اپنے مشیروں پر پورا پورا اعتماد ہے کیونکہ آپ لوگوں کے

حسن انتظام سے ہی یہ سلطنت آباد ہے۔ تاہم میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی خوشامد اور چاپلوسی سے تو کام نہیں لیتا۔ اور مجھ سے ڈرا ہوا میری کسی غلطی کا نام نہیں لیتا۔

سومنتر وزیر۔ گستاخی معاف! مہاراج کو کس طرح ہماری نیک نیتی پر شک ہوا جب کو سنکر میرا چہرہ بھی فق ہؤا۔

دشرتھ۔ رات سے میری طبیعت پر ملال ہے۔

سومنتر۔ کس بات کا خیال ہے۔

دشرتھ۔ بات بھی معمولی تھی۔ مگر میرے لئے تو رات کٹھن سولی تھی۔

سومنتر۔ مہاراج! اب زیادہ بیتاب نہ کیجئے۔ اور اسقدر عذاب نہ دیجئے ایسی کیا بات تھی۔ جس کی وجہ سے آپ کے لئے سولی کی رات تھی۔

دشرتھ۔ کل رات کو ایک خواب پریشان دیکھا۔

سومنتر۔ اس میں کیا سامان دیکھا۔

دشرتھ کا گانا

انوکھا سپنا دیکھا رات

مجھے بھرم ہے مم پرجا پر پڑا کوئی اُتپات[1]

انوکھا سپنا ۔۔۔

[1] یہ ایک عام مشہور بات ہے۔ کہ راجا اور پرجا کے تعلقات پتا اور پتر کے تعلقات ہوتے ہیں اس صداقت کو تسلیم کرنے میں کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا۔ اگر سچ پوچھا جائے تو ان تعلقات کا درجہ بعض بعض حالتوں میں پتا اور پتر کے تعلقات سے کئی درجہ بڑھ کر مانا گیا ہے۔ اگر بجائے پتا اور پتر کے ماتا اور پتر کے تعلقات کہا جائے تو اور بھی موزوں ہے کیونکہ پتر کی آتما کا بجائے پتا کے ماتا کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے جسکی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک انسان اس راز سے بخوبی واقف ہے۔ اگر پتر کو ذرا بھی تکلیف ہوتی ہے تو ماتا کی آتما پر فوراً ہی اس کا اثر ہوجاتا ہے۔ اور قدرت نے جو تار برقی دونوں آتماؤں کے درمیان لگائی ہوئی ہے

ایک جگہ پر بن کے بھیتر گئویں چگنے جات　　اسی جگہ پر ایک سنگھ نے آن لگایا گھات
انوکھا سپنا ۔۔
جب گئویں اس بن میں پہنچی بے بچھڑونکو ساتھ　　سنگھ اچھلکر ساری گئویں پکڑی ہاتھوں ہاتھ
انوکھا سپنا ۔
گئویں بیت دوہائی بچھڑے الگ کھڑے کرلات　　لیکن پنجے سے ظالم کے نہیں رہائی پات
انوکھا سپنا ۔
ایکطرف بچھڑے روتے ہیں ایک طرف کو مات　　رہ گیا نہ دیکھکے مجھ سے یوں گئوؤں کا گھات
انوکھا سپنا ۔
چلا چھڑانے سمجھ کے ان کو دکھ [illegible] ورانا تھ　　کھل گئی آنکھ اسی دم اتنے میں ہوگئی پربھات
انوکھا سپنا ۔
جب سے میں نے دیکھا ہے یہ سپنا واہیات　　تب سے ہی جیونت سنگھ مم کانپت سگرا گات

(بقیہ نوٹ سلہ صفحہ ۶۲) فوراً جنبش میں آجاتی ہے. خواہ دونوں کا فاصلہ کتنی ہی دور کا کیوں نہو یہ ایک الگ بات ہے کہ وہ حالات جو اسکے بچے کی تکلیف کا باعث ہیں بجنسہٖ سامنے آئیں یا نہ آئیں لیکن اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ اسکی بے بسی اور بے کسی کا نقشہ کسی نہ کسی صورت میں ہوبہو اسکی آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے چنانچہ جب رونڈ ڈاکوؤں نے ان بیکس مسافروں کو لوٹا ۔ اس ظلم وستم کی تصویر دشرتھ کی آنکھوں کے سامنے مندرجہ بالا طریق پر آکھڑی ہوئی ۔
ہر ایک انسان روزمرہ خواب دیکھتا ہے ۔ ممکن نہیں کہ مہاراجہ دشرتھ نے اس سے پہلے کبھی خواب نہ دیکھا ہو مگر آج کا خواب خواب نہیں بلکہ سچے واقعات کا فوٹو ہے جو انکی طبیعت لاکھ کوشش و دیگر مشیروں کے سمجھانے پر بھی بجائے سنبھلنے کے الٹا پریشان ہو رہی ہے اور انکو یہ نتیجہ ہوتا جاتا ہے کہ ضرور میری پرجا پر کہیں نہ کہیں ظلم ہوا ہے ورنہ اس سے پیشتر کیا کبھی خواب نہیں دیکھے
ہمارا ارادہ اس جگہ پر ان امورات پر کوئی لمبی چوڑی بحث کرنیکا نہیں اور نہ ہی ان واقعات کا ہمارے نفس مضمون سے چنداں تعلق ہے ۔ ہاں اتنا ضرور کہے دیتے ہیں ۔ کہ جب تک یہ پوتر تعلقات فریقین میں بنے رہتے ہیں اور دونوں جانب کی اس قدرتی ترقی میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا ۔ تو وہاں ہمیشہ سکھ اور شانتی کا راج رہتا ہے ۔ پرجا سکھی تو راجہ سکھی ۔ پرجا دکھی تو راجہ مہا دکھی ۔ بقول شیخ سعدیؒ ؎

ناٹک

منتری جی! جب سے یہ سپنا دیکھا ہے طبیعت بری طرح بیقرار ہے۔ دل پر عجب قسم کے خیالات کا طومار ہے۔ ہرچند سوچتا ہوں۔ لیکن جب سمجھ میں نہیں آتا۔ تو اپنا آپ نوچتا ہوں۔ اگرچہ سپنے کی باتیں جیسی کچھ ہوتی ہیں۔ سب پر ظاہر ہیں۔ مگر نہ معلوم آج طبیعت خود بخود کیوں اختیار سے باہر ہے۔ ہرچند اسے بہلاتا ہوں۔ مگر تمام کوشش اس کے برخلاف پاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے یہ خواب علت سے خالی نہیں۔ اور میری پریشانی پاس پاس جانے والی نہیں۔ اسمیں ضرور کوئی نہ کوئی بھید ہے۔ جو میری طبیعت کو اس قدر کھید ہے معلوم ہوتا ہے کہ انتظام میں ضرور کچھ نہ کچھ خرابی ہوئی ہے۔ جو میری طبیعت کو اسقدر اضطرابی ہوئی ہے اسلئے میرے کہنے پر وشواس کرو اور جو خرابی ہے اس کی جلدی تلاش کرو۔

منتری کا گانا

اے راجن کیا سپنے کی بات
ایسے سپنے ساری دنیا دیکھت ہے دن رات

(بقیہ نوٹ سلہ صفحہ ٦٦) رعیت چو بیخ ست سلطاں درخت ؛ درخت اے پسر باشد از بیخ سخت اگر جڑ مضبوط ہے تو درخت کو کوئی طاقت اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی۔ جڑ ہی کھوکھلی ہو تو معمولی جنبش اسکو اکھاڑ دینے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ جڑوں کی دیمک مشہور ہے جس درخت کو نشٹ کرنا ہوتا ہے تو اسکی جڑوں کو کسی نہ کسی طریقہ سے خشک کر دیا جاتا ہے اور بڑے بڑے دیو دار درخت جنکی چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ اُن کی آن میں بغیر چوں و چرا کئے پیوند زمین ہو جاتے ہیں۔ پھر قیامت تک اُٹھانا ناممکن ہے قصہ کوتاہ راجہ اور پرجا کے تعلقات اسوقت تک مستحکم ہیں جب تک دونوں فریق اپنے اپنے فرض کو سمجھے ہوئے ہیں یعنی جب پرجا کی بہبودی میں اپنی بہبودی سمجھے۔ اور پرجا راجہ پر جان تک قربان کر دینے میں اپنی خوشنودی سمجھے برخلاف اسکے راجہ کو پرجا کیطرف سے بدگمانی ہے اور پرجا کو راجہ کیطرف سے پریشانی ہے تو وہاں سکھ اور شانتی کی تلاش کرنا محض نادانی ہے ؎

اے راجن کیا سپنے

سپنے میں کئی راجہ ہوگئے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ　　آنکھ کھلی تب وہی او سنھا ہوئے مل مل ہاتھ

اے راجن کیا سپنے

راجہ کنگلا۔ کنگلا راجہ سپنے میں ہو جات　　سپنے میں پل میں ہو جاتے سب الٹے حالات

اے راجن کیا سپنے

سپنے میں دھن دولت پایا دیکھ دیکھ کر کھات　　جاگے پڑی نہ پھوٹی کوڑی یونہی من للچات

اے راجن کیا سپنے

سپنے میں انسان پہ پڑتی نئی نئی آفات　　پل میں ہنستا پل میں روتا یہ اسکی اوقات

اے راجن کیا سپنے

دلکومت دلگیر کرو تم سنو اے پرتھوی ناتھ!　　سپنا ہے جسونت سنگھ کل دنیا میں کھیات

ناٹک

پرتھوی ناتھ ناحق اپنے دل کو پریشان نہ کیجئے اور اس معمولی سی بات پر اتنی کھینچ تان نہ کیجئے۔ اگر سپنے کی باتوں میں ذرا بھی سچائی ہو تو تمام دنیا کی ایک دم میں صفائی ہو۔ سپنے میں منش ایک پل میں امیر ہو جاتا ہے اور ایک پل کے بعد مفلس اور فقیر ہو جاتا ہے۔ اگر تمام دنیا کا سپنے کی باتوں پر اسی طرح اعتبار ہو تو ایک دن تو کیا ایک دم گذارنا بھی سخت دشوار ہو۔ ان بے بنیاد خیالات کو دل سے نکالئے اور اپنے آپ کو سنبھالئے اگر مناسب ہو تو کچھ دان .. ..

دربان کا گانا

(راگنی پیلو تال چھپک)

منی لشوامتر جی آئے ہوئے ہیں!

دوارے پہ آسن لگائے ہوئے ہیں

نہ رونق ہے مکھ پر نہ آنکھوں میں لالی　　وہ پژمردہ صورت بنائے ہوئے ہیں

یہ ہوتا ہے چہرے سے اُنکے　　کہ گویا کسی کے ستائے ہوئے ہیں

منی بسوامتر
انوماں سے ہیں نے کی ہے پریکشا ۔۔۔ کہ دل میں بہت تلملائے ہوئے ہیں
نہ جانے کہ کارن ہے کیا بے کلی کا ۔۔۔ جو شدھ بدھ بھی اپنی بھلائے ہوئے ہیں
منی بسوامتر
بہت کی ہے کوشش اگرچہ انہوں نے ۔۔۔ کہ غصّہ کو اپنے چھپائے ہوئے ہیں
مگر ان کی باتوں سے ہوتا ہے ظاہر ۔۔۔ کسی بیرحم کے دُکھائے ہوئے ہیں
منی بسوامتر
حکم ہووے جو کچھ بجا لائیں اس کو ۔۔۔ سر اپنا ہم ہردم جھکائے ہوئے ہیں
سندیسہ منی جی کا جسونت سنگھ ہم ۔۔۔ مہاراج کے پاس لائے ہوئے ہیں
منی بسوامتر

ناٹک

دربان۔ راجن پت سرتاج۔ رگھوکل بھوشن۔ ایودھیا پتی مہاراج کی جے ہو۔ منی بسوامتر جی ڈیوڑھی پر براجمان ہیں۔ یہ دوارپال اس لئے حاضر ہوا ہے۔ کہ منی جی کے پدھارنے کی خبر مہاراج تک پہنچاؤں۔ اور جو مہاراج کا حکم ہو۔ منی جی کو سناؤں۔

دشرتھ۔ کیا کہا منی بسوامتر جی تشریف لائے ہوئے ہیں۔

دربان۔ ہاں پرتھوی ناتھ۔

دشرتھ۔ منتری جی! آپ منی جی کے سواگت کے لئے جائیے اور ان کو آدر ستکار سے اپنے سنگ لائیے۔

منتری۔ مہاراج کا حکم سر ماتھے پر۔ ابھی جاتا ہوں۔ اور منی جی کو آپ کا سندیسہ سناتا ہوں۔

منتری بسوامتر جی سے مخاطب ہو کر

گانا

(راگنی پیلو)

کہو منی جی کہاں سے پدھارے ہیں	کہو منی جی ... ...
کروں نمستے لے موے بھگون	ہاتھ جوڑ کر پڑتا چرنن
سیوک سدا تمھارے ہیں	کہو منی جی ... ...
ہم پر کی انوگرہ اتی بھاری	کرتارتھ کی نگری ساری
دھن دھن بھاگ ہمارے ہیں	کہو منی جی ... ...
چل کرائے منی بسوامتر	راج سبھا کو کرو پوتر
ابھلاشی وہاں سارے ہیں	کہو منی جی ... ...
مہاراج نے سنا ہے جب سے	درشن کو بیاکل ہیں تب سے
چرنوں پر بلہارے ہیں	کہو منی جی ... ...
دیا کرو دربار پدھارو	کر لبشرام تکان اتارو
ہم درشن کے متوارے ہیں	کہو منی جی ... ...

ناٹک

منی ور! نمستے عرض کرتا ہوں اور اپنا سر آپ کے چرنوں میں دھرتا ہوں چلیئے دربار کو سشوبھت کیجیئے اور سب حاضرین دربار کو درشن دیجیئے۔ ہر ایک چھوٹا بڑا آپ کے درشن کے لئے بیقرار ہے۔ اور وہاں آپ کا سخت انتظار ہے مہاراج کے حکم کے مطابق آپکے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ اور ان کا سندیشہ آپ تک لایا ہوں۔ اسلئے میری پرارتھنا منظور کیجیئے۔ اور دربار میں پدھار کر مشکور کیجیئے۔

بشوامتر۔ منتری جی! آنند ہو۔ یہاں تک آنے میں جو آپ کو کشٹ ہوا ہے اس کے لئے کشما چاہتا ہوں۔ اور آپ کو آشیرواد دیتا ہوں۔ کیونکہ ہم فقیروں کے پاس سوائے آشیرباد کے اور کیا رکھا ہے۔

منتری۔ مہاراج آپ شرمندہ نہ کیجیئے۔ ہماری ایسی پراربدھ کہاں جو آپ اس طرف تشریف لاویں۔ نہ جانے کس طرح سے بھول کر آنا ہو گیا۔ اب زیادہ وقت نہ گذاریئے

اور جلدی دربار میں پدھاریئے۔

بشوامتر۔ بہت اچھا چلیئے۔ (منتری جی کا معہ بشوامتر کے دربار میں پہونچنا)

دشرتھ کا گانا

کہو منی جی آپ کا کس طرف آنا ہو گیا
آپ کے درشن کئے بھی اک زمانہ ہو گیا

میرے انم بھاگ تھے جو اس طرف آپ آگئے
جب سے آپ آئے پوتر یہ گھرانا ہو گیا

لیجئے آسن پوتر کیجئے دربار کو
کس جگہ پر آجکل کہیئے ٹھکانہ ہو گیا

ہر طرح صنون اور شکور ہوں رشیو نکا میں
جنکی کرپا سے یہ روشن آشیانہ ہو گیا

میرے لائق گر کوئی سیوا ہو تو فرمایئے
کسطرح سے بھول کر تشریف لانا ہو گیا

آپکے کاموں میں کوئی وگھن تو پڑتا نہیں
اس طرف آنے کا کہیئے کیا بہانہ ہو گیا

بعد مدت کے ہوئے درشن منی جی آپ تے
زور آور ہی اس جگہ کا آب و دانہ ہو گیا

پوچھ لیتا تھا کُشل جب تنت سنگھ سے آپکی
اس کا مسکن بھی مگر اب تو ٹھکانہ ہو گیا

ناٹک

میرے دھن بھاگ ہیں۔ جو آپ نے اپنے پوتر چرنوں سے اس استھان کو شوبھا دی۔ آپ کے درشنوں سے چت گد گد پرسن ہوا۔ آیئے۔ براجیئے۔ آسن گرہن کیجیئے۔ کہیئے چت تو پرسن ہے۔ چہرہ پر کچھ اداسی سی پرتیت ہوتی ہے آنکھونکا رُخ کچھ پلٹا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک ایک انگ پھر پھیرا رہا ہے۔ یہ خلاف عادت تبدیلی سفر کے تکان کیوجہ سے ہے۔ یا کوئی خاص کارن ہے (دل ہی دل ہیں) ایشور خیر کرے منی جی کا حلیہ تو کچھ بگڑا ہوا ہی نظر آتا ہے۔

بشوامتر جی

(گانا بحر طویل)

اے مہاراج دشرتھ دویالُو تیری ہم فقیروں کا یاں اب گذارا نہیں
کشٹ ملتا ہمیں رات دن اسقدر کہ تمہارے سے جانا سہارا نہیں

کوئی اپرادھ ہم نے نہ نیرا کیا تیاگ بستی کو جنگل میں ڈیرا کیا
اک کنارے پہ جا کر بسیرا کیا رہنا واں بھی ہمارا گوارا نہیں
اے مہاراج

ہم کسی پرانی تنگ کو ستاتے نہیں رہتے جنگل میں بستی میں آتے نہیں
[illegible] بھی مگر رہنے پاتے نہیں کوئی رکھشک تمہارے سوا اب ہمارا نہیں
اے مہاراج

راکشش آ ہمیں تنگ کرنے لگے بگیہ رشیوں کا وہ بھنگ کرنے لگے
مفت میں چھیڑ ہم سنگ کرنے لگے ہم نے ان کا کبھی کچھ بگاڑا نہیں
اے مہاراج

وید جنگل میں۔ بیٹھے اچار کریں کھائیں پھل پھول اپنا گذارا نہیں
پھر بھی ناحق ہمیں وہ شٹ مار کریں کھیت باوا کا ان کے اجاڑا نہیں
اے مہاراج

چھتری ونش کا انش جاتا رہا اس لئے ہم کو ہر اک ستاتا رہا
آپ کو عیش و عشرت سہاتا رہا مگر کرتویہ اپنا بچارا نہیں
اے مہاراج

اس مہا نیچ مارتچ کا ہو بُرا! ہر طرف اسنے رکھی ہے آفت مچا
جو وہاں اس گھڑی ہے ظلم ہو رہا دیکھا جسونت سنگھ نے نظارا نہیں
اے مہاراج

ناٹک

غضب! غضب!! ستم! ستم!!! اندھیر! مہا اندھیر!! پرجا پڑی لٹا کرے اور آپ کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ راجن آپ۔ کے گنگا پار کے علاقہ میں راکشسوں نے وہ آفت مچائی ہے کہ دہائی ہے دوہائی ہے۔ جو مسافر آتا ہے۔ بڑی بیرحمی سے لوٹا اور قتل کیا جاتا ہے ابھی کل کا ذکر ہے۔ کہ مسافروں کا ایک گروہ استری اور بچوں سمیت لوٹا گیا

کئی بچاروں کی جانیں گئیں۔ کئیوں کا سر پھوٹا۔ تمام علاقہ مارتیوں کے ہاتھوں دکھی ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک چھوٹا بڑا اس کمبخت کی جان کو رو رہا ہے۔ اب ان کے حوصلے اتنے بڑھے ہیں کہ سادھو سنیاسیوں سے بھی چھیڑ چھاڑ کرنے لگ پڑے ہیں ہم لوگ جنگل میں بیٹھے ایشور کا بھجن کرتے ہیں۔ اور کند مول کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔ نہ کسی کو ستاتے ہیں نہ کسی سے کچھ مانگنے جاتے ہیں۔ صرف اپنی تپسیا سے سروکار ہے مگر ان پاپیوں کو یہ بھی ناگوار ہے۔ چنانچہ ہم نے ایک یگیہ رچایا تھا اور بہ مشکل تمام اسے ہر طرح کی آفات سے بچایا تھا۔ لیکن نہ معلوم وہ بے ایمان کہاں سے آمرے۔ کہ ہمارا سب کرا کرایا پرشارتھ نشٹ کر دیا۔ اور تمام یگیہ کو بھرشٹ کر دیا وہاں آکر آفت مچانے لگے۔ یہاں تک کہ ہون کنڈ میں ہی مانس آدمی بھون بھون کر کھانے لگے۔ جب ہم فقیروں کے ساتھ یہ بداعتدالی ہے تو دنیا داروں کا تو پرمیشور ہی والی ہے۔

دشرتھ (گانا بحر طویل)

اے منی جی سنائی یہ کیا داستان راکششوں کو رہا مجھے یہ ہمارا نہیں
چھتری ونش کا انش جاتا رہا لفظ جاتا یہ مجھ سے سہارا نہیں

خون سنتے ہی میرا ابلنے لگا — اور کلیجہ بھی ہاتھوں اچھلنے لگا
ہاتھ رشیوں پہ دشٹوں کا چلنے لگا — راج کا مجھے ذرا بھی بچارا نہیں
اے منی جی۔ ۔۔۔ ۔۔۔

میری پرجا پہ وہ ستم رانی کریں — یوں کہو کہ ہماری ہی ہانی کریں
خاک ہم پھر یہاں حکمرانی کریں — سیس دھڑ سے جو ان کا اتارا نہیں
اے منی جی۔ ۔۔۔ ۔۔۔

لگ گئے کرنے آتی زبردستیاں — لوٹنے لگ گئے جنگل و بستیاں
ہیں سیو فت تک انکی خرمستیاں — جب تلک میرا دیکھا دو دھارا نہیں
اے منی جی۔ ۔۔۔ ۔۔۔

میں نے دیکھا تھا سپنا وہ سچّا ہوا | اکشٹوں سے دکھی بچہ بچہ ہوا
آ گئے منی جی یہ بھی اچھا ہوا | ان کو خود ہی انہوں نے سنوارا نہیں

اے منی جی .. .. ..

ویر کیا ہی یہاں بس چڑھائی کروں | پاپیوں کی پلک میں صفائی کروں
بے ایمانوں کی ایسی ہنجائی کروں | نام لیں گے ادہر کا دوبارا نہیں

اے منی جی .. .. ..

میری پرجا کا ہی میرا جان وجسم | ہے رگھوونش کی آدسے یہ رسم
مجھے جسونت سنگھ تیری سر کی قسم | مینے چن چن کے اگلو جو مارا نہیں

اے منی جی .. .. ..

ناٹک

ہیں! ہیں!! میرے راج میں یہ اندھیر، چوری نہیں بلکہ سینہ زوری۔ جب میری پرجا کو اسقدر آزار ہے۔ تو میرے راج کرنے پر بھی دھکا ہے۔ ابھی چڑھائی کرتا ہوں۔ اور آپ کے دیکھتے دیکھتے ایک ایک کی صفائی کرتا ہوں یقین جانیئے کہ ان کی موت قریب آئی ہے۔ جو ان کے دل میں یہ شرارت سمائی ہے کہ سادہو سنیاسیوں کو بھی بلا وجہ ستانے لگے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ان کے منہ آنے لگے ہیں یہی وجہ ہے کہ کل سے میرا دل غمگین تھا۔ اور ہم کو یہ پورا لیقین تھا کہ ضرور کچھ نہ کچھ خرابی ہوئی ہے۔ جو میری طبیعت کو اسقدر اضطرابی ہوئی ہے۔

(منتری سے مخاطب ہوکر) منتری جی اب بھی آپ کو میرے سپنے کی صداقت میں بھرم ہے۔ جبکہ اس قدر ظلم اور ستم کا بازار گرم ہے۔

(مشیر فوج سے مخاطب ہوکر) اسی وقت فوج تیار کرو۔ اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔ جب تک ان موذیوں کا کام تمام نہ کروں گا۔ اسوقت تک آرام نہ کروں گا۔

بشوامتر جی
(دگانا بحر طویل)

اِس اوستھا میں راجن مجھے آپ کو کوئی تکلیف دینی گوارا نہیں
رام لچھمن ہی کافی ہیں اُن کے لئے فوج لشکر کا چاہیئے سہارا نہیں
آپ بیٹھے رہو بے فکر اس جگہ وقت لڑنے کا اب یہ تمہارا نہیں
تیرے دونوں کنور اب جواں ہو گئے کس لئے کرتے انکو اشارا نہیں

اس اوستھا میں

رام نے رُخ کیا اس طرف تو انہیں بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں
یا تو پیچھے ہٹے یا وہیں پر کٹے اور سوجھے گا اُن کو کنارہ نہیں

اس اوستھا میں

تیرے دونوں دلاور جواں مرد ہیں ان کے بل کا کوئی وار پار نہیں
اگر ایسی ہی صورت ہوئی اس جگہ تو کوئی میں بھی مردہ ناکارہ نہیں

اس اوستھا میں

ساتھ کر دو میرے آپ جلدی انہیں اور کہنا ادھک کچھ ہمارا نہیں
مان لو گے تو ہے کیرتی آپ کی ورنہ جسونت سنگھ کا اجارہ نہیں!

ناٹک

راجن! آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور نہ ہی وہاں کچھ ایسی خطرناک صورت ہے۔ آپ کیول رام اور لکشمن کو میرے ساتھ کیجئے۔ اور میرے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دیجئے۔ میں اس اوستھا میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ اور فوج لشکر بھی آپ سے لینا نہیں چاہتا۔ ایشور کی کرپا سے آپ کے دونوں کنور جوان ہیں۔ اور ہر ایک وِدیا میں پورن وِدوان ہیں۔ راکششوں کا ملیا میٹ کرنا اُنکے لئے معمولی بات ہے۔ اور نشچے ہی ان کی موت رام و لکشمن کے ہاتھ ہے۔ اوّل تو اُمید نہیں کہ وہ مقابلہ پر آئیں۔ اور ان کی شکل دیکھتے ہی پیٹھ نہ دکھائیں اگر مقابلہ کرینگے تو نِسندیہہ

کتوں کی موت مرینگے۔ آپ راچھکاروں کا بالکل خیال نہ کریں۔ اور انکے بھیجنے میں ہرگز لیت ولعل نہ کریں۔ ایشور نے چاہا۔ تو بہت جلد بخیریت آپکے پاس پہنچ جائینگے اور آپ کے خاندان کی یش اور کیرتی کو چار چاند لگائیں گے۔

دشرتھ کا گانا (بحر قوالی)

منی جی آپ کو اس فند سے فائدہ ہو نہیں سکتا
یہ ناممکن امر ہے مجھ سے وعدہ ہو نہیں سکتا

میں خود چلنے کو حاضر ہوں تمہیں اصرار ناحق ہے
کیوں الٹی بات کرتے ہو یہ قاعدہ ہو نہیں سکتا

رہوں میں گھر میں بیٹھا بالکوں کو بن میں بھیجوں
منی جی مجھ سے جیتے جی تو ایسا ہو نہیں سکتا

جو اپنی آنکھ سے اولاد اپنی کو دکھی دیکھے
کسی ماں باپ کا ایسا کلیجہ ہو نہیں سکتا

اسی اولاد کی خاطر بھٹکتی پھرتی ہے دنیا
رتن یہ وہ ہے جو ہر وقت پیدا ہو نہیں سکتا

یہ بچے ہیں بھلا کیا جانتے ہیں یدھ میں لڑنا
میری سمجھ میں تو اچھا نتیجہ ہو نہیں سکتا

طریق جنگ کا ان کو تجربہ ہی ابھی کیا ہے
وہ جیتیں راکششوں کو مجھ کو نشچہ ہو نہیں سکتا

مجھے معلوم ہے اچھی طرح ماریچ کی خصلت
بنا مارے مرے بدذات سیدھا ہو نہیں سکتا

تمہیں مطلب ہے کیول راکششوں کو دنڈ دینے سے
سو یہ مطلب تمہارا ان سے پورا ہو نہیں سکتا

نہ دل میں سمجھ لینا کہ میں ٹال مٹول کرتا ہوں
میرے کہنے کا ہرگز بھی یہ مدعا ہو نہیں سکتا

جو چھتری ہی بھلا وہ یدھ کو سنکر کے گھبرائے
کبھی جسونت سنگھ کا یہ عقیدہ ہو نہیں سکتا

ناٹک

آپ کا کہنا مجھے ہر طرح قبول ہے۔ مگر یہ ہٹھ آپ کی بالکل فضول ہی بھلا میں کس طرح گوارا کروں کہ بچوں کو یدھ میں بھیجوں اور میں یہاں مونچھیں مارا کروں۔ کچھ تو پرمیشور سے لگتی کہو۔ یوں ہی ضد نہ کرتے رہو۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ لیکن یہ بیچارے ابھی طریق جنگ کو کیا جانیں۔ راکششوں سے مقابلہ کرنا کوئی کھیل تماشا ہے؟ اور ماریچ ایسا کہاں کا تماشہ ہے۔ جو جاتے ہی اس کو منہ میں ڈالیں گے۔ اور ایک دم

چپالیں گے۔ آخر وہ بھی انسان ہے۔ اگر سچ پوچھو۔ تو پرلے سرے کا چالباز اور بے ایمان ہے اس سے مقابلہ کرنا معمولی بات نہیں۔ پھر ان بچوں کی تو کچھ بھی بساط نہیں۔ جو زمانہ کی چالبازیوں سے بالکل بیخبر ہیں۔ اپنے گھر میں چاہے کتنے ہی شیر ببر ہیں۔ گھر کے یودھا اور رن کے یودھا میں بڑا فرق ہے۔ جس کا گواہ تاریخ کا ایک ایک ورق ہے۔ آپ ان تمام واقعات کو مدنظر رکھ کر ہر ایک پہلو کو وچاریں اور اسکے نشیب و فراز پر اچھی طرح نظر ماریں۔

بشوامتر جی

(گانا پیلو یا ضلع تال ٹھیکہ)

راجن مجھے تیری باتوں سے کائرپن کی بو آتی ہے

تم کو پڑی ہے کیا سرکار موج سے لوٹو عیش بہار
کرتے ہوئے صاف انکار تیری زبان تتلاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔ ۔

ہو رہے عجب تیرے حالات راچھے توڑ بھی کر دیئے مات
پرجا لٹا کرے دن رات تم کو عیش خوب بھاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔ ۔

چھتری پن کا بجو گھمنڈ دیکھا تیرا تیج پرچنڈ
کیا تم دوگے ان کو ڈنڈ مجھ کو سمجھ نہیں آتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔ ۔

ہو کر دلیپ کی اولاد چھوڑی کل کی سب مریاد
سنکر پرجا کی فریاد تیری پھٹے نہیں چھاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔ ۔

ڈبو یا رگھو ونش کا نام جن کو رہے صبح اور شام
اپنی عیش و عشرت سے کام رعیت نسدن دکھ پاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔ ۔

پیدا ہوئے ہیں آج کے لال کیسی پرجا کی پرتپال
کُل کا اُس کر دیا نہال دنیا تیرے لیش گاتی ہے
راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔

اِن کو نوڈبیہ میں ڈال رکھنا اچھی طرح سنبھال
تاکہ لے نہ کوئی نکال! دنیا پھرتی منڈلاتی ہے
راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔

لیکن سمجھ لو اے مہاراج ہے یہ چند روز کا راج
میں یہ کہہ جاتا ہوں آج تیری نیت بتلاتی ہے!
راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔

سکھ سے رہو تیری سنتان ہم تو آکر ہوئے حیران
سارے خاندان کی آن! آج عصمت سنگ جاتی ہے
راجن مجھے تیری باتوں ۔ ۔ ۔

ناٹک

آشچریہ ہے کہ رگھوکُل میں ایسے کائر کہاں سے پیدا ہوئے۔ اور تیرے جیسوں کے پاس آکر ہم حیران علیحدہ ہوئے۔ تیرے بزرگوں میں آجتک کسی نے رشیوں کی امداد سے انکار نہیں کیا۔ اور اپنی پرجا کی رکھشا کے لیئے کیا کچھ نثار نہیں کیا زبان کا قول سر کے ساتھ تھا۔ اسلیئے ان کے سر پر ہر وقت پرمیشور کا ہاتھ تھا۔ جو بچن زبان سے نکالا اُسکو پورا کرنیکے لئے اپنی جان تک کو خطرے میں ڈالا۔ کیا رتنا س ہرشچندر کا پُتر نہیں تھا؟ اور اگر وہ تیری طرح ٹالمٹول کرنا چاہتا۔ تو کیا اُسکے پاس کوئی اُتر نہیں تھا تمنے تو راجہ دلیپ کی عزت اور نام کو بھی خاک میں ملا دیا۔ جنہوں نے بھوکے جانوروں کو اپنے بدن کا ماس کاٹکر کھلا دیا۔ راجہ رگھو کی لیش اور کیرتی کا بھی آج خاتمہ ہو گیا۔ جبکہ اس کی اولاد کا ایسا ملین آتما ہو گیا۔ ہائے ہائے راجہ اج اگر آج زندہ ہوتا تو ایسی اولاد کی صورت دیکھکر سخت شرمندہ ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرماتما کو

یہ راج زیادہ عرصہ تک رکھنا منظور نہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ شترگھن کے ہاتھ سے یہ کلنک کا ٹیکہ ہوگا۔ اسوقت آپ کا تمام مزا ہیکا ہوگا۔ بہت اچھا آرام کیجیئے اور میرا آخری پرنام لیجیئے۔ نہ مجھے آپکی فوج درکار ہے۔ نہ آپ سے اور آپکے بیٹوں سے سروکار ہے۔ جیسے بنے گی جاؤنگا۔ ہم تو تیرے جیسے بزدلوں کے پاس سہایتا کے لیئے ہرگز نہ آؤنگا۔

لبٹی کا گانا

ہائے میں کیا کروں۔ ادھر سنیاسی اُدھر ہے راجہ دونوں کے ہٹھ سے ڈروں

ہائے میں کیا کروں

کسے مناؤں کسے ہٹاؤں دونو ہی روٹھا ہی یہ بھی سچا وہ بھی سچا کس کو کہدوں جھوٹا ہی

دوش میں کس پہ دھروں ۔ ۔ ۔

ہائے میں کیا کروں ۔ ۔ ۔

ایک طرف ہے ہٹھ راجہ کا ایک طرف سنیاسی کا بات بات میں بنا بتنگڑ یونہی بات ذراسی کا

میں کس کنوئیں میں پڑوں ۔ ۔ ۔

ہائے میں کیا کروں

ان دونوں کی ہٹھ دھرمی سے سارے کل کی آن گئی کسکو کہدوں ہٹ جا ہٹ سے کچھ نہیں تیری شان گئی

کیسے یہ جھنجھٹ ہروں ۔ ۔ ۔

ہائے میں کیا کروں ۔ ۔ ۔

لوگ کہینگے راج سبھا میں کوئی بھی انسان نہیں اس الجھن کا کھلنا بھی جسونت سنگھ آسان نہیں

میں اسی فکر میں مروں ۔ ۔ ۔

ہائے میں کیا کروں ۔ ۔ ۔

ناٹک

(دل ہی دل میں) میں کیا کروں۔ کس کنوئیں میں پڑوں۔ یہ دونوں بُری طرح اپنی ضد پر اڑے ہے

ہیں اور دونوں کے ایک دوسرے کے خلاف تیور چڑھے ہیں ادہر رامچندر اور لکشمن کو بھیجنے پر رضامند نہیں۔ ادہر انہیں خالی بہانا پسند نہیں۔ کیا بناؤں کس کو سمجھاؤں۔ ادہر یہ محبت پدری سے مجبور ہے۔ ادہر اُس کا سینہ راکششوں کی سینہ زوری سے چور ہے۔ اگرچہ راجکماروں کے چلے جانے سے راجہ کو بے آرامی ہوگی لیکن بشوامتر خالی چلے گئے تو سخت بدنامی ہوگی۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو بشوامتر کی کوئی زیردستی بھی نہیں۔ اور راجکماروں کے مقابلہ میں راکششوں کی کچھ ہستی بھی نہیں کیونکہ اب وہ پورے جوان ہیں اور پھر بشوامتر جی ان کے ہر طرح نگہبان ہیں یوں تو یہ خود بھی پورا جری سپہ سالار ہے۔ مگر اپنے سنیاس دہرم سے مجبور اور لاچار ہے ورنہ پل میں ان کی ہوا بگاڑ دے۔ اور دم کے دم میں ان کا گلشن ہستی اجاڑ دے۔

دیکھ سوچکر، ہاں ہاں یہی درست ہے۔ راجہ کو سمجھاتا ہوں اور جس طرح ہو۔ اُسے راہ راست پر لاتا ہوں۔

بشسٹ جی کا گانا (دشرتھ سے مخاطب ہوکر)

بطرز قوالی

اے راجن آپ کا اس بات میں اصرار ناحق ہے
منی جی داستی پر ہیں تیرا انکار ناحق ہے

ہو خود ہی آپ دانشمند سب باتوں سے واقف ہو
کسی کا کہنا سننا آپ کو ہر بار ناحق ہے

کنور دونوں جواں ہیں جنگ کے ہر فن سے ماہر ہیں
سمایا وہم کیا دل میں فکر افکار ناحق ہے

اگرچہ آپ کو ان کی محبت تنگ کرتی ہے
مگر یہ آپ کا اسوقت بیجا پیار ناحق ہے

نہیں منظور ہے ان کی اگر یہ بات تھوڑی سی
تو پھر اُن سے زبانی آپکا اسنکار ناحق ہے

سمجھ لو سوچ لو اچھی طرح ہر ایک پہلو کو
اگر بجھتاؤ پیچھے سے تو وہ اظہار ناحق ہے

مناسب تو یہی ہے بھیجدو دونوں کمارونکو
نہیں تو آپ کی مرضی میری گفتار ناحق ہے

ہر اک نیکی بدی کے خود وہ ذمہ دار بنتے ہیں
تمہارا پھر فکر کرنا اجی سرکار ناحق ہے

اگر تم کو نہیں منظور ہے تو صاف ہی کہدو
تو پھر جب دوستی سنکلپ کا آپ سے تکرار ناحق ہے

ناٹک

مہاراج! آپ اصرار نہ کیجیے۔ اور راجکماروں کے بھیجنے سے انکار نہ کیجئے آپ خود عقلمند اور سمجھدار ہیں سب ایک راز سے اچھی طرح واقف ہیں اگر منی جی خالی گئے تو بہت رسوائی ہوگی اور تمام دنیا میں مفت کی ہنسائی ہوگی۔ اگر آپکا ایسا ہی حال ہوگا تو لوگوں کا تخت ایودھیا کے متعلق کیا خیال ہوگا۔ آپ کا اب زمانہ پیری ہے اور آپکی یہ اوستھا آخیری ہے آخر ایک دن مرنا ہے۔ پھر راج تو انہوں نے ہی کرنا ہے۔ آپ کب تک انہیں چھپا کر رکھیں گے۔ آخر ایک دن تو لڑائی کا مزہ چکھیں گے۔ بہتر ہے۔ کہ آپکی موجودگی میں سب کام سنبھال لیں۔ اور آپ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ بھال لیں۔ میں نے جو کچھ سکھایا ہے اس کا بھی امتحان ہو جائیگا۔ اور آپ کا اطمینان ہو جائیگا۔ ورنہ میری بھی اسمیں بدنامی ہے لوگ کہیں گے۔ کہ بششٹ کی تعلیم کی خامی ہے۔ علاوہ اسکے بشوامتر بھی کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں اور لڑائی کے فن میں ایسا کچا نہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو وہ ہاتھ دکھائے گا۔ کہ راکششوں کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ اسلئے آپ انکے بھیجنے میں ہرگز کسی قسم کا اعتراض نکریں۔ اور اس معمولی سی بات کیلئے بشوامتر جی کو ناراض نہ کریں۔

مہاراجہ دشرتھ (کا گانا۔ بطرز تھیٹر تال دادرا)

کیسا غضب ہے۔ ضد بے سبب ہے آفت میں آئی ہے جان
باتیں تمہاری بیڈھب ہیں ساری کانپے زمین آسمان

یا میں ہی پاگل ہوا یا سب پی گئے بھنگ   بھلا یہ بچے کس طرح کرینگے ان سے جنگ
کیا یہ عمر ہے کیسا جبر ہے عقل ہے میری حیران
کیسا غضب ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔

بھلا گورو جی کس طرح آوے مجھے یقین   یوں مرضی ہے آپ کی لو سکھ میرا چھین
ہوگا یہ کل کو میری عقل کو دیکھیگا سارا جہان
کیسا غضب ہے ۔۔ ۔۔ ۔۔

مین بالکل نزدوش ہوں بگڑ گئی جو بات — منی جی اپنے ہاتھ مین پکڑو ان کا ہاتھ

دل کے دو لارے آنکھو نکے تارے کل کا سکل نشان

کیسا غضب ہے ... ...

جیسے بنے بنائیے ہے ہم کو اختیار — ساتھ تمہارے کر دیئے دونوں راجکمار

اور جو چاہیئے جلدی بتائیے وہ بھی لیجائیے سامان

کیسا غضب ہے ... ...

کام بنے جب آپ کا دیجو جلد لوٹا — جیسے ان کو لے چلے ویچو یہاں پہنچا

جسونت سنگھ کا ایک ایک دن کا کٹنا نہیں آسان

کیسا غضب ہے ... ...

ناٹک

ہاں درست ہے۔ آپ تو ان ہی کی طرفداری کرینگے۔ اُنہی کی حمایت کا دم بھرینگے ہمارا کہنا سننا فضول۔ ان کی ہر ایک بات مناسب اور معقول۔ ان کو اپنی ضد چھوڑنے پر کیوں مائل کروگے۔ آپ تو مجھے ہی ہر طرح قائل کروگے۔ پرمیشور نہ کرے اگر لڑائی میں کچھ الٹ پلٹ پالا ہوگیا۔ تو میرا تو منہ کالا ہوگیا۔ لوگ کیا کہینگے کہ لڑائی کے خوف سے اپنا آپ تو بچالیا اور ان بچوں کو ناحق مروادیا۔ جو بولیگا وہی میری زبان پر تھپڑ تولیگا۔ کس کس کا منہ پکڑونگا۔ کس کسکی زبان جکڑونگا۔ دنیا کی زبان لاکھ تیر کمان۔ اِدہر دنیا میری عقل پر ہنسیگی اُدہر میری جان طرح طرح کے جھمیلوں میں پھنسے گی۔ سچ تو یہ ہے کہ میری پرار بدھ میں اولاد کا سکھ نہیں اور اسکے برابر کوئی جہاں دکھ نہیں۔ جب نہیں تھی تو ویسے بیقرار ہوئے اگر ہوئی تو آپ درپے آزار ہوئے۔ خیر جو کچھ ہونا ہے وہ ہوکر رہے گا اور جس نے کہنا ہے وہ ضرور کہیگا۔ اگر آپ سب کے نزدیک اسی میں بہتری کی صورت ہے تو مجھ کو انکار کرنیکی کیا ضرورت ہے۔ جائیے لیجائیے اور اپنا کام بنائیے مگر اتنی مہربانی فرمانا کہ جب آپکا کام بنجائے۔ تو انہیں جلدی واپس لوٹانا۔ کیونکہ مجھ کو ان کا سخت انتظار رہیگا اور جب تک ان کی شکل نہ دیکھ لونگا۔ دل بیقرار رہے گا۔

چھٹا نظارہ
راکشسوں کا قتل

رامچندر جی۔ منی جی! یہ کونسا مقام ہے؟

بشوامتر جی۔ ماریچ اور سباہو کی والدہ تاڑکا کا اسی جنگل میں قیام ہے۔

رامچندر جی۔ کیا وہ بھی اپنے بیٹوں کی طرح بدکار ہے؟

بشوامتر جی۔ اعلیٰ درجہ کی ظالم اور جفاکار ہے۔

رامچندر جی۔ چلو تو آگے قدم بڑھاؤ۔

بشوامتر جی۔ پہلے اس کی مٹی ٹھکانے لگاؤ۔

رامچندر جی۔ عورت پر ہاتھ اُٹھانا مہاپاپ ہے۔

بشوامتر جی۔ یہ آپ کا بڑا بشچا تاپ ہے۔

رامچندر جی۔ اور خاصکر کشتری دھرم کے تو بالکل خلاف ہے۔

بشوامتر جی۔ نہیں۔ نہیں۔ پاپی کو ڈنڈ دینا عین انصاف ہے۔

رامچندر جی۔ خیر چلیے

بشوامتر جی۔ وہ دیکھو بدکار کیسے بے تحاشا بھاگی ہوئی آرہی ہے۔

لچھمن جی۔ تو اس کی موت ہی اس کو ہمارے سامنے لارہی ہے۔

تاڑکا۔ ہاؤں .... ہاؤں .... ہپ .... ہپ ....

رامچندر جی۔ آدمیوں کی طرح بات کر۔ اگر ہمت ہے تو دو ہاتھ کر۔

تاڑکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے بیزار ہو۔ اسلئے اتنے تیز طرار ہو۔

رامچندر جی۔ او بدکار ہوشیار ہو اور مرنے کے لئے تیار ہو (تیر چھوڑ دیا)

تاڑکا۔ ہائے رے میں مر گئی۔

لچھمن جی۔ بس ایک ہی وار میں لمبی پڑ گئی۔
تاڑکا۔ ہائے درد کی شدت سے میرا دم نکل رہا ہے۔
رامچندر جی۔ تجھ کو اپنی کرنی کا پھل مل رہا ہے۔
تاڑکا۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ میرے بیٹے ضرور تمھیں خاک میں ملائیں گے۔
رامچندر جی۔ اگر مل گئے تو انہیں بھی تیرے ساتھ زمین پر سلائیں گے۔
تاڑکا۔ ارے کوئی پانی (روح پرواز کر گئی)
بشوامتر جی۔ شگون تو تسلی بخش ہوا۔
رامچندر جی۔ مگر کشتری دھرم کے تو برعکس ہوا۔
بشوامتر جی۔ یہ تمہارے دل کا بھرم ہے ہر ایک پاپی کو ڈنڈ دینا کشتری کا دھرم ہے
لچھمن جی۔ گورو جی! یہ بن تو سہانا ہے۔
بشوامتر جی۔ ہاں مگر آج کل تو راکششوں کا ٹھکانہ ہے۔
لچھمن جی۔ کیا ماریچ کی بھی اسی جگہ بود و باش ہے؟
بشوامتر جی۔ ہاں یہ تمام جنگل اسی کی میراث ہے۔
لچھمن جی۔ آخر کوئی خاص مقام۔
بشوامتر جی۔ جہاں مل جائے مال حرام۔
رامچندر جی۔ تو یوں اس کا پتہ کس طرح پائیگا۔
بشوامتر جی۔ وہ تو خود ہی بھاگا بھاگا آئے گا۔
رامچندر جی۔ بہت مغرور ہے۔
بشوامتر جی۔ یہ تو ساری دنیا میں مشہور ہے۔
رامچندر جی۔ اچھا تو تھوڑی دیر آرام کر لیں۔
بشوامتر جی۔ کیا ہرج ہے ہم بھی لیں شرام - - - - - - -
(انگلی سے اشارہ کر کے) لو سنبھل جاؤ۔ وہ دیکھو بے ایمان سامنے سے مینہ آندھی کی طرح آرہا ہے۔ گویا زمین و آسمان سر پر اٹھا رہا ہے۔

رامچندر جی۔ جبھی سامنے گرد و غبار چھا رہا ہے۔
لچھمن جی۔ بھراتا جی! تیر و کمان سنبھال لو۔
رامچندر جی۔ ہاں تم بھی اپنے شستر نکال لو۔

مارتچ

گانا

(چوبولہ)

ایک عورت کو قتل کر او چھل رہا رن بیچ
بچ کر جائیگا کہاں آپہونچا مارتچ

آپہنچا مارتچ سنبھل کر آگے قدم بڑھانا
خبر نہیں ہے شاید تجھ کو جانے مجھے زمانہ
ناممکن ہے آج تمھارا یاں سے زندہ جانا
مل لو جل لو جس سے ملنا کھا لو جو کچھ کھانا

دوڑ

قضا ہے سر پر چھائی۔ حماقت تب ہی سمائی جہنم تمہیں پہنچاؤں
لوں بدلہ جسونت سنگھ ہیں تب مارتچ کہاؤں

رامچندر جی کا گانا

دوہا

کیوں زیادہ بک بک کرے رکھ زبان کو بند
ماں تو تیر چلا چکی اب آئے فرزند

چوبولہ

اب آئے فرزند بہت کچھ شیخی جتلاتا ہے
بے ایمان بدزبان کیوں سر پر چڑھتا آتا ہے
ہٹ پیچھے مردود صفت کیوں بد بو پھیلاتا ہے
اب بھی آجا باز جان کی خیر اگر چاہتا ہے
زمانہ بھر کے گنڈے۔ چلا جا ٹھنڈے ٹھنڈے۔ آجا گر بدلہ لینا
کل کو پھر جسونت سنگھ کو ناحق دوش نہ دینا

ناٹک

رامچندر جی۔ کیوں میان سے نکلا پڑتا ہے۔

مارتیچ۔ عورت کو مار کر اتنا اکڑتا ہے۔

رامچندر جی۔ اس نے اپنی کرنی کا پھل پالیا۔

مارتیچ۔ تو بھی ماں کے پاس زندہ جالیا۔

رامچندر جی۔ ارے بدکار! کیوں اتنا منہ پھاڑ پھاڑ کر چلاتا ہے اور ہنیا حق غصہ دلاتا ہے

سباہو۔ ذرا زبان کی لیا لیپی چھوڑ دے۔

لچھمن جی۔ اگر جان کی خیر چاہتا ہے۔ تو اب بھی ہاتھ جوڑ دے۔

سباہو۔ چپ رہو نادان۔

لچھمن جی۔ پیچھے ہٹ بے ایمان۔

سباہو۔ تیرے سر پر قضا سوار ہے۔

لچھمن جی۔ تو خود موت کا طلبگار ہے۔

سباہو

(گانا۔ بطرز۔ بیوفا کیسا یار مارے)

تیرے سر پہ قضا ہی سوار ہے　　خیر چاہتا ہے تو پیٹھ جلدی دکھا

گردن مروڑوں انگ انگ توڑوں　　پل میں رُلا دوں بھلا دوں ہوا

تیرے دلمیں سمایا تکبر یہ کیا　　ارے او بدزبان ابھی کھینچوں کمان

تیری رُوح اس جسم سے فرار ہے

تیرے سر پہ قضا ہی سوار ہے

لچھمن جی کا گانا

تُو تو جینے سے دکھتا بیزار ہے　　کیوں بناتا ہی باتیں ارے بیحیا

تُو تو جینے ۔۔ ۔۔ ۔۔

ایسا نچوڑوں زندہ نہ چھوڑوں ڈھونڈے نہ پائیگا تیرا پتہ
ابھی کردونگا سارا مزا کرکرا باز آجا شیطان کھینچ لونگا زباں
کیوں قضا کا ہوا طلبگار ہے ۔ ۔ ۔

سباہو (گانا بطرز بہیوفا)

تیرے سر پر قضا ہی سوار ہے خیر چاہتا ہے تو پیٹھ جلدی دکھا
تیرے سر پر قضا ۔ ۔ ۔

پل میں تمھاری مائیں بچاری روئینگی دونوں کی لاشوں پہ آ
کوئی دیگا نہ ان کو دلاسا ذرا کون پوچھے مرم پھوٹے انکے کرم
یہ بڈھا اپنے مطلب کا یار ہے تیرے سر پر قضا ہی سوار ہے

لچھمن جی

تُو تو جینے سے دکھتا بیزار ہے کیوں بناتا ہے باتیں ارے بیحیا
تُو تو جینے سے ۔ ۔ ۔

ماتا تمھاری رہتی بیچاری اس کی تو مٹی ٹھکانے لگا
بیحیا تو ہوا نا خلف کیوں ہوا ارے او بے شرم کیا یہی تھا دہرم
تیری میّا کتوں کا شکار ہے تو تو جینے سے دکھتا بیزار ہے

ناٹک

سباہو۔ منہ سے کچی بات نہ نکال۔

لچھمن جی۔ تو بھی زبان کو سنبھال۔

سباہو۔ ارے کمبخت ابھی تو تیرے منہ سے دودھ کی بُو آرہی ہے۔

لچھمن جی۔ تیار ہوجا تیری قضا تجھ کو بلا رہی ہے۔

سباہو۔ ابھی تو تیرے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے بھاگ جا ورنہ نیبو کی طرح نچوڑ دوں گا۔

لچھمن جی ۔ میرے دانت تو نہیں توڑے ۔ لیکن تیرے ضرور توڑوں گا ۔
سباہو ۔ شرارت سے باز نہیں آتا ۔ اُلّو ۔

لچھمن جی کا گانا

دوہا

بس بس میں سُن چکا بہت تیری بکواس
اب زیادہ بولا اگر لونگا زبان تراش

چوبولہ

لونگا زبان تراش اگر کچھ منہ سے بات نکالی　　بے ایمان بدکار بھلا تو اب کیسے دے تو گالی
خبردار ہو وار ہمارا نہ جاوے گا خالی　　یوں نہ کہنا دھوکہ سے لچھمن نے جان نکالی

دوڑ

پھرے ہے بہت اکڑتا ۔ گیا زیادہ سر چڑھتا کسر نہیں شیطانی میں
جاننا ہے جسونت سنگھ تو ہے کتنے پانی میں

مصنّف

دوہا

چلّہ چڑھا کمان پر مار اکس کر بان　　تجے سباہو نے وہیں تڑپ تڑپ کر پران

چھند

نجکر بران اک آن میں شیطان ٹھنڈا ہو گیا　　تیر کھا کر ایک ہی بس چت انڈا ہو گیا
جو سہایک تھے نالائق اُنکے پایک ہو رہے　　ہو گئے سارے ختم نہ اک رہا نہ دو رہے
ماریچ پاپی تنہا رن کے بیچ اکیلا رہ گیا　　ہائے میری جان پر سارا جھمیلا رہ گیا
اب بڑی مشکل پڑی کون اس گھڑی میں ساتھ دے　　کون اب باقی ہے جو مرتے ہوئے کو ہاتھ دے
دیکھ مرتا بیر کو بے پیر بھاگا توک دم　　نہ غم کیا نہ دم لیا بس رکھ دیئے سر پر قدم
تت کال بان سنبھال لچھمن کال کال پکارتا　　پیچھے پیچھے ہو لیا جسونت سنگھ للکارتا

لچھمن

(گانا چوبولہ)

دوہا

اوکائر اب بھاگ کر نہیں بچےگی جان　　اب جانے دونگا نہیں بزدل بے ایمان

چوبولہ

بزدل بے ایمان کہاں جائیگا جان بچاکر　　چھپ جا کہاں چھپے گا میں بھی آیا تیر اٹھاکر
لعنت ہے جیا تیرا بھائی کو قتل کراکر　　ارے نیچ مادر بچ ٹھیر جا جانا ہاتھ دکھاکر

دوڑ

پہلے مروائی میا قتل کروایا بھیا ناک ڈبو کر جا　　ٹھیر ٹھیر جسونت سنگھ سے دو باتیں تو کر جا

رامچندر جی کا گانا

دوہا

بھاگے پیچھے بھاگنا نامردوں کا کام　　بھاگ گیا جو یدھ سے مر گیا موت حرام

چوبولہ

مر گیا موت حرام یدھ سے جس نے پیٹھ دکھائی　　ایسے کائر کو مارا تو اس میں کون بڑائی
یا تو اتنا اچھلے تھا یا بھاگتے ہی بن آئی　　کیا مارو گے مرے ہوئے کو لچھمن کرو سمائی

دوڑ

پیٹھ دکھلا گیا دشمن۔ آفرین تجھ کو لچھمن۔ کھول دو شستر بھائی
کیونکہ وہ جسونت سنگھ کی دے کر گیا دوہائی

ناٹک

بشوامتر جی۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش بہادر! خوب کام کیا جو ان لیٹیروں کا کام تمام کیا

رامچندر جی۔ یہ سب آپ کی آشیرباد ہے۔ ورنہ ہماری کیا بنیاد ہے۔

بشوامتر جی۔ (چھاتی سے لگاکر) نہیں۔ نہیں۔ تم سورج ونش کے چراغ ہو
چاند میں داغ ہیں۔ لیکن تم بے داغ ہو۔

رامچندر جی۔ (ہاتھ جوڑ کر) گورو جی! آپ بڑے عالی دماغ ہیں۔

لچھمن جی۔ گوروجی! آپ دھنیہ ہیں۔

بشوامتر جی۔ بیٹا! ہم تمہیں دیکھ کر بڑے پرسنّہ ہیں۔

رامچندر جی۔ اور کچھ ارشاد کیجئے۔

بشوامتر جی۔ اس آشرم میں کچھ دن ٹھیر کر میرا دل شاد کیجئے۔

رامچندر جی۔ (گردن جھکا کر) جیسے آپ کی آگیا ہو۔

بشوامتر جی۔ اس بن کا بھرمن۔۔۔۔

ایک اجنبی۔ کیا منی بشوامتر کا یہی مقام ہے؟

بشوامتر جی۔ کہیئے آپ کا کیا کام ہے؟

وہی اجنبی۔ ان کے نام ایک پیغام ہے۔

بشوامتر جی۔ ہاں میرا اسی جگہ قیام ہے۔

اجنبی۔ کیا آپ ہی کا نام بشوامتر ہے۔

بشوامتر۔ ہاں لائیے وہ کونسا پتر ہے۔

اجنبی۔ (خط آگے کر کے) لیجئے مہاراج! میں نے اور بھی بہت سی جگہ جانا ہے اور یہ پیغام پہونچانا ہے۔

بشوامتر۔ (خط پڑھ کر) واہ واہ! یہ پتر بھی خوب موقعہ پر آیا ہے۔

رامچندر جی۔ گوروجی! یہ پتر کہاں سے آیا ہے؟

بشوامتر جی۔ بیٹا! متھلا پوری کے راجہ جنک نے اپنی پتری سیتا کا سوئمبر رچایا ہے اور ہمیں اسمیں شامل ہونیکے لئے بلایا ہے۔ اور بھی دور دور سے راجکمار آئینگے اور اپنی اپنی ویرتا کے جوہر دکھائینگے۔ راجہ کے ہاں ایک بڑی بھاری کمان ہے اور یہ اس کا پہچان ہے کہ جو چھتری اس دھنش کا چلہ چڑھائے گا۔ وہی سیتا کا پتی کہلائے گا۔

رامچندر جی۔ اگر حرج نہ ہو تو ہمیں بھی ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔

بشوامتر جی۔ ہاں ہاں! بڑی خوشی سے تیاری کیجئے۔ آپ ہی لوگوں کیلئے تو سوئمبر رچایا ہے۔ ہمیں تو کیول دیکھنے کے لئے بلایا ہے۔

ساتواں نظارہ
متھلا پوری
(۱) دربار
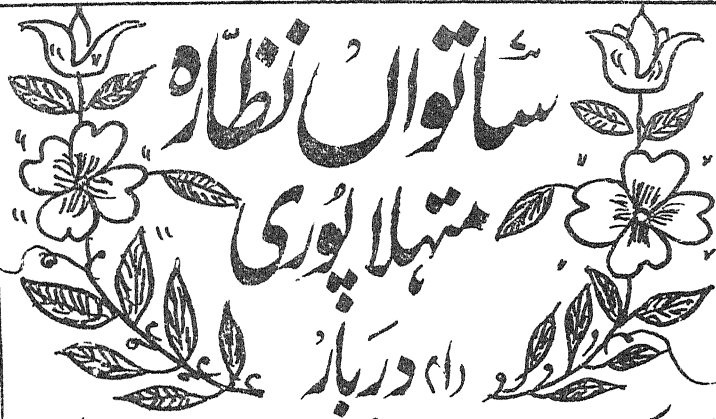
راجہ جنک (منتری سے مخاطب ہوکر) دیکھو! جو مہمان آئیں اُنکے آرام و آسائش کا کافی انتظام کیا جائے۔ کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دیا جائے۔

منتری۔ مہاراج کے اقبال سے سب انتظام معقول ہے اسکے متعلق آپ کا فکر کرنا فضول ہے۔

جنک۔ کیا سب مہمان آگئے۔ یا ابھی آرہے ہیں؟

منتری۔ ہاں بہت سے تو آگئے۔ باقی بھی وقتاً فوقتاً تشریف لارہے ہیں۔

جنک۔ تاریخ سوئمبر میں تو کل ہی کا روز۔

داروغہ کیمپ۔ مہاراج! ایودھیا کے راجکمار شری رامچندر جی و لکشمن جی معہ منی بشوامتر کے تشریف لائے ہیں۔

جنک۔ بہت مبارک۔ کونسے کیمپ میں ٹھہرائے ہیں؟

داروغہ۔ اِن کی رہائش کا خاطر خواہ انتظام کر دیا ہے۔ اور کیمپ نمبر ۵ میں انہوں نے قیام کر دیا ہے۔

جنک۔ اگرچہ ہر ایک کی خاطر مدارات کے لئے مختلف اہلکاروں کی ماموری ہے۔ تاہم میرا ان کی ملاقات کے لئے جانا ضروری ہے۔

منتری۔ بے شک! یہ آپ کی دانشمندی ہے۔ اور نہ جانے میں ایک طرح کی خودپسندی ہے۔

جنک۔ میں جاتا ہوں اور مزاج پرسی کے بعد ابھی واپس آتا ہوں۔

جنک

گانا

(راگنی بھیاگ ٹھیکہ تلواڑہ)

ہیں دھنیہ بھاگ اس متھلاپوری نگر کے
جو آپ پدھارے یہاں پہ کرپا کر کے
میرے غریب خانہ کو کیا پوتر
یہ اور خوشی کہ ساتھ آئے بشوامتر
جن آنکھوں میں کھنچ گیا تمہارا چتر[1]
ہیں دھنیہ دھنیہ شری دشرتھ جی کے نیتر[2]
ہم کو بھی درشن ہو گئے نورِ نظر کے
جو آپ پدھارے ۔ ۔ ۔

بشوامتر جی

اے راجن یہ سب تیری مہربانی ہے
ان کی تم تے اتنی عزت مانی ہے
اخلاق آپ کا واقعی لاثانی ہے
اس ادھینتا[3] سے لیکن حیرانی ہے
جیسے دشرتھ کے ویسے آپ کے لڑکے
جو آپ پدھارے ۔ ۔ ۔

رامچندر جی

مہاراج مجھے کیوں شرمسار کرتے ہو
کیوں ایسی گفتگو بار بار کرتے ہو
بیٹوں کے ساتھ یہ کیا بیوہار کرتے ہو
کیوں نہیں بزرگوں والا پیار کرتے ہو
ہیں بڑے ہی اُوتم بھاگ رامچندر کے
جو آپ پدھارے ۔ ۔ ۔

---

[1] تصویر [2] آنکھیں [3] انکساری۔

لکشمن جی

کر جوڑ کے دونوں کروں نمستے بھگون　　آشیرباد کا ابھلاشی ہے لچھمن
ہوگیا اچانک اتفاق سے راجن　　آ گئے ادھر ہم کرتے کرتے بھرمن
مہمان ہوئے جسونت سنگھ اس گھر کے
جو آپ پدھارے

ناٹک

جنک ۔ آپ کو یہاں تک آنے میں جو تکلیف ہوئی۔ اس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

رامچندر جی ۔ میں آپ کا ایک ناچیز فرماں بردار ہوں۔ اور اس ذرہ نوازی کے لئے آپ کے احسان کا زیر بار ہوں۔

لچھمن جی ۔ آپ کی اس مسافر نوازی کی داد دیتا ہوں۔

جنک ۔ (گلے لگا کر) بیٹا خوش رہو۔ میں تمہیں آشیرباد دیتا ہوں۔

بشوامتر جی ۔ مہمانوں کی آمد کی وجہ سے آپ نے ابھی بہت کام کرنا ہوگا۔

جنک ۔ ہاں مجھے اجازت دیجئے۔ کیونکہ آپ نے بھی آرام کرنا ہوگا۔

راجہ جنک کا واپس چلا جانا

لچھمن جی ۔ (کچھ دیر آرام کرکے) بھراتا جی متھلا پوری بھی ایک مشہور مقام ہے۔

رامچندر جی ۔ ہاں۔ مگر تمہارا اس سے کیا پریوجن ہے۔

لچھمن جی ۔ یہی کہ آج اس نگری کی سیر سے ہی دل بہلائیں۔

رامچندر جی ۔ بہت اچھا۔ چلو۔ تو آج تمہیں متھلا پوری دکھلائیں۔

(۳) دربار

اہل شہر کا گانا (راگنی جھنجھوٹی)

بطرز:- بے وفا تو کیسا یار رہا ہے *

واہ واہ کیا خوب صورت جوان ہیں

ایسی صورت بھی دیکھی ہے پہلے بھلا

کیا سوہنی صورت ۔ کیا موہنی مورت ۔ ہر اک کی آنکھوں کو لیتی لبھا

دھن ماتا جنے جنم ہے دیا۔ کیسے ہیں خوش کلام نہ تکبّر کا نام

یوں بھی آتے نظر دو دوان ہیں

واہ واہ کیا خوب صورت ... ...

ایک شخص دوسرے سے مخاطب ہو کر گانا (بطرز ایضاً)

اے بھائی جانا ۔ بُلا کے لانا ۔ پوچھیں گے ان کا مفصّل پتہ

ہمیں اُمید ہے ۔ کہ یہ دیں گے بتا ۔ ذرا پوچھو تو نام ۔ کہاں انکا نام

کسی اُوتم ہی کُل کی سنتان ہیں

واہ واہ کیا خوب صورت ... ...

دوسرا (بطرز ایضاً)

اے راج کمارو ۔ ادہر پدھارو ۔ ہم کو بھی دکھاؤ درشن ذرا

ساری نگری کی ہے ۔ اسطرف ہی نگاہ ۔ کھڑے ہیں خاص و عام بڑے چھوٹے تمام

آپ کے منتظر مہربان ہیں!

واہ واہ کیا ... ...

رامچندر جی

اجودھیا باسی۔ آئے یہاں سی۔ دشرتھ ہمارے وان کے پتا
آج نگری تمھاری میں پہنچے ہیں۔ انکا لچھمن ہے نام مجھے کہتے ہیں رام
آئے راجہ جنک کے مہمان ہیں

واہ واہ

اہل شہر کا گانا

اب سمجھ آئی۔ یہ دونوں بھائی۔ آئے سوئمبر کا کرکے متا
رام جیتیں گے جبونت سنگھ بے شبہ جاؤ کرو آرام تو ہمارا پرنام
رام چندر سوئمبر کی جان ہیں
واہ واہ کیا خوب صورت جوان ہیں

ناٹک

ایک شخص۔ واہ واہ! کیسے بانکے جوان ہیں۔
دوسرا۔ کسی اُوتم کُل کی سنتان ہیں۔
تیسرا۔ شکل وصورت میں بھی لاجواب ہیں۔
چوتھا۔ سچ پوچھو تو سارے زمانہ کا انتخاب ہیں۔
پانچواں۔ اِن کا حسب ونسب تو دریافت کرنا چاہیئے۔
چھٹا۔ تو آپ ہی مہربانی کرکے یہاں بُلا لائیے۔
ساتواں۔ ہاں۔ ہاں مجھے کب انکار ہے۔
اٹھواں۔ جاؤ۔ تو پھر کس بات کا انتظار ہے۔
وہی پہلا شخص۔ (نزدیک جاکر) کنورجی! تمام نگری آپ کے درشن کی ابھلاشی ہے
رامچندرجی۔ یہ آپ کی قدرشناسی ہے۔
وہی شخص۔ وہ دیکھیئے تمام شہر آپ کا منتظر کھڑا ہے۔
رامچندرجی۔ آپ صاحبان نے ایک ایک قدم ہمارے سر پر دھرا ہے

وہی شخص۔ یہ آپ کا حسن اخلاق ہے۔
رامچندر جی۔ مجھے آپ لوگوں سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہو۔ اس شہر کے نزدیک جاکر کہئے کیا ارشاد ہے
تمام لوگ۔ آپ کا اتی انت دھنیاد ہے۔
ایک شخص۔ کنور جی! آپ کہاں سے پدھارے ہیں؟
رامچندر جی۔ ایودھیا کے باشی اور مہاراجہ دشرتھ کے دلارے ہیں۔
وہی شخص۔ آپ کا شبھ نام کیا اچارتے ہیں؟
رامچندر جی۔ ان کا نام لکشمن اور مجھ کو رام کے نام سے پکارتے ہیں۔
وہی شخص۔ یہاں کس جگہ براجمان ہیں؟
رامچندر جی۔ مہاراجہ جنک کے مہمان ہیں۔
وہی شخص۔ آہا...... یوں کہو تو سوئمبر میں شامل ہونیکے لئے تشریف لائے ہیں
رامچندر جی۔ ہاں صرف دیکھنے کے ارادے سے آئے ہیں۔
تمام اہل شہر۔ بہت اچھا آرام کیجئے۔
رامچندر جی۔ ہمارا پرنام لیجئے۔

رامچندر جی کا مع لکشمن جی کے تشریف لیجانا

ایک شخص۔ (دوسرے شخص سے مخاطب ہوکر) آپ کا ان کی نسبت کیا قیاس ہے۔
دوسرا۔ مجھے رامچندر کی کامیابی کا وشواس ہے۔
پہلا۔ امید تو مجھے پوری ہے۔
دوسرا۔ نہیں۔ ان کی فتح ضروری ہے۔
تیسرا۔ ارے بھئی وہ دھنش بھی بڑا بھاری ہے۔
وہی پہلا شخص۔ کیا ہوا۔ رامچندر بھی تو پورن برہمچاری ہے۔
تمام اہل شہر۔ آؤ۔ ان کی کامیابی کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔

گانا

ہے ایشور دیجئے سامرتھ اتنی رامچندر کو — ہماری یہ دعا ہے رام جیتیں اس سوئمبر کو
کرو پوری ہماری آرزو ہے جگت کے سوامی — ہمیشہ کیلئے دیں رام رونق جنک کے گھر کو
ادہر ہیں رام لائق اسطرف سیتا بھی لاثانی — ملادے آج ہیرے کی کنی سے سنگ مرمر کو
مہاراجہ جنک کی بھی دلی خواہش یہی ہوگی — کرو منظور اب اپنی دیا سے کل شہر بھر کو
اگرچہ کٹھن ہے جو شرط راجہ نے لگائی ہے — وہ مشکل نہیں ہے کچھ بھی ہو منظور ایشور کو
اگر منظور ہو جائے ہماری التجا اتنی — مبارکباد دیں جسونت سنگھ ہم اس پر ور کو

(۳) باغ

لچھمن۔ بھائی صاحب! یہ سامنے باغ نظر آتا ہے۔

رامچندر۔ ہاں اس کے دیکھنے کو تو میرا بھی دل چاہتا ہے۔

لچھمن۔ واقعی باغ تو بے نظیر ہے۔

رامچندر۔ اس کی بناوٹ بہت دلپذیر ہے۔

لچھمن۔ راجہ جنک نے بڑے ہی شوق سے لگوایا ہے۔

رامچندر۔ سچ پوچھو تو سیر کا آنند ہی اب آیا ہے۔

لچھمن۔ باغ بھی تو دنیا کی عجائبات کا ایک نمونہ ہے۔

رامچندر۔ بیشک ایسا باغ زمانہ کی نظروں ....

لچھمن۔ (بات کاٹ کر) وہ دیکھئے گلاب اور سیوتی کی کیاریاں کیسی لہلہا رہی ہیں اور ان پر بلبلیں کیسی مست ہو ہو کر چہچہا رہی ہیں۔

رامچندر۔ اوہو! یہ تو غالباً راج کماری مع اپنی سہیلیوں کے باغ کی سیر کو آرہی ہیں۔

لچھمن۔ اب ہمارا یہاں ٹھہرنا نامناسب ہے۔

رامچندر۔ ہاں اب ہمیں یہاں سے کنارہ کرنا ہی واجب ہے۔ کیونکہ ہماری موجودگی ان کی آزادی میں خلل انداز ہوگی جس سے ان کی طبیعت ناراض

ہو گی۔ آؤ ہم اس موسری کے درخت کے نیچے قیام کرینگے۔ اور وہیں تھوڑی دیر آرام کریں گے۔

سیتا کا معہ اپنی سہیلیوں کے باغ میں داخل ہونا

ایک سہیلی۔ آہا! آج تو باغ پر بھی عجب رنگت آرہی ہے۔

دوسری۔ ہاں بہن! موسم اپنا جوبن دکھارہی ہے۔

تیسری۔ ہر ایک ٹہنی کس انداز سے لہلہا رہی ہے۔

چوتھی۔ وہ دیکھو۔ قمری کیسی مست ہو کر گارہی ہے۔

پانچویں۔ اپنے اپنے موسم میں ہر ایک چیز پر جوبن آتا ہے۔

چھٹی۔ ہاں بہن! سچ ہے۔ لیکن چاتر اس کی قدر کرتا ہے اور مورکھ اس کو برتھا ہی گنواتا ہے۔

ساتویں۔ اس گیان گودڑی کو تھوڑی دیر کے لئے بند کرو۔

وہی سہیلی۔ اچھا جو تم پسند کرو۔

ساتویں۔ آؤ کوئی جھولا گائیں۔ اور اپنا دل بہلائیں۔

سب سکھیوں کا ملکر گانا

جھولا

سطر تہ۔ میکو سانورے نے رنگالی دئی

پھول رہی پھلوار سکھی آؤ رلمل کھیلیں

پھول رہی ہے کیسا ہریالی   جھولا جھولیں آئی ہوری آلی ٹلہ

گائیں گی میگھ ملہار

سکھی آؤ رل مل

پکشی گن بھی ہو متوارے   کھیل رہے ہیں پنکھ پسارے

کویل کرت پکار

سکھی آؤ رلمل ۔۔

پھر یہاں کس کا آنا ہوگا اپنا اپنا ٹھکانہ ہوگا

ہوگا نیا گھر بار!

سکھی آؤ رلمل ۔۔

پل میں ہونگے اپنے بیگانے کیا کیا سہنے ہونگے طعنے

کون کرے گا پیار

سکھی آؤ رلمل ۔۔

ہوگا پتا نہ ہوگی ماتا ساتھ چھوڑ دے سکا بھراتا

چھوڑ دیں ان کا دوار

سکھی آؤ رلمل ۔۔

ساس بیگانی نند بیگانی کون سنے گا اپنی کہانی

روئیں گی ہاتھ پسار

سکھی آؤ رلمل ۔۔

کون سنے گا بارتا غم کی بات بات پر ملے گی دھمکی

طعنے ملیں گے ہزار

سکھی آؤ رلمل ۔۔

یاد آئیں گے جب دم گھر کے روئیں گی آنسو بھر بھر کے

اور نہ کچھ اختیار

سکھی آؤ رلمل ۔۔

کس نے آنا کس نے بلانا کون دکھاوے ہمیں ٹوہانہ

لاکھ کریں تکرار

سکھی آؤ رلمل ۔۔

ناٹک

ایک سہیلی ۔ پیاری! شادی بھی لڑکیوں کی زندگی میں ایک بڑا بھاری انقلاب ہے۔

دوسری ۔ ہاں بہن! سچ ہے۔ اگر پتی اچھا مل گیا تو خیر ورنہ ساری عمر کے لئے مٹی خراب ہے۔

تیسری ۔ یہ تمہاری ایک طرفہ بات ہے۔ ورنہ بہت سا دُکھ سُکھ ہمارے اپنے ہاتھ ہے۔

چوتھی ۔ ہاں ۔ ہم ہی سب قصور کرتی ہیں۔

[illegible] نادان لڑکیاں اپنی ضد سے پتی کو بہت مجبور کرتی ہیں۔

چھٹی ۔ (چٹکی بھر کر) تم تو مجبور نہ کروگی۔

تیسری ۔ (دھپا لگا کر) ہٹ مسخری کہیں کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سیتا ۔ تمہاری اس چھیڑ چھاڑ سے کیا فائدہ ہے۔

ایک سہیلی ۔ ہاں سچ ہے۔ اِسوقت یہ گفتگو بالکل بے قاعدہ ہے۔

دوسری ۔ کوئی ایسی بات کرو۔ جو سیتا کو پسند ہو۔

تیسری ۔ بالکل نئی بات سُنو۔ کل کو سیتا کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ لو اب تو آنند ہو

سیتا ۔ سیدھی طرح بات کرتے تو تمہارے مُنہ ٹوٹتے ہیں۔

چوتھی ۔ منہ سے تو کچھ ہی کہو دل میں تو تمہارے بھی لڈو پھوٹتے ہیں۔

پانچویں ۔ لڈو پھوٹے گا تو ہمارا بھی منہ میٹھا کراؤگی۔

سیتا ۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم مار کھاؤ گی۔

پانچویں ۔ خیر کچھ تو کھائیں گی ۔ لڈو نہ سہی مار ہی سہی۔

چھٹی ۔ کیوں مار کھائیں گی۔ مٹھائی کھائیں گی مٹھائی۔

ساتویں ۔ منہ بھی دھو آئی۔

سیتا ۔ ہمیں یہاں آئے بہت دیر ہوگئی۔ اب واپس چلنا چاہیئے۔

سہیلی۔ نہیں۔ ابھی بہت وقت ہے۔ کچھ دیر تو اور دل بہلائیے۔
سیتا۔ اچھا تو آؤ۔ تھوڑی دیر اور سیر کرلیں۔
سہیلی۔ اور کیا۔ آج تو اچھی طرح دل بھرلیں۔
سیتا۔ آہا۔ ان موسری کے درختوں پر کیسی بہار ہے۔
سہیلی۔ آج تو باغ کے ایک ایک پتے پر ۔ ۔ ۔
دوسری سہیلی۔ (دوڑکر) پیاری سیتا۔ ذرا ادھر میرے ساتھ آؤ۔
سیتا۔ کچھ بات بھی بتاؤ۔
سہیلی۔ ذرا جلدی قدم اٹھاؤ۔
سیتا۔ تیری تو وہی مسخری کی عادت ہے۔
سہیلی۔ نہیں نہیں آنکھوں دیکھے کی تو شہادت ہے۔
سیتا۔ (ساتھ جاکر) کہو۔ کیا ہے؟
سہیلی۔ (انگلی کا اشارہ کرکے) وہ دیکھو درختوں میں کون چھپا ہے؟
سیتا۔ تو بڑی چالاک ہے۔
دوسری۔ (تمسخر سے) بہن چالاک نہیں بلکہ بیباک ہے۔
تیسری۔ (غور سے دیکھ کر) آہا! یہ تو وہی ایودھیا کمار ہیں۔
چوتھی۔ اوہو! کیسے نیند میں سرشار ہیں۔
پانچویں۔ شکل صورت تو ان کے ہی حصہ میں آئی ہے۔
چھٹی۔ گویا پرمیشور نے فرصت کے وقت بنائی ہے۔
ساتویں۔ (سیتا کے گلے میں ہاتھ ڈال کر) پرمیشور کرے پیاری سیتا ان کے گلے میں جے مال پہنائے۔
آٹھویں۔ ہاں ہماری آرزو تو تب ہی بر آئے۔
سیتا۔ تم مجھے زیادہ تنگ نہ کرو۔
وہی سہیلی۔ ہاں سچ تو کہتی ہیں۔ بجز اسوقت ۔ ۔ ۔ ۔ رنگ میں بھنگ نہ کرو۔

سیتا۔ جلدی سُکھ پال منگواؤ (اٹھ کر بیٹھ گئی) او ہو میرے سر میں چکر آگیا۔
سہیلی۔ بس ایک ہی چکر میں دماغ چکر کھا گیا۔
سیتا۔ آج تو تم میرے نام پر اُدھار کھائے بیٹھی ہو۔
دوسری سہیلی۔ (طنزاً) چلو تو پھر کیوں یہاں دھونی رمائے بیٹھی ہو۔
تیسری۔ (آنکھوں میں آنسو بھر کر) لو بہن یہ آخری دفعہ کا ملاپ تھا۔

پھر نہ آئیں گی اکٹھی ہم کبھی اس باغ میں
ودھنا و چھوڑا لکھ دیا ہائے ہمارے بھاگ میں

(۴) سوئمبر

راجہ جنک۔ ہمارا اعلان سب کو باآواز بلند سنا دیا جائے۔

بھاٹ کا گانا (کبت)

آئے ہیں انوپ دیش دیش کے ہیں بھوپ۔ دھار دھار کے سروپ آج یہاں پہ پدھارے ہیں
یودھا بلکاری ویر پرش دھنش دھاری آئے کرکے تیاری راجہ جنک کے دوارے ہیں
پڑی ہے کمان جسے ہو دے ابھیمان۔ اٹھو چھتری جوان۔ بل دیکھنے تمہارے ہیں
سیتا کو بیاہے آج آئے وہ میدان بیچ جو جو جسونت سنگھ چھتری دولارے ہیں

ناٹک

اے راج سبھا میں پدھارے ہوئے چھتری ویرو! آج آپ کے بل اور پراکرم کے امتحان کا وقت ہے۔ جس کسی کو اپنی ویرتا پر بھروسہ ہو وہ میدان میں آئے اور اس دھنش کا چلہ چڑھائے۔ جو چھتری ویر اس دھنش کا چلہ چڑھائے گا۔ وہی سیتا کا پتی کہلائے گا۔ اس لئے آؤ۔ اور اپنی بہادری کا جوہر دکھاؤ۔

ایک راجکمار

بودی پرانی دھنش پر اتنا گمان ہے بھاری ہے تو کیا ہو گیا آخر کمان ہے

چاہوں تو ایک ہاتھ سے ہی توڑ دوں اسے
کس بات پر اٹھایا سر پہ آسمان ہے

(دھنش کو چھوکر) ارے باپ رے۔ یہ کمان ہے یا غریب گھر کا شہتیر۔

دوسرا

چلّہ چڑھادوں ایک دم ہی پانچ سات کا
کرتب ہے یہ میرے ایک بائیں ہاتھ کا

مشکل ہے کیا ہی کام یہ حیرانی ہے مجھے
لکڑی کا ہے یہ نہ کہ کسی اور دھات کا

(ہاتھ سے ٹٹول کر) اوہوں۔ یہ تو کوئی دھوکہ ہے۔ دراصل کمان تو ہے ہی نہیں۔

تیسرا

بس بس جناب سب کی ہی طاقت ختم ہوئی
بیٹھے ہو سر جھکائے شجاعت ختم ہوئی

اب دیکھئے کہ چڑھتا ہے چلّہ کمان کا
لو دیکھ لو کہ سب کی حماقت ختم ہوئی

(شرمندہ ہوکر) نہیں۔ نہیں۔ میں تو صرف اس کو دیکھتا تھا۔ چلّہ چڑھانے کا تو ارادہ ہی نہیں کیا۔

چوتھا

سب نے لگایا زور پر لاچار ہو گئے
نہ اٹھ سکی کمان شرمسار ہو گئے

اٹھنے کی میری دیر ہے بس ایک آن میں
دیکھو گے اسکے ٹکڑے تین چار ہو گئے

(پسینہ سے تر بتر ہوکر) اسے دھنش کہنا کون بیوقوف ہے۔ یہ تو جنک نے ہمارے ساتھ مخول کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔

راون

(مونچھوں پہ تاؤ دیکر)

کرلیں گے اگرچہ کرے ہر ایک کام کو
دنیا میں کون جانے گا راون کے نام کو

میرے بنا یہ کام کر سکتا نہیں کوئی
دل سے نکال دیجئے خیال خام کو

(مایوس ہوکر دل ہی دل میں) تو نے سخت غلطی کی جو اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور اپنا بنا بنایا بھرم کھو بیٹھا۔ (جلدی سے) اوہو ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ مجھے تو ایک ضروری کام یاد آگیا۔ اس لیئے وہاں جاتا ہوں۔ (راون کا رفوچکر ہوجانا)

راجہ جنک کا گانا

(بحر طویل)

ہائے افسوس دنیا میں کوئی بشر اب بہادر مجھے نظر آتا نہیں
ہوتا معلوم پہلے سے مجھ کو اگر میں کبھی بھی سوئمبر رچاتا نہیں

چھتری ونش کا ہو گیا خاتمہ — نہ تو یودھا رہے ہے اور نہ دھرماتما
لاج رکھے گا تو ہی اے پرماتما — اور بگڑی کچھ کوئی بناتا نہیں
ہائے افسوس۔۔ ۔۔ ۔۔

رہ گئے ہیں بہادر فقط نام کے — دیکھنے کے مگر نہ کسی کام کے
ہیں یہ دنیا میں زندہ صبح شام کے — میرا انچھو کبھی خالی جاتا نہیں
ہائے افسوس۔۔ ۔۔ ۔۔

میں نے یونہی کیا اسقدر دھن صرف — ہے ندامت اگر رہ جاؤں منحرف
اسے چلہ چڑھانا رہا اک طرف — کوئی اس کو جگہ سے ہلاتا نہیں
ہائے افسوس۔۔ ۔۔ ۔۔

شوک سیتا عمر بھر کنواری رہی — آرزو دل کی دل میں ہماری رہی
بات بیشک بگڑ آج ساری گئی — مگر بٹہ زبان کو لگاتا نہیں
ہائے افسوس۔۔ ۔۔ ۔۔

جو کیا تھا پرن اب نبھانا پڑا — ساتھ افسوس کے یہ بتانا پڑا
مجھے سیتا کو گھر ہی بٹھانا پڑا — پرن گنوا رونے میں بھی بیاہتا نہیں
ہائے افسوس۔۔ ۔۔ ۔۔

جاؤ گھر میں ہی زور آزمائی کرو — یونہی جسونت سنگھ سے لڑائی کرو
ہیجڑوں پر تو بیشک چڑھائی کرو — مرد تو تم کو خاطر میں لاتا نہیں
ہائے افسوس۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

افسوس دنیا بہادروں سے خالی ہوگئی۔ چھتری ونش کا قریباً خاتمہ ہوگیا۔ ورنہ یہ معمولی سی کمان ہے۔ جس کے لئے سارا چھتری منڈل حیران ہے۔ اب تو چھتری صرف اس لائق رہ گئے ہیں۔ کہ ان کو کسی نمائش میں محض دکھاوے کے طور پر بٹھایا جاوے۔ اور اپنی جگہ سے نہ ہلایا جاوے۔ ان سے بہادری کی امید رکھنا بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ ان سے بل اور ویرتا ہی نابود ہے۔ اگر میں پہلے سے ان کی کرتوت کو جانتا تو ہرگز سوئمبر کا ارادہ نہ ٹھانتا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ جو پرن کر چکا اس کو نبھانا پڑا گویا سیتا کو تمام عمر گھر میں ہی بٹھانا پڑا۔ ان کائروں کے گلے منڈھنے سے تو اس کا کنواری رہنا ہی بہتر ہے۔ سوئمبر برخاست مہربانی کر کے اپنے اپنے گھروں کو تشریف لیجائیے۔ اور عورتوں میں بیٹھ کر اپنی شیخی جتائیے۔

لچھمن

(گانا بطرز ایضاً)

کچھ کرو ہوش سے بات راجہ جنک ایسی باتیں بنانا مناسب نہیں
اس طرح سے ہتک کرنی ہر ایک کی سب کو کائر بتانا مناسب نہیں
چھتری ونش کا ہوگیا خاتمہ۔ یہ زبان پر لانا مناسب نہیں
کر لیا فیصلہ گھر میں ہی بیٹھ کر۔ ایسی شیخی جتانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش

اگر ان سے نہیں اٹھ سکا یہ دھنش ایسی فت مچانا مناسب نہیں
ایک لکڑی سے ہانکو ہو سب کو تمھیں ایسی تیوری چڑھانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش

یوں بلا کر کے گھر پہ کسی شخص کو ہتک اس کی کرانا مناسب نہیں
بند رکھو زباں اب ذرا مہربان اور زیادہ چلانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش

ہیں بہادیتا ندیاں ابھی خون کی زیادہ غصہ دلانا مناسب نہیں

کیا کروں بڑے بھائی کی آگیا بنا ہاتھ مجھ کو اٹھانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش۔ ۔ ۔
چیز کیا ہے یہ بودا پرانا دھنش اس قدر تن تنانا مناسب نہیں
توڑ دوں جب تک نہ جسونت سنگھ میں اسے منہ کسیکو دکھانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش۔ ۔ ۔

ناٹک

اے راجہ زبان کو سنبھال اور ایسے ناشائستہ کلمات منہ سے نہ نکال۔ یوں گھر پر بلا کر کسی کی ہتک کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی خود پسندی ہے سب کو ایک لکڑی سے ہانکنا سخت نادانی ہے۔ اور تمہاری عجیب سمجھ دانی ہے کہ اگر باقی راجاؤں نے دھنش کا چلہ نہیں چڑھایا۔ تو آپ نے سب کو ہی کاپر ٹھہرایا۔ نہ کچھ سوچتے ہو نہ بچارتے ہو۔ جو کچھ دل میں آتا ہے وہ منہ سے نکالتے ہو اس بدزبانی کا مزہ تو اسی وقت چکھا دیتا۔ اور ایک پل میں خون کی ندیاں بہا دیتا مگر کیا کروں۔ بڑے بھائی کا حکم نہ ملنے سے لچھمن مجبور ہے ورنہ تمہارا کیا مقدور ہے جو ایسے الفاظ زبان سے نکالتے۔ اور ہر ایک کو اس طرح منہ میں ڈالتے جب تک سورج بنسی خاندان کا ایک بچہ بھی دنیا میں بحال ہے۔ کشتری ونش پر دھبہ لگاتے کی کس کی مجال ہے۔ خیر جو کہا سو کہا آیندہ کے لئے زبان کو لگام دیجئے۔ اور ذرا منہ سنبھال کر کلام کیجئے۔ ورنہ گھڑی میں گھڑیال ہو جائیگا اور یہ سوئمبر کا میدان بہادروں کے خون سے لال ہو جائیگا۔

بشوامتر جی

گانا

(بحر طویل۔ تال پنجابی)

بیٹا لچھمن تمہیں تھوڑی سی بات پر ایسی تیزی میں آنا مناسب نہیں
رامچندر کی موجودگی میں تمھیں اس قدر جوش لانا مناسب نہیں

کچھ تحمل سے بھی کام لو ہر جگہ یہ لڑکپن دکھانا مناسب نہیں
تم بہادر ہو بیشک مگر اس وقت ہاتھ ہر گز اٹھانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں ۔ ۔ ۔

دیکھنے کو سوئمبر تم آئے ہوئے ۔ یہاں لڑنا لڑانا مناسب نہیں
ہے بے موقعہ خوشی کا جنک کے لئے تمہیں جھگڑا اٹھانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمہیں ۔ ۔ ۔

جنک نے تو تمھیں کچھ کہا ہی نہیں یونہی کرنا بہانہ مناسب نہیں
خیر کہہ بھی دیا تو بھی کیا ہوگیا ۔ ان کے کہنے پہ جانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں ۔ ۔ ۔

وہ تمہارے بزرگوں کی مانند ہیں سامنے آنکھ اٹھانا مناسب نہیں
اس وقت تو وہ خود ہی دکھی ہو رہے اور زیادہ ستانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں ۔ ۔ ۔

کام ایسا کرو لیش تمہارا بڑھے گورو اپنا گھٹانا مناسب نہیں
کہنا جسونت سنگھ کا ہے آخر یہی شور ناحق مچانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں ۔ ۔ ۔

ناٹک

بیٹا ذرا دھیرج سے کام لو ۔ اور تھوڑی دیر کے لئے غصہ کو تھام لو ۔ اس وقت تمہارا تیزی میں آنا مصلحت نہیں ۔ اور یہ لڑنے بھڑنے کا وقت نہیں جنک نے سوئمبر کا سامان کیا ہے ۔ نہ کہ جنگ کا اعلان کیا ہے اسوقت تو وہ بیچارہ خود ہی نراش ہو رہا ہے ۔ کیونکہ اس کی سب کامناؤں کا ناش ہو رہا ہے اس پر تمہاری بے موقعہ تیزی نہ معلوم کب کا انتقام لے رہی ہے اور اسکے زخمی دل پر نمک کا کام دے رہی ہے ۔ اگرچہ تمہاری بہادری میں کوئی شک نہیں ۔ مگر رامچندر جی کی موجودگی میں تمھیں بولنے کا کوئی حق نہیں انکا ادب کرنا تمھارا پہلا فرض ہے

اور یقیناً ابھی ان [illegible] سے وہ خود مہاراج ہیں۔ ہر طرح سے مالک و مختار ہیں [illegible] کرنی مناسب ہے۔ اور جو کچھ وہ کہیں۔ وہی کرنا واجب ہے۔

لچھمن جی رامچندر جی سے مخاطب ہو کر

گانا

(بحر طویل تال چنچل)

دیجئے اب حکم اے بھراتا مجھے زیادہ سننے سنانے کی طاقت نہیں
جس دھنش کا یہ بھرا ہی اٹھانا ہے کیا مجھ میں چلہ چڑھانے کی طاقت نہیں

جا رہی چھتری ونش کی آن ہے — ہو رہا سارا منڈل ہی بیجان ہے
سر جھکائے ہوئے ہر اک حیران ہے — حلق زباں تک ہلانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ۔ ۔ ۔

لفظ راجہ جنک کے غضب ڈھا رہے — چھتری بیٹھے خون جگر کھا رہے
واقعی یہ کسی کام کے نہ رہے — گویا اٹھ کر بھی جانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ۔ ۔ ۔

بیٹھے مردوں کی صورت بنائے ہوئے — ساری عزت و حرمت گنوائے ہوئے
آن اور شان اپنی مٹائے ہوئے — جان تک بھی بچانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ۔ ۔ ۔

بن رہے تیر راجہ جنک کے بچن — کس طرح سے سہوں میں بھلا یہ سخن
آج ہوگا ضروری یہاں پر وگھن — اب طبیعت ٹھکانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ۔ ۔ ۔

یاں ندی خون کی آتی بہتی نظر — خوف ہوتا نہ مجھ کو تمہارا اگر!
جان دیدونگا جسونت سنگھ میں مگر — ایسے نخرے اٹھانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ۔ ۔ ۔

ناٹک

بھراتا! دیکھتے ہو کس طرح قینچی کی طرح زبان چلا رہا ہے اور ہر ایک کی عزت و حرمت کو خاک میں ملا رہا ہے۔ مگر یہ سب کے سب ایسے لاکلام ہیں۔ گویا اس کے زر خرید غلام ہیں نہ زبان ہلانیکی طاقت ہے نہ بات کرنے کی لیاقت ہے ہائے ہائے قومی آن پر مرجانے والے اور آن کے بدلے جان گنوانے والے کس بیحیائی سے چھری تک کو دھبہ لگا رہے ہیں۔ اور شرم کے بدلے سر نیچا کئے گالیاں کھا رہے ہیں۔ جنک کی بدزبانی بہت بڑھتی جا رہی ہے۔ یہ سمجھو کہ قضا اس کے سر پہ چھا رہی ہے۔ بس بنی تلوار اب ضرور میدان میں آئے گی۔ اور اس کو بدزبانی کا مزہ چکھائے گی لچھمن میں اب بالکل برداشت نہیں۔ اور ایسے الفاظ سننے کی طاقت نہیں۔ صرف آپکے حکم کا انتظار ہے پھر جنک کا سر ہے اور میری تلوار ہے۔ پہلے اس بوسیدہ کمان کو چکنا چور کرونگا۔ پھر جنک کا سر دھڑ سے دور کروں گا۔

رامچندر جی

گانا

(الطرز۔ مدتے دکھ فلک نے یہ سہا ہے)

لڑنا اچھا نہیں بھائی ٹک لچھمن کرو سمائی
بے موقعہ تیزی کرنا اور بنا بات ہی لڑنا
نہیں اس میں کوئی بڑائی ٹک لچھمن ... ...
جو کرو گے تم نادانی! تو ہوگی کل کی ہانی
دنیا میں ہوت ہنسائی ٹک لچھمن کرو ... ...
جس بات کو منہ سے بولو پہلے منہ میں ہی تولو
ہے اسی میں ہی دانائی ٹک لچھمن کرو ... ...
گر پتا جی سن پاویں گے ہم تم کو دھمکاویں گے
دونوں کی ہو رسوائی ٹک لچھمن کرو ... ...

تم کچھ تو سوچو لچھمن — نہیں جنک ہمارا دشمن
کیوں اس سے کریں لڑائی — ٹک لچھمن۔۔۔
کائر اُن کو بتلایا — جن چلّہ نہیں چڑھایا
کر چکے زور آزمائی — ٹک لچھمن۔۔۔
جو کائر تمہیں بتاوے — پھر رام چپ رہ جاوے
میں خود ہی کروں صفائی — ٹک لچھمن۔۔۔
نہیں خوشی سے ہم آئے ہیں — بشوامتر لائے ہیں
رہوان کے ہی انویائی — ٹک لچھمن۔۔۔
تم کر لو یہ پرتگیا — جو گورو جی دیویں آگیا
ہے کام وہی سکھدائی — ٹک لچھمن۔۔۔
وہ کام کروائے بھراتا — جسونت رہے یش گاتا
اچھی نہیں مورکھتائی — ٹک لچھمن۔۔۔

ناٹک

میرے بہادر بھائی! یہ تمہارا محض خیال ہے۔ ورنہ تمھیں کائر یا بزدل کہنے کی کس کی مجال ہے۔ کوئی شخص تمہیں ایسے الفاظ کہے اور رامچندر چپکا سنتا رہے جب تم نے دھنش کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ تو تمھاری بہادری میں کیسے فرق آیا البتہ جو اپنا زور لگا چکے ہیں۔ اور باوجود تمام کوشش کے دھنش کو جگہ سے نہیں ہلا سکے ہیں۔ وہ اس زمرہ میں آسکتے ہیں اور کائر کہلا سکتے ہیں۔ اس لئے تم کو ہرگز کوئی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اپنے دل پر کسی قسم کا ملال نہیں کرنا چاہیئے اس وقت تمہارا جھگڑا کرنا محض نادانی ہے اور ہمارے کُل کی سخت ہانی ہے اگر پتاجی سن لیں گے۔ تو دونوں کو سخت سزا دینگے۔ علاوہ اس کے ہم اپنی مرضی سے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ منی بشوامترجی لائے ہیں۔ اس میں ان کی بدنامی ہے کیونکہ

اس وقت وہ ہم دونوں کا سوامی ہے۔ جو کچھ وہ حکم دیں۔ وہی کرنا چاہیئے اور ان کی آگیا سے باہر قدم نہیں دہرنا چاہیئے۔

بشوامترجی۔ (دل ہی دل میں) تمام راجے اپنا اپنا زور لگا چکے اور اپنی طاقت آزما چکے مگر کوئی بھی اس دھنش کا چلّہ نہ چڑھا سکا۔ یہاں تک کہ اس کو جگہ سے نہ ہلا سکا۔ اِدہر جنک نا امید ہوتا جاتا ہے اور اس کا چہرہ دمبدم سفید ہوتا جاتا ہے اُدہر لچھمن کا غصہ دمبدم بڑھتا جاتا ہے اور اسے چھتری پن کا جوش چڑھتا جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ شتابی کر بیٹھے اور جوش غضب میں کچھ خرابی کر بیٹھے۔ پھر اس کا سنبھالنا دشوار ہو جائیگا اور باتوں باتوں میں بگاڑ ہو جائے گا۔ بگڑے پیچھے اس کے سامنے جانیکی کس کی مجال ہے۔ یہ تو مجسم کال ہے۔ پل میں خون کے دریا بہا دیگا اور اس یگیہ منڈپ کو یدھ بھومی[1] بنا دے گا۔ اس لئے اب سوئمبر کا فیصلہ کر دینا ہی دانائی ہے۔ اور اسی میں طرفین کی بھلائی ہے +

بشوامترجی

گانا

(دادرا۔ کالنگڑہ)

رام اٹھو مت دیر کرو تم ہی یہ دھنش اٹھاؤ گے
اور کسی کی نہیں ہے طاقت چلّہ تم ہی چڑھاؤ گے
سب زور لگا کر ہارے ہیں بیٹھے من مار بچارے ہیں
اس انتظار میں سارے ہیں کچھ تم ہی بل دکھلاؤ گے
رام اٹھو مت ۔ ۔ ۔

یہ دھنش اگرچہ بھاری ہے پر تمکو کیا دشواری ہے
نشچہ ہی وجے تمہاری ہے تم سیتا کو پرناؤ گے
رام اٹھو مت ۔ ۔ ۔

---

[1] میدان جنگ سے قربانگاہ بیاہ ہو گئے۔

اب اٹھو نہ زیادہ شام کرو اس کام کو تم انجام کرو
رگھوکل کا روشن نام کرو۔ دشرتھ کا یش پھیلاؤ گے

رام اٹھو مت ۔ ۔ ۔

اِن سے تو بل ناپید ہوا سب کا ہی خون سفید ہوا
اب جنک بھی ناامید ہوا تم اس کی دھیر بندھاؤ گے

رام اٹھو مت ۔ ۔ ۔

ساری نگری حیران ہوئی یہ کمان آفت جان ہوئی
سب کی جسونت پہچان ہوئی اب زیادہ کیا آزماؤ گے

ناٹک

رگھوکل بھوشن اٹھو! اب کس بات کا انتظار ہے۔ اور تو سب اپنا زور لگا چکے۔ اب آخری تمہارا وار ہے۔ اگرچہ یہ کمان بڑی سخت ہے مگر تمہاری پرتیا کا بھی یہی وقت ہے۔ جاؤ اپنی ویرتا کے جوہر دکھاؤ۔ بس سندیہ تمہاری ہے ہوگی اور سوئمبر کی شرط تمہارے نام پر طے ہوگی۔

رامچندر جی

گانا

حکم گورو جی آپ کا سر و چشم منظور
اب تک جو چپکا رہا تھا میں بھی مجبور

آشیرباد ہے آپ کا اگر رام کے ساتھ
مشکل یہ کچھ بھی نہیں ہے معمولی بات

لیکر تیرا آسرا چلا یہ کرنے کاج
ہے ایشور رکھیو میری آج سبھا میں لاج

رامچندر جی۔ (کمان کو ایک ہاتھ سے کھڑی کر کے) کیا یہ وہی کمان ہے جس کے لیئے اتنی دیر سے کھینچ تان ہے۔ کیا یہ وہی کمان ہے۔ جس کے متعلق راجہ جنک کو اتنا ابھیمان ہے۔ جس کو ہاتھ لگاتے ہوئے ہر ایک شخص ڈرتا ہے دیکھیئے اس کمان کا اب چلہ چڑھتا ہے۔

ایک پُر زور آواز

تڑاخ تڑاخ تڑاخ تڑاخ

تمام حاضرین۔ جے ہو! جے ہو!! شری دشرتھ کمار کی جے ہو!!!

سیتا جی کا رامچندر جی کے گلے میں مالا ڈالکر ایک طرف بیٹھ جانا

رامچندر جی۔ (بشوامتر کے چرن چھوکر) گورو جی! اب تو آپ کے دل کی مراد بر آئی۔
بشوامتر۔ (گلے لگاکر) بیٹا! تم نے چھتری ونش کی لاج رکھ دکھائی۔

راجہ جنک

گانا

(ٹوڈی تین تال)

آج مگن ہوا من میرا۔ بھوساگر میں پڑی تھی نیا پار ہوا اب بیڑا

نسدن تھی یہ چنتا مجھ کو ستا رہا یہ رنج تھا مجھ کو
برس برس کا دن تھا مجھ کو تھا یہ فکر گھنیرا
آج مگن ہوا۔ ۔۔

پوری ہوگئی آشا ساری رہ گئی کل کی لاج ہماری
دشرتھ سے کرشتہ داری ہوگیا جنک اوچیرا
آج مگن ہوا ۔۔

پورے سب ارمان کروں گا شادی کا سامان کروں گا
پرجا کو دھن دان کروں گا دوں گا دان بہتیرا
آج مگن ہوا ۔۔

دھنیہ پربھو تیری پربھوتائی — کٹھن سمے میں ہوئے سہائی

مجھ نربل[1] کی دھیر بندھائی — ہوں چرنن کا چیرا

آج مگن ہوا من میرا ۔۔ ۔۔

ناٹک

پرماتمن تیرا شکر ہے۔ جو تم نے میرا اُدّھار کیا۔ اور مجھ کو اس منجدھار سے پار کیا۔ یہ فکر مجھ کو دمبدم ستا رہا تھا۔ کیونکہ ان راجاؤں کا طرز عمل صاف بتا رہا تھا کہ ان کو ہرگز اس دھنش کا چلہ چڑھانے میں کامیابی نہ ہوگی اور اس صورت میں میرے لئے کیا کچھ خرابی نہ ہوگی۔ ایک طرف اپنی زبان کا خیال تھا دوسری طرف اس کا پورا ہونا سخت محال تھا۔ اگر میں اپنی پرتگیا[2] کو توڑتا ہوں تو ہمیشہ کیلئے اس بدنامی کی زیرباری رہی۔ اگر اس کا پالن کرتا ہوں تو سیتا تمام عمر کیلئے کنواری رہی۔ پرنتو[3] آپ نے جہاں میری مشکلوں کو حل کر دیا۔ وہاں میری پرتگیا کو بھی اٹل[4] کر دیا۔ پربھو آپ دھنیہ ہیں۔ دھنیہ ہیں (منتری سے مخاطب ہو کر) اسی وقت ایلچی کو ایودھیا کی طرف روانہ کر دیا جائے۔ تاکہ مہاراجہ دشرتھ کو یہ خوشخبری سنائے۔

منتری۔ بہت اچھا مہاراج۔

جنک۔ (حاضرین جلسہ سے مخاطب ہو کر) سوئمبر کی شرط پوری ہو گئی۔ اب آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو تشریف لے جائیں۔

تمام حاضرین بآواز بلند
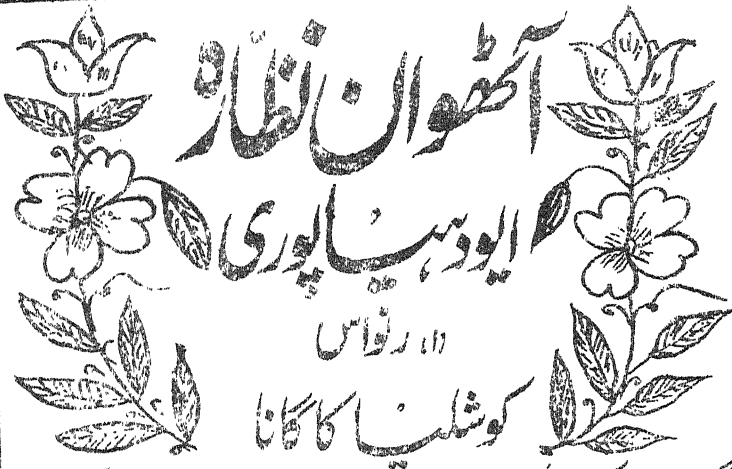
بولو سیاپتی رامچندر کی جے

---

[1] کمزور [2] پیمان قسم [3] لیکن [4] نہ ٹلنے والی۔ مضبوط

آٹھواں نظارہ

ایودھیا پوری

رنواس

کوشلیا کا گانا

ہوگئی مدت خبر کچھ رام کی آئی نہیں
ہے تعجب آپ نے بھی جو منگوائی نہیں

کر گئے ... [illegible]
[illegible] ... کوئی [illegible]

سوکھتی [illegible] ... بیکل ... [illegible]
[illegible] دو روز سے روٹی تلک کھائی نہیں

چین ہے دن کو نہ مجکو رات کو آرام ہے
اسقدر تکلیف میں نے تو کبھی پائی نہیں

کیا عجب اس رنج و غم میں ہی نکل جائیں پران
کچھ دنوں تک بھی انہوں نے شکل دکھلائی نہیں

کیا خبر کس حال میں ہیں وہ مرے لخت جگر
کوئی دکھ سکھ کی خبر تک بھی تو پہنچائی نہیں

ہائے پرمیشور مجھے اولاد کا سکھ کیوں نہیں
آپکے دربار میں کیا میری شنوائی نہیں

ناٹک

سوامی جی! رامچندر اور لکشمن کو گئے ہوئے اتنے دن ہو گئے۔ نہ معلوم کہاں جا کر سو گئے۔ مجھے پل پل بھاری ہو رہا ہے۔ اور دیدار سے تو نہ انکا جاتا ہو رہی ہے۔ نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے یہاں تک کہ کھانا پینا بھی حرام ہے۔ جب آپ نے ان کے بھیجنے کا وچار کیا تھا تو منی جی نے کتنے دن کا اقرار کیا تھا۔ اول تو آپ نے اُنکے بھیجنے میں ہی غلطی کھائی ہے۔ خیر اگر بھیج بھی دیا تھا۔ تو یہ عجب لاپرواہی ہے کہ اتنے دن گذر جانے پر بھی کچھ فکر ہی نہیں گویا وہ آپ کے لختِ جگر ہی نہیں۔ پرمیشور جانے میرے بچوں کا کیا حال ہے میرا تو اٹھوں

پھر ادھر ہی خیال ہے۔ آپ کو ایسی لاپرواہی نہیں چاہیئے بلکہ جلد کسی قاصد کو بھیج کر منگوائیے۔ آبدیدہ ہو کر پرمیشور میرے بچے بالکل نادان ہیں۔ اس حالت میں آپ ہی ان کے نگہبان ہیں۔

دشرتھ کا گانا

پرجی یہ ہر گھڑی کا رنج وابیات ہے　　آجائینگے جلدی ہی دو چار دن کی بات ہے
شبھ گھڑی کی ہے کر رہا کچھ حیلہ نہیں چاہیئے　　کر دیا تم نے تو لیکن شودروں کو مات ہے
کس طرح سے یہ ندامت میں کرواؤں دل　　لوگ یوں کہیں گے کو کہیں تھے بڑا کل گھات ہے
جو ہوا اچھا ہوا اب رنج و غم بے سود ہے　　نہ میرے اختیار ہے نہ تمہارے ہاتھ ہے
ہاں مگر اس بات کا پورا مجھے وشواس ہے　　لیگیا ہے ساتھ جو وہ سی جگت ولیات ہے
بشوامتر پہ بھروسہ ہے مجھے بہت سے　　پھر تمہاری آہ و زاری کس لئے دن رات ہے
وہ میرے دونوں دلاور بھی کسی سے کم نہیں　　کیا فکر ہے آپ کو جسونت سنگھ جب ساتھ ہے

تاٹک

پریہ جی! تمہارا یہ ہر وقت کا رنج و غم اچھا نہیں۔ رامچندر کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں[1] ایشور کی کرپا سے وہ ہر طرح لائق ہیں۔ پھر منی بشوامتر جی ان کے سہایک ہیں مانا کہ راکششوں کی کثیر تعداد ہے۔ مگر رام اور لکشمن کے سامنے ان کی کیا بنیاد ہے مجھے ان کی طرف کا اس لئے غم نہیں۔ کہ میرے دلاور کسی پہلو میں بھی ان سے کم نہیں۔ اگرچہ وہ رفتار زمانہ سے ابھی بے خبر ہیں۔ لیکن پھر بھی

۱؎ بیٹی

۲؎ کل بگاڑ نام مٹانے والا

۳؎ مشہور عالم۔

شیروں کے شیر ببر ہیں۔ یدھ تو کشتری کا سنگار ہے۔ مگر معلوم نہیں تمہارے
سر پر کیا وہم سوار ہے۔ جو اس قسم کی باتیں کرتی ہو اور ہر وقت ٹھنڈے سانس
بھرتی ہو۔ کشتر انی ہو کر ایسی بزدلی۔ نہ معلوم تم کو کس کے ورغلانے سے [illegible] اپنا
آپ سنبھالو۔ اور یہ نکمے خیالات دل سے نکالو۔ میرے کل [illegible]
آئیں گے اور اپنی بہادری کا ڈنکہ ..

باندی۔ مہاراج! منتری جی حاضر خدمت ہونا چاہتے ہیں۔

دشرتھ۔ ہاں بلاؤ۔

باندی۔ (منتری سے مخاطب ہوکر) مہاراج نے آپ کو یاد کیا ہے اور [illegible]
حاضر ہونے کے لئے ارشاد کیا ہے۔

منتری۔ (دشرتھ سے) مہاراج متھلا پوری سے ایک سفیر آیا ہے۔

دشرتھ۔ کیا کام ہے؟

منتری۔ کوئی خاص پیغام ہے اور مہاراج کے ہی نام ہے۔

دشرتھ۔ چلو دریافت کریں۔ کہ کیا معاملہ ہے۔

نقیب۔ راج سبھا کے کرمچاری ساودھان ہو جائیں۔ شری مہاراج تشریف
لا رہے ہیں۔

دشرتھ۔ (سنگھاسن پر بیٹھ کر) متھلا پوری سے کون سفیر آیا ہے۔

سفیر۔ یہ چرن سیوک مہاراج کے نام ایک پیغام لایا ہے۔

دشرتھ۔ مہاراج جنک تو آنند ہیں؟

سفیر۔ مہاراج کی کرپا سے ہر طرح خورسند ہیں۔

دشرتھ۔ دکھلاؤ۔ وہ کونسا خط ہے۔

سفیر۔ (خط پیش کرکے) لیجیئے مہاراج۔

دشرتھ۔ منتری جی یہ خط پڑھ کر ہمیں سناؤ۔

منتری کا پڑھ کر سنانا

مضمون خط

مہاراج دشرتھ شاہنشاہ عالی　　رگھو کل شرومن اودھ کے والی
میری آن جاتی تھی تم نے بچالی　　تیرے لال نے میری رکھ لی ہے لالی

ہوا بہت مشکل سے اُدھار میرا
پڑا تھا بھنور میں کیا پار بیڑا

دشرتھ۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ یہ خط ہے یا گورکھ دھندہ۔

منتری۔ ہاں مہاراج ابھی تک تو کچھ پتہ نہیں چلا۔ شاید آگے چل کر کچھ مطلب حل ہو۔

میرے گھر میں تھا اک دھنش بہت بھاری　　جسے دیکھ ڈرتے سبھی دھنش دھاری
ہوئی بہت یودھاؤں کو شرمساری　　رہا میں بھی اس کا عمر بھر پجاری

مگر مجھ کو اس بات کی تھی حیرانی
اُٹھا لیتی سیتا اُسے باآسانی

اسی روز پر نگیا اپنی سنا دی!　　کری جا بجا اس امر کی منادی
کہ جب چھتری نے دھنش یہ اٹھا دی　　کروں گا اسی سے میں سیتا کی شادی

اسی واسطے اک سوئمبر رچایا
لکھے جا بجا خط سبھی کو بُلایا

کیا مجھ پہ احسان سارے پدھارے　　لگا زور اپنا وہ ہارے بچارے
بہت کچھ دکھائے طرارے شرارے　　رہے دیکھتے منہ لپارے نکارے

سبھی نے بہت زور اپنا لگایا

کسی نے جگہ سے نہ اُسکو ہلایا

ہوئی تھی مجھے ہر طرح نا اُمیدی میرے منہ پہ چھائی ہوئی تھی سفیدی
جو دیکھی وہاں ویرتا کی ناپیدی سبھا میں اسی وقت یہ بات کہدی

ہوئی چھتری ونش کی اب صفائی
جو اتنی بھی جرأت کسی میں نہ پائی

مگر اک جواں نے کہا منہ سنبھالو زباں سے نہ ایسے بچن تم نکالو!!
نہ سوچو بچارو نہ دیکھو بھالو کرو ہوش منہ میں نہ ہر اک کو ڈالو

یہ تھے بھاگ اچھے ہمارے تمہارے
او لیچھمن وہیں تھے دُلارے تمہارے

نظر جونہی میں نے ادھر کو اُٹھائی کہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں دو تو بھائی
میرے دل میں کچھ کچھ تسلی سی آئی کریں میری شاید یہ مشکل کشائی

منی بشوامتر کا پاکر اشارہ
اٹھا رامچندر دُلارا ہمارا

وہ اک ہاتھ سے اس دہنش کو اٹھاکر جو بیٹھے ہوئے تھے سبھی کو دکھاکر
یہ آواز سب کو کہا یہ سُنا کر جسے ہو بھرم دیکھ لیوے وہ آکر

پکڑ کر وہ چلا برابر جو لایا
اسی دم ہوا اس دہنش کا صفایا

ہوئی ہے من کی مراد آج پوری بنا آج سے ہی میں سیوک حضوری
ہے تشریف لانا تمہارا ضروری کہ بن آپ کے ہے یہ کریا ادھوری

ملے جب گھڑی خط اسیوقت آنا
مگر ساتھ جسونت سنگھ کو بھی لانا

حاضرین دربار۔ مہاراج مبارک ہو مبارک ہو۔
دشرتھ۔ آہا۔ پرمیشور نے مجھے ایک فرض سے اور سبکدوش کردیا۔ سچ ہے

سچ ہوتا ہے دیال جب دیتا ہے بالا کے چھپر پھاڑ کر۔ تیرا شکریہ۔ (منتری سے مخاطب ہو کر)
سفیر کو خاطر خواہ انعام دیکر رخصت کیا جائے۔
بششٹ جی۔ محلوں میں بھی یہ خوشخبری پہنچائیے۔ اور جلد برات کی تیاری کیجئے
دسرتھ۔ (بھرت اور شترگھن سے مخاطب ہو کر) بیٹا! اپنی ماتاؤں کو یہ خوشخبری
سناؤ۔

بھرت اور شترگھن کا بھاگ جانا

کوشلیا۔ (سومترا سے مخاطب ہو کر) متھلا پوری سے ایک سفیر آیا ہے نہ معلوم کیا پیغام لایا ہے۔
سومترا۔ تم کو کیسے معلوم ہوا؟
کوشلیا۔ ابھی منتری جی سوامی جی کو بلانے آئے تھے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا تھا۔ شاید رام چندر اور لچھمن کی کچھ خبر لایا ہو۔
سومترا۔ بادلی ہوئی ہے۔ راج کاج کے متعلق کوئی بات ہوگی۔ انکا سندیسہ یہی ہیں کیا کام ہے۔
کوشلیا۔ مجھے تو رات دن ان ہی کے سپنے آتے ہیں۔
سومترا۔ ہاں سچ ہے مگر۔ . . . . .
بھرت اور شترگھن۔ ماتا جی! بدھائی۔
کوشلیا۔ ارے کیسی بدھائی۔
بھرت۔ گھر میں ایک بہو آئی۔
کوشلیا۔ بہت دنوں سے من کی نہ سنگائی۔ بہو پہلے ہی گھر آئی مسخری کرنے کو بھی ہم ہی پائی۔
شترگھن۔ مٹھائی کھلاؤ مٹھائی۔
سومترا۔ (پیار سے دھپہ لگا کر) ارے تم نے بڑی جان کھائی۔

شتروگھن۔ واہ اچھی خوشخبری سنانے آئے۔ مٹھائی کے بدلے الٹا تھپڑ کھائے آجا بھائی بھرت تو بھی حصہ لے۔

بھرت۔ ماتا جی! آپ نے ہماری بات کو مخول جانا ہے۔

سومترا۔ تمہاری باتوں کا بھی کچھ ٹھکانہ ہے۔ ایک بات سناتے ہو۔ بیس۲ چھلانگیں لگاتے ہو۔ ہمیں تو کھانا پینا بھی حرام ہے۔ تمہیں دنگا مستی سے کام ہے۔ جاؤ بیٹا باہر جاکر کھیلو۔

بھرت۔ (کوشلیا سے) ماتا جی! آپ ساودھان ہوکر میری بات سنو۔

کوشلیا۔ ہاں سناؤ کیا سناتے ہو۔

بھرت۔ آج پتا جی کو آپ نے یہاں بلایا تھا۔

کوشلیا۔ ہاں بلایا تھا۔

بھرت۔ آپ نے ان سے بھائی رامچندر اور لچھمن جی کی بابت دریافت کیا تھا۔

کوشلیا۔ ہاں کیا تھا۔

بھرت۔ اسی وقت منتری جی آئے تھے۔

کوشلیا۔ ہاں آئے تھے۔

بھرت۔ انہوں نے کیا کہا تھا۔

کوشلیا۔ یہی کہ متھلا پوری سے ایک سفیر آیا ہے۔

بھرت۔ بس وہی سفیر یہ خوشخبری لایا ہے۔

کوشلیا۔ اب تو مجھے بھی کچھ یقین آتا ہے۔ ہاں بیٹا اس نے کیا حال سنایا ہے۔

بھرت۔ متھلا پوری کے راجہ جنک نے اپنی پتری سیتا کا سوئمبر رچایا تھا۔ اور دور دور سے راجکماروں کو بلایا تھا۔ چنانچہ اس میں بھائی رامچندر کی جے ہوئی اور سوئمبر کی شرطان کے نام پڑے ہوئی۔ راجہ جنک کا بھی پیغام آیا ہے اور پتا جی کو برات سمیت بلایا ہے۔

سومترا۔ بہن! یہ تو ان کا کہنا سچ نکلا۔ ہم تو اب تک مخول ہی سمجھی تھیں۔

کوشلیا۔ (دونوں کا ہاتھ پکڑ کر) آؤ بیٹا! تمہیں مٹھائی کھلاؤں۔
بھرت اور شترو گھن۔ ہاں اب مٹھائی کھلانے لگی ہو (منہ بنا کر) پہلے تو مار مار کر منہ لال کر دیا۔ اچھو ہم جاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں بارات کی تیاری ہو رہی ہے۔

(۲) متھلا پوری

اہل شہر کا گانا

(کلانگڑی بھیروں)

چلو دیکھیں چل کے بارات کو مہاراج دشرتھ آ رہے
کیا ٹھاٹھ باٹھ بنا ہوا۔ کیا شان اپنی دکھا رہے

کہیں ہاتھیوں کی قطار ہے — نہیں جن کا کوئی شمار ہے
پیدل کوئی اسوار ہے — رنگ اپنا اپنا جما رہے

چلو دیکھیں ۔ ۔ ۔

کہیں رتھ ہیں کہیں منجھولیاں — کہیں پالکی کہیں ڈولیاں
کہیں بالکوں کی ٹولیاں — وہ دھوم الگ مچا رہے

چلو دیکھیں ۔ ۔ ۔

کہیں راگ ہے کہیں رنگ ہے — باجوں کی الگ ترنگ ہے
سب کے دلوں میں امنگ ہے — کیا مست ہو کر گا رہے

چلو دیکھیں ۔ ۔ ۔

گھوڑے سجے ہیں ساز سے — سرشار نخرے ناز سے
چلتے ہیں کس انداز سے — گن گن کے قدم اٹھا رہے

چلو دیکھیں ۔ ۔ ۔

او وہ کس قدر ہجوم ہے — ہر طرف مچ رہی دھوم ہے
تعداد کیا معلوم ہے — فوجوں کے بادل چھا رہے

چلو دیکھیں۔ " "

اک دوسرے سے مل رہے	ارمان دل کے نکل رہے
کس طرز سے سر ہل رہے	کس طور ہاتھ مار رہے

چلو دیکھیں۔ " "

راجہ جنک بھی آن کر	ملتے سبھا میں تان کر
جسونت سنگھ بھی جان کر	ان ہی کی جانب جا رہے

چلو دیکھیں۔ " "

پہلا حصہ ختم ہوا
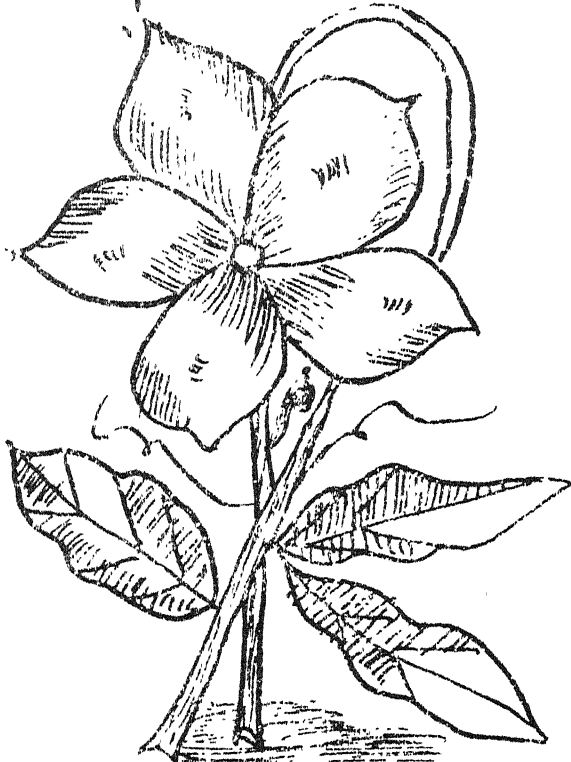
بشوامتر۔ رامچندر اور لچھمن تو آگئے رگھوکل راجن! لیجئے آپ کے دونوں نور نظر حاضر ہیں۔ ان کو گلے لگائیے۔ شادی کا سامان کیجئے اور مجھے اب اجازت دیجئے

دشرتھ۔ واہ واہ خوب! ایسے موقعہ بھی آپ نے جانے کے لئے خوب چھانٹ کر نکالا ہے۔ ابھی تک تو میں نے اپنی امانت کو بھی نہیں سنبھالا ہے اگر آپ نے یونہی جانا تھا۔ تو مجھ کو یہاں کاہے کو بلانا تھا۔ اس لئے کہ آپ ہی ذمہ وار ہیں۔ ہم تو محض چہرہ دار ہیں۔

بشوامتر۔ خیر آپ کا کہنا سویکار کرتا ہوں اور تا اختتام شادی اور ٹھہرنے کا اقرار کرتا ہوں۔

رامچندر اور لچھمن۔ (ہاتھ جوڑ کر) پتا جی نمستے۔

دشرتھ۔ (دونوں کو گلے لگا کر) بیٹا چرنجیو رہو۔

رامچندر۔ پتا جی آپ کو سفر کی تکلیف تو ضرور ہوئی۔

دشرتھ۔ بیٹا! تمہیں دیکھتے ہی سب تکان دور ہوئی۔

رامچندر۔ ہماری ماتاؤں کا کیا حال ہے؟
دشرتھ۔ ویسے تو اننا ہیں۔ مگر تمھاری طرف ان کا ہر وقت خیال ہے۔

راجہ جنک کا مع پنڈت ستیانند و دیگر اہلیان کے پیشوائی کو آنا

جنک۔ مہاراجہ دشرتھ سے بغلگیر ہو کر میرے دھن دھنیہ بھاگ ہیں۔ جو آپ نے میرے غریب خانہ کو اپنے چرنوں سے سشوبھت کیا۔
دشرتھ۔ آپ کی اس مسافر نوازی نے میرے دل کو موہت کیا۔
جنک۔ پرمیشور کی بڑی کرپا ہوئی جو مہاراج آپ کے چرنوں میں نواس ہوا۔
دشرتھ۔ یہ آپ کی ذرہ نوازی ہے۔ بلکہ دشرتھ آج سے آپ کا داس ہوا۔
جنک۔ مہاراج آپ مجھے ناحق شرمندہ کرتے ہیں آپ کے مقابلہ میں میری کیا ہستی ہے۔
دشرتھ۔ میں آپ کو شرمندہ نہیں کرتا۔ بلکہ یہ آپ کی زبردستی ہے۔
پنڈت ستیانند۔ تمام براتی سفر کی تکان سے چور ہو رہے ہیں۔ لیکن آپ اپنی باتوں میں مشغول ہو رہے ہیں۔ بس گفتگو بند کیجئے اور بارات کو روانگی کا حکم دیجئے۔
دشرتھ۔ منتری جی! سب باراتیوں سے کہدو کہ تیار ہو جائیں اور اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو جائیں۔
منتری۔ ہر ایک باراتی بالکل تیار ہے۔ صرف مہاراج کے حکم کا انتظار ہے
دشرتھ۔ نقارچی کو حکم دو کہ نقارے پر چوب لگائے۔
نقارچی۔ کڑ دھم۔۔۔۔کڑ دھم۔۔۔۔ کڑ کڑ کڑ کڑ۔۔۔۔کڑ دھم۔۔۔۔کڑ دھم۔۔۔۔کڑ دھم

بارات کا متھلا پوری کے بازاروں اور کوچوں سے گذرنا اور شہری مستورات کا گانا

گانا لطافہ ۔ بیہ دف ترا میہ یار ہے

آہا شادی کی کیا دھوم دھام ہے ۔ کیسے جھنڈے لگے ہر طرف لہلہا

آہا شادی ۔۔

بارات آئی ۔ سارے براتی ۔ کیسے خوش ہو رہے ہیں ۔ سارے پوشاک پہنے ہوئے
بے بہا ۔ کیسا اعلیٰ ہاوس ۔ گویا جلتے فانوس ۔ شان و شوکت میں کس کو کلام ہے

آہا شادی ۔۔

دوسری

باجے بجاتے گھوڑے ناچتے ۔ ہاتھی پہ آئے کوئی چڑھا ۔ کوئی پیچھے بیٹھا ۔ کوئی
آگے بیٹھا ۔ کوئی کھینچے لگام ۔۔ باگھوڑے کو تھام ۔ کوئی آتا چلا گام گام ہے

آہا شادی ۔۔

تیسری

کیسا سلیقہ کیسا طمطراق ۔ قوموں کا آنا جاتا بندھا ۔ ایک ایک ہی تو ہوتا ہے
یہ ہی شب ہو مانو بادل پڑتے ۔ آتش بازی چھٹے ۔ رات سے ہو گئی گویا شام ہے

آہا شادی ۔۔

چوتھی

خوشی کا دن ہے ۔ ہر ایک مگن ہے ۔ رنجیدہ کوئی بھی مگن ہو رہا ۔ نہیں ہے کچھ خوشی کی
کوئی انتہا ۔ کنگنے ہاتھوں میں باندھے ۔ سہرا دستار کے ساتھ ۔ آہا کیسا خوشی کا مقام ہے

آہا شادی ۔۔

پانچویں

دستار باندھے ۔ مالا گلے ۔ کاندھے دھوتی کو رکھا ہے کیسا سجتا نہیں ہوتا ہے
اک دوسرے سے جدا ۔ ایک جیسی چال ۔ ہر طرف دیکھ بھال کیسا جسونت سنگھ انتظام ہے

آہا شادی کی کیا دھوم دھام ہے

سنہ قدم بقدم ۔

خواصوں کا گانا مع نرت تین تال

(بطرز تھیٹر۔ اگر ساتھ ڈنڈاوں کا کھیل بھی کیا جائے تو بہت موزوں ہوگا)

گاؤ گاؤ مبارک بدھائی ہیں ‏ ‏ خوشی کا دن ہے ہر اک مگن

آؤ ری ساری لوگائی ہیں

گاؤ گاؤ ۔ ۔ ۔

دھنیہ دھنیہ دن آج کا گھر گھر ہوا آنند ‏ ‏ ور سیتا کے واسطے مل گیا حسب پسند

جلسے ایشور کی جہاں گائی ہیں

گاؤ گاؤ ۔ ۔ ۔

پڑھ منتر وید کے کیا سنکلپ آرتھ ‏ ‏ بیٹھ گئے ہیں آنکر دونوں ہر دم ساتھ

آہا کیا ویدی سجائی ہیں

گاؤ گاؤ ۔ ۔ ۔

رت بیٹھے بھون میں پڑھتے منگلاچار ‏ ‏ سیتا اور شری رام کے ہوئے قول و قرار

دیکھو دیکھو وہ رانی بھی آئی ہیں

گاؤ گاؤ ۔ ۔ ۔

ل سبھا نے دولہا کو دی آشیرباد ‏ ‏ خوشی رہو پھولو پھلو رہو سدا آباد

بانی جسونت سنگھ کی بھی آئی ہیں

گاؤ گاؤ ۔ ۔ ۔

پنڈت ستیانند۔ مہاراج! کنیادان کا سمے آگیا ہے۔ آپ یہاں تشریف لائیے۔

جنک۔ اے وششٹھ کمار! میں اپنی کنیا دیتا ہوا پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ تم دونوں نیم انوسار گرہست کے سکھوں کو بھوگتے ہوئے سنسار کے اندر پھلو پھولو اور کبھی ایک دوسرے کو نہ بھولو۔ میں امید کرتا ہوں نہ صرف یہ کہ تم دونوں نے اس بیاہ بندھن میں بندھ گئے ہیں اور ایک دوسرے سے قول و قرار لئے ہیں انہیں کبھی نہ بھلاؤ گے اور اپنے اپنے پن کا پالن کرتے ہوئے سنسار کے اندر اپنے کل کا یش اور کیرتی پھیلاؤ گے

پنڈت ستیانند۔ تمام حاضرین اس مہایگیہ کی سپھلتا اور اس مبارک جوڑے کی درازی عمر کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔

تمام حاضرین۔ ہے سچدانند سروپ پرماتما! ہم سب بڑی نمرتا سے آپ کے چرنوں میں پرارتھنا کرتے ہیں کہ یہ جوڑا سدا آنند سے سب سکھوں سے بھرپور رہیں اور اپنے دھرم پر سدا آروڑھ رہیں

(۲) روانگی

سیتا جی کی ماتا کا گانا (لاونی بحر شکست)

اے بیٹی ہو گی جدا آج تو ہم سے — پھٹ رہی ہے سینا چھاتی میری غم سے
میری بیٹی ہے یہ دنیا کا دستور — پیش نہیں کچھ چلتی میری ہوں میں بھی مجبور
تھا جس کو خون جگر پلا کر پالا — اب دے دے دھکے گھر سے باہر نکالا
میری بیٹی کتنا جیون بڑا جنجال — سچ کہا ہے کسی نے لڑکی ہے بیگانہ مال
جس گھر میں بیٹی اتنی عمر گذاری — اک پل میں ہو گئی ختم محبت ساری
میری بیٹی اب تو گھنٹوں کی مہمان — سہونگی کیسے جدائی تیری نکلیں گے پران
جب یاد تیری آ مجھ کو کلپاوے گی — تو میری آتما کیسے کل پاوے گی
میری بیٹی یہ گھر دیکھے گا سنسان — تیرے ساتھ ہی وداع ہو گئے خوشی کے سامان

جب ہو اُسے تجھے کوئی بھی رنج ذرا سا — تو دیتی تھی جھٹ آکر تجھے دلاسا

میری بیٹی میری کون بندھاوے دھیر — وداع ہو چلی آج میرے سے میری خاص مشیر

دیتی ہوں تجھ کو جاتی دفعہ سندیشہ — یہ میری باتیں رکھنا یاد ہمیشہ

میری بیٹی تیرے ہاتھ ہماری لاج — روز روز نہ کہنا میں نے کہہ دیتی ہوں آج

نج ساس سسر کو مستک روز نوانا — تن من سے تو نے ان کا حکم بجانا

میری بیٹی ایسا تیرتھ اور نہ مول! — ساس سسر دونوں کی اسکے جیون تر ہول

تم سایہ بن کے ساتھ پتی کے رہنا — اے بیٹی سب سے اوتم ہے یہ کہنا

میری بیٹی تو ہے جسم پتی ہے جان — بنا پران کے جسم ناکارہ مٹی ڈھول سمان

مت کبھی سامنے ان کے آنکھ اٹھانا — ہوں غصے بھی تو دل پر میل نہ لانا

میری بیٹی رہنا دکھ سکھ میں تم ساتھ — کرنا تم بشرام وہیں پر جہاں پہ پہلا رکھو ناتھ

ہوں دیور جیٹھ اور جتنی نند جٹھانی — ان سب کا کرنا آدر میری سیانی

میری بیٹی گھر میں جتنے بال جوان! — بیٹے ہوں یو بچے سبھی کو سمجھو ایک سمان

جو نوکر ہی باندی خدمتگار تمہاری — ان کی بھی رکھنا خوب طرح دلداری

میری بیٹی ان سے ہو جاوے کوئی قصور — کشما کرو تم ان کا ان کی مت کرنا [illegible]

جو پاس پڑوسن تم سے ملنے آوے — نہ تیری شکایت کبھی زبان پر لاوے

میری بیٹی کرنا ان کا بھی ستکار — اسی لئے یہ کہا استری ہے کل کا سنگار

مت کرنا ایسا کام اے میری بیٹی! — ہو جس سے سارے خاندان کی ہیٹی

میری بیٹی رکھنا ان باتوں کا دھیان — اور کہوں کیا زیادہ تجھکو تو خود بدھیمان

اے بیٹی اب تو آنسو مت بہاوے — بس کر سیتا مت زیادہ مجھے رلاوے

(نوٹ) اسی روز لچھمن جی کی شادی راجہ جنک کی چھوٹی لڑکی ارملا سے اور بھرت اور شترگھن کی شادی جنک کے بھائی کشدھج کی کنیاؤں مانڈوی اور شرت کیرتی سے ہوگئی مگر واقعات کو غیر ضروری سمجھکر بخوف طوالت نظر انداز کر دیا گیا۔ (مصنف)

میری بیٹی لے اب میرا آشیرباد — کبھی کبھی اپنی ماتا کو کرتی رہنا یاد

سیتا جی

گانا

(لاؤنی بطرز الفا)

اے ماتا مجھ کو ابھی سے لگی بھلانے — کیوں ایسی باتیں ابھی سے لگی سنانے
میری مات نہیں ہوتا کیوں تمہیں گیان — سن سن تیری باتیں میرے نکلے جات پران
کیا اس گھر میں اب نہ رہنے پاؤں گی — میں چھوڑ تجھے نہ کسی جگہ جاؤں گی
میری مات میرے سے ہو گیا کون قصور — جو تم مجھ کو آنکھوں سے یوں لگی ہو کرنے دور
کیا تم نے مجھ کو اسی لیے پالا تھا — اپنے کو سو سو چنتا میں ڈالا تھا
میری مات کرو تم اس دن کو یاد — اے جنک کیا سیتا تیری نہیں ہی اولاد
جس دن تم میری بانی سے مجھے بلاتی — بیٹی کہہ کر تم مجھ کو گلے لگاتی!
میری مات پیار سے لیتی تھی مکھ چوم — لوگ دکھاوا کرتی تھی اب ہوا مجھے معلوم
اب مجھ کو گھر سے کرنے لگی روانہ — میری نظروں میں ہوا اندھیر زمانہ!
میری مات ساتھ نہ کوئی محرم کار — پیدا ہوتے ہی تم نے کیوں نہ دیا مجھ کو مار
نہ ساتھ میرے اب کوئی سنگ سہیلی — روتی دھوتی اس گھر سے چلی اکیلی
میری مات کروں میں اب کس سے فریاد — وہی بنے دشمن سیتا کے تھی جن کی اولاد
اے جنکی میں ہو گئی آج بیگانی — اس گھر سے میرا اٹھ گیا دانہ پانی
میری مات بھول گئی پچھلے سبھی آنند — کرو نہ مجھ کو دور نظر سے نہیں میری سوگند
دیکھے ہے ساری دنیا کھڑی تماشہ — نہیں کسی کو بھی آتا رحم ذرا سا
میری مات تجھے بھی ترس نہ آیا مول — [illegible] شکوہ میرا کرنا حق فضول
اچھا ماتا نہ کوئی زور ہمارا! — اب بڑھا ہی ہے کرنا شور ہمارا
میری مات میں جس دن ذرا اداس — بھیجو گی جسونت سنگھ کو فوراً تیرے پاس

ناٹک

ماتا جی! کیا سیتا کا اب آپ کے ساتھ کوئی سمبندھ نہیں رہا۔ یا آپ کے گھر میں میرے رہنے کا کوئی پربندھ نہیں رہا۔ میں نے ایسا کونسا قصور کر دیا۔ جو آپ نے مجھ کو اپنی آنکھوں سے دور کر دیا۔ ہائے ہائے آپ کا ایسا کٹھور آتما ہو گیا اور ایک دم ہی ساری محبت کا خاتمہ ہو گیا۔ آجتک جو پیار آپ مجھ سے کرتی تھیں اور میری محبت کا دم بھرتی تھیں وہ ایک چھلاوا تھا۔ وہ محض لوگ دکھاوا تھا ماتا جی کیا میں سچ مچ یقین کر لوں کہ آپ کی محبت میرے ساتھ غرضی تھی اور اس میں آپکی کوئی خود غرضی تھی۔ نہیں نہیں ایسا کہنا ہی مہا پاپ ہے اور اس کیلئے مجھے سخت پشچاتاپ ہے اے بد زبان تو جل جا جو میری ماتا کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کر رہی ہے اے ناپاک روح تو نکل جا۔ جو اس قسم کا خیال کر رہی ہے ماتا جی پرمیشور کے واسطے مجھکو ہرگز اپنی آنکھوں سے دور نہ کیجیو۔ اور کسی جگہ جانے کے لئے مجبور نہ کیجیو۔ آپکا وِیوگ میں ہرگز نہ سہہ سکونگی۔ اور بغیر آپ کے ایکدم بھی زندہ نہ رہ سکونگی۔ اس غم و شفقت کی حالت میں اگر کوئی ایسا ویسا لفظ میرے منہ سے نکل گیا ہو تو اس کیلئے سخت شرمسار ہوں اور آپکے چرنوں میں گر کر معافی کی خواستگار ہوں۔

سیتا کی ماتا

گانا (بحر طویل)

میری بیٹی نہ زیادہ رلا اب مجھے میری آنکھوں کا پانی ختم ہو گیا
تیرے من کے سو دن اے میری لاڈلی آج میرا کلیجہ بھسم ہو گیا

کیا کروں میری بیٹی میں مجبور ہوں
ہر طرح سے میں تجھ سے شرمسار ہوں
ہو گئی آج تیری گنہگار ہوں
ہائے تجھ کو بھی ایسا بھرم ہو گیا
میری بیٹی . . . . .

کس طرح چیر کر دل دکھاؤں تجھے　　کس طرح حال اپنا جتاؤں تجھے
میری بیٹی میں نسخہ دلاؤں تجھے　　آج آرام مجھ پہ قسم ہو گیا
میری بیٹی ۔　　۔۔　　۔

میری آنکھوں کا سیتا تو ہی نور ہے　　کب جدائی مجھے تیری منظور ہے
کیا کروں ساری دنیا کا دستور ہے　　کیا میرے سے انوکھا ستم ہو گیا
میری بیٹی ۔　　۔۔　　۔

آج گھر بار کھانے کو آتا مجھے　　بولنا نہ کسی کا سہاتا مجھے
آج کچھ بھی نہیں نظر آتا مجھے　　میری آنکھوں اندھیرا ایکدم ہو گیا
میری بیٹی ۔　　۔۔　　۔

دکھ سکھ اپنا کسے اب سناؤنگی میں　　بیٹی کہہ کر کسے اب بلاؤں گی میں
راز دل کا کسے اب بتاؤں گی میں　　ایک ہاتھ آج میرا قلم ہو گیا
میری بیٹی ۔　　۔۔　　۔

رکھ تسلی نہ زیادہ مجھے اب رُلا　　میں تجھے بہت جلدی ہی لوں گی بُلا
دیکھ کر رنج و غم میں تجھے مبتلا　　مجھے مشکل اٹھانا قدم ہو گیا
میری بیٹی ۔　　۔۔　　۔

ناٹک

بیٹی بس کر۔ اب تو مجھ میں رونے کی بھی طاقت نہیں رہی۔ تیرا رُودن سنکر میرا دل پگھلا جاتا ہے۔ اور کلیجہ سینے سے نکلا جاتا ہے۔ مگر کیا کروں شاستروں کی آگیا اور دنیا کا دستور ہے۔ جس کی وجہ سے تیری ماتا سخت مجبور ہے۔ ورنہ تیری جدائی میرے لئے کیا کم عذاب ہے۔ دراصل تو میری ہی مٹی خراب ہے کیونکہ تجھ کو تو کوشلیا جیسی سوشیل اور دھرماتما ساس مل جائیگی اور تو اس کے ساتھ ایسی ہل جائے گی۔ کہ اسی کی محبت کا دم بھریگی۔

اور مجھے بھولے سے بھی یاد نہ کرے گی۔ لیکن میں تجھ سی لائق بیٹی کہاں سے پاؤں گی اور کس سے اپنا دل بہلاؤں گی۔ میری اچھی بیٹی! رونا تو میرے پلے پڑ گیا جس کا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ اچھا اپنی جان پر جبر کرونگی اور جس طرح ہوگا صبر کرونگی۔

سیتا

(جنک کے گلے لگ کر)

(گانا بحر طویل)

اے پتا جی تمہاری دُلاری سُتا آج رو رو کے تم سے جُدا ہو رہی

آؤ مل لو اے میرے پیارے پتا آج سیتا یہاں سے وداع ہو رہی

اس جگہ چند گھنٹوں کی مہمان ہوں ہر طرف دیکھتی ہوں پریشان ہوں

پیش چلتی نہیں کوئی حیران ہوں آج قسمت کو اپنی کھڑی رو رہی

اے پتا جی۔۔ ۔۔ ۔۔

آج سب نے ہی دل سے بسارا مجھے کوئی آتا نظر نہ سہارا مجھے

بے گناہ کس لئے آج مارا مجھے جان رو رو کے بیٹی تیری کھو رہی

اے پتا جی۔۔ ۔۔ ۔۔

ہر طرح جس کی دلجوئی منظور تھی تیری آنکھوں کا جو اے پتا نور تھی

جو نظر سے نہ ہوتی کبھی دُور تھی آج تم کو نہ اس کی ذرا موہ رہی

اے پتا جی۔۔ ۔۔ ۔۔

ہائے یہ گھر مجھے اب بے گانہ ہوا آب و دانہ یہاں سے روانہ ہوا

بیری جسونت سنگھ سب زمانہ ہوا میری قسمت نہ جانے کہاں سو رہی

اے پتا جی۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

پتا جی! ہائے آپ نے بھی مجھ کو بسار دیا۔ اور ایک دم دل سے اتار دیا ہائے

ہائے آج میں سب کی آنکھوں میں خار ہو گئی۔ اور تمام دنیا میری صورت سے بیزار ہو گئی افسوس جس گھر میں اتنے عرصہ تک پرورش پائی۔ آج اس کو کس حسرت کے ساتھ چھوڑ رہی ہوں۔ اور اسی کی دیواروں سے اپنا سر پھوڑ رہی ہوں آہ آج میرے لئے ہر ایک بیگانہ ہو گیا۔ اور یہاں سے ہمیشہ کے لئے میرا آب و دانہ روانہ ہو گیا پتاجی کیا وہ آج کا ہی منحوس دن تھا۔ جس کا ذکر آپ بار بار کرتے تھے اور بڑی بے صبری سے انتظار کرتے تھے۔ اگر شبھ دن اسی کا نام ہے تو میرا تو اسے دور ہی سے پرنام ہو گیا کروں دھرم مجھ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آپ کے برخلاف زبان کھولوں یا منہ سے کچھ بولوں۔ ورنہ جو کچھ اس وقت میرے ساتھ گذر رہی ہے اسکو نہ کیول میرا دل جانتا ہے بلکہ ایک کٹھور سے کٹھور ہردہ بھی اس بات کو مانتا ہے کہ یہ سلوک نہ صرف بعید از انصاف ہے بلکہ انسانیت کے بھی سراسر خلاف ہے۔ لیکن زبردست کے لئے سب کچھ معاف ہے اچھا پتاجی! اگر پرمیشور کو اسی طرح منظور ہے تو اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔

جنک

گانا (چھند)

بیٹی میری رکھ دھیرت مت دلگیر ہو دلمیں ذرا ۔۔۔ سیتا تیرے ہی رودن سے جاتا میرا ہردہ پھٹا

دل جان سے میں بیہ پران سے تیری یہ جان نثار ہوں ۔۔۔ سنسار کے بیوہار سے بیٹی مگر لاچار ہوں

اے میری نور نظر لخت جگر رووے مت ۔۔۔ مجھکو رلاوے مفت اپنی جان تو کھووے مت

مت ہو نراس او داس تجھکو دیکھکر حیران ہوں ۔۔۔ سنکر رودن بیٹی تیرا میں ہو رہا بیجان ہوں

کوشلیا تیری مات بیٹی بات اس کی ماننا ۔۔۔ دشرتھ تمہارے ہیں پتا تم جنک انکو جاننا

تم ہر طرح مختار یہ گھر بار ہے کس کا بھلا ۔۔۔ مت اسطرح کی گفتگو کرکے میری چھاتی جلا

مجھکو ہے خود مشکل کہ میں دل کسطرح بہلاؤنگا ۔۔۔ بیٹی تسلی رکھ تجھے میں جلدی ہی بلواؤنگا

ناٹک

سیتا! میں سچ کہتا ہوں کہ بھاری سے بھاری لڑائیوں میں جہاں لاانتہا خون

میری آنکھوں کے سامنے ہو گئے اور ہزاروں یودھا میرے دیکھتے دیکھتے بستر مرگ پر سو گئے۔ میرا دل کبھی نہ گھبرایا تھا اور نام ماتر میل بھی من پر نہ لایا تھا لیکن تیرے رودن نے میرا کلیجہ ہلا دیا۔ اور سب استقلال خاک میں ملا دیا۔ دل خود بخود دھڑک رہا ہے گویا باہر نکلنے کیلئے پھڑک رہا ہے۔ جگر پھٹا جاتا ہے دم دمبدم گھٹا جاتا ہے حالانکہ میں بخوبی جانتا ہوں اور اس بات کو مانتا ہوں کہ بوقت روانگی لڑکیوں کے رونے دہونے کا اکثر عام قاعدہ ہے۔ جسکے لئے تیرا اسقدر رنج کرنا بیفائدہ ہے مگر نہ معلوم پرمیشور نے تیری زبان میں کیا جادو بھر دیا ہے کہ مجھ کو پاگل کر دیا ہے۔ سچ ہے باہر کی چوٹ تو بہت سہتے ہیں۔ مگر جگر کی لگی اس کو کہتے ہیں۔ بیٹی! پرمیشور کے واسطے میرے حال پر رحم کر۔ تشنجہ جان کہ تیرا رودن کلیجہ میں ناسور ڈال رہا ہے اور میرے خون کو بُری طرح اُبال رہا ہے جان نکلنے کو تیار ہے جس کا سنبھالنا تیرے اختیار ہے (گلے لگا کر) بیٹی! تسلی رکھ۔ میں زیادہ دن نہیں لگاؤں گا۔ اور بہت جلد تجھے واپس بلاؤنگا۔

سیتا

(سہیلوں سے گلے لگ کر)

گانا (ٹوڈی تال جادرا) (بطرز۔ کیتے کیتا دل جانیاں ڈیرا)

میری سیتو ہیں ہوئی پرائی — میرا وس نہ چلدا کائی
ہوئے دور ہنوں سارے چھڈ کے — گل پچھدا نہ کوئی سد کے
ویکھاں جاں رو پاسے اکھاں ٹڈ کے — میرے بابلا تیری دوہائی
میری سیتو

ہوئی کملی میں سارے سنسار دی — کوئی سنے نہ پئی پکار دی
نہیں خبر سی ایس بیوہار دی — نی میں چلی آں بابل جائی
میری سیتو

روندی روندی میں کملی ہوئی — میری ڈوبی نہ رکھدا کوئی

مینوں دینداں نہ بابل ڈھوئی　　گل پھڑدا نہ کوئی بھائی

میری سیتو ۔ ۔ ۔ ۔

ماتا پتا نے پھڑ کے باہوں　　مینوں کیتا ہو دُور نگاہوں
چھڈ روندی انوں ٹُرگئی راہوں　　آج ساریاں منو بھلائی

میری سیتو ۔ ۔ ۔ ۔

چھڈ بیلیاں ساری سہیلیاں　　نال رہندیاں ہنسیاں کھیلیاں
سانبھ بابلا تیری حویلیاں!　　ایتھے رہن دی آس مکائی

میری سیتو ۔ ۔ ۔ ۔

میرے بابلا کیہڑے قصور تے　　مینوں سٹ دیتا اپنی دُور تے
اگ لگے نی ایس دستور تے　　اک رات وی رہن نہ پائی

میری سیتو ۔ ۔ ۔ ۔

میری رہیاں پیاریاں باہواں　　نہیں دیتا دلاسا بھراواں
وانگ کونج دے کوکدی جاواں　　کیہڑی کیتی ہے کھوٹی کمائی

میری سیتو ۔ ۔ ۔ ۔

جا بنی چل پئی جنج سنگار کے　　ویکھاں مڑ مڑ کے تے کوکاں مار کے
چپ ہوئی جسونت سنگھ ہار کے　　ہور کائی نہ پار بسائی

میری سیتو ۔ ۔ ۔ ۔

ناٹک

پیاری سہیلیو! آج تمہاری سیتا کو مجبور کیا جاتا ہے اور زبردستی تمہاری نظروں سے دُور کیا جاتا ہے۔ افسوس سب کے سب اس بات پر اڑے ہیں اور مجھ کو روانہ کرنے کیلئے بالکل تیار کھڑے ہیں۔ بس سمجھ لو اب جدائی کی گھڑی ہے۔ جو موت کی طرح میرے سر پر کھڑی ہے۔ اب مجھے ایسی جگہ

جانا ہوگا۔ جہاں اپنا ہوگا نہ بیگانہ ہوگا۔ کسے اپنا دکھ سکھ سناؤنگی کس سے اپنا دل بہلاؤں گی۔ آہ! آج تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ اور میری طرف سے منہ موڑ لیا۔ جب ماں باپ کے نزدیک ہی میرا یہاں رہنا نرمول ہے تو تمہارے پر تو میرا افسوس کرنا ہی فضول ہے۔ ہائے کس طرح اپنے آپ کو سنبھالوں اور کس کس کی یاد دل سے نکالوں۔ آہ! جنکے پسینے کے بدلے اپنا خون بہاتی تھی جنکو ذرا سا دکھی دیکھ کر تمام رات نیند نہ آتی تھی۔ آج ان سب کے سامنے اپنی قسمت کو رو رہی ہوں اور اپنی جان کو کھو رہی ہوں۔ مگر کیا مجال کہ کسی کا دل پگھلے یا کسی کے منہ سے کوئی ہمدردی کا لفظ نکلے۔ بلکہ ہر ایک اس بات کا منتظر ہے۔ کہ یہ کب یہاں سے ہلے تاکہ ہمیں اپنے اپنے گھروں کو جانا ملے۔ اچھا بہن رخصت الوداع۔ جاؤ آرام کرو اور اپنا کام کرو۔ میرا کہا سنا معاف کرو۔ نہ معلوم دوبارہ ملنا نصیب ہوگا یا نہیں۔

تمام سہیلیاں

گانا۔ (راگنی سوہنی بطرز پنجابی)

کینہوں خبر سی نی تیرے وچھڑن دی ساڈی ڈار چوں مرگ وچھوڑ لتا
بیٹھے ستیاں نوں وچ آن سپ ساڈا کالجا وچوں مروڑ لتا
اک پھل سی سارے بغیچیاں دا او ہی آن کے ظالماں نے توڑ لتا
چھوک رہ گیا نی ایس ہنڈڑی دا جھڑا رنگ سی وچوں نچوڑ لتا
نال جنہاں دے ہندی کھیڈدی سی اج اوہناں ولوں مکھ موڑ لتا
سانوں چھڈ کے کدہرے چند ساڈی نال کنہاندے واسطہ جوڑ لتا
چھڈ ساری سہیلیاں روندیاں نوں تیں نے اپنا آپ سنگوڑ لتا
جیون کی ہے جسونت سنگھ لڑکیاں نداہیاں پھڑ پا تے اگے نوں موڑ لتا

ناٹک

پیاری بہن! لڑکیوں کا جیون دراصل ایک سپنے کے تلیہ ہے جسطرح منش

سمیٹنے میں دھن دولت پاکر بڑا سکھی ہوتا ہے۔ اور تھوڑی دیر میں اس سے زیادہ دُکھی
ہوتا ہے۔ کیونکہ چند منٹ پہلے خوب فارغ البالی۔ جہاں آنکھ کھلی وہی کنگالی کی کنگالی
بچارا ہاتھ مل مل کر روتا ہے۔ اور برتھا اپنی جان کھوتا ہے۔ لڑکیوں کی زندگی بعین سپنے
منش کی مانند ہے۔ اور ان کا آنند محض عارضی آنند ہے یہ بچاریاں ہر طرح ماں باپ
کی خیر خواہی کا دم بھرتی ہیں۔ اور اپنا سرِ دسو اُن پر نچھاور[1] کرتی ہیں۔ انکی خوشی دیکھکر
خوشی مناتی ہیں۔ جہاں ان کو ذرا رنجیدہ دیکھا تو پھول کی طرح کملا جاتی ہیں۔
تمام گھر کی دیکھ بھال رکھتی ہیں۔ اور ہر طرح کے نفع و نقصان کا پورا پورا خیال رکھتی
ہیں۔ ماں باپ کچھ عرصہ تو ان سے محبت کا اظہار کرتے ہیں اور بڑی اچھی طرح پیار
کرتے ہیں۔ مگر جب ہی پتہ لگتا ہے۔ کہ جب گھی کی مکھی کی طرح باہر نکال دیتے ہیں
اور فوراً دوسروں کو سنبھال دیتے ہیں۔ چلتی دفعہ سر پر ہاتھ رکھکر کہہ دیتے ہیں کہ بیٹی
اس میں میرا کیا قصور ہے۔ کیونکہ کل زمانہ کا ایسا ہی دستور ہے بس اتنا فرض پورا
کیا اور اپنے گھر کا رستہ لیا۔ ادھر چلو چلو کی دھوم ہے۔ اُدھر جو اس بچاری کے
دل پر گذرتی ہے اسے ہی معلوم ہے۔ مگر قدرت نے ان کے منہ پر ایسی مہر لگائی
ہے کہ آج تک کوئی لڑکی کبھی ماں باپ کی شکایت زبان پر نہیں لاتی ہے پیاری
تیری جدائی کا صدمہ ہمارے لئے موت سے کم نہیں۔ سچ پوچھو تو دم میں دم نہیں
آہ! نہ سیتا سی سہیلی ہم کو ملے گی نہ ہماری طبیعت کھلے گی۔ ہنسی خوشی تو ہم سے اسی
وقت وداع ہو گئی۔ جب تم ہم سے جدا ہو گئی۔ اچھا بہن! سوائے آنسو بہانے کے
ہمارے اور کیا اختیار ہے۔ کیونکہ ہمارے سروں پر بھی یہ گھڑی سوار ہے یہ
سفر سب کو پیش آنا ہے۔ اور باری باری سب نے اسی راستہ جانا ہے۔ پھر
ہمیں لونے[2] کا کیا مجاز ہے۔ ہماری بکواس محض نقار خانہ میں طوطی کی آواز ہے
کبھی کبھی اپنی اشبھ سوچنا دیتی رہنا۔ اور ہماری بھی خبر لیتی رہنا۔
پنڈت شنیانند۔ (جنک سے مخاطب ہوکر) راجن! اب بہت دیر ہو رہی ہے۔ ادھر

---

[1] سب کچھ [2] قربان۔

سیتا بھی آپ کو دیکھ دیکھ کر رو رہی ہے۔ اس لئے اب زیادہ دیر نہ لگائیے اور بارات کو آگے بڑھلیئے۔

جنک۔ (دشرتھ کے آگے ہاتھ جوڑ کر بھرّائی آواز سے) مہاراج! سیتا بالکل نادان ہے اگر کوئی کام آپ کی خلاف شان کر بیٹھے۔ تو معاف فرمانا اور کسی قسم کا خیال دل میں نہ لانا۔ آخر بچہ ہے سمجھتے سمجھتے سمجھ جائے گی۔

دشرتھ۔ (جنک کا ہاتھ پکڑ کر) سیتا کے متعلق آپ کسی قسم کا خیال نہ کریں اور دل پر کوئی ملال نہ کریں۔ جہاں دل کا سرور ہے۔ وہاں سیتا آنکھوں کا نور ہے سیتا پہلے اور رام پیچھے۔

(۳) جنگل

پرسرام سے مٹھ بھیڑ

ایک اجنبی۔ (گرج کر) میرے گورو کا دھنش کس نے توڑا ہے جلدی اسکو میرے سامنے لاؤ۔ اور زیادہ دیر نہ لگاؤ۔ ورنہ سب کو جان سے مارونگا اور ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتارونگا۔ شاید پرسرام کو بھول گئے۔ اور اسی لئے اُتنے پھول گئے۔

تمام براتی۔ (سہم کر) ارے یہ کمبخت کہاں سے آمرا!

رامچندر جی۔ (سامنے جاکر) مجھ سے یہ قصور ہؤا ہے۔ اور میرے ہی ہاتھ سے وہ بوسیدہ دھنش چلتا چور ہؤا ہے۔

پرسرام۔ کیا تمہیں موت کی پرواہ نہیں تھی یا زندگی کی چاہ نہیں تھی؟

رامچندر جی۔ بیشک خطاوار ہوں۔ اور جو سزا دو۔ اس کا سزاوار ہوں۔

پرسرام۔ (پرساد کھاکر) اچھا ابھی بتاتا ہوں۔ اور اس حماقت کا مزہ چکھاتا ہوں۔

لچھمن جی۔ اجی مہاراج! کیوں گیند کی طرح اچھل رہے ہو اور بلا بات میان سے نکل رہے ہو۔ وہ کمان بالکل گلی سڑی تھی۔ نہ معلوم کب سے بیکار پڑی تھی جسکے لئے

آپ اتنا تلملا رہے ہیں اور قینچی کی طرح زبان چلا رہے ہیں کبھی پرسا سنبھالتے ہو کبھی آنکھیں نکالتے ہو. اگر کچھ مطلب ہے تو بتا دیجئے ورنہ چپکے سے اپنی راہ لیجئے.

پرسرام - (متغاکر) او شوخ چشم گستاخ. کیوں چرچر کرتا ہے. شاید تو میرے قہر غضب سے نہیں ڈرتا ہے. کیوں مجھے ناحق غصہ دلا رہا ہے اور اپنی موت کو بلا رہا ہے بڑے بڑے بہادر میرے نام کی دوہائی دیتے ہیں اور سامنے سے بھاگتے دکھائی دیتے ہیں. تجھے معصوم جان کر ترس کھاتا ہوں اسلئے شستر نہیں چلاتا ہوں مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی آخر تیری جان میرے ہاتھ سے جائے گی.

رامچندرجی
گانا

کیوں بچے سے ناحق لڑائی کرو　　برہمن ہو کچھ تو سمائی کرو

پرسرام

یہ بچہ نہیں زہر کی بیل ہے　　سمجھ رکھا اس نے مجھے کھیل ہے

رامچندرجی

کیا ہے گناہ میں گنہگار ہوں　　سزا دو مجھے میں سزاوار ہوں

لچھمن جی

کیوں نکلے پڑو اسقدر میان سے　　میں ہوں خوب واقف تیری شان سے

پرسرام

یہ کرتا ہے خود موت کی جستجو　　ذرا کر تو اس کو میرے روبرو

لچھمن جی

تو لچھمن بھی کوئی تماشہ نہیں　　جو ڈالو گے منہ میں بتاشہ نہیں

پرسرام

ذرا ٹھہر تجھکو بتاتا ہوں میں
مزہ سرکشی کا چکھاتا ہوں میں

لچھمن جی

یہ گیدڑ سی بھبکی دکھا اور کو
یہ پھیکے مزے ہیں چکھا اور کو

پرسرام

شرارت تیری صاف بتلا رہی
تیری موت سر پہ ہے منڈلا رہی

رامچندر جی

مہاراج لچھمن تو ناداں ہے
تمہیں بھی ہوا مفت خفقان ہے

پرسرام

وہ دیکھو مجھے دانت دکھلا رہا
شرارت سے اب بھی پیش آرہا

رامچندر جی

وہ کہنے سے میرے نرم ہو گیا
تمہیں اس پہ ناحق بھرم ہو گیا

ناٹک

پرسرام ۔ خوب! اسی کا نام نرمی ہے ۔ وہ مجھے باتوں میں اڑا رہا ہے اور میری نقلیں کر کے مجھے اور بھی چڑا رہا ہے ۔

لچھمن جی ۔ (رامچندر جی سے آنکھیں چرا کر) سامنے سے چلا جا ۔ ورنہ (اپنا ہاتھ دانتوں میں دبا کر) نیچے کو چبا جاؤں گا ۔

پرسرام ۔ (رامچندر جی سے مخاطب ہو کر) تم اس کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور لیجاؤ ۔ ورنہ بڑی درگت بناؤں گا ۔

لچھمن جی ۔ (معترض سخن ہو کر) تم اپنی آنکھیں بند کر لو ۔ میں تمھیں خود ہی نظر نہ آؤں گا ۔

پرسرام ۔ تو مجھے مت دکھائی دے ۔ بلکہ بہتری اسی میں ہے کہ تیری آواز بھی مجھے نہ سنائی دے ۔

لچھمن جی۔ اس کا علاج تو بالکل آسان ہے۔ کانوں میں انگلیاں دے لو
بس تمہارے لئے چاروں طرف سے سنسان ہے ؎

چشم بندو گوش بندو لب بہ بند　　گر تو بینی لچھمن را بر من بخند

پرسرام۔ تو بڑا شریر ہے۔
لچھمن جی۔ آدمیوں کی طرح بات کر۔ ورنہ ادہر میرے ہاتھ میں بھی تیر ہے۔
پرسرام۔ (کلہاڑا اٹھا کر) او بد زبان۔ بیباک شیطان۔ ابھی دیکھتا ہوں
تیرا تیر و کمان۔
رامچندر جی۔ مہاراج اس کی باتوں پر نہ جائیے۔ ذرا غصہ کو ضبط فرمائیے۔
لچھمن جی۔ بس بھائی صاحب! اب برداشت کی حد ہو چکی۔ لچھمن کے کان ایسی
باتیں سننے کے عادی نہیں۔ آپ نے ناحق مہاراج مہاراج کہہ کر اسکا دماغ آسمان پر
چڑھا دیا اور آپکی نرمی نے اس کا اس قدر حوصلہ بڑھا دیا۔ اب مجھکو ضرور تلوار
سنبھالنی پڑیگی اور اسکی یہ ہوا دماغ سے نکالنی پڑیگی۔ (پرسرام سے مخاطب ہوکر) آپ بڑی
خوشی سے شستر سنبھالئے اور اپنے دل کے ارمان نکالئے۔

پرسرام

گانا

(بحر طویل)

تیری باتوں سے ہوتا ہے ظاہر مجھے کہ تیری موت میں کچھ کسر ہی نہیں
کیوں اچھلتا ہے اتنا میرے سامنے میری طاقت کی تجھکو خبر ہی نہیں
آج تک تو کوئی پرتھوی پر مجھے ایسا آیا بہادر نظر ہی نہیں
ایک دفعہ جو میرے سامنے آ گیا ہو سکا وہ کبھی جانبر ہی نہیں

تیری باتوں . . .

رحم کرتا ہوں بچہ سمجھکر تجھے ہؤا تیرے پہ مطلق اثر ہی نہیں
ہیں اسیوقت تک تیری نخرمستیاں جب تلک میں اٹھاتا تبر ہی نہیں

تیری باتوں . . .

جا چلا جا اسی میں تیری بہتری ورنہ گردن پہ ہوگا یہ سر ہی نہیں!
جس گھڑی میں نے پرسا ہلا بھی دیا یہ رہے گی تیری کروفر ہی نہیں

تیری باتوں . . .

کیوں قضا کو بلاتا ارے چھوکرے ابھی لڑنے کی تیری عمر ہی نہیں
تیری پہلی خطا معاف کر دی مگر اب کرونگا کبھی درگذر ہی نہیں

تیری باتوں . . .

ناٹک

پرسرام . ارے کمبخت! تیرے سر میں یہ کیا ہوا سمائی ہے . معلوم ہوتا ہے کہ تیری موت ہی تجھ کو میرے سامنے لائی ہے . بڑے بڑے شور بیر میری بہادری کا سکہ مانتے ہیں . اور میری طاقت کو اچھی طرح جانتے ہیں . ہیتھیار چھتری میرے ہاتھ سے مارے گئے . اور موت کے گھاٹ اتارے گئے جو سامنے آیا وہ ہرگز زندہ نہ جانے پایا جب ایسے ایسے یودھا میرے مقابلہ کی تاب نہ لا سکے اور میرے سامنے گردن نہ ہلا سکے . تو تیرے جیسے بچوں کچوں کی تو کیا بساط ہے . بلکہ یہ تو میرے لئے معمولی سی بات ہے ابھی ذرا سا پرسا ہلا دوں . تو تیرے جیسے ہزاروں کو زمین پر سلا دوں . مگر چونکہ تیرا کوئی قصور نہیں اسلئے مجھے تیری جان لینا منظور نہیں . جس نے میرے گورو کا دھنش توڑا ہے اُسے ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا . اور اسی دھنش کی طرح اسے بھی بیچ سے توڑونگا . ہاں اگر تو اب بھی شرارت سے باز نہ آئے گا . تو تو بھی ہرگز زندہ نہ جانے پائے گا .

لچھمن جی

(گانا) (بحر طویل)

ایسی گیدڑ سی بھبکی دکھا اور کو تیری دھمکی کا لچھمن کو ڈر ہی نہیں
لاکھ شیخی جتا لاکھ باتیں بنا خوف کا میرے دل میں گذر ہی نہیں

اور ہونگے جنہوں نے تیرے سامنے خوف کھایا اٹھایا تھا سر ہی نہیں
تجھے بزدل ہی ملتے رہے آج تک کوئی آیا بہادر نظر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی۔ ۔۔ ۔۔۔

چاہے کم دل ہوں کم سن ہوں کمزور ہوں ایسی باتوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں
بھاگ جاؤں تیرے سامنے سے اگر تو میں دشرتھ پتا کا پسر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی۔ ۔۔ ۔۔۔

آزماؤں نہ جب تک کہ طاقت تیری مجھے آئیگا ہرگز صبر ہی نہیں
آج یا تو نہیں اور یا میں نہیں ایک کی موت میں کچھ کسر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی۔ ۔۔ ۔۔۔

میری موجودگی میں شری رام کو پہنچ سکتا کوئی بھی ضرر ہی نہیں
ایسی منہ سے نکالی اگر بات پھر تو سمجھ تیری باقی عمر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی۔ ۔۔ ۔۔۔

چھوڑ دے اب زبانی جمع خرچ کو کس لئے تو اٹھاتا تبر ہی نہیں
تو بہادر بنا پھر چاہے جس قدر مگر لچھمن کو مطلق فکر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی۔ ۔۔ ۔۔۔

رام نرمی سے تجھ کو بہت کہہ رہے ہوا تجھ پر ذرا بھی اثر ہی نہیں
سچ کہتا تھا جسونت سنگھ بے شبہ تو ہے حیوان مطلق بشر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی۔ ۔۔ ۔۔۔

ناٹک

یہ گیدڑ بھبکیاں کسی اور کو دکھاؤ۔ اور کسی بزدلے کے سامنے اپنی شیخی جتاؤ۔ میرے آگے تمہاری شیخی نہ چلے گی۔ اور اس پانی میں تمہاری دال نہ گلے گی۔ دراصل آجتک تمہیں کسی سے واسطہ نہیں پڑا۔ اور کوئی ایسا ہی

بزدل ہوگا۔ جو تمہارے سامنے نہیں کھڑا۔ اسی لئے تمہارا حوصلہ اتنا بڑھ گیا۔ اور یہ معمولی سا دماغ آسمان پر چڑھ گیا۔ سمجھو مادیگر یہ نیست کی ہوا سما گئی۔ اور آنکھوں میں حماقت کی چربی چھا گئی۔ اس پر بھائی صاحب کی نرمی نے اور بھی کام بگاڑ دیا۔ اور فضول تعریف کر کے تمہیں پھاڑ دیا۔ ورنہ اگر پہلے ہی برتاؤ کرتے اور سیقا لوگیہ آدر بھاؤ کرتے۔ تو آپ ساری چرب زبانی بھول جاتے اور آپ کے ہاتھ پاؤں اسی وقت بھول جاتے۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ آج آپ کو اپنی طاقت آزمانے کا موقع مل جائے گا۔ ادھر میرا بھی مدت کا ارمان نکل جائے گا۔ مگر پہلے وار کر نیسے لچھمن لاچار ہے۔ اسلئے نہیں کہ تو برہمن کمار ہے کیونکہ بلحاظ گُن کرم سبھاؤ تیرے برہمن ہونے سے مجھے قطعی انکار ہے بلکہ اس لئے کہ تو ہمارے گورو وشوامتر جی کا قریبی رشتہ دار ہے۔

پرسرام۔ (دانت پیسکر) ارے او مصورت مجسم شرارت کی مورت!! اب تو اتنی زبان چلانے لگا کہ میری عزت کو بھی خاک میں ملانے لگا۔ اور مجھے تو تو کہہ کر بلانے لگا۔ وہی بات ہوئی کہ ؎

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی ۔۔۔ آپ سے تم۔ تم سے تو ہونے لگی

(پرسا دکھاکر) خبردار۔ ہوشیار ہوجا۔ اور مرنے کیلئے تیار ہوجا۔ تیرے مرنے میں اب بالکل کلام نہیں۔ اگر ایک ہی وار سے تیری ہڈیاں سرمہ نہ بنا دوں تو میں بھی پرسرام نہیں۔

رامچندر جی۔ (دونوں کے درمیان پڑکر) جب آپ کو اس کے قصوروار ہونے سے خود انکار ہے۔ تو اس سے آپ کی فضول تکرار ہے۔

پرسرام۔ میرے کیا اختیار ہے۔ یہ خود موت کا طلبگار ہے۔

رامچندر جی۔ لچھمن! تم انہیں نہ ستاؤ۔ ذرا ادھر آجاؤ۔ (پرسرام سے مخاطب ہوکر) ذرا غصہ کو تھام لیجئے۔ اور میرے ساتھ کلام کیجئے۔

پرسرام۔ پہلے اس کو میری آنکھوں سے دور کر دو۔ اور فوراً پھانسنے کا غور کر دو۔

لچھمن جی۔ (معترض ہوکر) اس کا علاج تو میں پہلے بتا چکا ہوں۔

پرسرام۔ وہ دیکھو پھر بولتا ہے۔ اور ناحق زہر میں زہر گھولتا ہے۔
رامچندر جی۔ (لچھمن کو ایک طرف ہٹاکر) اب یہ ہرگز نہیں بولیگا کہیئے کیا ارشاد ہے۔
پرسرام۔ کیا واشٹو میں یہ تمہارا ہی قصور ہے؟
رامچندر جی۔ بیشک جو سزا آپ دیں۔ مجھے منظور ہے۔
پرسرام۔ مجھے سندیہہ ہے کہ تم نے وہ دہنش اٹھایا ہے۔
رامچندر جی۔ تو آپ نے میری طاقت کو کب آزمایا ہے۔
پرسرام۔ (دھنش آگے کرکے) لیجیئے اس دہنش کا چلّہ چڑھا کر کمان کیجیئے اور میرا اطمینان کیجیئے۔
رامچندر جی۔ (چلّہ کھینچکر اور تیر چڑھا کر) لیجیئے مہاراج چڑھ گیا۔
پرسرام۔ (سہم کر) بس اتار لیجیئے میرا اطمینان ہو گیا۔
رامچندر جی۔ مگر میرا تو اطمینان نہیں ہوا۔
پرسرام۔ تمھارا اطمینان کیسا؟
رامچندر جی۔ ہمارا اطمینان ایسا کہ میرا تیر جب کمان پر چڑھ جاتا ہے۔ تو بغیر کسی کی جان لئے واپس نہیں آتا ہے۔
پرسرام۔ تو یہ کس کی جان لیگا؟
رامچندر جی۔ تمہاری لیگا اور کس کی؟
پرسرام۔ (کانپ کر) مہاراج ایسا نہ کرنا میں مر جاؤں گا۔
رامچندر جی۔ یہ تیر تو آپ کو سہنا پڑیگا۔ مگر گھبراؤ نہیں دوسرا ہرگز نہیں چلاؤنگا۔
پرسرام۔ مگر دوسرے کی تو نوبت ہی نہیں آئیگی۔
رامچندر جی۔ کیا ایک ہی تیر میں جان نکل جائیگی۔
پرسرام۔ واہ جان نکلنے کی آپ نے اچھی کہی۔ آدھی جان تو میرے میں اب بھی نہیں رہی۔
لچھمن جی۔ (طنزاً) بس منتری جی جھکے ذرا پرے کو اٹھاؤ اور کچھ تو اپنی بہادری کے جوہر دکھاؤ۔

پرسرام ۔ (گڑگڑا کر) لچھمن جی کسی طرح مجھے معافی دلاؤ۔ اور میری جان بچاؤ۔

لچھمن جی ۔ تم تو اتنا اچھلتے تھے؟

پرسرام ۔ بیوقوفی سے میری زبان سے ایسے الفاظ نکلتے تھے۔

لچھمن جی ۔ (لاپرواہی سے) مجھے کیا کہتے ہو۔ میں تو تمھاری نظر سے دور ہوں اسلئے کسی قسم کی سفارش کرنے سے مجبور ہوں۔ میرا جو کچھ بولنا ہے۔ وہ تمہارے نزدیک زہر میں زہر گھولنا ہے۔ رامچندر جی سے آپ کی بات ہے اور اب معاملہ انہی کے ہاتھ ہے۔ اس لئے میرا بیچ میں بولنا واہیات ہے (رامچندر جی کو چپکے سے اشارہ کرکے) اب دیکھتے کیا ہو چھوڑ دو تیر۔

پرسرام ۔ (رامچندر جی سے ہاتھ جوڑ کر) میں آپ کا بھکاری ہوں۔ مجھے جیون دان دیجئے اور مجھ پر اتنا احسان کیجئے۔

رامچندر جی ۔ تم کو تو اپنی بات کی شرم نہیں۔ مگر پناہ میں آئے ہوئے دشمن پر وار کرنا چھتری کا دھرم نہیں۔ مگر اس شرط پر چھوڑتا ہوں۔ کہ آئندہ کبھی ہتھیار نہ اٹھانا اور کسی چھتری کے مقابلہ پر نہ آنا۔

پرسرام ۔ (خوش ہو کر) آپ کا حکم سویکار کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی شستر کو ہاتھ نہ لگاؤں گا اور اسی جگہ سے بندھیاچل پربت کو چلا جاؤنگا۔ آج سے اپنی زندگی ایشور کی یاد میں گذار کروں گا اور سابقہ گناہوں کا کفارہ کرونگا۔

رامچندر جی ۔ اچھا جائیے کرپا ندھان!

پرسرام ۔ (جلدی سے قدم اٹھا کر) سکھی رہو مہاراج!

لچھمن جی ۔ (تمسخر سے) مسٹر جی! بھوجن پا کر جانا۔ ایسی کیا جلدی ہے۔ کبھی تو ہمارا بھوجن بھی پا لیا کرو۔

رامچندر جی ۔ (مسکراتے ہوئے لچھمن کا ہاتھ پکڑ کر) کہیں تو اس چنچلتا کو چھپا لیا کرو۔

پرسرام ۔ (بھاگتے ہوئے اشارہ کرکے) بس مہربانی رکھو یہی غنیمت ہے کہ جان بچی۔ ابھی

تھی پہلی رونق بھی نہیں بچی۔ اب واپس آگیا۔ تو ایسے چھلکے کھاؤنگا کہ اپنی جان بھی دے جاؤنگا۔

(۴) اجودھیا میں واپسی

رنواس

ایک باندی۔ (ہانپتی ہوئی) رانی جی بارات آرہی ہے!

کوشلیا۔ کیوں فضول باتیں بنا رہی ہے۔

باندی۔ میں نے ابھی چھت پر سے دیکھا ہے۔ سامنے بڑی گرد چھا رہی ہے۔

کوشلیا۔ بس گرد کو دیکھ کر ہی قیاس کر لیا اور یونہی بھاگ کر اپنا ستیاناس کر لیا

باندی۔ میرا قیاس بالکل درست ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی تکان کی وجہ سے ان کی رفتار کچھ سست ہے۔ ورنہ ہرگز اتنی دیر نہ لگاتے۔ اور اب تک تو کبھی کے شہر میں داخل ہو لیتے (جا رہی ہے) وہ دیکھئے نقارے کی آواز آئی۔

کوشلیا۔ بیشک تیرا قیاس بالکل ٹھیک ہے۔ اور یہ آواز تو بہت ہی نزدیک سے جا ذرا کیکئی اور سمترا کو بھی بلا لا۔ اور اپنے ساتھ ہی لوا لا۔

باندی۔ جاتی ہوں اور ابھی (اشارہ کرکے) اے لو وہ آپ ہی آرہی ہیں اور خود بخود مسکرا رہی ہیں۔

رامچندر جی اور لچھمن۔ (باری باری سب ماتاؤں کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی نمستے۔

کوشلیا۔ (دونوں کو چھاتی سے لگا کر) چرنجیو رہو۔ میرے لال۔ میری آنکھوں کے تارے دل کے دلارے۔ میرے بڑھاپے کے سہارے۔ بیٹا! تمہارے انتظار میں تو آنکھیں بھی پک گئیں۔

سومترا۔ بیٹا! ذرا ادھر بھی آؤ۔ اور مجھے بھی اپنا چاند سا مکھڑا دکھاؤ۔

دونوں۔ (ہاتھ جوڑ کر) ماتا جی آپ کے چرن سیوک حاضر ہیں۔

سومترا۔ (ماتھا چوم کر) آگئی میری پھلواری! میری گھر کی باغ و بہار! میں تم پر بلہاری

کیکئی۔ بس اب زیادہ پیار کو بہانے دو۔ ذرا میری طرف بھی آنے دو
اور مجھے بھی اپنی پیاس بجھانے دو۔

دونوں۔ (گود میں بیٹھ کر) ماتا جی! کیسے چھوٹ تو پڑا [illegible]

کیکئی۔ (بلائیں لے کر) میری آنکھوں کے نور، میرے دل کے [illegible] میری قسمت کے
ظہور۔ چشم بد دور۔ تمہیں دیکھ کر سب دکھ بھول گئی ہوں

تم چاروں کا گھر میرے جبدن جُدا ہوا
ٹکڑے میرے ہو گئے تم جنم کے دور

بیٹا! اگر کہیں جایا کرو۔ تو اتنی انتظار نہ دکھایا کرو۔

رامچندر جی۔ ہاں ماتا جی! کچھ اتفاق ہی ایسا ہو گیا جسکی وجہ سے اتنے دن لگ گئے
پہلے تاڑکا سے چھیڑ چھاڑ ہو گئی۔ اس سے چھٹکارا ہوا۔ تو ماریچ وغیرہ راکشسوں
سے یدھ چھڑ گیا۔ اس کا فیصلہ ہوا۔ تو منی وشوامتر جی [illegible] آج کل کی نسبت
چنانچہ تیار ہی تھے۔ کہ مہاراجہ جنک کا سوئمبر کا - - - - - - - - - - -

(شرم سے آنکھیں نیچی کریں)

سومترا۔ (ہاتھ کے اشارے سے سر کو اوپر اٹھا کر) ہاں بیٹا! تو پھر سوئمبر کا منتر آ
گیا۔ پھر کیا ہوا۔ ذرا مفصل سناؤ۔

رامچندر۔ (جھککر)

سومترا۔ (فرط انبساط سے گلے لگا کر اور ماتھا چوم کر) اے میرے شہزادے بیٹے!
میں تجھ پر صدقے جاؤں۔

دشرتھ۔ تم بھی عجیب عقل کی مالک ہو۔ اپنے لاڈ پیار میں ہی مست ہو گئیں
کسی نے اس بچاری کی خبر بھی لی۔ ان باتوں کے لئے بہتیرا وقت ہے پہلے
اسکو پالکی سے اتار لو۔

کوشلیا۔ سوامی جی مجھے خود خیال ہے۔ اتنی دیر غفلت کی وجہ یہی نہیں

لہ سیتا۔

بہو کی ایک جھلک دیکھنے کی آرزو کا انتظار ہے ۔ لیجئے وہ آگئی ۔

کوشلیا کا مع دوسری رانیوں کے سیتا کو پینس سے اتارنے کیلئے جانا اور اشیو کا سنباد کرنا

گانا (دادرا بھیرویں بطرز تھیٹر)

اشیور تمہارا دھنیہ باد بار بار ہے

آئے ہمارے پیارے دلارے دوارے نقارے بجیں ۔ تم دھنیہ ہو تم دھنیہ ہو

نج لاڈلوں کا آج جو دیکھا دیدار ہے

اشیور تمہارا ۔ ۔ ۔

ہمارے ہی گھر میں یا شہر ہی یا نگر میں ۔ مبارک مبارک کی دھوم چھوٹی بڑی ساری کھڑی

ہر ایک کو بہو دیکھنے کا انتظار ہے

اشیور تمہارا ۔ ۔ ۔

جنک کی دلاری ۔ ہماری پیاری ۔ پدھاری ہمارے دوار شبھ کی گھڑی کیسی چڑھی

مسیدی خوشی کا آج نہ کوئی شمار ہے

اشیور تمہارا ۔ ۔ ۔

جیسے بدھائی ۔ لوگائی بھی آئی ۔ منائی سبھی نے خوشی ۔ دل کی کلی سب کی کھلی

جسونت سنگھ بھی آج تو گاتا ملہار ہے

اشیور تمہارا دھنیہ باد بار بار ہے

اور میری شنکاؤں کو بالکل دُور کردیا۔ اس گستاخی اور سمع خراشی کیلئے آپ سے کشما چاہتی ہوں۔ اور اپنا سر آپ کے پوتر چرنوں میں جھکاتی ہوں۔

رامچندر۔ اس میں گستاخی کی کونسی بات ہے۔ بلکہ کسی قسم کے شکوک کا دل میں رکھنا بھی ایک قسم کا آتم گھات ہے۔

(۴) اگست آشرم

رامچندر و لچھمن۔ (ہاتھ جوڑکر) منی ورا نمستے! مدت سے آپ کے درشنوں کے لئے دل بیقرار تھا۔

اگست۔ پترو! چرنجیو رہو۔ مجھے بھی چرکال سے تمہارا سخت انتظار تھا۔

سیتا۔ بھگون! آپ کے درشنوں سے چت گدگد پرسنّیہ ہے۔

اگست۔ پتری تو دھنیہ ہے۔ دھنیہ ہے۔ دھنیہ تیری سہن شیلتا ہے سنسار کے اندر اسی کا یش اور کیرتی ہے۔ جو دھرم مارگ پر چلتا ہوا ہر پرکار کی مصیبتوں کو جھیلتا ہے۔

رامچندر۔ منی جی! دس سال تو اسی طرح بنوں میں بھرمن کرتے رہے اور آپ جیسے مہاتماؤں کے اپدیش شرون کرتے رہے۔ مگر اب ارادہ ہے کہ ایک جگہ بشرام کروں۔ اور آپکے چرنوں میں ہی کسی جگہ قیام کروں۔

اگست۔ ہاں ہاں۔ یہ پاس ہی پنچ وٹی بڑا سندر استھان ہے اور وہاں آرام و آسائش کا بھی ہر قسم کا سامان ہے۔ گوداوری کا بڑا سندر جل ہے مگر ایک مشکل ہے کہ کچھ عرصہ سے راکشش لوگ ادہر اُدہر آنے جانے لگے ہیں اور انیک پرکار کے اپدرو مچانے لگے ہیں۔ ان کی طرف سے ذرا ہوشیار رہنا۔ اور ہر طرح سے خبردار رہنا۔

رامچندر۔ اس بات کا بھی مطلق ڈر نہیں۔ اگر وہ بدمعاشی کرینگے تو

ہمارے ہاتھ میں کیا شستر نہیں۔ ان کے لئے تو میرا ایک ہی تیر کافی ہے بلکہ میری بھی چنداں ضرورت نہیں۔ صرف لکشمن ویر ہی کافی ہے۔

اگست۔ یہ چند شستر دیتا ہوں ان کو اپنے ساتھ لے جانا۔ اور بوقت ضرورت کام میں لانا۔ مگر ذرا احتیاط سے چلانا۔

رامچندر۔ آپ کی کرپا سے تمام شستروں کو اچھی طرح پہچانتا ہوں اور قریباً قریباً ہر ایک کے چلانے کی ودھی بھی خوب جانتا ہوں۔ آپکا یہ تحفہ جان لگیسا رہے گا۔ اور حسب ہدایت استعمال میں بھی خاص احتیاط رہے گا۔

(۵) گردھ راج جٹایو سے ملاقات

لچھمن۔ بھراتا جی! ذرا سنبھلکر قدم بڑھائیے بلکہ بہتر ہے کہیں ٹھہر جائیے۔

رامچندر۔ (ٹھٹھک کر) کیوں کیا ہے۔ کچھ وجہ تو بتائیے۔

لچھمن۔ (انگلی کا اشارہ کر کے) وہ دیکھئے۔ شاید کسی دشٹ راکشس کی موت آئی ہے جو اس نے ہم پر گھات لگائی ہو۔ دھوکہ دینے کے لئے بھیس بھی پرندوں کا بنایا ہے گویا ہمیں محض کاٹھ کا الو ہی ٹھہرایا ہے۔ ابھی اس کی مٹی ٹھکانے لگاتا ہوں اور اس کو توان عیاریوں کا مزہ چکھاتا ہوں۔

رامچندر۔ جلدی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ جس کا پیچھے سے بہت پچھتانا پڑتا ہے۔ کیا معلوم کہ یہ کوئی راکشس کا فر ہے یا کوئی تھکا ماندہ مسافر ہے میں جاتا ہوں اور اس کا مفصل پتہ لاتا ہوں (جٹایو کے قریب جاکر) اجی آپ کون ہیں؟ اور یہاں بیٹھنے کا کیا پریام ہے؟

جٹایو۔ میرا نام جٹایو ہے کیا رامچندر آپ کا ہی نام ہے؟

رامچندر۔ ہاں ہاں مگر آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہے؟

جٹایو۔ بیٹا! تمہارے ادھر آنے کی تو عرصہ سے دھوم ہے۔

جٹایو عام طور پر پرندوں کے پروں کی گدڑی پہنا کرتا تھا۔ اسی لئے عوام الناس میں پرندہ کے نام سے مشہور ہو گیا

رامچندر۔ آپ اپنا حسب نسب تو بتلائیے؟
جٹایو۔ بتاتا ہوں۔ ذرا میرے پاس بیٹھ جائیے۔ اور۔ ان دونوں کو بھی بلالیئے
رامچندر۔ (ہاتھ کا اشارہ کرکے) لکشمن جی! آپ مع سیتاجی کے یہاں آجائیے۔

جٹایو

گانا

میں بھی اک تخت ایودھیا کے نمک خواروں میں ہوں
دیر سے رگھوونش کے ادنےٰ وفاداروں میں ہوں
بارہا دشرتھ کے ہمراہ رہ چکا ہوں ہمرکاب
گرچہ میں اس وقت بالکل ہی تھکے ہاروں میں ہوں
ایک دفعہ مہاراج دشرتھ سخت زخمی ہوگئے
جاں نثاری کی تھی تب سے خاص غمخواروں میں ہوں
ان کا اور میرا جب ہی سے خاص رشتہ ہوگیا
اس لیئے میں آپ کے بھی نازبرداروں میں ہوں
دیر سے خواہش تھی مجھ کو آپ کے دیدار کی
اس جگہ بیٹھا تمہارے ہی خبرداروں میں ہوں
ہر طرح سے آپ کی خدمت بجالاؤں گا میں
آپ کی کرپا سے میں اس بن کے سرداروں میں ہوں

ناٹک

بیٹا! میں تخت ایودھیا کا ایک ادنیٰ خیرخواہ ہوں اور تمہارے پدھارنے کی خبر سنکر عرصے سے چشم براہ ہوں۔ تمہیں دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور ہوگیا۔ اور میرا سب تکان دور ہوگیا۔ پرم مترکی سنتان ہو۔ اس لیئے میرے پرانوں کے پران ہو۔

رامچندر۔ پتاجی سے آپ کا یہ سمبندھ کب سے ہے؟
جٹایو۔ ایک دفعہ جب کہ وہ راکششوں کی لڑائی میں زخمی ہو گئے تھے تب سے ہے۔
رامچندر۔ تو آپ نے انہیں کیسے بچایا تھا۔
جٹایو۔ جبکہ وہ بالکل مورچھت ہو گئے تھے میں انہیں اٹھا کر بھاگ آیا تھا۔

رامچندر
گانا

شکر ہے میں بچ گیا ہوں آج بھاری پاپ سے
ورنہ کچھ حاصل نہ تھا ویرتھ پشچاتاپ سے
شک مجھ کو ہو گیا تھا ہے کوئی یہ راکشش
آپ جو بیٹھے ہوئے تھے اس جگہ چپ چاپ سے
جلد بازی کا نتیجہ مل گیا تھا دو بدو
کہئے میں نے کیا کہا تھا لکشمن جی آپ سے
اس گناہ کی کچھ تلافی عمر بھر ممکن نہ تھی
آج پرمیشور نے ہی مجھ کو بچایا پاپ سے
باپ کے محسن پہ چلتا تیر ہائے رام کا
کس طرح ملتی رہائی مجھ کو اس سنتاپ سے
تیر چٹکی سے نکل جاتا تو تھا بس خاتمہ
رونے دھونے سے بنے تھا اور نہ کچھ ورلاپ سے

ناٹک

بھگون مجھ سے تو بڑا اُتپات ہو گیا تھا۔ اور راکشس کے دھوکے میں آپ کا ہی گھات ہو گیا تھا۔ لکشمن جی نے تو آپ کی طرف قدم بڑھا لیا تھا بلکہ تیر بھی

کمان پر چڑھا لیا تھا۔ مگر پرمیشور نے مجھ کو اس مہاں پاپ سے بچانا تھا۔ ورنہ اگر یہ ہٹھیا کر بیٹھتا۔ تو میرا کہاں ٹھکانا تھا۔ ایک کی بجائے چاروں کا ہیلوں ڈھیر ہو جاتا۔ اور رہر ایک یکے بعد دیگرے موت کی گود میں سو جاتا۔ کیونکہ میرے لئے اس پاپ کا پرائشچت یقیناً موت تھا۔ اور میرے ساتھ ہی ساتھ لکشمن بھی فوت تھا۔ جب ہم دونوں کا یہاں کال ہو جاتا۔ تو سیتا بچاری کو ایکدم زندہ رہنا بھی محال ہو جاتا۔ اور ایک آن کی آن میں سب کا کچھ سے کچھ حال ہو جاتا۔ پرماتما کا شکر ہے کہ سب کے سب سلامت ہے۔ اور آپ کا سایہ تو ہمارے سروں پر تاقیامت رہے۔ کیونکہ پتاجی تو سورگ کے مہمان ہیں۔ اب تو ہمارے لئے آپ ہی پتا کے سمان ہیں۔

جٹایو۔ ہائے افسوس میرے مترکا کب سورگباش ہوا۔

رامچندر۔ جب سے ہمیں بن باس ہوا۔

جٹایو۔ بیشک اس اوستھا میں تمہاری جدائی کا صدمہ اُنکے لئے سخت محال تھا۔

رامچندر۔ کلیش میں تو شک ہی کیا تھا۔ مگر اس بات کا کس کو خیال تھا۔

جٹایو۔ خیر بیٹا۔ دھیرج کرو۔ میرے یوگیہ کوئی کام ہو تو بتا دیجیئے۔

رامچندر۔ مہربانی کر کے ہم کو پنچ وٹی کا رستہ بتا دیجیئے۔

جٹایو۔ پنچ وٹی یہاں سے بالکل نزدیک ہے۔ اور میری رائے میں بھی آپ کا وہیں رہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ یہاں میں بھی تمہارا پاسبان رہونگا۔ اور تمہاری عدم موجودگی میں سیتاجی کا نگہبان رہوں گا +

سولہواں نظارہ
پنچ وٹی

(رامچندر جی لکشمن جی اور سیتا جی اپنی کٹیا کے آگے بیٹھے ہوئے گوداوری کی لہروں کی سیر کر رہے ہیں)

لکشمن۔ پنچ وٹی پر تو قدرت نے بھی اپنی خوبیوں میں کمال کر دیا ہے۔

رامچندر۔ بے شک۔ مگر گوداوری کے نرمل اور سندر جل نے تو اسے بالکل ہی بے مثال کر دیا ہے۔

ایک اجنبی عورت۔ اجی آپ کون ہیں؟ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو مجھ کو بھی اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیئے۔

رامچندر۔ دیوی! ہم مہاراجہ دشرتھ والئے اَیودھیا کے جائے ہیں اور چودہ سال کیلئے پتا جی کے حکم سے بنوں میں بھرمن کرنے کیلئے آئے ہیں۔ یہ لکشمن جی میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور یہ سیتا جی ہماری دھرم پتنی بھی ہمارے ساتھ آئی ہیں۔ میرا نام رام ہے۔ کہیئے آپ کو ہمارے سے کچھ کام ہے اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو آپ بھی اپنی بود و باش کا پتہ دیجیئے اور اپنا شبھ نام بھی بتا دیجیئے۔

اجنبی عورت۔ (ذرا مسکرا کر) میں مہاراجہ راون والئے لنکا کی ہمشیرہ ہوں خوبصورتی اور خوب سیرتی میں اپنی آپ ہی نظیر ہوں۔ میرے بھائی کھر اور دوکھن بھی یہاں حکومت کرتے ہیں۔ اور نام سے تو آپ کو سروپ نکھا کہتے ہیں اگر چہ بہت سے شاہزادوں کی مجھ پر طبیعت آئی ۔۔۔ ۔۔۔ اور انہوں نے بارہا اپنی قسمت بھی آزمائی۔ مگر بندی کسی کو خاطر میں نہ لائی۔

رامچندر۔ پھر یہاں کس لئے تکلیف فرمائی۔
سروپ نکھا۔ اس لئے کہ تم نے سروپ نکھا کے دل میں جگہ پائی۔
رامچندر۔ تمہاری یہ پہیلی میری سمجھ میں نہیں آئی۔
سروپ نکھا۔ دیکھنے میں تو عقلمند معلوم ہوتے ہو۔ مگر ہو کورے سودائی ا
تم میرے خاوند ہیں آپ کی لوگائی۔ اب تو سمجھے میرے باپ کے جنوائی۔
رامچندر۔ جب اچھے اچھے شہزادوں کو تم خاطر میں نہیں لائی تو ہم فقیروں
شادی کرنے کی کیا دھن سمائی؟
سروپ نکھا۔ طبیعت ہے جہاں آئی آئی۔ پھر کون بادشاہ اور کیسی گدا
رامچندر۔ افسوس کہ میں تمہاری آرزو کو پورا نہیں کر سکتا کیونکہ میری رفیقہ
میرے ساتھ ہے۔ ہاں اگر لچھمن اس بات کو منظور کرے تو بڑی خوشی کی بات
اسلئے آپ ان کے پاس جائیے اور ان پر اپنا دلی مدعا ظاہر فرمائیے وہ اس
وقت اکیلا ہے۔ اور ویسے بھی بڑا جوان البیلا ہے۔
سروپ نکھا۔ لچھمن کے پاس جا کر) اجی ان سے تو میں دل لگی کرتی تھی۔ ور
دراصل تو آپ ہی کی محبت کا دم بھرتی تھی۔ وہ کالا کلوٹا۔ آبنوس کا سوٹا آد
نہ آدمیوں کی صورت بھلا مجھے ان سے شادی کرنے کی کیا ضرورت جبتک جیو
آپ کے چرن دھو دھو کر پیوں گی۔
لچھمن۔ (طنزاً) میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے۔ جبکہ تم جیسی نازنین ماہ جبیں
کی طبیعت مجھ پر مائل ہو گئی۔ اور میری ایک ہی خدنگ نگاہ سے گھائل ہو گئی
ہے کہ کندن کی طرح دمک رہا ہے اور چہرہ پالش کئے ہوئے بوٹ کی مانند
رہا ہے حسن و جمال بھی واقعی لاجواب ہے تمام زمانہ کیا بلکہ ساری خدائی کا انتخا
سروپ نکھا۔ (ذرا جھجک کر) تو پھر کس بات کا حجاب ہے؟
لچھمن۔ چونکہ میں رامچندر جی کا سیوک ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ شادی کر

؎ لچھمن جی سروپ نکھا کی اس قسم کی گفتگو دیکھ کر مصلحتاً ذرا فاصلے پر جا بیٹھے تھے ۱۲

یں تمہاری تمام عمر کے لئے مٹی خراب ہے۔
سروپ نکھا۔ بس آپکی طرف سے مجھ کو صاف ہی جواب ہے۔
لچھمن۔ ہاں آپ کی اور اُن کی جوڑی موزوں ہے ایک ماہ ہو دوسرا مہتاب ہو۔
سروپ نکھا۔ مگر وہ تو کہتے تھے کہ دوسری شادی میرے لئے باعث عذاب ہو۔
لچھمن۔ مسخری تو ان کی عادت ہی ہے ورنہ دل تو ان کا بھی سخت بیتاب ہو۔
سروپ نکھا۔ (رامچندر کے پاس جا کر) اجی آپ مجھے کیوں حیران کر رہے ہیں اور
خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہیں۔ وہ چھوکرا تو بالکل نادان ہے بھلا ان باتوں کی
سے کیا پہچان ہے۔ آپ تو کہتے تھے کہ بڑا البیلا جوان ہو۔ مگر وہ تو اعلیٰ درجہ کا
بدصورت انسان ہو۔ دور سے کچھ بھلا معلوم ہوتا تھا۔ مگر شکل دیکھتے ہی دل
دسوں دور ہٹ گیا۔ اور مارے بدبو کے میرا دماغ بھی پھٹ گیا دناک
ہماری ایسی صورت پر تو میں تھوکتی بھی نہیں۔
رامچندر۔ مجھ پر تو مہربانی کرو۔ اور ذرا اپنے فیصلے پر دوبارہ نظر ثانی کرو
ممکن ہے تم نے ان کی نسبت اندازہ لگانے میں غلطی کھائی ہو۔ یا انہوں نے ہی
تمہیں آزمانے کیلئے کوئی رمز چلائی ہو۔ اگر تو سچی ہے۔ تو وہ باوجود شادی
کرنے کے بھی جچتی ہے۔
سروپ نکھا۔ اجی کاہے کا جچتی ہے۔ وہ تو جتنا بدشکل ہے اس سے بڑھکر
بڈھ متی ہے۔ آپ تو مجھے یونہی فریب دیتے ہیں (رامچندر کی گردن کی طرف ہاتھ
بڑھاکر) سروپ نکھا کے دست حنائی تو اسی گردن پر زیب دیتے ہیں۔
رامچندر۔ (ذرا پیچھے ہٹ کر) یہ ہاتھا پائی کسی اور کے ساتھ کرو۔ ذرا منہ
سے بات کرو۔
سروپ نکھا۔ میرے ہاتھوں میں کانٹے تو نہیں۔ جو آپ کی گردن میں
چبھ جائیں گے۔ یا تیر ہیں۔ جو آپ کے سینہ میں کھب جائیں گے۔ (بدن لچکا کر)
کیا صلاح ہے؟

دسواں نظارہ

مہاراجہ دسرتھ کا دربار اور اپنے دلی منشا کا اظہار

گانا (بطرز قوالی)

مجھے اب راج سے کرنا کنارہ ہی مناسب ہے
جو ہے ارشاد ویدوں کا وچارا ہی مناسب ہے

رہوں میں یاد ایشور میں یہی ویدوں نے گایا ہے
یہ باقی زندگی اب یوں گذارا ہی مناسب ہے

عمر کے چار حصوں میں قدم چوتھے میں ہے میرا
مجھے اب ان جھمیلوں کو بسارا ہی مناسب ہے

کنور چاروں جواں ہیں ہر طرح لائق ہیں فائق ہیں
یہ سارا بوجھ انکے سر پہ ڈارا ہی مناسب ہے

مگر میری سمجھ میں رامچندر کو فضیلت ہے
یہ شاہی تاج انکے سر پہ دھارا ہی مناسب ہے

وہ چاروں میں بڑا ہے اسلئے بھی حق تو اسکا ہے
جو ہو حقدار حق اس کا نہ مارا ہی مناسب ہے

اور تو سب فرائض سے سبکدوش ہو گیا ہوں میں
مگر یہ فرض بھی سر سے اتارا ہی مناسب ہے

کہو میرے وزیرو کیا تمہاری رائے ہے اس میں
تمھیں بھی تو زباں کچھ اچارا ہی مناسب ہے

بلا لا رامچندر کو ذرا تو پاس اب میرے
وہاں جونت سنگھ جانا فوراً ہی مناسب ہے

ناٹک

اے حاضرین دربار! جس مطلب کیلئے یہ دربار منعقد فرمایا ہے اور آپ لوگوں کو خاص طور پر بلایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کا اظہار کر دوں اور اپنے دلی منشا کو آشکار کر دوں۔ میں اپنی عمر کا مفید سے مفید حصہ رعایا کی فارغ البالی اور آپ لوگوں کی خوشحالی میں خرچ کرتا رہا۔ اور ہر طرح سے آپکی بہتری اور بہبودی کا دم بھرتا رہا جو کچھ میں نے کیا اور کر رہا ہوں۔ وہ میرا فرض ہے نہ کہ کسی قسم کا احسان جتانے کی غرض ہے یہ سب پرماتما کی مہربانی ہے اور اس میں کسی قسم کی فضول شیخی جتانی ہے۔

آمدم برسر مطلب

آپ یاد رکھتے ہیں کہ یہ میری آخیر اوستھا ہے اور یہ بھی آپکو معلوم ہے کہ میدان اور شاستروں کی اسکے متعلق کیا ویوستھا ہے تاکہ بس جنہیں آخر ایک دن مرنا ہے اور انہیں ستھے یہ اس دنیا سے کوچ کرنا ہے خواہشات کو نہ کسی نے پورا کیا ہے نہ کوئی دوا نہیں [illegible] کا ہر یگا مگر میں ایسا نرگن بھی نہیں ہوں۔ کہ اس پرماتما کے اپکاروں کو یاد نہ کروں اور صدق دل سے اس کا دھنیواد نہ کروں جسنے مجھے اس دنیا کی دنیا [illegible] ہر قسم کی خواہشات سے ہی سنتوش ہو گیا۔ بلکہ میں اپنے تمام فرائض سے بھی سبکدوش ہو گیا۔ مگر ایک خواہش ہے جسکو پورا کیا چاہتا ہوں یعنی اب راج بھی اپنے ولیعہد کو دیا چاہتا ہوں۔ بہتر ہے کہ وہ ہماری زندگی میں سب کام سنبھال لیں اور ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ بھال لیں باقی رہی یہ بات کہ ولیعہد کسکو کیا جائے اور راج تلک کس کو دیا جائے سو ہماری رائے میں رامچندر کو یوراج بنایا جائے اور یہ سورج ونشی تاج اسی کو پہنایا جائے وہ چاروں میں ہر طرح لائق و ہوشیار بھی ہے چونکہ یہ سب سے بڑا بھی ہے اسلئے حقدار بھی ہے ہم نے اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہماری یہ خواہش ہے کہ اس معاملے میں پورا پورا انصاف ہو اسلئے اگر کسی کو میری رائے سے اختلاف ہو تو وہ بلا خوف اعتراض کرے نہ اپنی ضمیر کا خون کرے نہ ہمارا لحاظ کرے۔

حاضرین دربار

گانا (بطرز ایضاً)

مہاراج آپ کا ارشاد فرمانا مبارک ہے — بلا شک آپ کی تجویز شاہانہ مبارک ہے

کسے ہو اختلاف ایسا کیا انصاف ہے راجن — طبیعت میں خیال ایسا بزرگانہ مبارک ہے

مہاراج آپنے یہ انتخاب ایسا کیا اے عدل — ہمارے رام کا یوراج ہو جانا مبارک ہے

اگر ہے [illegible] یہ خواہش آپ ہی قائم رہیں دائم — سر [illegible] پہ سایہ [illegible] کے یہ پروانہ مبارک ہے

[illegible] احسان فراموش۔

مگر یہ بھی ضروری ہے انہیں بھی کچھ تجربہ ہو — دل اندر اس قسم کے بھاؤ کا آنا مبارک ہے
مقرر کیجیے تاریخ تشیہ ایک دن کر کے — مگر دربار ہی اعلان ہو جانا مبارک ہے
مبارک آپکو ہوں رام ایودھیا راجچندر کو — مگر جسونت سنگھ کو تو یہ فرمانا مبارک ہے

ناٹک

مہاراج آپ کا خیال واقعی مبارک خیال ہے اور آپ کی تجویز بھی بےنظیر بے مثال ہے۔ آپنے جو انتخاب کیا ہے وہ بلاشک وشبہ لاجواب کیا ہے۔ تمام خیرخواہان تخت ایودھیا کا آپ کی رائے سے بالکل اتفاق ہے اور یہ آپ کا حسن اخلاق ہے بلکہ ہم لوگوں کی عزت افزائی ہے جو مہاراج نے ہماری رائے بھی طلب فرمائی ہے چنانچہ ہم سب ایک زبان ہو کر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ مہاراج اس معاملہ میں بالکل انصاف کرتے ہیں یوں تو چاروں راجکماروں میں ہر ایک وصف ایک دوسرے سے اعلے ہے مگر شری رامچندر جی کو تو پرمیشور نے تمام خوبیوں کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ رعایا کا پورا جاں نثار ہے راج نیتی کے ہر ایک کام سے اچھی طرح واقف کار ہے۔ جھوٹ کا دشمن اور سچائی کا طرفدار ہے۔ دل کی صفائی اور ہاتھ کی فیاضی میں داتا ہے۔ گھوڑے کی سواری میں دیکھو تو پورا شہسوار ہے۔ میدان جنگ میں دشمن کا سر اور اسکی تلوار ہے۔ غرضیکہ ہر ایک پہلو سے پورا ہوشیار ہے علاوہ ازیں سب بھائیوں میں بڑا ہونے کی وجہ سے بھی حقدار ہے اسلئے ہماری رائے میں تو یہ انتخاب نہایت موزوں ہے۔ آئندہ مہاراج کو اختیار ہے۔

دشرتھ۔ دیکھو ہماری ہاں میں ہاں نہ ملائی جائے جسکو ذرا بھی اختلاف ہو۔ وہ فوراً اپنی آواز اٹھائے۔ رائے طلب کرنیکے یہ معنی نہیں کہ جس طرف ہماری زبان ہلجائے آپکے منہ سے بھی بیساختہ ہاں جی ہاں جی نکلجائے۔ ہر ایک کو اپنی آزاد رائے کا استعمال کرنا چاہیئے۔ جہاں آپ نے رامچندر کے اوصاف کی تعریف کی ہے وہاں اسکے اوگنوں کو بھی (اگر کوئی ہوں) خیال کرنا چاہیئے۔ وہی بات نہ ہو کہ اگر ہم دن کو رات بتائیں

تو آپ اُلٹے بھی ہماری شرہی سُنا ئیں۔ اور انگلیوں کے اشارے کر کے چاند اور ستارے دکھائیں۔ اس لئے آپ کو خوب سوچ سمجھکر جواب دینا چاہیئے اور بغیر سوچے بچارے سہارا ایکدم نہیں لینا چاہیئے۔

حاضرین۔ مہاراج ہم نے اچھی طرح سوچ سمجھکر جواب دیا ہے نہ کہ آپکا فضول وقت خراب کیا ہے۔ ہمارے خیال میں رامچندر کو ولیعہد بنائے جانے میں بالکل شک نہیں اور ان کی موجودگی میں کسی دوسرے کا مطلق حق نہیں۔ آپ جلدی کوئی تاریخ مقرر کیجیئے۔ اور بڑی خوشی سے رامچندر جی کو اپنے دستِ مبارک سے راج تلک دیجیئے۔ اے لو شری رامچندر بھی عین موقعہ پر تشریف لے آتے ہیں۔

دشرتھ۔ بہت مبارک۔ اس وقت ساری راج سبھا بھرپور ہے اور اگر آپکو یہ انتخاب منظور ہے۔ تو کل راج تلک کی رسم ادا کیجائے گی۔ اور ہر ایک کی نذر وغیرہ بھی اُسی وقت دی جائے گی۔

رامچندر۔ (ہاتھ جوڑکر) پتاجی! آپ کا سیوک بموجب ارشاد حاضر ہے۔

دشرتھ۔ بیٹا! راج سبھا کی سمتی انوسار کل تم کو راج تلک دیا جائیگا اور اودھیا کا راج تمہارے سپرد کیا جائیگا۔ یہ ایک امانت ہے جو تم کو بطور ایک امین کے دی جاتی ہے اور نسلاً بعد نسلاً ہمارے خاندان میں اسی طرح چلی آتی ہے۔ مجھے نہ کیول آشا بلکہ پورن وشواس ہے کہ جب تم اپنے سر پہ شاہی تاج رکھو گے۔ تو رگھوکل کی ہر طرح لاج رکھو گے۔ راج کو پاکر کسی قسم کا ابھیمان کرنا اوچھے پن کی نشانی ہے بلکہ ہمیشہ ایک رس رہتا ہے وہی شخص لاثانی ہے سمجھے زیادہ کہنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ تم راج نیتی کے ہر ایک راز کو بخوبی جانتے ہو اور اپنا نیک و بد خود پہچانتے ہو۔ کل کام ایسی خوش اسلوبی سے کیا جائے کہ کسی شخص کو کسی طرح بھی انگشت نمائی کا موقع نہ دیا جائے۔

رامچندر۔ (سر جھکاکر) آپ کا فرمانا مجھے کسی طرح بھی خدائی حکم سے کم نہیں اور آپکی

لہ رائے سے مطابق سلہ صرف سلہ امید شلہ یقین۔

موجودگی میں مجھے کچھ بھی غم نہیں۔ پرماتما آپ کو ہمارے سروں پر سلامت باکرامت تاقیامت رکھے۔

دشرتھ۔ اس وقت دربار برخاست کیا جاتا ہے۔ اور راج تلک کے لئے کل دن کے نو بجے کا ٹائم مقرر کیا جاتا ہے۔

(۳) رنگ میں بھنگ

منتھرا۔ (کیکئی کی باندی کا نام) رانی جی! کیا بنا رہی ہو

کیکئی۔ منتھرا! آج تو خلاف معمول بہت دیر سے آئی کیا رستے میں کوئی سہیلی مل گئی؟

منتھرا۔ (منہ بنا کر) جی کیا بتاؤں۔ آج تو ڈھنڈورچی نے ایک ایسی بات سنائی۔ جسے سُنکر میرے تو پاؤں تلے کی مٹی نکل گئی۔

کیکئی۔ ذرا ہمیں بھی سُنا۔ وہ ایسی کیا بات سنائی۔

منتھرا۔ اجی کیا بات سُنا گئی۔ بس ہماری تمہاری شامت آ گئی۔

کیکئی۔ (خفا ہو کر) اری کمبخت تیری زبان جل جائے زبان کہیں تجھے نشہ تو نہیں ہو گیا۔

منتھرا۔ میں نے تو نشہ وشہ کوئی نہیں کھایا۔ مگر آپ کے یہ سب ہرن ہوا چاہتے ہیں

کیکئی۔ آج تو عجیب قسم کی گفتگو کر رہی ہے۔ گویا اپنی موت کی جستجو کر رہی ہے جو بات ہے جلد بیان کر اور مجھے ناحق پریشان نہ کر۔

منتھرا

(گانا ہو بولی)

رانی جی میں کیا کہوں بڑے غضب کی بات
جب سے میں نے یہ سنا تھر تھر کانپے گات

تھر تھر کانپے گات۔ بات کیا کہوں بہت بھلائی
راج سبھا نے آج بیٹھ من مانی بات بنائی

رام بنائے ولیعہد ناکسی نے زبان ہلائی
راج تلک کی راجہ نے کل کی تاریخ ٹھہرائی

غضب یہ ہو گیا رانی۔ بات کر لی من مانی۔ پھوٹی تقدیر ہماری

طلا رام کو راج بھرت کو مل گئی تابعداری

ناٹک

رانی جی! آج مہاراج نے ایک عام دربار کیا۔ اور اپنی منشا کا یوں اظہار کیا۔ کہ ہم رامچند کو اپنا ولیعہد بنانا چاہتے ہیں۔ اور ان کے سر پر ہی یہ رگھو ونشی تاج پہنانا چاہتے ہیں۔ ان کے کہنے کی دیر تھی۔ کہ سب وزیروں مشیروں نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔ اور ہر ایک نے یہی صلاح دی۔ کہ رامچندر ہی سب میں لائق ہے اور اسی کا حق سب پر فائق ہے۔ بھلا کسکی مجال تھی کہ مہاراج کے برخلاف آواز اٹھاتا اور خواہ مخواہ اپنی جان آفت میں پھنساتا۔ جو کچھ ان کی طرف سے فرمان ہوا۔ وہی سب کیلئے پرمان ہوا۔ راج تلک کیلئے بھی ایسی جلدی۔ کہ جھٹ روٹی اور جھٹ دال ہے بیٹا راج سنبھال۔ لیکن کل دس بجے سب کام ہو جائیگا اور چاروں طرف رام ہی رام ہو جائیگا۔ آپ یا تو محلوں کے کوے اڑانا یا کوشلیا کے پاؤں دبانا۔ ادھر بھرت بیچارے کی قسمت پھوٹ گئی۔ اور ساری سکھ سمپتی اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ الو کا نام عمر رامچندر کی خدمت گذاری کریگا یا کسی اور کی تابعداری کریگا ہائے ہائے ایک بیٹا تو راج کرے اور ایک بیٹا دربدر مارا پھرے یہ سچ ہے!
دنیا کی دورنگی اسکو کہتے ہیں!

کیکئی

(دگانا چو بولہ)

اسی بات پر ہو رہی تھی اتنی حیران
کر دیئے خشک پران جان ہو جان خراب آئی
تجھے یہ چاہیئے تھا کہ آگر دیتی مجھے بدھائی

تو نے تو یونہی میرے کر دیئے خشک پران
سو جھی تجھے شرارت کیا کچھ دکھیئی موت کہائی
نہ کہ الٹا مردوں کی سی اپنی شکل بنائی

چنچل چھچھل منتھارتی ۔ بڑی تو مورکھ ناری کاہے کیا شکل بنائے
باتوں باتوں میں ہی تو نے میرے ہوش اڑائے

ناٹک

بس یہی بات تھی جسکے لئے اتنی دیر سے سٹ پٹا رہی تھی۔ اور یونہی ناک بھوں چڑھا رہی تھی۔ کمبخت تو نے تو اس قسم کے لفظ استعمال کئے کہ یونہی میرے پران نکال لیئے۔ میں ڈر گئی۔ کہ پرمیشور خیر کرے نہ معلوم ایسی کیا منحوس خبر سنانے آئی مگر جب اصل بات سنی تو ذرا جان میں جان آئی۔ ہانت تیرا ستیاناس جلے آئے ہائے ابتک دل دھڑک رہا ہے اور کلیجہ پھڑک رہا ہے۔ اری نالائق! تجھے تو چاہیے تھا کہ اچھلتی کودتی آتی۔ مجھے مبارکباد سناتی اور منہ مانگا انعام پاتی۔ نہ کہ ایسی منحوس شکل بنالی اور ایسی زبان چلائی کہ میری ابتک عقل ٹھکانے نہیں آئی۔ اگر رامچندر کو راج ملتا ہے تو تیرے گھر سے کیا نکلتا ہے۔ رامچندر بڑا ہونہار ہے اور کوشلیا سے بڑھکر میرا فرمانبردار ہے۔

منتھرا

گانا

کل کو ہو جانے گا معلوم آج کی رات گذر جانے دے

رانی تو ہے بھولی بھالی　　اپنے سنگار پہ متوالی　　تو تو رہ گئی بالکل خالی

سو رہو باہیں سرہانے دے

کل کو ہو جائیگا . . .

تیرا ہو رہا گھر برباد　　سو مجھے تجھے مبارکباد　　روئے گی کر کر کے یاد

اب تو لاکھ مجھے طعنے دے

کل کو ہو جائیگا . . .

بیشک تیرا دل ہو پاک　　اپنا سمجھ آسے تو لاکھ　　میری کٹوا دیجیو ناک

مجھ کو پاس اگر آنے دے

کل کو ہو جائیگا . . .

جبتک نہیں تھا کچھ اختیار تب تک تھا فرماں بردار جس دن ہو گیا خود مختار

تمہیں [illegible] بھی [illegible] نے دے

کل کو ہو جائیگا ۔۔۔

اڑانا تم مچلوا کے کاگ چھوڑے ادھر بھر تک بھاگ اب بھی اپنی ضد کو تیاگ

اس کو مت [illegible] چھپانے دے

کل کو ہو جائیگا ۔۔۔

رانی نہیں یا تنہ یہ فرضی یہی [illegible] کیا خود غرضی اب بھی مان لے میری عرضی

اپنی ہٹ دھرمی جانے دے

کل کو ہو جائیگا ۔۔۔

اب بھی کرے کوئی علاج لیکن مت جانے دے راج کچھ ضد کریں اگر مہاراج

بیشک مرنا [illegible] مر جانے دے

کل کو ہو جائیگا ۔۔۔

ناٹک

رانی جی! اپنا تو آپ جیسا ہے کچھ کہیں نہیں۔ کیونکہ آپ زبردست ہیں لیکن اگر سچ پوچھو تو اپنے بناؤ سنگار ہی میں مست ہیں۔ صرف اپنے جسم کی ہی دیکھ بھال ہے۔ یا آئندہ زندگی کا کچھ خیال ہے۔ بیشک اسوقت میرا کہنا آپ کے نزدیک ناگوار اور واہیات ہے۔ مگر اس میں آپ کا بھی قصور نہیں۔ کیونکہ دنیا کی بات پرت [illegible] ایک پرسدھ بات ہے یعنی جب کسی شخص کے ناش ہونے کی گھڑی آتی ہے۔ تو اسکی عقل خودبخود الٹی ہو جاتی ہے بعینہ یہی آپ کا حال ہے۔ اور اس وقت آپکا بالکل الٹا خیال ہے بھولی رانی! آپ ہر ایک کا دل اپنے جیسا جانتی ہو۔ اور اسی لئے تم رامچندر کو اپنا فرمانبردار مانتی ہو۔ مگر یہ تو سوچا ہوتا۔ کہ اسوقت تک اس کے اختیار ہی کیا ہے جو

تم کو کچھ نقصان پہنچاتا۔ یا کسی طرح نیچا دکھاتا۔ ذرا آج کی رات گذر جانے دے اور اسکو راج نظر آنے دے۔ پھر دیکھنا کہ کیسے گل کھلتے ہیں۔ اور کیا کیا نتیجے نکلتے ہیں۔ روؤگی پچھتاؤگی۔ اور اپنے ہاتھ ملتی رہ جاؤگی جب پانی پت سے بھی اونچا ہو جائیگا اسوقت میری نصیحت یاد کروگی۔ جسوقت یہ سب آفتیں اپنی جان پر سہوگی اس وقت اپنی زبان سے کہوگی۔ کہ منتھرا میری پوری خیرخواہ تھی اور اسکی صلاح میرے لئے بالکل نیک صلاح تھی۔ مگر پھر پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" ذرا سوچ تو سہی۔ کہ اگر بھرت راجہ بن گئے تو میں کونسی رانی بن جاؤنگی۔ یا رامچندر کو راج ملنے سے پٹ رانی کہلاؤنگی۔ باندی تو ایک ہی خدمتگار ہے جہاں جس کی خدمت کرونگی۔ وہیں اپنا پیٹ بھرونگی۔ پھر بتاؤ۔ کہ اس میں میری کونسی غرض ہے۔ مگر چونکہ تیرا نمک کھایا ہے۔ اسلئے تیری خیرخواہی میرا فرض ہے۔ تمام نشیب و فراز تم کو بتا دیا۔ اسلئے اب بھی وقت ہے۔ اگر کچھ بنتا ہے بنا لے۔ اور جس طرح ہوسکے مہاراج کو منائے۔ ورنہ کل کو یہ نہ کہنا۔ کہ میری تمام باندیاں نمک حرام نکلیں۔

کیکئی۔ (دل ہی دل میں) اگر انصاف سے دیکھا جائے تو منتھرا کا کہنا حرف بحرف ٹھیک ہے۔ اور وہ میری سچی غمخوار اور رفیق ہے۔ بیشک اگر رامچندر کو راج تلک مل گیا۔ تو بھرت تو ایودھیا سے نکل گیا۔ یا تو دربدر پھرتا ہوا ہمارے کل کی بدنامی کریگا یا ساری عمر رام کی غلامی کریگا۔ اور یہ بھی عجب نہیں کہ وہ بھرت کو ہمیشہ کے لئے گمنام کردے اور ویسے ہی بچارے کا کام تمام کردے مثل مشہور ہے کہ "سوکن جا را اس کو بھایا"۔ اس کو تو بھرت کی زندگی ہی عار معلوم دیگی اور اسکی موجودگی آنکھوں میں خار معلوم دیگی۔ ادہر کوشلیا میرے ساتھ کونسا اچھا سلوک کریگی۔ وہ فوراً ہی دو ٹوک کریگی۔ سوکن تو خاوند کے راج میں بھی سو سو بکواس بکتی ہے۔ حالانکہ وہ بھی برابر کا حق رکھتی ہے۔ سوکن سیاپا تو دنیا میں مشہور ہے۔ تو اس کو کب بھائے گی۔ وہ تو تجھے یہاں

سے نکلا اگر روپی [illegible] منتھرا کا اُس نے مجھے بتا دیا۔ ورنہ تیری
برباد ہونے میں تو صرف گھنٹے [illegible] تیری جان کو ساری عمر کے
ٹلنے رہ گئے تھے۔ اب تو اگر [illegible] دم میں نہ آؤنگی چاہے ادھر کی دنیا اُدھر
ہو جائے۔ لیکن راج بھرت کو [illegible] ایک مشکل ہے کہ مہاراج کو
کس طرح [illegible] اور کیا بہانہ بناؤں۔ تو وہ میری بات ماننے پر مجبور ہوں
اور رامچندر جی [illegible] (کچھ سوچ کے) ہاں یہی ٹھیک ہے منتھرا سے
[illegible] وہی کوئی تدبیر بتائے گی۔ اور میرا کام بنائے گی۔ کیونکہ وہی
میری [illegible] ہے اور ایسے بھی بہت زمانہ ساز ہے۔

کیکئی

گانا

باندی بتا کوئی تدبیر — اب میں کیسے تیں بناؤں

مجھ کو نہیں تھا بالکل خیال — بیشک ہو جاتی پائمال — تو نے کر دیا نمک حلال
تیرا نہیں احسان بھلاؤں
باندی بتا کوئی ۔۔۔

گر تو نہیں کراتی یاد — میں تو ہو جاتی برباد — تیری ہمدردی کی داد
دیتی ہوئی [illegible] گاؤں
باندی بتا کوئی ۔۔۔

ہوتی ساری عمر خراب — ہو گیا تھا برباد شباب — کیا کیا سہتی کشٹ عذاب
اب بھی سنبھلی شکر مناؤں
باندی بتا کوئی ۔۔۔

یہ بھی خبر ہوئی اے پیاری — ہو گئی خبر وقت پہ ساری — تم نے خوب کری ہوشیاری
لے یہ ہار تجھے پہناؤں — باندی بتا کوئی تدبیر

لے اب ادہر کو کرلے دھیان   سُن لے بات یہ کھولکر کان   کر لے بس اتنا سامان

باقی میں خود سنبھالا دونگی

اس کا فکر کرو نہ

راجہ دیکھ تیرا یہ حال   مجھ سے پوچھے گئے تب کال   پھر میں لونگی آپ سنبھال

باتوں ہی میں پھسلا دونگی

اس کا فکر کرو نہ

ناٹک

رانی جی میری موجودگی میں آپ کو فکر ہی کیا ہے۔ اور ایسی باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ پر شور نہ کرے۔ اگر کوئی بھاری معاملہ آپڑے تو منٹوں میں سلجھا دوں اور اگر کسی بات کو بگاڑنا چاہوں۔ تو دو باتوں میں ہی الجھا دوں۔ جب میرے سر پر آپ کا ہاتھ ہے۔ تو پیاری خدائی میرے ساتھ ہے لے اب ترکیب بتاتی ہوں۔ ذرا ادہر کو دھیان کر اور میری طرف کان کر۔ پہلے سے کان ہیں آگاہ کیے بس اتنا کام کرلو۔ باقی میں خود سنبھال لونگی۔

کیکئی۔ واہ وا۔ خوب بتایا اور عین وقت پہ یاد کرایا۔ دیکھ اب تریا چرتر دکھاتی ہوں اور ہتھیلی پر سرسوں جماتی ہوں۔

۳۔ کیکئی کا محل

مہاراجہ دشرتھ۔ (حیران ہوکر) ہیں! ہیں!! یہ کیسا معاملہ ہے۔ کہ آج بجائے جشن کے رنج و غم کے آثار ہویدا ہو رہے ہیں۔ تمام کام الٹے اور بے قاعدہ ہو رہے ہیں۔ پیاری کیوں اس طرح فرش زمین ہو رہی ہو۔ جاگتی ہو یا سو رہی ہو۔

کیکئی۔ نہ جاگتی ہوں نہ سو رہی ہوں۔ بلکہ اپنی قسمت کو رو رہی ہوں۔

دشرتھ۔ پیاری ذرا آنکھیں کھولو۔ کچھ منہ سے بولو۔ کس نے ستایا کس نے دکھایا

کوئی بات تو بتاؤ۔ کچھ حال تو سناؤ۔ کچھ طبیعت ہی ناساز ہوگئی یا ہم سے ہی ناراض ہوگئی۔

کیکئی۔ چپ۔

دشرتھ۔ (شانہ ہلا کر) ذرا بتا تو سہی۔ کس بات سے مجھ سے رنجیدہ ہو گئیں اور کیوں اسقدر دل کشیدہ ہوگئیں۔

کیکئی۔ چپ۔

دشرتھ۔ منتھرا تمہیں کچھ حال معلوم ہے۔ کہ آج رانی کیوں مغموم ہے سچ سچ بتا۔ کہ کیا اسرار ہے۔ ورنہ سمجھ لے کہ تیری گردن ہے اور میری تلوار ہے۔

منتھرا۔ مہاراج آج صبح سے ان کا یہی حال ہے۔ نہ معلوم طبیعت پر کیا ملال ہے میں نے ہر چند سمجھایا اور اپنا سر از حد کھپایا۔ مگر کیا مجال کہ منھ سے بولی ہو یا ذرا آنکھ بھی کھولی ہو۔ صرف ایک دفعہ سرد آہ بھر کر اتنا کہا تھا کہ میری قسمت پھوٹ گئی نہ معلوم ایسی کیا بات ہے۔ جسے بتانے سے گریز کرتی ہیں اور اسقدر پرہیز کرتی ہیں جب آپکے بلائے نہیں بولتی تو میری کیا طاقت ہے۔ جو زیادہ منہ کھولتی۔ زیادہ زبان چلاتی کوڑوں سے اپنی کھال اُتروانی۔

مہاراجہ دشرتھ

گانا (بطرز قوالی)

یہ کیا کارن کہ محلوں میں بچھا ہے فرش ماتم کا	میری پیاری بتاؤ تو ہے کیا باعث تیرے غم کا
پڑی سر منہ لپیٹے لے رہی ہو سانس کیوں ٹھنڈے	پتہ لگتا نہیں مجکو تیرے اس چشم پرنم کا
تیری حالت دگرگوں دیکھ کر ہوں میں تعجب میں	بتا جلدی نہیں تو ہوں مسافر ایک دم کا
ستایا جس کسی نے نام اسکا تو بتا مجھ کو	میرا خنجر بتا تو آج کس کمبخت پر چمکا
کسی نے بات کوئی نامناسب ہو کہی تمکو	کروں تن سے جدا سر آج ہی میں ایسے ظالم کا
اشارہ تم کرو مجھ کو تو پھر دیر ہی کیا ہے	ابھی جسونت سنگھ تختہ پلٹ دوں سارے عالم کا

اجی جاؤ میرے کو نہ ستاؤ بناؤ نہ باتیں جی

جاؤ جاؤ تم جیتے ہیں تو ہاری جو کہ کرنی تھی کرلی آج ساری

اُجاڑی پھلواڑی ✦ کٹاری سینے ماری

بن جوگن پھرُں بن بن ✦ کر بھر من پالوں تن

اجی جاؤ ... ...

کرموں کی ماری میں تو روؤں کردوں ہوں جی تلکھے دُکھ پاؤ بھلا آپ

کاہے کرتے ہو تکرار ✦ بنکر آئے ہو غمخوار

اجی جاؤ نہ ستاؤ ✦ ہٹا جاؤ کیوں جلاؤ

اجی جاؤ ... ...

دشرتھ

گانا (بطرز۔ توری چھل بل ہے نیاری)

تیری باتیں ہیں نرالی مجھے گھایل کرنیوالی کیسی صورت بنالی مورکھ نادان

آؤ آؤ پیاری جان۔ میرا یہ کہنا مان۔ کرتی ہو ناحق مجھے کیوں حیران

دیکھ تیرا یہ حال۔ ہؤا جاتا نڈھال۔ کرو کچھ تو خیال

اری سُن سُن سُن۔ سُن سُن سُن۔ سُن سُن سُن

تیری باتیں ہیں نرالی ... ...

کیکئی

گانا (بطرز ایضاً)

ہاتھ جوڑوں پیا نہ جلاؤ جیا۔ میرا کانپے ہیا نہ ستاؤ جان

جاؤ جاؤ مہربان۔ ناحق کیوں کھائی جان پیچھا بھی چھوڑو نہ کیجے ویران

خوب ملی ہے داد۔ سدا رکھونگی یاد۔ ایسا کیا برباد

اجی بس بس بس۔ بس بس بس۔ بس بس بس
ہاتھ جوڑوں پیا۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

دشرتھ

گانا (بحر طویل)

کیا مصیبت پڑی تم پہ اے پریہ جی حال کیا ہے مجھے کچھ سُنا تو سہی
میں سرہانے کھڑا ہوں بڑی دیر سے ذرا گردن کو اوپر اٹھا تو سہی
میری پیاری تمہاری دشا کیا ہوئی ہوش اپنے ٹھکانے پہ لا تو سہی
چھوڑ کر عرش کو کیوں پڑی فرش پر پاس میرے اے پیاری تو آ تو سہی

کیا مصیبت پڑی۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
کیا ستایا دکھایا کسی نے تجھے نام اس کا مجھے بھی بتا تو سہی
کروں ٹکڑے ابھی چین آئے جبھی تو زباں کو ذرا سا ہلا تو سہی

کیا مصیبت پڑی۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
ہو گیا آن کی آن میں مرض کیا۔ نبض اپنی مجھے تو دکھا تو سہی
آ اٹھاؤں پلنگ پہ بٹھاؤں تمہیں ہاتھ اپنا ادھر کو بڑھا تو سہی

کیا مصیبت پڑی۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
ہو گئی مجھ سے ناراض کیوں اسقدر ذرا منہ پہ سے آنچل اٹھا تو سہی
جو کہو سو کروں تیری بپتا ہروں بات کو پر ٹھکانے لگا تو سہی

کیا مصیبت پڑی۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
روگ ہو تو بلاؤں ابھی وید کو کوئی لِشچہ مجھے بھی دلا تو سہی
بھیج دیتا ہوں جسونت سنگھ کو ابھی ٹک طبیعت کو اپنی ٹکا تو سہی

کیا مصیبت پڑی۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔
میں سرہانے کھڑا۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ککئی

گانا (بحر طویل)

مجھ نصیبوں جلی کی نہ پوچھو سُکھا جاؤ آنند اپنا مت او بلم
نا جیوں نا مروں یونہی آہیں بھروں دوش کس کو دھروں میرے پھوٹے کرم
کر دیا مجھ کو برباد بس آپ نے میرے بیٹے کا نہ کچھ رہا ہے دھرم
آج رانی سے باندی ہوئی آپکی کون پوچھے بھلا میرے دل کا مرم
مجھ نصیبوں جلی ۔

دے دیا رام کو راج آج آپ نے بھرت کو کر دیا بنوا ایک دم
کیا نہیں بھرت بیٹا ہا آپ کا ایسا کرتے ہوئے بھی نہ آئی شرم
مجھ نصیبوں جلی

میری موجودگی میں میرے بھرت کا کر دیا حق بٹا آپ نے ہے ستم
وہ بھی آخر کیا ہے لخت جگر [illegible] ایسا ظلم [illegible]
مجھ نصیبوں جلی ۔

دو بچن دونوں پورے کرو اب مجھے آپ نے جو کہ کھائی ہوئی ہے قسم
رام چودہ برس سیر بن کی کرے بھرت کو راج کی [illegible] رکھے
مجھ نصیبوں جلی ۔

جو نہیں ہے یہ منظور بات آپکو صاف کہہ دو نہ رکھو ذرا بھی بھرم
فیصلہ ہو ہمارا تمہارا ابھی یا ادھر ہو قدم یا ادھر ہو قدم
مجھ نصیبوں جلی ۔

بھرت پیارا بچھڑ کے دربدر اس طرح رامچندر سے راج کا انتظام
کس طرح سے یہ دیکھوں ہیں [illegible] سنگھ ہا ستم ہا ستم ہا ستم ہا ستم

سانگ ککیئی۔

دشرتھ

گانا (بحر طویل)

ہوش سے بات کر آج تیری عقل مجھے آتی ٹھکانے نظر ہی نہیں
تیرا بالکل دماغ آج قائم نہیں تجھے اپنے بدن کی خبر ہی نہیں
تجھے ناحق ہی ایسا بھرم ہو گیا رام چندر کیا تیرا پسر ہی نہیں
تیری الٹی سمجھ آج کیوں ہو گئی میرے کہنے کا ہوتا اثر ہی نہیں
ہوش سے بات کر ۔۔۔

تو نے خود ہی میرے سے کہا بارہا رام کی لائقی میں کسر ہی نہیں
وہ میری سب سے زیادہ اطاعت کرے اور کوشلیا کی اسکو خبر ہی نہیں
ہوش سے بات کر ۔۔۔

آج کس منہ سے کہتی ہوئی ہے حیا تیرے دل میں دیا کا گذر ہی نہیں
بیکتاہ رامچندر کو بن باس ہو تجھے پرلوک کا بھی تو ڈر ہی نہیں
ہوش سے بات کر ۔۔۔

اس بڑھاپے میں مجھکو نہ یہ دکھ دکھا کشٹ سہنے کی میری عمر ہی نہیں
اور جو کچھ کہو سو خوشی سے کروں ہوگا مجھکو ذرا بھی عذر ہی نہیں
ہوش سے بات کر ۔۔۔

چھوڑ ضد کو نہ برباد کر ونش کو ایسی باتوں کا کر تو ذکر ہی نہیں
یہی غم ہے کہ کل نشٹ ہو جائیگا اور جسونت سنگھ کچھ فکر ہی نہیں
ہوش سے بات کر ۔۔۔

کیکئی

گانا (بحر طویل)

میں تو پاگل دیوانی سودائی سہی ایسی باتوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں
کیوں ستاتے ہو پھر تم مجھے بے وجہ کچھ تمہیں تو پہنچا یا فرہی نہیں
میں تو پاگل ۔۔۔۔۔۔
جاؤ جاؤ ستاؤ نہ ناحق ہمیں کچھ ہمارا کسی پر جبر ہی نہیں
یا کہ رونے کی بھی ہے مناہی ہمیں اور تو کوئی چھوڑی کسر ہی نہیں
میں تو پاگل ۔۔۔۔۔۔
ہائے ہائے نہ اتنا ظلم تو کرو تمہیں پرماتما کا بھی ڈر ہی نہیں
جو زبردست ہے چاہے جو کچھ کرے ہم غریبوں کا تو کچھ عذر ہی نہیں
میں تو پاگل ۔۔۔۔۔۔
جان دینے کو تیار بیٹھی ہوں میں موت کا مجھے بالکل خطر ہی نہیں
بات جب تک کہ پوری نہ ہوگی میری مجھے آئیگا ہرگز صبر ہی نہیں
میں تو پاگل ۔۔۔۔۔۔
تم بہانے بناؤ جا ہے جسقدر ہوگا میرے پہ ان کا اثر ہی نہیں
آج یا تو میری بات پوری ہوئی ورنہ گردن پہ ہوگا یہ سر ہی نہیں
میں تو پاگل ۔۔۔۔۔۔

دشرتھ

گانا دکافی بھیرویں تال چپ)

لطرز:۔ مجھے دہرم دیکھتا ہے پتا سا اسطرح کا پیارے

اری یونا مجھے سچ بتا تجھے رام سے کیا بیر ہے
کیا بھرت بیٹا بہت اور رامچندر غیر ہے!

جہاں رام دل کا سرور ہے	وہاں بھرت آنکھ کا نور ہے
ہاں اتنی بات ضرور ہے	کہ وہ مستحق بالغیر ہے

اری بیوفا ۔۔ ۔۔ ۔۔

مجھے دونوں ایک سمان ہیں　　دشرتھ کے دونوں پران ہیں
میں جسم ہوں وہ جان ہیں　　نہیں چین ان کے بغیر ہے

اری بیوفا۔ ۔۔ ۔۔

کیوں غم کے آنسو بہا رہی　　کیوں مفت جی کو جلا رہی
کیوں ایسی باتیں بنا رہی　　کوئی سر نہ جس کا پیر ہے

اری بیوفا۔ ۔۔ ۔۔

دیکھ دغا مت پران سے　　میری اسطرح مت جان لے
ہٹ چھوڑ کہنا مان لے　　اسمیں ہی سب کی خیر ہے

اری بیوفا۔ ۔۔ ۔۔

کل نشٹ سب ہوجائیگا　　کیا ہاتھ تیرے آئے گا
تجھے خود نہ جینا بھائیگا　　کیوں کھا رہی خود زہر ہے

اری بیوفا۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

پیاری ذرا عقل سے بات کر۔ آج تیرے دلمیں یہ کیا وہم سما گیا جو بیٹھے بٹھائے اس قسم کا نکما خیال طبیعت میں آگیا۔ ذرا اپنی طبیعت کو سنبھالو اور ایسی واہیات باتیں منہ سے نہ نکالو۔ میرے لئے دونو آنکھیں برابر ہیں نہ رامچندر کوئی غیر ہے۔ نہ بھرت سے کچھ بیر ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے میں نے یہ کام کیا ہے۔ بلکہ تمام رشیوں اور راج سبھا کے کرمچاریوں نے یہ مشورہ دیا ہے نہ کسی نے کسی قسم کا انکار کیا۔ بلکہ ہر ایک نے اس انتخاب پر خوشی کا اظہار کیا۔ شاید تجھکو یہ وہم ہوگیا ہے۔ کہ رامچندر کو راج ملنے سے کوشلیا کی عزت بڑھ جائے گی۔ اور ہر طرح اسی کی بازی چڑھ جائے گی۔ وہ

تھی۔ جو آپ کی بات پر نکتہ چینی یا اعتراض کرتے اور خواہ مخواہ آپ کو ناراض کرتے۔ اگر کرتے تو آپ ان کا بھی بھرت کا سا حال کرتے اور ایک ایک کو پامال کرتے۔ خیر مجھے اس سے کیا جو طبے میں پڑے تمہاری راج سبھا۔ یہاں تو دو حرفی بات ہے اور زیادہ جھک جھک کرنا واہیات ہے بس یا تو اپنے قول کو نبھاؤ یا صاف انکار کر جاؤ۔ پھر اگر یوں تو قصور وار نہ جھگڑا نہ تکرار۔ باقی رہے یہ ڈراوے کہ کل ناش ہو جائیگا۔ سو ان باتوں کی مجھے بالکل پرواہ نہیں۔ تمہاری اور تمہارے کل کی تو کیا مجھے خود اپنی زندگی کی چاہ نہیں جب میں ہی مصیبت کے دن کاٹونگی تو تمہارے کل کو کیا شہد لگا کر چاٹونگی پھر جس کل میں آپ جیسے وعدہ خلاف ہوں۔ بہتر ہے کہ وہ دنیا سے جلدی صاف ہوں۔ وہی کل پھلتے پھولتے ہیں۔ جو اپنے قول و قرار نہیں بھولتے ہیں نہ کہ آپ جیسے احسان فراموش جنہیں زبان کا پاس نہ دھرم کا ہوش شاستروں میں کرتگھنتا سے بڑھ کر کوئی پاپ نہیں اور اس کیلئے کوئی بھی پرائشچت یا پشچاتاپ نہیں۔ خیر اس بحث سے کچھ فائدہ نہیں۔ آپ صرف اتنا کہدیجئے۔ کہ میرا تیرے ساتھ کوئی وعدہ نہیں۔ ورنہ اگر اپنی زبان کا کچھ پاس ہے۔ تو بھرت کو راج تلک اور رامچندر کو بن باس ہے دونوں میں سے جو پسند ہو منظور کیجئے اور اس جھگڑے کو دور کیجئے

دشرتھ

گانا در راگنی مال کونس تال تین

عقل تیری بالکل ہی ماری گئی ہے نہ نیکی بدی کچھ بچاری گئی ہے
بڑھاپے کو میرے نہ برباد کر تو نہ مجھ سے بہت یہ سہاری گئی ہے
اری بیوفا مجھ کو دھوکے میں دیکر میری جان بیتیاں ڈاری گئی ہے
عقل تیری
ڈسا سانپ بنکر مجھے تو نے ظالم گھونگھٹ کی پٹ اتاری گئی ہے

نہ عزت رہی اور نہ حرمت رہی حیا اور شرم آج ساری گئی ہے
عقل تیری
دکھاؤں گا دنیا میں کیا منہ کسی کو بگڑ بات ساری ہماری گئی ہے
ہے جسونت سنگھ میرے کرموں کا چکر نہ بگڑی کسی سے سنواری گئی ہے
عقل تیری

ناٹک

او بیوفا میں نے تجھ سے اسلئے قول و قرار نہیں کیا تھا۔ اور نہ اسلئے اپنا دل تجھ کو دیا تھا۔ کہ تو اس کا نامناسب استعمال کرے اور خاصکر مجھ کو ہی پامال کرے سچ ہے۔ ہر ایک چیز مناسب ہاتھوں میں ہی قدر پاتی ہے اور مورکھوں کے ہاتھوں میں پھنسکر اس کی الٹی تاثیر ہو جاتی ہے۔ افسوس میری کج فہمی اور سادہ لوحی نے نہ صرف میرا ہی کام تمام کر دیا۔ بلکہ سارے خاندان کو ہمیشہ کیلئے گمنام کر دیا۔ آہ! اگر میں پہلے سے تیرے ان تریا چرتروں کو جانتا تو تیرا کہنا ہرگز نہ مانتا۔ نہ تیرے اس دام فریب میں آتا۔ نہ اپنا نام و نشان دنیا سے مٹاتا میں تو یہ جانتا تھا۔ کہ تو میرے دل میں اس کی محافظ ہو کر بسے گی۔ نہ کہ الٹا مار آستین بنکر ڈسیگی۔ او ظالم۔ تو آجتک مجھ کو امرت کے دھوکے میں زہر پلاتی رہی اور اسی دن کیلئے اپنی عیاری اور مکاری کے جال مجھ پر پھیلاتی رہی۔ ہائے ہائے رامچندر جیسے لائق اور فرمانبردار بیٹے کو بغیر کسی قصور کے کسطرح گھر سے نکال دوں اور بلا وجہ اس بچارے کی جان مصیبت میں ڈالدوں۔ او بیرحم! میں پرمیشور کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ اور اس پاپ کرم کو کہاں کہاں چھپاؤنگا۔ اے موت تو ہی آ کیونکہ میں اسوقت بہت دکھ بھر رہا ہوں۔ اور بڑی بے صبری سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھ کو اب زندگی کی ضرورت نہیں اور سوائے تیرے اس مصیبت سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ اگرچہ ہر ایک شخص تیرے نام سے ڈرتا ہے لیکن

پدمنی تا دشرتھ بڑی خوشی سے تیرا استقبال کرتا ہے۔ مگر نہیں معلوم آج تجھے بھی یہاں تک آتے ہوئے کیوں دیر ہوتی پڑتی ہے۔ اور تو بھی انتظاری شکل ہو رہی ہے۔ سر شام سے تیرا انتظار کرتے کرتے صبح ہونے کو آئی۔ مگر تونے اسوقت تک اپنی شکل نہیں دکھائی۔ اے زمین تو پھٹ جا اور تھوڑی دیر کیلئے اپنی جگہ سے ہٹ جا۔ پرمیشور کے واسطے تو ہی مجھ کو تھوڑی سی جگہ خیرات دے اور مجھکو اس مصیبت سے نجات دے۔ اے آسمان کے تارو! تم تمام رات میری رفاقت کا دم بھرتے رہے۔ اور میرے زخمی دل کی مرہم پٹی کرتے رہے [illegible]

[illegible]

سدا [illegible] کب [illegible] کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا انساں سے رہتا ہے

اے پرمیشور سوائے تیرے دنیا میں نہ کوئی میرا ہوا ایک رہا۔ اور نہ تری میں کسی کو منہ دکھلانے کے قابل رہا۔ اب تو جلدی مجھکو اس دنیا سے اٹھا لے اور اپنی آغوش میں گود میں بٹھالے۔ لے موت! میری پیاری موت!! اب زیادہ دیر نہ لگا۔ ہاں ہاں میں نے دیکھ لیا۔ کہ تو آ گئی۔ لے میں تیرے استقبال کو آتا ہوں۔

(مہاراجہ دشرتھ کا بیہوش ہو کر زمین پر گر جانا)

باندی۔ منتری جی حاضر ہونا چاہتے ہیں۔

کیکئی۔ ہاں انہیں کہدو کہ آپ کو اندر بلاتے ہیں۔

منتری۔ مہاراج! راج تلک کا سب سامان تیار ہو رہا ہے اور وہاں آپکا سخت انتظار ہو رہا ہے۔

کیکئی۔ مہاراج راج تلک کے انتظام میں ادہر ادہر بھاگتے رہے جس کی وجہ سے تمام رات جاگتے رہے اگرچہ یہ سونے کا وقت نہیں۔ مگر اسوقت جگانا بھی مصلحت نہیں۔ آپ اتنا کام کیجیے۔ کہ رامچندر کو یہیں بھیجیے۔

منتری - بہت اچھا ابھی جاتا ہوں اور رامچندر جی کو آپ کا سندیسہ سناتا ہوں

رامچندر - پتا جی! آپ کا سیوک حاضر ہے۔ کہیے کیا ارشاد ہے؟

دشرتھ - (ذرا آنکھیں کھول کر) بیٹا صرف تمہارے دیکھنے کی آرزو تھی اور یہی ہمارا آخری آشیرباد ہے

رامچندر - پتا جی! خیر تو ہے۔ طبیعت پر کیسی بیقراری ہے؟

دشرتھ - (آبدیدہ ہو کر) بیٹا! آؤ! ذرا گلے لگا لوں۔ کیونکہ اب ہماری سفر کی تیاری ہے۔

(مہاراجہ دشرتھ کا رامچندر کی طرف ہاتھ بڑھانا مگر پھر بیہوش ہو جانا)

رامچندر جی

کا گانا (بحر طویل)

کیا حکم ہے مجھے آپ آگیا کرو ہاتھ باندھے کھڑا تابعدار ہے پتا
میرے جیتے جی ہو کوئی کشٹ آپ کو میرے جیون پہ دھکار ہے پتا
آپ کو دیکھ کر اس دشا میں میرا ہو رہا آج من ڈگمگا رہا ہے پتا
کچھ تو مجھ سیوک کو بتائیے پوچھتا آپ سے بار بار ہے پتا

کیا حکم ہے

کیا میرے سے ہی کوئی خطا ہو گئی آپ کو جس سے پہنچا آزار ہے پتا
میرے پیارے پتا دو مجھے بھی بتا در پہ یہ کھڑا انتظار ہے پتا

کیا حکم ہے

میری جان نکلنے کو تیار ہے۔ نظر آتے ہیں کچھ نہ آثار ہے پتا
کوئی دکھ سکھ کا ساتھی نہ بن آپ کے کون مجھ کو کریگا پیار ہے پتا

کیا حکم ہے

آپ کو اس طرح کشٹ میں دیکھ کر میں نہیں سکتا ہرگز سہار ہے پتا
کوئی اپدیش ہو تو کہنا کیجیے یہ معافی کا ہوا طلبگار ہے پتا

کیا حکم ہے ۔ ۔ ۔

کوئی منہ سے تو اپنے اشارہ کرو۔ کیا رہا نہ میرا اعتبار اے پتا
جو کہو سو ئی کرنے کو تیار ہوں جان کر دوں گا اپنی نثار اے پتا
کیا حکم ہے ۔ ۔ ۔

ناٹک

پتاجی! آپ کی یہ حالت دیکھ کر کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔ اور آنکھوں میں اندھیرا چھا رہا ہے۔ ہائے یہ کیا غضب ہوا اور آپ کے اس قدر پریشان ہونے کا کیا ہوا۔ ایک رات میں ہی اسقدر تبدیلی ہوگئی۔ کہ آپ کے چہرہ کی رنگت پیلی[1] ہوگئی آنکھیں بالکل پتھرا رہی ہیں اور اندر کو گھسی جا رہی ہیں۔ آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ آپکو کیا ملال ہوا۔ جو اتنی جلدی آپ کا یہ حال ہوا۔ ہائے ہائے پتاجی! آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی بہ رہی ہے۔ نہ معلوم آپ کی آتما کیا کیا کشٹ سہہ رہی ہے۔ اگر میری زندگی میں آپ کو اسقدر آزار ہے۔ تو میرے جینے پر دھکار ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ آپ کی زبان کچھ ہلے تو روگ کا پتہ لگے۔

(کیکئی سے مخاطب ہوکر) ماتاجی! اگر کچھ معلوم ہو تو آپ ہی بتائیے کہ یہ کیا بات ہے؟

کیکئی۔ ہاں معلوم تو ہے۔ مگر اس کا علاج تمہارے ہاتھ ہے۔

رامچندر۔ ماتاجی! جلدی بتائیے اور میرا سندیہ مٹائیے۔

کیکئی۔ بات تو سہل ہے۔ اگر پوری کرو۔ تو بتاؤں۔ ورنہ کیوں خواہ مخواہ سر کھپاؤں۔

رامچندر۔ ماتاجی! تعجب ہے کہ آج آپ کس قسم کی گفتگو کر رہی ہیں۔ اور اصل حال ظاہر کرنے سے کیوں ڈر رہی ہیں۔ گویا آپ کو اس بات کا شک ہے کہ میرا رامچندر پر کیا حق ہے۔ اسی لئے آپ ایسا خیال کر رہی ہیں اور بار بار[2] اگر کا

[1] زرد۔

لفظ استعمال کر رہی ہیں۔ "اگر" کے کیا معنے۔ آپ یوں کہیں کہ میں تم کو حکم دیتی ہوں۔ ماتاجی! اگر رامچندر پر آپ کو اتنا بھی اعتبار نہیں تو میں کسی حالت میں بھی آپ کا پُتر کہلانے کا حقدار نہیں۔ رامچندر جیسا پتاجی کا تابعدار ہے ویسا ہی آپ کا بھی فرمانبردار ہے اور آپکے حکم سے جلتی آگ میں کودنے کو تیار ہے آپکا اور پتاجی کا حکم میرے لئے ایک سمان ہے۔ اور میری جان ہر وقت آپکے قدموں پر قربان ہے۔ آپ "اگر" کا لفظ کہہ کر مجھ کو داغ نہ لگائیے اور جو کچھ حکم ہو جلدی فرمائیے۔

کیکئی۔ بیٹا! مہاراج نے مجھ سے خود اصرار کیا تھا تمہارے لئے چودہ سال کا بن باس اور بھرت کے لئے راج تلک کا اقرار کیا تھا۔ مگر اب اپنے قول کو پورا ہوتے نہ دیکھ کر مجھے انھار رہے ہیں۔ اور اسی لئے اتنے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

رامچندر۔ واہ۔ اسی لئے اتنے حیران ہو رہے ہیں اور خواہ مخواہ اتنے پریشان ہو رہے ہیں یہ تو بالکل معمولی سا کام ہے۔ جب تک اس حکم کی تعمیل نہ کروں۔ ایودھیا میں تو کیا کسی بستی میں بھی قدم رکھنا میرے لئے حرام ہے۔

کیکئی۔ (منہ بنا کر) ہاں بیٹا بات تو کچھ بھی نہیں۔ دن گذرتے کیا دیر لگتی ہے۔ جب ان گنت صدیاں گذر گئیں۔ تو یہ دس اور چار چودہ برس تو یونہی گذر جائیں گے۔ آخر یہ کھیل گے ہی۔ بڑھنے سے تو رہے۔ پرمیشور خیر کرے۔ ایک دن تو کل کو ہی کم ہو جائے گا۔ اور میں نے تو یہاں تک بھی کہدیا تھا کہ میرے لئے بھرت اور رامچندر برابر ہیں۔ بھرت نے راج کیا تو کیا۔ اور رامچندر نے کیا تو کیا۔ مگر یہ کہنے لگے کہ اس میں ہمارے کل کی آن جاتی ہے۔

رامچندر۔ ماتاجی! یہ تو معمولی سی بات ہے۔ پرمیشور نہ کرے اگر کوئی کٹھن کام بھی آ پڑے۔ رگھوکل کی آن تب بھی جان کے ساتھ ہے۔

کیکئی۔ (سر پر ہاتھ پھیر کر) ہاں بیٹا بالکل ٹھیک ہے۔ میرے لال ابھی روانہ

پڑ جاؤ۔ اور زیادہ دیر نہ لگاؤ۔ کیونکہ تمہیں دیکھ کر مہاراج کو کلیش ہوتا ہے۔
اور ان کا دکھ اور بھی بیشیش ہوتا ہے۔

مہاراجہ وششٹھ

گانا (بحر طویل)

ہائے میرے جگر بند کو بیوفا تو نے ناحق ہی مجھ سے جدا کر دیا
پاپ تو تو کرے دوش مجھ پر دھرے تو نے یونہی مجھے روسیاہ کر دیا
خوف ایشور کا تجھ کو نہ بالکل رہا دھرم اور شرم کو وداع کر دیا
تیاگ وید کی سکھیا کچھ خبر نہ رہی پاپ نے تیرا سینہ سیاہ کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ۔۔۔

جو اصل بات ہے تو چھپا کر اسے ثابت اپنے تئیں بے گناہ کر دیا
ہائے تیرا برا ہو ارے بے حیا تو نے سارے ہی کل کو تباہ کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ۔۔۔

تو اصل روپ میں آج ظاہر ہوئی جس سے اپنی کلا کو ادا کر دیا
تو نے اپنی شرم تو اتاری ہی تھی ساتھ تجھ کو [illegible] جدا کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ۔۔۔

جھوٹ بکتے ہوئے بھی نہ آئی شرم ہائے ایسا ظلم برپا کر دیا
تو ہی مدعی خود ہی مدعا علیہ جج بنکر خود ہی فیصلہ کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ۔۔۔

تو میری اردھنگی تھی بیشک مگر تو نے سارا جسم ہی صفا کر دیا
نہ صرف یہ جسم ہی صفا کر دیا بلکہ ساری ایودھیا کو داہ کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ۔۔۔

توجواتنے مجھے کشٹ پہنچا رہی۔ کونسا میں نے ایسا گناہ کردیا
دوش جسونت سنگھ یہ کسی کا نہیں میری کرموں نے مجھکو فنا کردیا
ہائے میرے جگر بند کو

ناٹک

او بے حیا! ویسے تو تو نے مجھ کو جلا کر خاک کردیا۔ لیکن اب سچائی کو بھی بالائے طاق کردیا۔ ہائے ہائے ایسا ظلم۔ کہ پاپ تو خود کرتی ہے اور الزام میرے سر دھرتی ہے۔ او ظالم! کچھ پرمیشور کا خوف کر اور ایسی تہمت تو میرے ذمہ نہ دھر میرے لئے ایک یہی دکھ موت کا پیغام ہے۔ مگر تجھے کیا۔ تجھ کو تو اپنی مطلب براری سے کام ہے۔ اے پرمیشور! میں نے ایسا کونسا قصور کردیا۔ جو آپ نے بھی مجھکو نظر سے دور کردیا۔ اے جیوآتما! تو نکل نکل کر واپس آرہی ہے اور خواہ مخواہ مجھ کو اس قسم کی صلواتیں سنوا رہی ہے۔ اے موت آج تو بھی میرے ساتھ یا تو دل لگی کر رہی ہے یا میرے جیسے پاپی کے پاس آنے سے ڈر رہی ہے۔ تو آتی ہے اور اپنی شکل دکھا کر پھر بھاگ جاتی ہے مگر یاد رکھ کہ مصیبت زدوں کے ساتھ مخول کرنا تیرے لئے مناسب نہیں اور کسی زخم خوردہ دل پر نمک چھڑکنا واجب نہیں۔ میری حالت اسوقت قابل رحم ہے۔ مگر تجھ کو نہ معلوم کس بات کا وہم ہے۔ پرمیشور کیواسطے جلدی --- میرا --- --- کام --- --- تمام --- --- ---

(مہاراجہ دشرتھ کا پھر بے ہوش ہوجانا)

رامچندر۔ (ہاتھ جوڑ کر) ماتاجی! نمستے!!

کوشلیا۔ (ماتھا چوم کر) چرنجیو رہو۔ میرے نونہال (آسن کی طرف اشارہ کرکے) یہاں بیٹھو میرے لال۔ میں ابھی آتی ہوں اور تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔

رامچندر۔ بس ماتاجی! اب کھانے پینے کو معاف کیجئے۔ اور جلدی اجازت دیجئے۔

کوشلیا۔ نا بیٹا! میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گی۔ مگر تھوڑا سا ناشتہ ضرور کراؤنگی کیونکہ آج تمہیں راج تلک کی مبارک رسم ہونی ہے۔ اسلئے وہاں نہار منہ جانا ایک طرح کی بدشگونی ہے۔

رامچندر۔ ماتاجی! راج تلک کے لئے جو بچن نکلنا تھا کبھی کا نکل گیا اور مجھ کو بجائے ایودھیا کے جنگل کا راج مل گیا۔

کوشلیا۔ بیٹا! یہ کیسے منحوس لفظ زبان سے نکالتے ہو اور خواہ مخواہ میری طبیعت کو تشویش میں ڈالتے ہو۔

رامچندر۔ ماتاجی! جو بات میں نے کہی ہے وہ حرف بحرف صحیح ہے۔

کوشلیا۔ (سہم کر) آخر کیا معاملہ ہے ذرا مجھے تو بتاؤ۔ ورنہ میرا دل حلق سے [illegible]

رامچندر

گانا (لائونی فلع)

راج کے بدلے ماتا مجھکو ہوگیا حکم فقیری کا
کھڑا منتظر اے ماتا میں تیرے حکم آخیری کا

دیا بھرت کو راج پتا نے مجھے حکم بن جانیکا — چودہ سال رہینگے بن میں حکم نہیں یہاں آنیکا
حکم نہیں اب ماں مجھے اس گھر کا کھانا کھانیکا — نہیں کیسیکا دوش اے ماتا بدلا رنگ زمانیکا

راج پاٹ کا غم نہیں مجھ کو نہ کچھ فکر امیری کا
راج کے بدلے ماتا مجھکو ہوگیا حکم فقیری کا

کوشلیا - (گانا بطرز ایضاً)

بیٹھی تھی میں خوشی میں ان باتونکا سان گمان نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

تم نے کی تیاری بن کی کوشلیا کی خیر نہیں — پران تیاگ دونگی ابھی رہونگی زندہ تیرے بغیر نہیں
دیدیں راج خوشی سے اسکو مجھکو اس سے ویر نہیں — وہ بھی بیٹا تو بھی بیٹا بھرت مجھے کچھ غیر نہیں

بنا راج کے بیٹا میری گھٹتی کوئی شان نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

حکم پتا کا ساتھ جان کے جبتک دم میں دم ماتا — ٹھاٹھا باٹھ اور راج تاج کا مجھکو کچھ نہیں غم ماتا
بچن پتا کا پورا کردوں دیجے آپ حکم ماتا! — رگھو ونش کی آن نہ جائے سر ہو جائے قلم ماتا

اور نہیں کچھ فکر۔ فکر ہے فقط پتا کی پیری کا
راج کے بدلے ماتا مجھکو ہوگیا حکم فقیری کا

کوشلیا

ملا بھرت کو راج مجھے اسکا مطلق نہیں غم بیٹا — میرے واسطے بھرت اور رام دونوں ہی ہیں یکساں بیٹا

نہیں کسیکا کچھ بھی بگڑا چھوٹے میرے کرم بیٹا جانے سے پہلے تہ کرجا سر کو میرے قلم بیٹا
تجھ بن میرے لال میرا زندہ رہنا آسان نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

چند روز کی بات ہے تھوڑے دن تک کرو صبر ماتا رونے دھونیکا نہیں موقع دل پر کرو جبر ماتا
پر اربدھ کے چکر میں سب ہوتے زیر و زبر ماتا کیا جانے کیا ہوگا کل کو پل کی کسے خبر ماتا!
نہیں کسی پر گلہ فیصلہ ہوا امر تقدیر ہی کا
راج کے بدلے ماتا مجھکو ہوگیا حکم فقیری کا

کوشلیا

میرے دل کی ہیں یہی جانوں اور کو نہیں خبر بیٹا تجھ کو کرکے دور نظر سے کیسے کروں صبر بیٹا
بیشک ویدیہی راج بھرت کو میرا نہیں جبر بیٹا ماں بیٹا اک جگہ بیٹھ کر لینگے یونہی گذر بیٹا
تو ہو میرے پاس مجھے کچھ چاہیئے اور سامان نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

چودہ سال زمانہ کیا ہی جلد ختم ہوجائے گا ایک ایک دن گھٹتے گھٹتے آخر کم ہوجائیگا
ایشور آگیا کے آگے سب کا سر خم ہوجائیگا ایک دن سب ادنی اعلی ایک ہی سم ہوجائیگا
نہیں رہیگا امتیاز کچھ شاہی اور وزیری کا
راج کے بدلے ماتا مجھکو ہوگیا حکم فقیری کا

کوشلیا

چودہ سال مدت کا حصہ کہنے کو معمولی ہے لیکن مجھکو تو اے بیٹا ایک ایک دن سولی ہے
تم تو خود ہو ودوان کچھ بات نہ تم سے بھولی ہے حکم پتا کا مانو گے تو میری حکم عدولی ہے

میرا حق ان سے زیادہ کیا تو میری سنتان نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

ایسے موقعے زندگیوں میں بار بار نہیں آتے ہیں
دکھ سکھ میں جو رہیں ایک رس وہی منش کہلاتے ہیں
رنج مصیبت گردش غم انسانوں پر ہی آتی ہیں
وقت مصیبت سیر پرش نہیں پیچھے قدم ہٹاتے ہیں
نہیں مجھے افسوس ذرا نہیں کارن کچھ دلگیری کا
راج کے بدلے ماتا مجھ کو ہو گیا حکم فقیری کا!

کوشلیا

اے بیٹا ایک میں نے تجھکو ہی لئے سے پالا تھا
یہی کشٹ مانے کھلانے کو کیا تو نے ہوش سنبھالا تھا
اسی لئے کیا اپنے کو سو سو بپتا میں ڈالا تھا
خوب بڑھاپے میں کی خدمت کرنا بھی جو جالا تھا
کیا سمجھاؤں زیادہ تجھکو تو کوئی نادان نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

ناٹک

کوشلیا۔ یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ سنتان پر پتا کی نسبت ماتا کا زیادہ حق ہے
رامچندر۔ بیشک اس میں کیا شک ہے۔
کوشلیا۔ تو سوامی جی کی نسبت تم پر میرا حق زیادہ ہے۔
رامچندر۔ جب میں مان چکا۔ تو اس کا بار بار دہرانا بے فائدہ ہے۔
کوشلیا۔ زبان سے یا دل سے۔
رامچندر۔ دل سے نہیں۔ بلکہ صدق دل سے۔
کوشلیا۔ (دل ہی دل میں خوش ہو کر اب آ گئے قابو میں) اچھا تو میرا حکم ہے کہ تم بن میں نہ جاؤ۔
رامچندر۔ مگر کوئی وجہ تو بتاؤ۔

کوشلیا۔ پھر وہی "اگر مگر" کا سوال ہے۔

رامچندر۔ ماتا جی ابھی نے آپکے دلی منشا کو سمجھ لیا۔ مگر یہ آپکا بالکل اُلٹا خیال ہے۔

کوشلیا۔ وہ کس طرح؟

رامچندر۔ وہ اس طرح۔ کہ پتا جی ہم تم دونوں کا سوامی ہے اور انکے حکم کی تعمیل نہ کرنا تمہارے لئے بھی سخت بدنامی ہے۔ چونکہ وہ آپکا پتی اور میرا باپ ہے اسلئے انکی آگیا کے ورودھ چلنا دونوں کیلئے مہاں پاپ ہے۔ دہرم شاستر کی رُو سے پتی کے برخلاف آپ کو کوئی حکم دینے کا اختیار نہیں۔ اسلئے میں آپکا حکم ماننے کیلئے تیار نہیں۔

کوشلیا

گانا (بحر طویل)

نکلے جس گھڑی تونے ایودھیا سے قدم بیٹا
نکل جائیگا فوراً ہی تیری ماتا کا دم بیٹا

بھلا کس کے سہارے زندگی کے دن گذارونگی
نہ لیل برباد کر مجھکو تجھے میری قسم بیٹا

کیا تھا پرورش تجھ کو کہ دیگا سکھ بڑھاپے میں
نہ کر خنجر جدائی سے میرے سر کو قلم بیٹا

سہوں میں کس طرح صدمہ بھلا تیری جدائی کا
کروں کیسے صبر ہائے ستم بیٹا ستم بیٹا

صفائی ہوگئی بس ایکدم ساری محبت کی
ہوا کیوں سنگدل ایسا کرو کچھ تو رحم بیٹا

شہر بھر کی کمائی لُٹ گئی جسونت سنگھ میری
پڑی تقدیر چکر میں ہماری ایکدم بیٹا

رامچندر

گانا (الطرز ایضاً)

اجازت دو مجھے میں چومتا تیرے قدم ماتا
مجھے مشکل یہاں پر ٹھہرنا ایک دم ماتا

جدائی آپ کی مجھکو اگرچہ سخت مشکل ہے
مگر مجبور کرتا ہے مجھے میرا دھرم ماتا

بلا سے جان بھی جائے مجھے پرواہ نہیں مطلق
چلی آئی شروع سے یہ رگھوکل کی رسم ماتا

نہ خدمت کر سکا میں آپکی افسوس اتنا ہے
سہے میری بدولت آپنے بھی رنج و غم ماتا

پتا کا دوش ہے کچھ اور نہ ماتا پر گلہ میرا — ہمارے واسطے یوں ہی تھا ایشور کا حکم ماتا
خوشی میں رنج میں غم میں مصیبت اور راحت میں — رہے ایشور کی آگیا میں سر تسلیم خم ماتا
کھڑا ہے منتظر جسونت سنگھ بھی ساتھ جانیکو — خوشی سے دو اجازت اب کرو قصہ ختم ماتا

ناٹک

رامچندر۔ ماتا! آپ دھیرج سے کام لو۔
کوشلیا۔ بیٹا! کس کے آسرے۔ کوئی سہارا بھی ہو؟
رامچندر۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ جب وہ دن نہ رہے۔ تو یہ بھی نہ رہیں گے۔
کوشلیا۔ اچھا بیٹا! جس طرح ہوگا۔ اپنی جان پر جبر سہیں گے۔
رامچندر۔ پرماتما پھر آپ کے جلدی درشن کرائیں گے۔
کوشلیا۔ مگر اس پرائی بیٹی کو کیا کہہ کر سمجھائیں گے (باندی کو اشارہ کر کے) جا ذرا سیتا کو میرے پاس بلا لا۔
سیتا۔ (ہاتھ جوڑ کر) ماتا جی کہئیے کیا حکم ہے؟
کوشلیا۔ (آنکھوں میں آنسو بھر کر) بیٹی کیا بتاؤں اور کیونکر سناؤں۔ ایسا پتھر کا دل کہاں سے لاؤں۔ یہ خود ہی بتا دیں گے اور کل حال جتا دینگے۔
سیتا۔ (رامچندر جی سے مخاطب ہو کر) پران ناتھ! ماتا جی یہ کیا فرما رہی ہیں اور کیوں اس قدر آنسو بہا رہی ہیں۔ کیا داسی کی نسبت کوئی شکایت ہے جو ماتا جی کا رنج بدرجہ غایت ہے۔
رامچندر۔ نہیں پریہ جی! تم پر تو ان کی ہمیشہ نظر عنایت ہے اور ہر وقت انکی زبان پر تمہاری فرمانبرداری کی حکایت ہے۔
سیتا۔ تو پھر اسقدر رنج کا کیا کارن ہے۔
رامچندر۔ خواہ مخواہ رنج کرتی ہیں۔ ورنہ بات تو بالکل سادھارن ہے۔
سیتا۔ اگر کچھ ہرج نہ ہو۔ تو مجھے بھی بتا دیجئیے۔

رامچندر

گانا

(پیلو یا ضلع ٹھیکہ تال تلواڑہ)

میں تو حکم پتا کا مان آج ہی جاتا ہوں جنگل کو

چودہ سال کا ہے بن باس آؤں کاٹ تمہارے پاس تم نے ہونا نہیں اداس
رونق دینا اسی محل کو
میں تو حکم . . .

کیکئی سمجھو مات سمان اُن کا مت کرنا اپمان یہی دھرماتما کی پہچان
رکھنا قائم ذرا عقل کو
میں تو حکم . . .

رکھنا اپنے من میں دھیر ہونا مت دل میں دلگیر ایسی قائم کرو نظیر
دنیا دے نہ طعنے کل کو
میں تو حکم . . .

اس میں کسی کا نہیں قصور یہی تھا ایشور کو منظور کس کی طاقت کرے غرور
روکے اس کے حکم اٹل کو
میں تو حکم . . .

دینا نہیں بھرت کو دوش وہ تو بالکل ہے نردوش رہنا تم بالکل خاموش
دلاسا دینا اس بیاکل کو
میں تو حکم . . .

رخصت کرو نہ کرو کہرام رونے دھونے کا نہیں کام لے جپونت ایشور کا نام
کاٹوں میں اپنی منزل کو
میں تو حکم . . .

ناٹک

رامچندر ر: پریہ جی! پتا کے حکم سے چودہ سال کے لئے بن میں جاتا ہوں اور تو
سب نے اجازت دیدی۔ اب تم سے رخصت چاہتا ہوں۔ اس میں نہ پتاجی
کا دوش ہے اور نہ ماتا کیکئی کا قصور ہے۔ بلکہ ایشور کو اسی طرح منظور ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ تم میری عدم موجودگی میں نہ صرف خود ہی دھیرج سے کام لوگی۔ بلکہ میرے
ماتا پتا کو بھی مجھ سے بڑھ کر آرام دوگی۔ بھرت۔ شترگھن اور لچھمن کو ہرگز اُداس
نہ ہونے دینا۔ ان کی ہر طرح تسلّی اور دلجوئی کرتی رہنا۔ چودہ سال ختم ہوتے ہی
فوراً آؤنگا اور ایک پل کی دیر نہیں لگاؤں گا۔

سیتاجی

گانا

رہنا نہیں یہاں منظور — آپکے ساتھ چلونگی بن میں

سکھ میں ہی آپ کے ساتھ — دکھ میں کیاں اکیلے جات — کیسے جیونگی تم بن ناتھ

تیاگ دوں پران ہیں اک چھن میں

رہنا نہیں یہاں " " "

ایودھیا دھن جہاں پرام — یہاں رہنے کا کیا پرنام — کروجو تم بن میں بشرام

کام کیا ہے مہیں امحلن میں

رہنا نہیں یہاں " " "

ہوگیا مجھ سے کیا اپرادھ — کرو نہ یوں مجھکو برباد — نسدن ہے آپ کی یاد

بھر بھر آئے نیر نینن میں

رہنا نہیں یہاں " " "

کیا تھا ماتا نے اُپدیش — چاہے دکھ ہو چاہے کلیش — ہووے گھر چاہے پردیش

رہنا سوامی کے چرنن میں

رہنا نہیں یہاں " " "

چلو گے جس مارگ سوامی آپ کرتی چلونگی رستہ صاف تمہارے چرنوں کے پرتاپ

رہوں گی مگن میں اپنے من میں

رہنا نہیں یہاں " " "

بنتی کرو ناتھ منظور کرو نہ نج چرنوں سو دور میرا کیا جیونت قصور

آ نہیں سکتا فرق پرن میں

رہنا نہیں یہاں " " "

ناٹک

پران ناتھ! جو کچھ پتا جی کا حکم ہے۔ اس کے متعلق مجھ کو نہ کوئی اعتراض ہے اور نہ مجھ کو ان کے کسی کام میں دخل دینے کا مجاز ہے۔ وہ ہر طرح سے مالک و مختار ہیں۔ ہم تو ان کے حکم کے تابعدار ہیں۔ آپ بڑی خوشی سے ان کے حکم کی تعمیل کیجیئے۔ مگر اپنی داسی کو ساتھ چلنے کی آگیا دیجیئے۔ جب آپ کا جنگل میں قیام ہے تو میرا ایودھیا میں کیا کام ہے۔ اگر آپ کو بن باس ہے تو مجھے بھی بن باس ہے۔ میرے لئے وہیں ایودھیا ہے جہاں آپ کا نواس ہے۔

رامچندر۔ پریہ جی تم جنگل کی تکالیف برداشت نہ کر سکو گی۔ وہاں بہت کشٹ ہونگے

سیتا۔ آپ کے چرنوں میں رہ کر میرے تمام دکھ نشٹ ہونگے۔

رامچندر۔ وہاں جنگلی جانور تم کو ستائیں گے۔

سیتا۔ ہم اُن سے اپنا دل بہلائیں گے۔

رامچندر۔ تم مصیبت کیوقت میری سہایتا کرو۔ جو کہ آریہ استریوں کا کام ہے

سیتا۔ میرا ساتھ جانے کا بھی تو یہی پرینام ہے۔

رامچندر۔ تم تو منطق لڑا رہی ہو۔ اور بات کو کہیں سے کہیں لیجا رہی ہو۔

سیتا۔ (ہاتھ جوڑ کر) میری آپ کے سامنے منطق لڑانے کی ہرگز طاقت نہیں۔ اور بلکہ سچ پوچھو۔ تو بات کرنے کی بھی لیاقت نہیں۔

رامچندر۔ پتاجی کے حکم کی تعمیل ہم دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔

سیتاجی

گانا

(بحر طویل)

جو پتا کا حکم ہے خوشی سے کرو۔ دوں گی ہرگز ہیں اسمیں دخل ہی نہیں
ساتھ جاؤنگی میں بھی مگر آپ کے اس جگہ اب ہوں ایک پل ہی نہیں

سایہ بنکر رہوں گی میں سنگ آپ کے — شسر گھر رہوں نہ رہوں باپ کے
کشٹ دیتے ہو بدلے میں کس پاپ کے — دیکھنا چاہتے میری شکل ہی نہیں
جو پتا کا حکم۔ ۔ ۔ ۔

کس لیئے ناتھ دل سے بسارا مجھے — بے خطا کس لیئے آج مارا مجھے
اور سوجھے نہ کوئی سہارا مجھے — میری بالکل ٹھکانے عقل ہی نہیں
جو پتا کا حکم۔ ۔ ۔ ۔

بن تمہارے ایودھیا بیابان ہے — کیا کرے گا جسم جب نہیں جان ہے
آپ کے ساتھ بن ہی گلستان ہے — مجھے بھائیں گے ہرگز محل ہی نہیں
جو پتا کا حکم۔ ۔ ۔ ۔

تم پتا کا بچن تو نبھانے لگے! — قول اپنا مگر کیوں بھلانے لگے
مجھے الٹی عقل کیوں سکھانے لگے — میں کروں اس پہ ہرگز عمل ہی نہیں
جو پتا کا حکم۔ ۔ ۔ ۔

کام میرا ایودھیا میں کیا اب رہا — جائے گا مجھ سے ہرگز نہ یہ دکھ سہا

دو اجازت مجھے بھی یہ مانو کہا ورنہ سیتا کی سمجھو کشل ہی نہیں
جو پتا کا حکم ۔ ۔ ۔
خوف تکلیف کا کیا دکھاتے مجھے راستے پر برک کے جلاتے مجھے
ایسی کمزور بزدل بتاتے مجھے گویا میں چھتری کی نسل ہی نہیں
جو پتا کا حکم ۔ ۔ ۔

ناٹک

سوامی جی! مجھے آپ کا حکم ہر طرح سے سویکار ہے۔ مگر اپنے پتی برت دہرم سے سیتا لاچار ہے۔ گویا آپ اپنے کو کلنک سے بچاتے ہو۔ مگر وہی کلنک مجھ پہ لگانا چاہتے ہو۔ آخر اصلوں کی اصل ہوں اور چھتری ونش کی نسل ہوں مرتے مرتے مر جاؤں گی۔ مگر پتا جنک اور ماتا دہرنی کے نام کو بٹہ نہ لگاؤں گی۔ اگر آپ اکیلے بن کو جائینگے۔ تو یہ نشچے رکھئے۔ کہ سیتا کو ہرگز زندہ نہ پائیں گے۔

رامچندر۔ تم بن میں کس لئے جاتی ہو؟

سیتاجی۔ آپ کس لئے جاتے ہیں؟

رامچندر۔ مجھ کو پتا کا حکم ہے۔

سیتاجی۔ مجھ کو میری ماتا کا حکم ہے۔

رامچندر۔ تمہاری ماتا کا کیا حکم ہے۔

سیتاجی۔ آپ کے پتا کا کیا حکم ہے۔

رامچندر۔ میرے پتا کا یہ حکم ہے کہ تم بن میں جاؤ۔

سیتاجی۔ میری ماتا کا یہ حکم ہے۔ کہ جہاں تمہارے پتی جائیں۔ وہاں تم جاؤ۔

رامچندر۔ تمہارا منطق تو واقعی لاجواب ہے۔ مگر تمہارا ساتھ جانا میرے لئے باعث عذاب ہے۔

سیتا جی۔ (روتے ہوئے رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) پران پت اگر آپ کو یہ نشچہ ہے کہ چودہ سال کے بعد آپ سیتا کو زندہ دیکھ سکینگے تو خوشی سے چھوڑ جائیے۔

رامچندر۔ اچھا پریہ جی! اب مجھے یقین ہو گیا۔ کہ تم اپنی ضد سے نہیں ٹلوگی اور ضرور ساتھ چلوگی تتھا استو! چلئے ماتاؤں کو نمسکار کیجئے۔ اور ان سے آشیرباد لیجئے۔

سیتا۔ (کوشلیا کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی! آپ کے پاؤں پڑتی ہوں اور اجازت کیلئے پرارتھنا کرتی ہوں۔

کوشلیا۔ (بھرّائی ہوئی آواز سے) بیٹی کیا کہوں۔ روتے روتے آنکھوں کا پانی ختم ہو گیا۔ آہیں بھرتے بھرتے کلیجہ بھسم ہو گیا۔ نہ معلوم میں نے ایسا کونسا پاپ کیا ہے جو تم نے مجھ کو اس قدر سنتاپ دیا ہے۔ ابھی اپنی قسمت کو رو رہی تھی۔ اور اس پہلے زخم سے ہی نڈھال ہو رہی تھی۔ کہ تم بھی ساتھ چھوڑنے کو تیار ہو۔ گویا دونوں ہی میری صورت سے بیزار ہوئے

کیجے ہیں خم سوچ کچھ ظروف جر جرے
رونا نہیں ہے ایک کا آوا بگڑ گیا

اچھا بیٹی! کسی پر کیا گلہ ہے۔ اپنے کرموں کا پھل ملا ہے۔ اس بڑھاپے نے یونہی برباد ہونا تھا اور ہم نے تمام عمر اپنی قسمت کو رونا تھا

کیا کہوں بیٹی مجھے گھر گھاٹ سے تم کھو چلے
ایک کو روتی تھی پہلے اب تو لیکن دو چلے

(کوشلیا کا بیہوش ہو کر گر جانا)

لچھمن۔ (طیش میں آکر) اب تک بہت خون جگر پیا۔ اور اپنے آپ کو بہت ضبط کیا مگر ماتا جی کی حالت دیکھ کر سینہ چاک ہو گیا۔ اور کلیجہ جل کر خاک ہو گیا۔ میری موجودگی میں ماتا جی کو اس قدر آزار۔ میری زندگی پر لاکھ لعنت و پھٹکار و صد ہزار۔ (ہاتھ کے اشارے سے کوشلیا کے سر کو اٹھا کر) ماتا جی ذرا آنکھیں کھولو تمہارا

لچھمن آپ کے قدموں پر نثار ہے۔ اگر نہیں بولتیں۔ تو لیجیئے (خنجر نکال کر) لچھمن تم سے پہلے مرنے کو تیار ہے۔

رامچندر۔ (جلدی سے ہاتھ پکڑ کر) ہیں! ہیں!! لچھمن ذرا ہوش کرو۔ اس کا ئیں کے کیا معنے۔

کوشلیا۔ (لچھمن کو چھاتی سے لگا کر) نہیں بیٹا میں اچھی ہوں یونہی چکر سا آگیا تھا۔

لچھمن۔ عجب اندھیر ہے۔ کہ جب رام ہر طرح سے راج کا حقدار ہے تو کسی دوسرے کا اس پر کیا ادھیکار ہے۔ رونے اور گڑگڑانے سے راج نہیں مل سکتا اور کسی کے کہنے سننے سے رام گھر سے نہیں نکل سکتا۔ ہاں اگر کسی میں ہمت ہے۔ تو مقابلہ پر آئے۔ ہمارے دو ہاتھ دیکھے اور اپنے دکھائے۔ تاکہ راج کرنیکا کچھ مزہ بھی آجائے۔ ورنہ میں ہرگز ایسی بے ایمانی اور چالاکی نہیں چلنے دونگا اور جب تک دم میں دم ہے۔ کسی کی دال نہ گلنے دوں گا۔

رامچندر۔ پیارے لچھمن! مجھے سخت افسوس ہے کہ تمہاری طبیعت میں کیوں اس قدر جوش ہے۔ ذرا سوچو تو کس کے ہاتھ دیکھوگے۔ کس کو دکھاؤگے۔ کس سے لڑوگے اور کس کے برخلاف تلوار اٹھاؤگے۔ بغیر سوچے سمجھے منہ سے بات نکالتے ہو۔ اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو پاپوں میں ڈالتے ہو۔ معلوم نہیں تم کیا خیال کر رہے ہو اور کس کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہو۔ ذرا اپنے آپ کو سنبھالو۔ اور اس فضول جوش کو دل سے نکالو۔

لچھمن۔ تمام کل کا ناش ہو رہا ہے۔ جسے دیکھ کر میرا کلیجہ پاش پاش ہو رہا ہے۔ ادہر پتاجی کی حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ ادہر ماتاجی اپنی جان کھو رہی ہے۔ سیتا بچاری الگ زمین پر پڑی رو رہی ہے۔ آپ کو نہ معلوم کونسا چاؤ چڑھ رہا ہے۔ الٹا مجھے کہہ رہے ہیں کہ تمہارا غصہ بے فائدہ بڑھ رہا ہے۔ اچھا اگر یوں ہی تو یونہی سہی۔ اس طرح سارے خاندان کا ملیا میٹ کر کے بھرت ضرور راج کر لے گا۔ اور سورج ونشی مکٹ ضرور اپنے

سر پر...... دھر لیگا۔ اگر دہرم اسی کا نام ہے۔ تو میں بھی اگر ایک ایک کو راج کا مزہ نہ چکھادوں۔ تو ماتا سمترا کا دودھ ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ لاکھ دفعہ حرام ہے۔

رامچندر۔ بھائی جان! ذرا غصے کو دل سے نکالو اور بات کے ہر ایک پہلو پر اچھی طرح نظر ڈالو۔ اس میں بھرت کا کیا قصور ہے۔ وہ بچارا تو یہاں سے کانے کوسوں دور ہے۔ تم بار بار اس کا کیوں نام لیتے ہو۔ اور خواہ مخواہ اس کو الزام دیتے ہو۔ ماتا کیکئی کا بھی یونہی بہانہ ہے۔ ورنہ دراصل تو ہماری آزمائش کا زمانہ ہے۔ مگر افسوس کہ تم معمولی سی آزمائش میں ہی ڈگمگا گئے۔ اور تھوڑی سی بات پر ہی اسقدر گھبرا گئے۔ ایسے الفاظ منہ سے نکالکر دنیا کو ہنسا رہے ہو اور اپنے آپ کو پاپوں کے پھندے میں پھنسا رہے ہو۔ کرودھ کی وجہ سے تمہاری طبیعت بالکل بجا نہیں۔ اور رگھوکل کی آن کا تم کو مطلق خیال نہیں۔

لچھمن۔ بہت اچھا! اگر رگھوکل کی یہی رسم ہے۔ تو ابو دنیا میں رہنا میرے لئے بھی قسم ہے۔ جیتے جی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ اور کسی حالت میں بھی آپکی رفاقت سے منہ نہیں موڑ سکتا۔

رامچندر۔ اگر تم بھی ساتھ جاؤگے۔ تو بھرت کا کیا حال؟

لچھمن۔ لچھمن سے یہ کیسا سوال۔

رامچندر۔ اس حالت میں اس کا زندہ رہنا سخت دشوار ہے۔

لچھمن۔ لچھمن اس سے پہلے جان دینے کو تیار ہے۔

رامچندر۔ تمہاری اس ضد سے سارا خاندان بے چراغ ہو جائیگا۔

لچھمن

گانا (بطرز قوالی)

قسم کھائی ہے میں نے بس تمہارے ساتھ جانیکی ہٹا سکتی نہیں مجھکو کوئی طاقت زمانے کی

مبارک ہو بھرت کو راجدھانی اس ایودھیا کی
دیا وہ راج ایشور نے نہیں سمجھا کوئی جسکی
ہماری راجدھانی میں خلل کوئی نہ آئیگا
پھیرو جنگلوں کے رام کی پرجا کہلائے گی
شری رگھوبیر کی سیوا ملے اور تو کیا چاہیئے
اگرچہ کشٹ بھی بن میں مجھے پرواہ نہیں مطلق
تمہارے ساتھ ہی میں نے یہاں کا ان جل چھوڑا

یہاں تو دھن لگی ہے اب نئی بستی بسانے کی
حکومت ہاتھ آئی آج قسمت سے زمانے کی
نہ آئیگی کبھی نوبت کسی کا دل دکھانے کی
پڑیگی کان میں آواز ہر دم چہچہانے کی
نہیں دل میں ہوس بالکل ہی راجہ کہلانے کی
مگر طاقت نہیں صدمہ جدائی کا اٹھانیکی
قسم ہے آپکے بن جو شکل دیکھوں ٹو ہانے کی

ناٹک

بھرتا جی! آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے۔ مگر ایودھیا میں رہنے سے لچھمن مجبور ہے۔ میں کسی حالت میں بھی اس جگہ نہیں رہ سکتا۔ اور ہرگز آپکی جدائی کا صدمہ نہیں سہہ سکتا۔ اگر آپ مجھ کو یہاں چھوڑ جائیں گے۔ تو جسم تو یہاں ضرور رہ جائے گا۔ مگر پران آپ کے ساتھ جائیں گے۔

سمترا۔ شاباش بیٹا! شاباش۔ آج تو نے میرے دودھ کا حق دیدیا میرے کُل بھوشن! اگرچہ تیرا ویوگ میرے لئے مہان کشٹ ہے پرنتو اس حالت میں بھی میری آتما سنتشٹ ہے۔ اگر ضرورت پڑے۔ تو اپنی جان پر کھیل جانا۔ مگر بڑے بھائی کی سیوا سے جی نہ چرانا۔

رامچندر۔ مناسب تو یہی تھا۔ کہ تم یہیں ٹھیرتے اور راج کے کاموں میں بھرت کا ہاتھ بٹاتے۔ خیر اگر چلنے کا ہی ارادہ ہے۔ تو اب دیر کرنی بیفائدہ ہے ماتاؤں کو آخری منتے کرو اور جنگل کی رستے پڑو۔

(۳) رامچندر۔ لچھمن اور سیتا کا کوشلیا سمترا اور کیکئی سے وداع ہونا۔ اور اُن کا اُپدیش

کوشلیا رامچندر سے

گانا (بحر طویل)

میرے بیٹا یہ سن لے نصیحت میری تو اکیلا ایودھیا میں آنا نہیں
پیٹھ دیکھی ہے تینوں کی جاتی دفعہ تو اکیلا مجھے منہ دکھانا نہیں

میرے بیٹا ... ...

کر رہا مجھ کو مجبور میرا دھرم ورنہ کرتی یہاں سے روانہ نہیں
کوئی لچھمن کو نیکی بدی ہو گئی تو سمجھ لے میرا کچھ ٹھکانہ نہیں

میرے بیٹا ... ...

ہر طرح خیال رکھنا میرے لال کا کوئی تکلیف اسکو پہنچانا نہیں
میرا ننھا سا بچہ ہے کومل بدن رامچندر اسے تم رلانا نہیں

میرے بیٹا ... ...

جانکی جان کے ساتھ ہر دم رہے دکھ اٹھانے کا اسکا زمانہ نہیں
کوئی اپرادھ ہو جائے اس سے اگر خیال اسکا طبیعت پر لانا نہیں

میرے بیٹا ... ...

جو کرو کام تینوں صلاح سے کرو بھید جسونت سنگھ سے چھپانا نہیں
بھول جانا کوشلیا کو بیشک مگر یہ نصیحت میری تم بھلانا نہیں

میرے بیٹا ... ...

ناٹک

پُتر! دل تو نہیں چاہتا کہ تم کو یہاں سے وداع کروں اور ایک پل بیٹے کبھی
اپنے سے جدا کروں۔ مگر کیا کروں دھرم کی زنجیروں نے مجھکو چاروں طرف سے

پکڑ رکھا ہے۔ اور میری زبان کو بری طرح پکڑ رکھا ہے چھاتی پہ پتھر رکھ کر آنکھوں سے دور کرتی ہوں۔ مگر اتنی نصیحت ضرور کرتی ہوں کہ جس طرح جاتے ہوئے تینوں نے پیٹھ دکھائی ہے۔ اسی طرح تینوں ہی آکر اپنی شکل دکھانا اگر میرے لچھمن اور سیتا کو کچھ ہو گیا۔ تو تو بھی ہرگز اجودھیا میں نہ آنا۔ کیونکہ اس حالت میں تجھے میرے سامنے آنے کا کوئی ادھیکار نہیں۔ اور کوشلیا ہرگز تیری صورت دیکھنے کی روادار نہیں۔

سمترا لچھمن سے

گانا (بطرز ایضاً)

لال میرے کروں کیا نصیحت تجھے تو تو خود ہی ہے بھی دانا پتر
جس جگہ پہ پسینہ گرے رام کا خون اپنا وہاں تم بہانہ پتر
لال میرے ... ...
رامچندر کو تکلیف ہو کچھ اگر جان اپنی وہاں تم لڑانا پتر
میں نے تم کو نچھاور کیا رام پر فرض اپنا مگر تم نبھانا پتر
لال میرے ... ...
رام تم پر خفا بھی اگر ہوں کبھی میل دل پر ذرا بھی نہ لانا پتر
ہونا ان کے حکم سے نہ باہر کبھی رنج ان کو نہ کوئی پہنچانا پتر
لال میرے ... ...
جانکی کو بجائے میرے جاننا ہر طرح حکم اس کا بجانا پتر
بھید اس میں وجہ میں نہ کچھ سمجھنا سیس چرنوں میں اسکے جھکانا پتر
لال میرے ... ...
لاج رکھیو میرے دودھ کی لکشمن کبھی طعنہ نہ مجھکو دلانا پتر

رامچندر کو بن میں جو کچھ ہوگیا تم بھی ہرگز یہاں پر نہ آنا پٹ سدھ

ناٹک

کیکئی۔ بیٹا۔ یہ قیمتی لباس اب تمہارے بدن پر شوبھا نہیں دیتے۔ انہیں اتار دو (جنگل کے لباس آگے کر کے) یہ گیروے کپڑے پہنکر بن کی راہ لو۔

رامچندر (رلائیے) ماتا جی آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے اور تو کوئی کسر نہیں رہی۔

کیکئی۔ (سیتا سے مخاطب ہو کر) سیتا تو میری طرف آ۔ تاکہ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے یہ لباس پہنا دوں۔

رامچندر۔ ماتا جی! آجتک آپ نے ہر طرح سے ہماری ناز برداری کی اور حد سے زیادہ خاطر داری کی۔ کھلایا۔ پلایا۔ پہنایا۔ اوڑھایا۔ مگر اب انہیں بھی کچھ سدھ بدھ آنے دو۔ اور خود بھی ذرا ہاتھ پاؤں ہلانے دو۔

وشسٹھ۔ او بیرحم! ابھی تک تیرا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ اب بھی تو اپنی شرارت سے باز نہیں آتی ہے۔ اور نشتر پر نشتر چبھوئے جاتی ہے۔ او ظالم! تو کون سے جنم کے بدلے اتار رہی ہے۔ اور ناحق مرے ہوؤں کو مار رہی ہے۔

رامچندر۔ پتا جی! ذرا استقلال کیجئے۔ اور اپنی طبیعت کو بحال کیجئے۔ مانا کہ آپکو ماتا جی کی رائے سے اختلاف ہے۔ تاہم ان کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرنا آپ کی شان کے سراسر خلاف ہے۔ اب زیادہ دیر نہ کیجئے۔ اور خوشی سے رخصت کر کے آشیرباد دیجئے۔

وشسٹھ۔ (آبدیدہ ہو کر) اچھا بیٹا! ایشور تمہارا نگہبان ہے۔ مگر وشسٹھ اب کوئی دم کا مہمان ہے (سومنتر کو آہستہ سے سمجھا کر) تم ان کے ہمراہ جانا۔ اور جس طرح بھی ہوسکے دم دلاسا دیکر واپس لانا۔

رامچندر (ماتاؤں کے پاؤں پکڑ کر) میرے پوجنیہ پتا! ہمارا ماتاؤ! رامچندر اب یہاں سے وداع ہوتا ہے۔ اور کچھ عرصے کے لئے آپ کے چرنوں سے جدا ہوتا

ہے۔ جب آپ کا آشیرباد میرے ساتھ ہے۔ تو چودہ سال میرے لئے بالکل معمولی بات ہے۔ پرماتما بل دیں۔ کہ ہم تینوں اپنے دھرم کا پالن کرتے ہوئے پھر اپنی جنم بھومی میں آئیں۔ اور اپنا سر آپ کے چرنوں میں جھکائیں (کوشلیا سے مخاطب ہو کر) ماتاجی! اب صبر سے کام لینے میں ہی دانائی ہے۔ اور اسی میں سارے کل کی بھلائی ہے ؎

نگری میرے پتا کی سُکھ سے بسو مدام
ہم جنگل کو چلے ہیں تجھکو پرنام

کوشلیا

گانا (بطرز قوالی)

خود ہی آجائیگا بیٹا سیر آہستہ آہستہ
ہوں گی جان پیارے جگر آہستہ آہستہ

نہ جانے اور کیا کیا رنج و غم سہنے ابھی ہونگے
شاید بات سے ہم کو اثر آہستہ آہستہ

اگر جانے سے پہلے فیصلہ میرا کر دیتے
نکل جاتی جو باقی تھی کسر آہستہ آہستہ

مرے بیٹا نہیں زندگی کی چاہ رہی مطلق
قفس کر شوق سے تجھکو مگر آہستہ آہستہ

مرادیں کیکئی کی آج پوری ہو گئیں ساری
پھیلائے سوت نے آخر کو پر آہستہ آہستہ

نہیں معلوم تھا کہ یہ بش بھری بیٹھی تھی وہ ناگن
ہوا ظاہر زہر کا اب اثر آہستہ آہستہ

بلا شک ایک دو دن تو اجودھیا تلملائیگی
خود ہی مٹ جائیگا یہ شور و شر آہستہ آہستہ

ہائے لے اس بڑھاپے کا سہارا لے رہا کوشل
ہوئے جسونت سنگھ سب بستر آہستہ آہستہ

بارہواں نظارہ

جنگل کی تیاری اور اہل شہر کی آہ و زاری

گانا

(طرز: [illegible])

[illegible] شہر کی پھلواری	ظالم کیکئی اُجاڑی
واہ تیری گتی بدھاتا	کوئی بھید نہ تیرا پاتا جی
تیری قدرت سب سے نیاری	ظالم کیکئی ۔۔ ۔۔ ۔۔
جو تاج تخت کا والی	جاتا ہاتھوں سے خالی
راجہ سے بنا بھکاری	ظالم کیکئی ۔۔ ۔۔ ۔۔
سب تج کر مال خزانہ	لے لیا فقیری باناجی
چھوڑے سب محل اٹاری	ظالم کیکئی ۔۔ ۔۔ ۔۔
دھن دھن لچھمن سکھ داتا	ہے دھنیہ تمہاری ماتا جی
دھن دھن تو جنک دلاری	ظالم کیکئی ۔۔ ۔۔ ۔۔
چھوڑی تم نے یہ نگری	روتی ہے پرجا سگری جی
کیا پرش اور کیا ناری	ظالم کیکئی ۔۔ ۔۔ ۔۔
تم بن کو رام پدھارے	رہا سر پر کون ہمارے جی
پھوٹی تقدیر ہماری	ظالم کیکئی ۔۔ ۔۔ ۔۔
تم کو تو کچھ بھی نہیں مشکل	ہے بھاری ہم کو پل پل
ہم تیرے چرنوں پر بلہاری	ظالم کیکئی ۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

سومنتر۔ آپ کے لئے یہ رتھ حاضر ہے۔ اس میں سوار ہو جائیے۔
رامچندر۔ یہ فضول جھمیلے ہمارے ساتھ نہ لگائیے۔ مہربانی کر کے اسے واپس لیجائیے
سومنتر۔ آپ کا اس میں کیا نقصان ہے؟
رامچندر۔ فقیروں کے لئے یہ بکھیڑا وبال جان ہے۔
سومنتر۔ آپ یہ کس قسم کے الفاظ منہ سے نکال رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ میرے کلیجے میں ناسور ڈال رہے ہیں۔ یہ آپ کا بالکل غلط خیال ہے۔ آپ کو فقیر کہنے کی کس کی مجال ہے۔ اگر دوبارہ ایسے لفظ منہ سے نکالوگے۔ تو خود اپنے تئیں ہلاک کردوں گا۔ اور آپ کے سامنے اس جسم کو جلا کر خاک کر دوں گا۔
رامچندر۔ منتری جی اگر میرے ان شبدوں سے آپکو کلیش ہوا تو معاف فرمائیے
سومنتر۔ آپ زیادہ تامل نہ فرمائیے اور رتھ میں سوار ہو جائیے۔
رامچندر۔ ضرورت تو نہیں تھی۔ مگر میں آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتا (اہل شہر سے مخاطب ہوکر) آپ اپنے گھروں میں جاکر آرام کیجئے اور ہمارا پرنام لیجئے۔ آپکی ہمدردی کا مشکور ہوں۔ مگر کیا کروں۔ اسوقت تو میں خود مجبور ہوں۔
اہل شہر۔ مہاراج ہم آپ کے ساتھ جائینگے اور اپنی نئی ایودھیا بسائینگے سے

پیارے وطن سے ہم گئے ہم سے وطن گیا
نقشہ ہمارے رہنے کا جنگل میں بن گیا

(۲) تمسا ندی

رامچندر جی کا اہل ایودھیا کو سوتے ہوئے چھوڑ کر آگے کو چلدینا اور ایودھیا باشیوں کا رامچندر جی کو وہاں نہ پاکر پریشان ہونا

گانا (بھیرویں ٹھیکہ تلواڑہ)

(الطرز: مت چھوڑو ویدک دھرم)

اے رام جدائی تیری مار کر کر گئی چکنا چور
چلدئے اکیلے آپ نیند میں دیکھ ہمیں مخمور

کیا دل میں رام وچاری　　کی راتوں رات تیاری
کیا دیکھی خطا ہماری　　کیا کیوں نج چرنوں سے دور

اے رام جدائی تیری۔　۔۔۔　۔۔۔

گر یہی مت ٹھانا تھا　　دہوکہ دے کر جانا تھا
ہمیں پہلے بتلانا تھا　　آپ کو یہی تھا جو منظور

اے رام جدائی تیری۔　۔۔۔　۔۔۔

کہیں کھوج بھی تو نہیں پاتا　　کوئی ملے نہ آتا جاتا
کیا جتن کریں اے [illegible] تا　　ہوئے ہم سبھی طرح مجبور

اے رام جدائی تیری۔　۔۔۔　۔۔۔

نا ہیں الو دہیا بھاوے　　نا پتا تمہارا پاوے
بن بھی کھانے کو آوے　　جگر میں ڈال رہا ناسور

اے رام جدائی تیری۔　۔۔۔　۔۔۔

اب کچھ ہم نہ رہا ٹھکانا　　مشکل ہوا واپس جانا
کل دنیا دے گی طعنہ　　ہم کو ہائے بلا قصورا

اے رام جدائی تیری۔　۔۔۔　۔۔۔

کوئی ہم کو آن بتاوے　　شری رام کا اگر پتہ دے
وہ رستہ ہمیں جتاوے　　عمر بھر ہوں اسکے مشکور

اے رام جدائی تیری۔　۔۔۔　۔۔۔

(۳۴) راجہ گوہ نکھاد سے ملاقات

گوہ۔ میرے دھنیہ بھاگ ہیں جو آپ نے اپنے پوتر چرنوں سے اس بھومی کو پوتر کیا۔ غریب خانہ پر چل کر عیش حل بیان کیجئے۔ اور مجھ کو اپنا ممنون احسان کیجئے۔

رامچندر۔ اس مہمان نوازی کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ مگر بستی میں قدم رکھنے سے مجبور ہوں۔

گوہ۔ مجھے خود ہی حیرانی ہے کہ آپ نے ایسا بھیس کیوں بنایا ہے۔

رامچندر۔ پتاجی نے چودہ سال تک اسی بھیس میں رہنے کے لئے فرمایا ہے۔

گوہ۔ آخر کوئی قصور؟

رامچندر۔ قصور ہو یا نہ ہو۔ پتا کا حکم ہر حالت میں منظور۔

گوہ۔ بھگون! آپ دھنیہ ہیں۔ جو اس حالت میں بھی ہر طرح پرسنیہ ہیں۔ بہت اچھا میں جاتا ہوں۔ اور اسی جگہ آپ کے لئے بھوجن بھیجتا ہوں۔

رامچندر۔ پیارے متر! اگر یہ بھوجن ہم کو بھاتے۔ تو گھر سے چلکر ہی کاہے کو آتے یہیں سے کچھ کند مول چن کر کھا لیں گے اور پیٹ کی اگنی بجھا لینگے۔ آپکو آئے ہوئے بہت دیر ہو گئی۔ اب آرام کیجئے۔ اور ہمارا پرنام لیجئے۔

گوہ۔ (اپنے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر) تم اسی جگہ پہرے پر تعینات رہو۔ اور رامچندر جی کی خدمت میں تمام رات رہو۔

رامچندر۔ (سومتر سے مخاطب ہو کر) منتری جی! آپ واپس لوٹ جائیں۔ اور پتاجی کی دھیر بندھائیں۔ ایودھیا ... آپکی زیادہ غیر حاضری نامناسب ہے اور آپ کا واپس چلا جانا ہی واجب ہے۔

سومتر۔ میں آپ سے ایک عرض کرنی چاہتا ہوں امید ہے کہ آپ منظور فرمائینگے

رامچندر۔ آپ بزرگ ہیں۔ اُمید ہے۔ کہ کوئی نیک نصیحت کر کے مشکور فرمائینگے
سومنتر۔ مہاراج کے حکم کی تعمیل تو آپ نے کردی۔ اب واپس چلنا چاہیئے۔
رامچندر۔ وہ کس طرح؟ ذرا مفصل فرمائیے۔
سومنتر۔ آپ ان کی آگیا انوسار جنگل میں آ گئے۔
رامچندر۔ اور چودہ سال کے عرصہ کو بیچ میں سے آپ کھا گئے۔
سومنتر۔ اگر چودہ سال پورے نہ ہوئے۔ تو بھی میرے خیال میں کچھ ہرج نہیں ہے۔
رامچندر۔ آپ کو کچھ وہم کا تو مرض نہیں ہے۔
سومنتر۔ آپ کو اب زیادہ ہٹھ نہیں کرنی چاہیئے۔
رامچندر۔ منتری جی! اگر یہی شبد کسی سادھارن پُرش کے منہ سے نکلتے تو شاید مجھکو اتنا افسوس نہ ہوتا۔ اور غالباً میری طبیعت پر بھی اتنا جوش نہ ہوتا پرنتو آپ جیسے مدبر اور دھرماتما کے منہ سے ایسے لفظ سنکر میری ساری خوشی رنج سے تبدیل ہوگئی۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ بس مہاراج کے حکم کی تعمیل ہوگئی۔ گویا آپ مجھ کو پاپ مارگ پر چلانا چاہتے ہیں اور سچائی کے اوپر چھل اور کپٹ کا غلاف چڑھانا چاہتے ہیں۔ آپ کی یہ کوشش بالکل بےسود ہے اگر فرض کر لینا ہی سچائی ہے۔ تو آپ بھی فرض کر لیجئے۔ کہ رامچندر ایودھیا میں موجود ہے۔ ورنہ جبتک دم میں دم ہے۔ بغیر چودہ سال ختم کئے ایودھیا میں قدم رکھنا میرے لئے قسم ہے۔
سومنتر۔ تو میرے لئے کوئی اُپائے بتائیے۔
رامچندر۔ آپ بڑی خوشی سے ایودھیا تشریف لے جائیے۔
سومنتر۔ مگر مہاراج کا تو یہ حکم تھا۔ کہ ان کو ساتھ لے کر آنا۔
رامچندر۔ آپ خود عقلمند اور سمجھدار ہیں ہر طرح سے ان کی دھیر بندھانا اور ہر ایک کام کاج کو بڑی خوش اسلوبی سے نبھانا۔

سومترا۔ اس وقت تو نہیں کچھ امید بھی ہے۔ مگر میرے جانے سے انکا دکھ اور بھی کلیش ہوگا۔

رامچندر۔ نہیں۔ بلکہ آپ کے نہ جانے سے ان کو کلیش ہوگا۔

(۴) مہاراجہ دشرتھ زمین پر لیٹے ہوئے ہیں! اور کوشلیاجی سرہانے بیٹھی ہوئی بکس رای کر رہی ہیں

مہاراجہ دشرتھ

گانا (ڈوڈی آساوری تال بھار)

میرے نکسے جات پران ہو انت سمے اب آگیا میرا بالکل نشچہ جان

میرے نکسے۔۔۔

اے پیارے بیٹے مجھکو بھی ناحق کیا ویران مجھ پاپی کو بخش دو لیکن نربل دکھیا جان

میرے نکسے۔۔۔

اس دنیا میں سمجھ مجھے اب گھڑی کا مہمان وقت آخیری مجھ دکھیا پر کر اتنا احسان

میرے نکسے۔۔۔

کیسی وہ منحوس گھڑی تھی دی جب تجھے زبان اے ظالم کیکئی مٹایا تو نے میرا نشان

میرے نکسے۔۔۔

پیارے رام اب تیرا ملنا مجھکو کٹھن مہان! مجھ پاپی کو ملنے میں بھی بیٹا تیری ہان

میرے نکسے۔۔۔

دنیا میں ہوگا نہیں مجھ سا گنہگار انسان ہے ایشور مجھ اپرادھی کا ہو کیسے کلیان

میرے نکسے۔۔۔

ناٹک

پریہ جی! اب میرا انت سے نزدیک آرہا ہے۔ اور درد غم سے میرا دم گھٹا جا رہا ہے۔ نس سندیہہ اب کال میرے سر پر سوار ہو رہا ہے۔ اور مجھے ایک لفظ بولنا بھی سخت دشوار ہو رہا ہے۔ نہ معلوم کس وقت کوچ کر جاؤں۔ اور تم سے کچھ کہنے نہ پاؤں۔ پیاری! میں نے اپنی بیوقوفی سے نہ صرف اپنا ہی ستیاناس کیا۔ بلکہ تمہارے نازک دل کو بھی پاش پاش کیا۔ تمام عمر اس ظالم کی صحبت کا دم بھرتا رہا۔ اور تمہاری طرف سے ہمیشہ لاپرواہی کرتا رہا۔ چنانچہ میں نے اپنی نفس پرستی کا پھل پا لیا۔ اور اپنے پیروں پہ آپ کلہاڑا چلا لیا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہ صدمہ تمہارے لئے بہت سخت ہے۔ مگر میرا بھی اب آخری وقت ہے۔ اسلئے میں ہاتھ جوڑتا ہوں۔ کہ میرے اپرادھ معاف کردو۔ اور میرا عاقبت کا رستہ صاف کردو۔ شاید اسی وجہ سے میری جان نہیں نکلتی۔ کہ مجھکو اس پاپ کرم کی معافی نہیں ملتی (چلاکر) اے پرمیشور! تیری دوہائی ہے۔ اب جان نکالنے میں بھی کیوں دیر لگائی ہے۔

گانا (ریختہ بھیروی تال دادرا)

سوامی! یہ مجھ سے کشٹ اٹھایا نہیں جاتا
جو آپ کا احسان ہے بھلایا نہیں جاتا

داسی ہوں تا تھا آپکے چرنوں کی دھول میں
پر کیا کروں یہ کشٹ ہٹایا نہیں جاتا

میں دیکھ کر اس حال میں تمکو پران ناتھ
سہتی ہوں جو کلیش بتایا نہیں جاتا

ساگر میں پاپ کے ہو کیوں دھکیلتے مجھے
سوامی یہ مجھ سے پاپ چھپایا نہیں جاتا

ناچیز ہوں جو آپکی داسی پران پت
پاپوں کا بوجھ مجھ سے اٹھایا نہیں جاتا

مجھکو جدائی رام کی سہنی آسان ہے
بے حرمتی کا داغ لگایا نہیں جاتا

میرا نشان مٹ گیا سنسار سے مگر　　ماتا پتا کا نام مٹایا نہیں جاتا

ناٹک

پران ناتھ! آپ یہ کیسے شبد منہ سے نکال رہے ہیں اور مجھکو کیوں پاپوں کے گڑھے میں ڈال رہے ہیں۔ آپ کا درجہ میرے لئے پرمیشور کے سمان ہے اور یہ داسی ہر وقت اور ہر حالت میں آپ کے تابع فرمان ہے۔ آپ میرے آگے ہاتھ جوڑ کر میرے پاپوں کو اور بھی بھاری کر رہے ہیں اور مجھے نرک میں دھکیلنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ پچھلے پاپوں کا تو یہ پھل مل گیا اور پاپا پوسا لال گود سے نکل گیا۔ اس پر آگئی یہ انوچت کارروائی نہ معلوم کیا غضب ڈھائیگی اور کن کن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑیگا [illegible] کے پاپوں کی وجہ سے آپ جیسے پرتاپی اور مہاتما کو بھی اسقدر نشٹ ہوا اور مجھ بدنصیب کی بدولت آپکا سب ہی پرتاپ نشٹ ہوا۔ میں نے جو کچھ سکھ بھوگا۔ وہ کیول آپکا ہی پرتاپ ہے۔ مگر افسوس۔ کہ میری وجہ سے آپ جیسے پوتر آتما کو اس قدر سنتاپ ہے۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب طبیعت کو سنبھالئے۔ اور ایسے انوچت شبد منہ سے نہ نکالئے۔ ایک آرج استری کے لئے یہ ڈوب مرنیکا مقام ہے وہ پتی کی داسی ہے۔ نہ کہ پتی اس کا غلام ہے۔ اگرچہ میں پتی برتا دیویوں کے چرنوں کی دھول بھی نہیں ہوں۔ مگر ایسی گئی گذری اور نامعقول بھی نہیں ہوں۔ آخر چھترانی کا دودھ پیا ہے اور جس ماتا نے جنم دیا ہے۔ ان کے نام کو ہرگز بٹہ نہ لگاؤنگی۔ اور جب تک دم میں دم ہے۔ ہر طرح سے اپنے کل کی لاج نبھاؤنگی۔

مہاراجہ دشرتھ

گانا (دیا لکونس تین تال وجیہا)

سہاگ میرا اس سے ایک تو ہے
گئی ہر طرح سے میری آبرو ہے

نہیں زندگی کی رہی کوئی خواہش۔ مجھے موت کی آج خود جستجو ہے
اٹھاؤ مجھے ناتھ جلدی یہاں سے تیرے چرن سیوک کی یہ آرزو ہے
سہایک میرا ۔۔۔

اگرچہ نہیں منہ دکھانے کے قابل میرا پاپ ہر دم میرے روبرو ہے
مگر آپ اپنی دیا سے چھپا لو یہی بنتی میری شام و صبوح ہے
سہایک میرا ۔۔۔

نہ غمخوار دنیا میں کوئی ہے میرا نہ میری کسی سے رہی گفتگو ہے
میرے پاپ کرموں کا چرچا جہاں میں ہوا ہر جگہ جا بجا کو بکو ہے
سہایک میرا ۔۔۔

نہ طاقت کہ اٹھ کر اب بات میری ہو [illegible] آج مجھ سے یہ کیوں دو بدو ہے
گلہ ہے نہ شکوہ کسی سے [illegible] اپنا نہ کوئی عدو ہے
سہایک میرا ۔۔۔

راگ

ہے ناتھ! [illegible] میں آپ کی دیا کا مستحق نہیں ہوں۔ مگر کیا موت کا دروازہ بھی میرے لئے بند ہے۔ پران تن دیا کرو۔ اب مجھ میں کشٹ سہنے کی طاقت نہیں ہے۔ اب مجھے زیادہ نہ ستاؤ۔ اور جلدی اس پاپ پرتھوی سے اٹھاؤ۔ او ظالم کیکئی بیٹی کو ڈسنے والی ناگن! تو تیرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔ او بیوفا! تو نے میری نازبرداریوں کا خوب بدلہ دیا۔ او بے رحم کیکئی! میری تو اب اس دنیا سے کوچ کی تیاری ہے مگر یاد رکھ۔

مٹایا تو میرا نام و نشاں تو نے اری ظالم
مٹے گی ایکدن تو بھی میرا نام و نشاں ہو کر

افسوس! چار بیٹوں کے ہوتے ہوئے آخری وقت میں ایک بھی پاس نہیں جو چھاتی سے لگا کر شانتی سے پران تیاگ دیتا۔ اف! گلے میں کف آگیا۔ پیارے

ذرا پانی کا گھونٹ ....

باندی۔ مہاراج جی! منتری جی تشریف لے آئے ہیں۔

دشرتھ۔ (کروٹ بدل کر) ارے جلدی جاؤ اور انہیں میرے پاس بلالا۔

سومنتر۔ مہاراج! ...... (روتے ہوئے گھگی بندھ گئی۔ اور ایک لفظ بھی نہ بول سکے)

دشرتھ۔ اے سومنتر! کہو میری ہنسوں کی جوڑی کو ساتھ لائے یا بن میں ہی چھوڑ آئے۔

سومنتر۔ چپ۔

دشرتھ۔ ہائے ہائے! جو آتا ہے جان کا ہی لاگو۔ کچھ منہ سے تو بولو۔

سومنتر۔ (آنسو پونچھ کر) مہاراج میں نے ہر چند زور لگایا۔ بہت سمجھایا بجھایا۔ مگر ان کے استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ میں اپنی ساری منطق رٹاتا تھا۔ مگر ان کا ایک ہی فقرہ سنکر لاجواب ہو جاتا تھا۔ کیا سناؤں نہ کچھ سنانے کو دل چاہتا ہے اور نہ ہی چپ رہا جاتا ہے۔

دشرتھ۔ آخر کچھ کہو گے یا فضول باتیں بناتے رہو گے۔

سومنتر۔ بھگون! جس وقت میں آپ کی آگیا انوسار رتھ لیکر ان کی خدمت میں پہنچا۔ تو اول تو انہوں نے اس میں بیٹھنے سے ہی انکار کیا اور بہت اصرار کیا۔ میری اس تواضع کو بھی انہوں نے ناپسند کیا۔ آخر بمشکل تمام انہیں رضامند کیا۔ شام کو راجہ گوہ کی راجدھانی میں قیام کیا۔ اور تمام رات اسی جگہ بشرام کیا۔ راجہ گوہ نہایت خندہ پیشانی اور بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اور اپنے خاص آدمی پہرہ پر تعینات فرمائے۔ بھوجن آدی کے لئے انہوں نے ہر چند مجبور کیا۔ مگر رامچندر جی نے نامنظور کیا۔ اگلے روز جب نتیہ کرم سے فارغ ہوئے تو آپکا حکم انہیں سنایا اور اپنی طرف سے بھی بہت کچھ سر پچ مصالحہ لگایا۔ مگر کیا مجال کہ انہوں نے جنبش بھی کھائی ہو۔ بلکہ مجھے کہا کہ تم تو بالکل سودائی ہو۔ مجھے دھرم سے گرا کر پاپ کے مارگ پہ چلانا چاہتے ہو۔ اور دنیا میں انگشت نما

بنانا چاہتے ہو۔ یہ تمہارا خیال بالکل خام ہے۔ بغیر چودہ سال ختم کئے ایودھیا میں قدم رکھنا تو در کنار شکل دیکھنی بھی حرام ہے۔

دشرتھ۔ یہ تو مجھے پہلے ہی خیال تھا۔ اور ان کا واپس آنا سخت محال تھا ہائے افسوس۔ میری قسمت پھوٹ گئی۔ اب تو رہی سہی امید بھی ٹوٹ گئی اچھا اور کچھ کہا ہو۔ وہ بھی سناؤ۔

سومنتر۔ آپ کو اور ماتاؤں کو ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ میری ماتا کیکئی کو ہرگز کوئی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اور بھرت کو فوراً ناہنال سے بلا کر راج تلک دیدیا جائے۔

سمترا۔ پیاری سیتا کا بھی کچھ حال سناؤ۔

سومنتر۔ وہ مڑ مڑ کر ایودھیا کی طرف دیکھ دیکھ کر بیاکل ہوتی جاتی تھی منہ تو کچھ نہ بولتی تھی۔ مگر بے تحاشا روتی جاتی تھی۔

کوشلیا۔ میرے لچھمن کا کیا حال تھا۔

سومنتر۔ ان کی طبیعت پر مہاراج کی اس کاروائی کا سخت ملال تھا اور مارے غصے کے آنکھوں کا رنگ خون کبوتر کی طرح لال تھا۔ اگرچہ وہ مہاراج کی شکایت کرتے تھے۔ مگر رامچندر انہیں ہر وقت خاموش رہنے کی ہدایات کرتے تھے۔

دشرتھ۔ (دہائیں مار کر) بیٹا لچھمن! بیشک میں تمہارا گنہگار ہوں اور تمہاری طرف سے سخت شرمسار ہوں۔ مگر اے بیٹا! معاف کر دو۔ کیونکہ اب تو میں اس دنیا سے کوچ کرنے کو تیار ہوں۔ اے پرمیشور دیا کرو! دیا کرو!!

بششٹ جی۔ مہاراج! اب رونے دھونے سے کام نہیں چلیگا۔ رامچندر کا آنا تو دشوار ہے۔ مگر اس خاندان کا بحال رکھنا آپ کے اختیار ہے جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ اگر آپ اپنی طبیعت کو سنبھالینگے۔ تو سارے خاندان کو نشٹ ہونے سے بچا لینگے۔ ورنہ جو نتیجہ ہوگا۔ وہ سامنے نظر آرہا ہے جس کا خیال آتے ہی کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔

دشرتھ

گانا:۔ (طرز: تجھ کو روت کہاں پاؤں)

چھوڑ مجھ کو گور سر کو سدھارے | مکھ دکھلا جا رے میرے دُلارے
بے گناہ تم کو گھر سے نکالا | کر لیا میں نے اپنا منہ کالا
پاپ پرگٹ ہوئے آج سارے | مکھ دکھلا جا ۔ ۔ ۔ ۔
آخری وقت ہے رام آجا | چاند سا مکھڑا اپنا دکھا جا
مل سکونگا نہ پھر سے پیارے | مکھ دکھلا جا ۔ ۔ ۔ ۔
لچھمن میری آخری گھڑی ہے | موت منہ کھولے سنگھ کھڑی ہے
تو بھی آجا رے آنکھوں کے تارے | مکھ دکھلا جا ۔ ۔ ۔ ۔
بیٹی سیتا رے میری دلاری | پھرتی ہوگی کہاں ماری ماری
کشٹ تو نے بھی کیا کیا سہارے | مکھ دکھلا جا ۔ ۔ ۔ ۔
جو کچھ امید تھی وہ بھی ٹوٹی | ہائے یک لخت تقدیر پھوٹی
جا رہا ہاتھ خالی لیسارے | مکھ دکھلا جا ۔ ۔ ۔ ۔
ہائے ہائے میں ہوں کیا کمبخت | ہو گئی جان بھی کسقدر سخت
پران بھی نہ نکلتے ہمارے | مکھ دکھلا جا ۔ ۔ ۔ ۔
رونا روئیں کیا اس بے بسی کا | دوش جسونت سنگھ نہ کسی کا
آپ مارے جڑوں پہ کلہاڑے | مکھ دکھلا جا ۔ ۔ ۔ ۔

نانک

گورو جی! اب آپ کی بے مطلب تسلیاں مجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی اور گئی ہوئی بات کبھی واپس نہیں آسکتی۔ کرم کی گتی بڑی پربل ہے۔ اور یہ سب اپنے کرموں کا ہی پھل ہے کسی پہ کیا افسوس ہے۔ کیول اپنی پرابدھ کا ہی دوش ہے اچھا

آپ اپنا کام سنبھالو۔ اور میرے رستے میں رکاوٹ نہ ڈالو۔ پیارے رام! مجھے معاف کرو۔ بیٹا لچھمن میری طرف سے اپنی طبیعت صاف کرو۔ پیاری کوشلیا! تم دھنیہ ہو جو باوجود اسقدر کشٹ سہنے کے بھی مجھ سے پرسنیہ ہو۔ پیاری سمترا رخصت (ہچکی لے کر) ہائے پیارے رام! میں چلا۔

کوشلیا۔ (جلدی سے سنبھال کر) ارے کوئی جلدی آؤ۔ مہاراج کے تو تیور بدل گئے

بششٹ۔ (نبض دیکھ کر) افسوس! تیور کیا بدل گئے۔ خود مہاراج ہی اس سنسار سے چلے گئے۔

کوشلیا۔ (سر پیٹ کر) کیا بالکل ہی نبض چھوٹ گئی۔

بششٹ۔ (دشرتھ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر) ہاں مہارانی جی! اب تو قطعی امید ٹوٹ گئی

سمترا۔ (چھاتی پر دو ہتھڑ مار کر) ہائے رے ہماری قسمت پھوٹ گئی۔

کوشلیا اور سمترا کا ورلاپ

(الطرز: ہے بہار باغ دنیا چند روز)

ہا ہمارے پران پیارے چل بسے
رنج و غم کے دکھ کے مارے چل بسے

کس طرح اب زندگی ہوگی بسر
جو تھے جیون کے سہارے چل بسے

مل گیا سارا سہاگ اب خاک میں
آج قسمت کے ستارے چل بسے

آرزو پوری نہ ان کی ہو سکی!
مار کر وہ آہ کے نعرے چل بسے

چھوڑ کر سب جاہ و حشمت ہائے ہائے
ہائے ہائے دونوں کر خالی پیارے چل بسے

ہو گیا اندھیر آنکھوں ایک دم
آج سکھ سارے ہمارے چل بسے

کیکئی اب آ گیا تجھ کو صبر
جن کا دکھ تھا وہ بچارے چل بسے

اس دہر فانی میں اے جسونت سنگھ
زندگی کے دن گذارے چل بسے

ناٹک

بششٹ جی۔ دلیو! اصبر کرو۔ اور جتنی جلدی ہو سکے۔ بھرت کو خبر کرو۔

تیرہواں نظارہ

کیکے پور

شتروگھن۔ (بھرت سے) بھرتا جی! آج تو آپ کی طبیعت کچھ سست ہے؟

بھرت۔ ہاں شتروگھن جی! تمہارا خیال بالکل درست ہے۔

شتروگھن۔ کیا وجہ ہے۔ ذرا میں بھی تو سُن پاؤں۔

بھرت۔ کچھ وجہ ہو تو بتاؤں۔

شتروگھن۔ وجہ تو ضرور ہے۔ مگر مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہو۔

بھرت۔ افسوس کہ تم میری نسبت ایسا عقیدہ رکھتے ہو۔

شتروگھن۔ تو پھر آپ کو بتلانے میں کیا اعتراض ہے؟

بھرت۔ شتروگھن جی بھلا آپ سے بھی میرا کوئی پوشیدہ راز ہے۔

شتروگھن۔ تو بلا وجہ آپ کی طبیعت پر کیسا کھید ہے۔

بھرت۔ میں خود حیران ہوں۔ کہ یہ کیا بھید ہے۔

شتروگھن۔ آخر اس کا کوئی علاج ------؟

یودھاجیت۔ ایودھیا سے ایک ایلچی آیا ہے۔

بھرت۔ خیریت کی خبر بھی لایا ہے۔

یودھاجیت۔ ہاں ویسے تو خیریت ہی بتلاتا ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ آپکو جلدی بلایا ہے۔

بھرت۔ کوئی جائے اور اس ایلچی کو بُلا لائے۔
ایلچی۔ (شاہی آداب بجالا کر) حسب الحکم یہ سیوک حاضر ہے۔
بھرت۔ ارے خیریت تو ہے۔ جو ایسی جلدی کا پیغام لایا ہے۔
ایلچی۔ مہاراج ویسے تو خیریت ہی ہے۔ مگر آپ کو جلدی بلایا ہے۔
بھرت۔ پتا جی تو راضی ہیں۔
ایلچی۔ ہاں مہاراج آپ کو جلدی بلایا ہے۔
بھرت۔ ماتا جی تو پرسنیہ ہیں۔
ایلچی۔ ہاں مہاراج آپ کو جلدی بلایا ہے۔
بھرت۔ بھائی رامچندر جی و لچھمن جی تو خوش ہیں۔
ایلچی۔ ہاں مہاراج آپ کو جلدی بلایا ہے۔
بھرت۔ ارے تو آدمی ہے یا اودبلاؤ۔ جو بات پوچھتا ہوں۔ اسکا تو جواب نہیں "ہاں مہاراج آپ کو جلدی بلایا ہے" کی ہمارنی رٹ رہا ہے۔
ایلچی۔ ہاں مہاراج کہہ تو رہا ہوں کہ آپ کو جلدی بُلایا ہے۔
بھرت۔ (طیش میں آکر) تو سیدھی طرح ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دیتا؟
ایلچی۔ (ہاتھ جوڑ کر) ہاں مہاراج پوچھئے کیا پوچھتے ہو۔
بھرت۔ ارے میں پوچھتا ہوں۔ کہ پتا جی۔ ماتا جی و بھراتا جی سب راضی خوشی ہیں۔
ایلچی۔ ہاں مہاراج ویسے تو خیریت ہے۔ مگر آپ کو جلدی بُلایا ہے۔
بھرت۔ عجیب دیوانے سے پالا پڑا ہے۔
ایلچی ہاں مہاراج آپ کو جلدی بُلایا ہے۔
بھرت۔ ارے جلدی تو بلایا ہے۔ مگر کوئی وجہ بھی؟
ایلچی۔ ہاں مہاراج۔ ...... میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ آپ کو جلدی بُلایا ہے۔

...رودگھن۔ بھراتا جی! اس بحث مباحثہ کو چھوڑو اور جلدی ایودھیا کی تیاری کرو
...۔ (ذرا آگے ہو کر) ہاں مہاراج۔ بس میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ آپکو جلدی بلایا ہے
...ترو گھن۔ اچھا ذرا چپ رہ۔ زیادہ بکواس نہ کر۔
...چی۔ نا مہاراج۔ اس سے زیادہ اگر ایک لفظ بھی کہہ جاؤں تو بیشک گردن اڑا دینا۔
...رو گھن۔ یہ تو ہمیں پہلے ہی امید تھی۔
...ہرت۔ (راجہ کیکے سے مخاطب ہو کر) اگرچہ آپ کی جدائی ہمیں سخت ناگوار ہے مگر
...گھر میں اسوقت ٹھیرنا بھی سخت دشوار ہے۔ اس لئے ہماری نمستے لیجیئے اور
...شی اجازت دیجئے۔
...جہ کیکے۔ (دونوں کو گلے لگا کر) بیٹا! اگرچہ میں تم کو ایک دم کے لئے بھی اپنی
...نظروں سے دور نہیں کر سکتا۔ مگر اس وقت میں بھی مجبور نہیں کر سکتا۔
...تے ہی اپنی خیریت کی خبر پہنچانا اور زیادہ انتظار نہ دکھانا۔
...دھاجیت۔ پیارے بھانجو! تمہاری صحبت میں ہر وقت دل مسرور رہتا تھا
...رنج و غم کوسوں دور رہتا تھا۔ اسوقت نہ تمکو جدا کرنیکو دل چاہتا ہے اور نہ
...انا ہی مناسب ہے۔ اچھا جاؤ۔ مگر زیادہ دن نہ لگانا اور چند روزہ کر
...دی واپس آجانا۔
...چی۔ ہاں مہاراج! میں بھی تو یہی کہتا ہوں۔ کہ آپ کو جلدی بلایا ہے۔

...ہرت اور شترو گھن کا ایودھیا میں آنا اور شہر کی حالت دیکھکر پریشان ہونا

بھرت جی

(گانا) (بحر قوالی)

...ودھیا پہ ہائے یہ رنج کے آثار کیسے ہیں ❊ پڑے چاروں طرف یہ رنج کے انبار کیسے ہیں
...محلوں پہ چلیں آج کیوں منڈلا رہی اتنی ❊ سبھی چھوٹے بڑے یہ رنج میں سرشار کیسے ہیں
...سورج ونش کا جھنڈا ہوا خم کس کے ماتم میں ❊ نہیں کچھ سمجھ میں آتا یہ بد اطوار کیسے ہیں

نگر میں ہر طرف ماتم ہی ماتم ہے نظر آتا
پڑے سونے ایودھیا کے سبھی بازار کیسے ہیں

جہاں ہر وقت میلے کی طرح ہجوم رہتا تھا
وہاں پر آدمی بیٹھے ہوئے دو چار کیسے ہیں

یہاں سے رنج و غم کا نام کوسوں دور رہتا تھا
نگر کے لوگ روتے آج بے اختیار کیسے ہیں

عجب حیران ہوں میں دیکھ کر حالت تمہاری بھی
مزاج دشمنان حضرت شتر گھن کیسے ہیں

ناٹک

ہیں! ہیں!! ایودھیا کی حالت ایسی ابتر کیوں ہے تمام گلی کوچے بالکل سنسان پڑے ہیں۔ سارے بازار بالکل ویران پڑے ہیں۔ شاہی محلوں پر آج چیلیں کیوں منڈلا رہی ہیں۔ یہ بدشگونیاں تو کسی سخت حادثہ کا پتہ بتا رہی ہیں۔ نہ معلوم آج کس کا ماتم ہو گیا۔ جو سورج ونشی جھنڈا ابھی ختم ہو گیا۔ ایودھیا کے تمام بازار اجاڑ پڑے ہیں اور جدھر دیکھو۔ راکھ کے انبار پڑے ہیں۔ یہی ایودھیا جہاں ہر وقت کاندھے سے کاندھا چھلتا تھا۔ اور ہر ایک گذرنے والے کو بڑی مشکل سے رستہ ملتا تھا وہاں نہ صرف کوئی آتا جاتا ہی دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ کوئی بولتا ہوا بھی سنائی نہیں دیتا۔

شتروگھن۔ بیشک آثار تو خراب ہی نظر آتے ہیں۔ آپ جلدی سے پتاجی کے دیوان خانہ کی طرف قدم بڑھائیے۔

(دونوں کا مہاراجہ دشرتھ کے دیوان خانہ پر پہنچنا)

بھرت۔ (دربان سے مخاطب ہو کر) یہ کیا کارن ہے کہ تمام نگری کی ایسی دردناک حالت ہو رہی ہے

دربان۔ (آنسو بہا کر) افسوس! آپ کی عدم موجودگی نے سب کام بگاڑ دیا اور اس ہری بھری نگری کو بالکل اجاڑ دیا۔ وہ کونسی منحوس گھڑی تھی۔ جب آپ ننہال کو تشریف لے گئے۔ گویا ایودھیا کی جڑوں میں بارود کا فلیتہ دے گئے۔ نہ آپ یہاں سے تشریف لیجاتے۔ اور نہ ایودھیا پر یہ مصیبت کے دن آتے۔

بھرت۔ آخر کوئی سبب بھی بتلائے گا۔

دربان۔ محلوں میں تشریف لیجایئے۔ وہاں کُل حال معلوم ہو جائیگا۔

منتھرا۔ رانی جی! سُنا ہے کہ بھرت جی آ گئے۔

کیکئی۔ آ گئے تو اب تک کہاں رہے۔ جا ذرا جلدی انہیں میرے پاس بُلا لو۔

منتھرا۔ (ہاتھ کا اشارہ کر کے) اے لو وہ سامنے ہی تو آ رہے ہیں۔

کیکئی۔ (دوڑ کر بھرت کو گلے لگا کر) بیٹا! تم نے بہت دن لگائے۔ کہو تمہارے نانا ماموں تو راضی ہیں؟

بھرت۔ ہاں ماتا جی سب طرح کشل ہیں۔ مگر اب تک مجھکو پتا جی کے درشن نہیں ہوئے وہ کہاں ہیں؟

کیکئی۔ بیٹا ذرا تحمل کرو۔ سفر کی تکان اتارو۔ دھیرے دھیرے سب معلوم ہو جائیگا

بھرت۔ میری تکان پتا جی کے درشن کرتے ہی دُور ہو جائے گی۔

کیکئی۔ بیٹے کچھ تھوڑا کھا پی لو۔ پھر دھیرے دھیرے سب حال بتا دونگی۔

بھرت۔ میں پوچھتا ہوں۔ پتا جی کہاں ہیں۔ تم کہتی ہو دھیرے دھیرے سب حال بتا دونگی۔ یہ معاملہ کیا ہے۔

کیکئی۔ تو کہتی تو ہوں۔ کہ دھیرے دھیرے سب حال بتا دونگی۔

بھرت۔ تعجب ہے کہ جو بات تم کہتی ہو۔ وہی اُلجھی ہوئی۔ جو سوال کرتا ہوں اُسکا ٹیڑھا جواب ملتا ہے۔ یہ دھیرے دھیرے معلوم نہیں کس بلا کا نام ہے۔

کیکئی۔ او ہو! تم بڑے جلد باز ہو گئے۔ نہ معلوم ناہنال میں جا کر تمہاری طبیعت پر اتنی تیزی کیوں آ گئی۔ میں کہہ ہی رہی ہوں۔ کہ دھیرے دھیرے سب حال بتا دونگی۔

بھرت۔ یا پر میشور! یہ دھیرے دھیرے کسی گنگ کا نام ہے یا کسی صدی کا حصہ ہے

یا کچھ سالوں کی تعداد کو کہتے ہیں۔ آخر اس دھیرے دھیرے کا کبھی خاتمہ بھی ہوگا

کیکئی۔ بیٹا! تسلی رکھ گھبراؤ نہیں۔ میں دھیرے دھیرے سب کچھ بتا دونگی۔

بھرت۔ (کڑک کر) کیا خاک بتا دوگی۔ آگ لگے تمہاری اس دھیرے دھیرے کو۔ نہ معلوم تم سب نے ملکر یہ کیا جال بنایا ہے۔ ایلچی گیا۔ تو اس نے تمہیں جلدی بلایا ہے کے سوا دوسرا لفظ منہ سے نہ نکالا۔ تم سے پوچھتا ہوں تم "دھیرے دھیرے" کی رٹ لگا رہی ہو۔ بس جلدی بتاؤ کہ پتا جی کہاں ہیں؟

کیکئی۔ (کسیقدر سہم کر) تمہیں تو خواہ مخواہ بال ہٹ چڑھ گیا۔ میں کہہ تو رہی ہوں کہ دھیرے -------

بھرت۔ (مقرانی سخن ہوکر) پھر وہی "دھیرے دھیرے" کی دھارنی۔ ماتا جی! اگر اب کی دفعہ یہ لفظ منہ سے نکالا۔ تو فوراً اپنے تئیں ہلاک کر دوں گا۔ جلدی بتاؤ کہ پتا جی کہاں ہیں؟

کیکئی۔ بیٹا! افسوس ہے کہ تمہارے پتا سورگ سدھار گئے۔ اب تم کو اُن کے درشن نہیں ہو سکتے۔

بھرت۔ ہیں! پتا جی سورگ سدھار گئے۔ افسوس کہ میں آخری وقت انکی کچھ سیوا نہ کر سکا۔ بھائی رامچندر اور لچھمن جی ہی خوش قسمت ہیں۔ جنکے ہاتھوں میں پتا نے پران تیاگے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ روگ کیا تھا؟

کیکئی۔ روگ تو کچھ بھی نہیں تھا۔ بس ہائے رام ہائے لچھمن کہتے ہوئے پران تیاگ گئے۔

بھرت۔ ہیں! ہیں!! یہ کیا کہا؟ کیا بھائی رامچندر اور لچھمن بھی یہاں موجود نہیں تھے۔

کیکئی۔ ہاں بیٹا! وہ تو پہلے ہی بن کو چلے گئے تھے۔ ان ہی کی جدائی میں تو مہاراج نے پران دیئے۔ نہیں تو بلکہ یاد تک نہیں کیا۔

بھرت۔ (سر پیٹ کر) ہائے ہائے ایسا غضب! کہ چار بیٹوں کے ہوتے آخیر وقت میں ایک بھی پاس نہ ہوا۔ رامچندر جی نے ایسا کونسا قصور کیا تھا جو بن میں جانے

پر مجبور ہوئے۔ ذرا مفصل تو سناؤ۔

کیکئی۔ بیٹا! اصل ماجرہ تو یوں ہے کہ مہاراج نے رامچندر کو راج تلک دینے کی تیاری کی تھی۔ مجھے تو خبر تک بھی نہ تھی بھلا ہو بچاری منتھرا کا اس نے مجھے کل حال سے آگاہ کر دیا۔ میں نے کسی وقت مہاراج سے دو بچن پورے کرنے کا اقرار لیا ہوا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ کو غنیمت جان کر اپنے وہ دونوں بچن پورے کروانے کیلئے انہیں مجبور کیا۔ یعنی رامچندر کو چودہ سال کا بن باس اور تمہارے لئے راج تلک اگرچہ انہوں نے مجھ کو ٹالنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر میں بدستور اپنی ضد پر اڑی رہی۔ آخر مجبور ہو کر انہیں رامچندر کو بن میں بھیجنا پڑا۔ لچھمن اور سیتا بھی ساتھ ہی گئے۔ بھلا بیٹا! تو خود ہی خیال کر کہ میں یہ کس طرح گوارا کرتی کہ رامچندر تو راج کرے۔ اور میرا بیٹا اس طرح مارا مارا پھرے۔ سو بیٹا! میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اب تم جانو تمہارا کام۔

منتھرا۔ (دل ہی دل میں) میرے انعام کا موقعہ بھی ابھی ہے۔ اب دیکھئے کیا ہو آگے (بھرت سے مخاطب ہو کر) ہاں حضور جی! رانی سچ کہتی ہیں۔ اب خوشی سے راج سنبھالو اور اپنے دل کے ارمان نکالو۔

شتروگھن۔ (تلوار سونت کر اور کبڑی کا ہاتھ تھام کر) بدذات! یہ سب تیری ہی آگ لگائی ہوئی ہے ٹھہر! تیری تو خبر لیتا ہوں اور تجھے اس خیر خواہی کا انعام دیتا ہوں۔

بھرت۔ (شتروگھن کا ہاتھ پکڑ کر) بھائی جو کچھ ہونا تھا سو ہو لیا۔ اور ہم نے اپنی قسمت کو رونا تھا سو رو لیا۔ اب طبیعت ٹکاؤ۔ اور عورت پر ہاتھ اٹھا کر اپنے کل کو داغ نہ لگاؤ (منتھرا سے مخاطب ہو کر) ادھر حرامزادی چڑیل! جلدی یہاں سے کافور ہو جا اور میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو جا۔

بھرت اور شترگھن کا ورلاپ

(بطرز: تمہیں رونی ہے پرجا ساری)

ہائے پھوٹی ہے قسمت ہماری رے ہائے — ہائے ہائے پھوٹی ہے قسمت ہماری
چھوڑ کر ہم کو کس کے سہارے — اے پتا جی کدھر کو سدھارے
کی اکیلے کدھر کی تیاری رے ہا — ہائے ہائے پھوٹی ۔ ۔۔ ۔۔
منہ دکھانے کے لائق رہا نا — ہائے کوئی سہایک رہا نا!
بات بدھنا نے کیسی بگاڑی رے ہا — ہائے ہائے پھوٹی ۔ ۔۔ ۔۔
کھینچی ایسی جان مشکل میں — رہ گیا یہ بھی ارمان دل میں
کر سکے کچھ نہ خدمت تمہاری رے ہا — ہائے ہائے پھوٹی ۔ ۔۔ ۔۔
کیا کس کے سپرد ہائے ہم کو — چل دئے اے پتا جی عدم کو
کون لے گا خبر یا ہماری رے ہا — ہائے ہائے پھوٹی ۔ ۔۔ ۔۔
رام میری نہ بالکل صلاح لی — ہائے ماتا نے بھی توہین کی ڈالی
آ گئی آج قسمت کی باری رے ہا — ہائے ہائے پھوٹی ۔ ۔۔ ۔۔
ہائے ایشور ہمیں بھی اٹھا لے — اے پتا پاس اپنے بلا لے
زندگی سے ہمیں موت پیاری رے ہا — ہائے ہائے پھوٹی ۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

کیکئی۔ بھرت کے آنسو پونچھ کر بس کر میرے لال! اب زیادہ نہ رو۔
بھرت۔ کیکئی کا ہاتھ جھٹک کر بس میرے سامنے سے دور ہو۔
کیکئی۔ بیٹا! کیا تجھے میرے سے کچھ بھی موہ نہیں رہا۔
بھرت۔ خبردار! جو پھر مجھے بیٹا کہا۔

کیکئی۔ کیا اب میرا بیٹا بننے سے بھی انکار ہے؟
بھرت۔ مجھے تیرا بیٹا کہلانے میں سخت عار ہے۔
کیکئی۔ میری نیکی کا بدلہ دینے کا وقت آیا تو اب یوں بھاگے گا۔
بھرت۔ بدلہ تو تجھے تب ملے گا۔ جب بھرت بھی تیری آنکھوں کے سامنے پران تیاگے گا۔
کیکئی۔ یہ کیسا بیہودہ خیال ہے۔
بھرت۔ تاکہ تجھے معلوم ہو جائے۔ کہ ماتا کوشلیا کے دل پر رامچندر جی کی جدائی کا کسقدر ملال ہے۔
کیکئی۔ بیٹا! ذرا میری طرف دیکھ۔ کہ میں نے تیرے لئے کسقدر خون پسینہ ایک کیا۔
بھرت۔ (دانت پیس کر) او ڈائن! میں تجھے ایک دفعہ کہہ چکا ہوں کہ مجھے بیٹا کہکر کلنک نہ لگا۔ تو پھر بار بار کیوں میری چھاتی جلا رہی ہے اور خواہ مخواہ زہر آلودہ تیر میرے سینہ میں چلا رہی ہے۔ اور بے رحم! پتا کے پران لئے۔ دھرم کی مجسم مورت بھائی رامچندر جی کو بے گناہ بن باس دلوایا سیتا جی جیسی ستونتی اور پتی برتا کا وچ کا سب سکھ نشٹ کیا۔ میرے پرانوں سے پیارے بھائی لچھمن سے جنگلوں کی خاک چھنوائی۔ ماتا کوشلیا اور سمترا کے کلیجوں کو چھلنی کیا۔ تمام ایودھیا برباد کر دی۔ رگھو ونش کا چراغ گل کیا۔ او پاپن! اس قدر پاپ کرکے بھی تو میری ماتا بنکر مجھے بھی ان پاپ کرموں میں شریک کرنا چاہتی ہے۔ مجھ میں تو ان میں سے ایک کا پھل بھگتنے کی بھی طاقت نہیں بلکہ خیال کرنے سے ہی روح کانپتی ہے۔ مگر تجھے لیش ماتر بھی خیال نہیں بلکہ رنگ پر رنگ چڑھ رہا ہے۔ او ظالم!! اگرچہ میرا دل پاک ہے مگر دنیا کا منہ کون پکڑ سکتا ہے۔ جس کے سامنے جاؤں گا وہ یہی طعنہ دے گا کہ آگیا ہے کیکئی کا بیٹا۔ دنیا میں جب کوئی پاپ کریگا تو

لوگ یہی کہیں گے۔ کہ اس نے تو کیکئی کے بیٹے بھرت کو بھی مات کر دیا۔ رشی منی الگ دھتکاریں گے۔ جو ملیگا۔ وہی میرے منہ پر تھوکے گا۔ بات بات میں لوگ کہینگے کہ آخر تو کیکئی کا بیٹا ہے۔ ہائے ہائے ماتا کوشلیا کو بھی یہی نشچے ہوگا کہ یہ سب کچھ بھرت کی شرارت سے ہی ہوا ہے۔ ہائے ہائے او ہتیاری! اس سے تو بہتر یہی تھا کہ پیدا ہوتے ہی مجھ کو گلا گھونٹ کر مار دیتی۔ تاکہ یہ آج کا دن دیکھنا تو نصیب نہ ہوتا۔ ہائے کیا کروں۔ مجھکو تو رامچندر جی کی ناراضگی کا خیال ہے ورنہ تیرے جیسی ماتا کے ساتھ جو کچھ کر گزرتا تھوڑا تھا۔

شتروگھن۔ (دہائیں مار کر) ہائے پتا جی آپ کے مرتے ہی تمام زمانہ دشمن ہو گیا۔ بھائی رامچندر بھی موجود نہیں۔ اب کون ہے جو ہماری دھیر بندھائیگا۔

بھرت۔ (شتروگھن کو گلے لگا کر) پیارے عزیز تمہارے لئے تو رامچندر ہیں موجود ہوں۔ رامچندر نہیں تو میرے لئے نہیں۔ تم کیوں روتے ہو۔ اٹھو بھائی صبر کرو۔ چلو اس بچاری مصیبت کی ماری جہاں دکھیاری ماتا کوشلیا جی اور سمترا جی کی بھی خبر لیں *

کوشلیا کا محل یا ماتمکدہ

کوشلیا جی پڑی ہوئی آہیں بھر رہی ہیں۔ اور سمترا جی انکی دلجوئی کر رہی ہیں۔ کہ اچانک کیکئی اپنے پاؤں پر پڑا ہوا پایا

کوشلیا۔ ارے یہ کون ہے؟

سمترا۔ پیاری بہن! اٹھو پہچانو تو سہی کہ کون ہے۔

کوشلیا۔ ہائے کس طرح اٹھوں۔ اٹھا بھی جائے۔

سمترا۔ ذرا آنکھیں کھولو اور پہچانو۔

کوشلیا۔ (سرد آہ بھر کر) آہ! آنکھیں ہوتیں۔ تو رونا ہی کیا تھا۔ اب آنکھیں کسکی لاؤں۔ اے بھائی تو ہی بتادے کہ کون ہے۔

بھرت۔ (رو کر) ماتا جی! آپ کا وہا نیچ پاپی اور ادھرمی بیٹا بھرت ہے۔

کوشلیا۔ (جلدی سے اٹھا کر) ہیں! ہیں!! بھرت؟

بھرت۔ ہاں ماتا جی! نامراد بھرت!

کوشلیا۔ (گلے لگا کر) اچھا میرے لال چرنجیو رہو۔ کہو بیٹا کب آئے۔

بھرت۔ (ہچکیاں لیتا ہوا) چپ!

کوشلیا۔ بیٹا چپ کیوں ہو۔ کچھ منہ سے تو بولو۔ کیا مجھ سے ناراض ہو۔

بھرت۔ چپ!

کوشلیا

گانا (بحر طویل)

دوہا

اے بیٹا اب چین سے جائے سنبھالو راج
تیرے من کی کامنا پوری ہو گئی آج

اب کرو چین سے راج بیٹا بھرت رامچندر تو بن میں پہنچا ہی دئے
تیرے من کی مرادیں سو پوری ہوئیں تیری ماتا نے یہ پھل کھلا ہی دئے

تیرے دل میں نہ اب کوئی کھٹکا رہا — رامچندر کا کانٹا نہ اٹکا رہا
اب کیوں خاموش ہو ہو کے ٹھٹکا رہا — میرے سینے میں خنجر چلا ہی دئے

اب کرو چین سے ۔ ۔ ۔ ۔

اگر تجھے میری ہی صورت سہاتی نہیں ۔ تو مجھے زندگی خود ہی بھاتی نہیں
کیا کروں موت بھی میری آتی نہیں ۔ میں نے اپنے جتن سب بنا ہی لئے

اب کرو چین سے ۔ " " "

رامچندر نے واپس اب آنا نہیں ۔ اور لچھمن نے حصہ بٹانا نہیں
ایک میں ہوں سو میرا ٹھکانا نہیں ۔ موت نے ڈیرے آکر لگا ہی دیئے

اب کرو چین سے ۔ " " "

رہ گئی زندہ تو بھی مردوں سے پرے ۔ خوف میری طرف کا نہ ہرگز کرے
جو یہ چاہتا ہے کوشلیا جلدی مرے ۔ زہر کے گھونٹ کیوں نہ پلا ہی دیئے

اب کرو چین سے ۔ " " "

ہو رہی اب میری حالت زار ہے ۔ دوش کرموں کا تیرے کیا اختیار ہے
اچھا ایشور سہارا مددگار ہے ۔ ککیئی تو نے پھندے پھیلا ہی دیئے

اب کرو چین سے ۔ " " "

نہ کسی کے مدد کے ہو محتاج تم ۔ بن گئے ہو اودھ کے مہاراج تم
جاؤ بیٹا خوشی سے کرو راج تم ۔ راز جسونت سنگھ نے بتا ہی دیئے

اب کرو چین سے ۔ " " "

ناٹک

بیٹا! اب تو تیری حسب منشا کام ہو گیا ۔ اور اجودھیا کا کل راج تیرے نام ہو گیا ۔ جو کچھ تو چاہتا تھا ۔ وہ تجھے مل گیا ۔ اور رامچندر کا کانٹا بھی تیرے دل سے نکل گیا ۔ کہو اب کس بات کا وچار ہے ۔ اب تو تو ہی اجودھیا کا مالک مختار ہے ہاں اگر میری ہی صورت نہیں سہاتی ۔ تو مجھے زندگی خود ہی نہیں بھاتی ۔ مگر کیا کروں ۔ یہ بے شرم جان بھی نکلنے میں نہیں آتی ۔ اگر کچھ کھا کر مرتی ہوں تو آتم ہتیا

لہ اگر سلہ بد تر

کا پاپ ہوتا ہے۔ اور اگر زندہ رہتی ہوں تو تیری جان کو سنتاپ ہوتا ہے۔ مگر تسلی رکھو۔ اب میں زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہنے پاؤں گی۔ اور خود ہی اس غم میں گھل گھل کر مر جاؤں گی۔ اگر نہ بھی مری۔ تو تیرے کام میں میرے زندہ رہنے سے کوئی خلل نہیں آسکتا۔ اور اگر رامچندر کا خیال ہو۔ تو وہ چودہ سال سے پہلے کسی حالت میں بھی شکل نہیں دکھا سکتا۔ جاؤ موج اڑاؤ۔ اور اپنے من مانے منگل گاؤ۔

بھرت

گانا (بحر طویل)

دوہا

اے ماتا میرے بدن میں مت لگا دے آگ
پاپن کے پیدا ہوا پھوٹے میرے بھاگ

تیرے چرنوں کی سوگند ماتا مجھے اس شرارت کا بالکل پتہ ہی نہیں
یونہی الزام دو تو تمہاری خوشی ورنہ اس میں میری کچھ خطا ہی نہیں
تیرے چرنوں کی ۔ ۔ ۔ ۔

رام کو بھیج بن میں کروں راج میں میرے دل کا تو یہ مدعا ہی نہیں
ماتا کیسے دلاؤں میں تجھ کو یقین سوا ایشور کے کوئی گواہ ہی نہیں
تیرے چرنوں کی ۔ ۔ ۔ ۔

یوں نہ کھائیں کرو بولیاں مار کر کاٹ لو سر مجھے کچھ گلہ ہی نہیں
ماتا سر ہے مرا اور خنجر ترا لینی اس میں کسی کی صلاح ہی نہیں
تیرے چرنوں کی ۔ ۔ ۔ ۔

رام ہوتے ہوئے اگر اس جگہ میں سمجھتا پتا جی مرا ہی نہیں!
ایک تیرا سہارا تھا باقی مجھے ہائے تجھ کو بھی آتی دیا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی

تیاگتا ہوں پران اب تیرے سامنے زندگی کی مجھے کوئی چاہ ہی نہیں
ہائے اک دم مصیبت پڑی آن کر کوئی دنیا میں دردی رہا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی

موت پڑتی ہے آتے ہوئے موت کو ملتی اس کو اجودھیا کی رلھی نہیں
جان بھی تو بھرت کی نکلتی نہیں ہائے مجھ سا کوئی بے حیا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی

کالا منہ کرکے جاتا ہیں سے نکل میں نے ناناہال میں سنا ہی نہیں
تیرے سر کی قسم یاں نہ رکھتا قدم مجھ کو جسونت سنگھ نے کہا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی

ناٹک

ماتاجی! نہ معلوم بھرت سے ایسا کونسا کھوٹا کرم ہو گیا۔ جو آپ جیسی سوشیل اور دہرماتما ماتا کو بھی میری نسبت ایسا بھرم ہو گیا۔ ماتاجی مجھ کو آپ کے چرنوں کی سوگند ہے۔ جو مجھ سے کبھی اس قسم کا ذکر اذکار بھی ہوا ہو۔ یا میری زبان سے ایسے کمینے خیالات کا اظہار بھی ہوا ہو۔ اگر مجھ کو اس سازش کا پتہ تک بھی ہو تو بھی آپ کا قصور وار ہوں۔ اور اس پاپ کے بدلے زندہ جل مرنے کو تیار ہوں۔ ماتاجی کیا آپ کو وشواس ہے۔ کہ میں بھائی رامچندر کو تو بن باس دلواؤں اور خود اجودھیا میں رہ کر عیش اڑاؤں۔ ہائے ماتاجی آپ کو یہ یقین ہو گیا۔ کہ بھرت کا آتما ایسا ملین ہو گیا۔ ماتاجی! یہ میری ہی کھوٹی تقدیر ہے جو بھرت آپ کی نظروں میں اس قدر حقیر ہے۔ افسوس! پتاجی کے مرتے ہی چاروں طرف سے مصیبت کے بادل چھا گئے۔ اور نس سندیہہ اب اس خاندان کے خاتمہ کے دن آ گئے۔ اگر بھائی رامچندر موجود ہوتے

تب بھی زندگی کے دن کاٹنے آسان تھے۔ کیونکہ مجھ کو وہ بھی پتا کے سمان تھے
مگر افسوس کہ وہ بھی منہ موڑ گئے۔ اور مجھ بدنصیب کو یہ دکھ سہنے کیلئے چھوڑ
گئے۔ آپ پر پوری امید تھی۔ کہ اس مصیبت میں میری دھیر بندھائیں گی۔
اور اپنی دیا کا ہاتھ میرے سر سے نہ اٹھائیں گی۔ مگر آپ الٹی ہی کڑوے
کریلے توڑ رہی ہیں۔ اور اس ساری شرارت کا کھبا ناحق میرے سر پر تھوپ
رہی ہیں۔ اچھا ماتاجی آپ کو اختیار ہے۔ جو الزام آپ چاہیں۔ بھرت سب
کچھ سہنے کو تیار ہے۔ نہ اس پاپن کے پیٹ سے پیدا ہوتا۔ نہ میری
نسبت آپ کا خیال ایسا الٹا اور بے قاعدہ ہوتا۔ مگر اس طرح گھائل کرنے کی
بجائے اگر میری گردن اڑا دو۔ تو بڑی مہربانی ہو۔ تاکہ جان نکلنے میں تو آسانی
ہو۔ ماتاجی پرمیشور کے واسطے اس طرح بے رحمی سے تو میری جان نہ نکالو
اور ایسے گہرے زخم تو کلیجے میں نہ ڈالو۔ ہائے ہائے میری موت بھی آج مجھ سے ڈر
رہی ہے۔ اور اس کو یہاں آتے ہوئے نہ معلوم کیوں موت پڑ رہی ہے۔ اے
پرمیشور! مجھے موت کی خیرات دو۔ اور تو سب دشمن ہو گئے۔ مگر آپ تو میرا
ساتھ دو۔ ہائے پتاجی! ذرا اپنے بھرت کی ------"

(بھرت کا غش کھا کر گر جانا۔ اور کوشلیا کا ورلاپ کرنا)

کوشلیا

گانا (بحر طویل)

دوہا

اے بیٹا تجھے کیا ہوا آنکھ کھول میرے لال
مجھ دکھیا کا اس گھڑی کہاں چلا گیا کال
بیٹا رو رو کے ناحق نہ جی کو جلا ماتا صدقے تمہارے بلہاری گئی

میں نے دل کو دکھایا تیرے لاڈلے دراصل عقل میری ہی ماری گئی
بیٹا رو رو کے ۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

میری آنکھوں کا تارا دلارا بھرت — زندگی کا سہارا ہمارا بھرت
رام چندر سے بھی مجھ کو پیارا بھرت — دیکھ تجھ کو بپت بھول ساری گئی!
بیٹا رو رو کے ۔ ۔۔۔ ۔۔۔

میں تو پہلے ہی ماری ہوئی رام کی — زندگی یہ رہی نا کسی کام کی!
آس تھی ایک بیٹا تیرے نام کی — آہ وہ بھی میرے سے بساری گئی
بیٹا رو رو کے ۔ ۔۔۔ ۔۔۔

کیوں پڑے ہو ذرا آنکھ کھولو بھرت — تیری ماتا بلاتی ہے بولو بھرت
زہر میں اور مت زہر گھولو بھرت — مجھ سے وہ ہی بپت نہ سہاری گئی
بیٹا رو رو کے ۔ ۔۔۔ ۔۔۔

لال میرے کہاں پر بسیرا کیا — چھوڑ مجھ کو کہاں جا کے ڈیرا کیا
ہر طرف سے مصیبت نے گھیرا کیا — ایک دم پھوٹ قسمت ہماری گئی
بیٹا رو رو کے ۔ ۔۔۔ ۔۔۔

اپنے ہاتھوں کی لکڑی دلا جا بھرت — مجھے رکھ کر چتا میں جلا جا بھرت
جی چاہے پھر وہاں کو چلا جا بھرت — میری آنکھوں میں کیوں دھول ڈاری گئی
بیٹا رو رو کے ۔ ۔۔ ۔۔۔

بیٹا میرے لئے تو تو ہی رام ہے — تیرے ہوتے مجھے سارا آرام ہے
تیرے دم سے ایودھیا سورگ دھام ہے — ورنہ عزت ہماری تمہاری گئی
بیٹا رو رو کے ۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ناٹک

ہیں ! ہیں !! میرے لال ! تجھے کیا ہوا ! ۔ بیٹا میں نے ناحق تیرے ننھے سے دل کو دکھایا ۔ اور اپنی بے وقوفی سے تیری جان کو اس قدر صدمہ پہنچایا واقعی میں نے سخت پاپ کیا ۔ جو تجھ بے گناہ کو اتنا سنتاپ دیا ۔ مگر میرے کہنے کا کچھ خیال نہ کر ۔ اور خواہ مخواہ اپنی طبیعت پر اس قدر ملال نہ کر ۔ کیونکہ اس وقت میں اپنے ہوش وحواس بالکل کھوئے بیٹھی ہوں ۔ اور اپنی تمام امیدوں سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہوں ۔ میرے لاڈے ! کیا تم اسی لئے نانہال سے آئے تھے ۔ کہ میری مصیبتوں کو اور بھی دوبالا کرو ۔ اور جاتی دفعہ میرا ہی منہ کالا کرو ۔ بیٹا میں تو پہلے ہی اپنی قسمت کو رو رہی تھی ۔ اور رامچندر کی جدائی میں ہی پران کھو رہی تھی مگر اس امید پر زندہ تھی ۔ کہ بھرت کے آسرے ہی اپنی زندگی کے دن گذار لوں گی ۔ اور اس کے سہارے سے اس صدمہ کو سہار لونگی ۔ مگر افسوس ! کہ تم میری رہی سہی زندگی کو تباہ کر رہے ہو ۔ اور نہ معلوم کہاں جانے کی صلاح کر رہے ہو ۔ میرے بچھڑے ! پہلے اپنے ہاتھوں سے میرا انتیشٹی سنسکار کرا جا پھر جہاں تیرا دل چاہے چلا جا ۔ بھرت ! میرے پیارے بھرت ! بیٹا !! ذرا زبان تو ہلاؤ ۔ اور مجھے ایک دفعہ ماتا کہکر تو بلاؤ ۔ ذرا دیکھ تو سہی ! تیری دکھیا ماتا کتنی دیر سے تیرے سرہانے بیٹھی رو رہی ہے ۔ بیٹا تو تو مجھے دور سے دیکھ کر ماتا ماتا کہہ کر لپٹ جایا کرتا تھا ۔ اور مجھے ذرا سا رنجیدہ دیکھ کر تمام دن روٹی نہ کھایا کرتا تھا ۔ مگر اب باوجود میرے بلانے کے بھی لب تک نہیں ہلاتا ۔ میرے بچے ! مجھ سے یہ تیرا دکھ دیکھا نہیں (دوپٹے کے آنچل سے بھرت کا منہ پونچھ کر) بیٹا ! پرمیشور کے واسطے میرا قصور معاف کرو ۔ اب تو اٹھ کر ہاتھ منہ صاف کرو ۔ (گردن اٹھا کر) بھرت ! بھرت !! اٹھو بیٹا !!! اب تو بہت ہو چکی (دسمترا سے مخاطب ہو کر) کسی کو بھیجنا ۔ کہ جلدی ہی وید جی کو بلا کر لائے ۔ میرے بھرت کی حالت تو کچھ ابتر ہوتی جاتی ہے ۔

سمترا ۔ (نزدیک جا کر) نہیں ! نہیں !! تم بے فائدہ اسقدر غم کر رہی ہو اور خواہ مخواہ

دوسروں کا حوصلہ بھی کم کر رہی ہو۔ پرمیشور کی دیا سے بھرت بالکل تندرست ہے۔ صرف بے ہوشی کی وجہ سے نبض کی حرکت ذرا سست ہے۔ میں ابھی نخلخہ بناکر سونگھاتی ہوں۔ اور تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ہوش میں لے آتی ہوں۔

کوشلیا۔ ذرا جلدی جاؤ اور زیادہ دیر نہ لگاؤ۔

سمترا۔ (نخلخہ سونگھاکر) بیٹا بھرت! اٹھو! کشتری ہوکر ایسی بزدلی۔

بھرت۔ (کسیقدر آنکھیں کھولکر) بس ماتا جی! معاف فرمائیے۔ مجھے نہ اب زندگی کی چاہ ہے اور نہ موت کی پرواہ ہے۔ جبکہ میری ماتا کے نزدیک میرا جیون ناقابل اعتبار ہے۔ تو ایسی بے شرمی کی زندگی پر بھی دھکا ہے۔

کوشلیا۔ (بھرت کو گلے لگاکر) بیٹا! میں نے اپنی بے وقوفی کا پھل پالیا اور بہت کچھ رنج و غم اٹھالیا۔ پرمیشور کے واسطے ذرا اپنی طبیعت کو سنبھالو۔ اور ان واہیات خیالات کو دل سے نکالو۔

بششٹ جی۔ بیٹا! پہلے مہاراج کی نعش کا انتیشٹی سنسکار کرانا چاہیئے۔ اور جس سامان کی ضرورت ہو۔ وہ جلدی تیار کرانا چاہیئے۔

بھرت۔ (طیش میں آکر) گورو جی! افسوس ہے۔ کہ آپ کی موجودگی میں ایسے ایسے اتیاچار ہوتے رہے۔ مگر نہ معلوم آپ کس گہری نیند میں سوتے رہے۔

بششٹ جی۔ بیٹا! جو کچھ تم کہتے ہو۔ سب سچ ہے۔ ہماری سب چترائی خاک میں مل گئی۔ اور وہی بات پوری ہوئی۔ جو کیکئی کی زبان سے نکل گئی۔ خیر اب ان گئی گذری باتوں کا کیا ذکر کرنا ہے۔ پہلے مہاراج کے داہ[۱] کا فکر کرنا ہے۔

---

[۱] مہاراجہ دشرتھ کے مرتک شریر کو مصلحتاً بھرت کے آنے تک رکھ لیا گیا تھا۔

مہاراجہ دشرتھ کی نعش پر بھرت اور شتروگھن کا وِلاپ

(راگنی آسا تال چپ)

کون بندھائے دھیر پتا جی	آج ہوا چھوٹ اور اندھیرا
دشمن ہوگئی دنیا ساری	ہائے پتا جی آج ہماری
پھوٹ گئی تقدیر پتا جی	آج ہوا چھوں ۔ ۔۔ ۔۔
چھوڑا ہم کو کس کے سہارے	سر پہ ہے اب کون ہمارے
پھرتا ہوئے فقیر پتا جی	آج ہوا چھوں ۔ ۔۔ ۔۔
نہیں بھروسہ مجھے جان کا	نشچے ہی اس خاندان کا
آگیا وقت اخیر پتا جی	آج ہوا چھوں ۔ ۔۔ ۔۔
دیکھے کون اب دین اناتھا	رام لیا جنگل کا رستہ
نارہے یہیں بیر پتا جی	آج ہوا چھوں ۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

کوشلیا۔ بیٹا! اب رنج و غم کو دور کرو۔ اور جو میں کہتی ہوں اُسے منظور کرو۔ تم دیکھتے ہو۔ اِس وقت اجودھیا کا تخت بالکل خالی ہے۔ اس کا نہ کوئی وارث ہے نہ والی ہے۔ تمام نگری ویران ہو رہی ہے۔ اور پرجا الگ پریشان ہو رہی ہے۔ اب رونا دھونا بند کرو۔ اور کچھ راج کا بھی پربندھ کرو۔ جو کچھ ہو چکا۔ اس کا اب فضول افسوس ہے۔ اور نہ ہی کیکئی کا اسمیں دوش ہے ہمنے اپنے کرموں کا پھل پانا تھا۔ اور اس بچاری کا تو بیچ میں یونہی ایک بہانہ تھا۔ بلکہ وہ رامچندر کو مجھ سے زیادہ چاہتی تھی۔ اور اس کے پسینے کے بدلے اپنا خون بہاتی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس رامچندر بھی اس پر اپنی جان نثار کرتا تھا

---

[1] چاروں طرف۔

اور مجھ سے زیادہ اس کے ساتھ پیار کرتا تھا۔ مگر بھاوی کے چکر نے سب دماغ ہلا دیا۔ اور اس گھر کو گھر کے چراغ نے ہی جلا دیا۔ مگر خیر اب تک بھی کچھ نہیں بگڑا۔ تم اپنی طبیعت کو ٹکاؤ۔ اور اس خاندان کو آئندہ آنے والی خرابیوں سے بچاؤ۔ اگر دوسرے دشمن سن پائینگے۔ تو ضرور منہ میں پانی بھر لائینگے۔ کیونکہ ؎

نہ پت۔ بہوپت۔ بال پت۔ تینی پتی بدیش۔
اس پور کی تو کیا کہوں پر پور میں بھی کلیش۔

یعنی ایک تو جس کا مالک نہ ہو۔ دوسرے جس کے ایک سے زیادہ مالک ہوں۔ تیسرے جس کا مالک نادان ہو۔ چوتھے جس استری کا مالک (پتی) پردیس میں ہو۔ اُن کو اس لوک کا ذکر ہی کیا ہے۔ پرلوک میں بھی کلیش ہی رہتا ہے۔ اس لئے آپ مستقل مزاجی سے کام کرو اور سادھوان ہو کر راج کا انتظام کرو

بھرت

گانا (بحر قوالی)

جدائی رام کی ہرگز گوارا کر نہیں سکتا — بنا رگھوبر کے ایک پل گزارہ کر نہیں سکتا
جسم اور جان کا سمبندھ ہے رگھوناتھ سے میرا — کسی حالت میں میں اُنسے کنارا کر نہیں سکتا
کروں میں عیش محلوں میں بھٹکتے وہ پھریں بن بن — کبھی منظور یہ ہرگز ہمارا کر نہیں سکتا
قسم ہے راج گدی پر قدم رکھنا مجھے ماتا — کسی حالت میں یہ کہنا تمہارا کر نہیں سکتا
ابھی جاتا ہوں بن میں کھوج لیکر رامچندر کا — بھرت کو رام سے کوئی نیارا کر نہیں سکتا
بنیگا جس طرح واپس نہیں لاؤں ایودھیا میں — مجھے مایوس وہ میرا پیارا کر نہیں سکتا
یہ ہے وشواس کہ وہ مان لیوینگے میرا کہنا — نہیں تو آپکے درشن دوبارہ کر نہیں سکتا
بھلا طاقت ہے کسکی جو نظر بھر کر ادھر دیکھے — ایودھیا کی طرف کوئی اشارہ کر نہیں سکتا

کسی پرکار سے اس پاپ کا جیونت سنکھیٹ جنم جنمانتر میں بھی کفارہ کر نہیں سکتا

ناٹک

ماتاجی! یہ آپ کیا فرما رہی ہیں۔ اور مجھ کو کیوں پاپوں کے گڑھے میں گرا رہی ہیں۔ میں کسی حالت میں بھی آپ کا حکم منظور نہیں کر سکتا۔ اور کوئی شخص مجھ کو اس پاپ کرم کیلئے مجبور نہیں کر سکتا۔ آپ تو راج کے لئے کہتی ہیں۔ مگر مجھکو اجودھیا میں رہنا ہی عار ہے۔ اور ایک ایک پل گزارنا دشوار ہے۔ راجہ وہ کہلا سکتا ہے جسکی زندگی پرجا کیلئے ایک مثال ہو۔ نہ کہ بھرت ہے جس کی نسبت پرجا کو پہلے ہی بدگمانی کا خیال ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر ایک چھوٹے بڑے کی میری طرف نفرت کی نگاہ ہے۔ گویا ان کے خیال میں میری اس سازش میں پوری صلاح ہے۔ اگر آپ کے کہنے پر عمل کروں۔ تو ان کا شک اطمینان میں تبدیل ہو جائیگا۔ اور بھرت سب کی نظروں میں ذلیل ہو جائے گا۔ میرے ایسا کرنے سے جو کچھ اثر پرجا پر ہوگا۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ جس کی تلافی کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ جب پرجا کو خود میری زندگی پر ہی شک ہوگا۔ تو مجھے ان کے کسی پاپ کے دنڈ دینے کا کیا حق ہوگا۔ دوسری ہمعصر سلطنتیں میری الگ تحقیر کریں گی۔ اور میری پرجا کے ہر ایک پاپ کو میرے نام سے پھیریں گی بات بات میں یہی طعنہ ملے گا۔ کہ آخر تو اسی بھرت کی رعایا ہے جس نے بڑے بھائی کا حق چھین کر بیچارے کو گھر سے نکلوایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

واقعی میں راجہ کے ہر ایک فعل کا پرجا پر خاص پربھاؤ[2] ہوتا ہے اور راجہ کے نقش قدم پر چلنا پرجا کا عام سبھاؤ ہوتا ہے۔ سچا راجہ تتھا پرجا ایک پسندیدہ بات ہے۔ علاوہ ازیں، رامچندر ہر طرح سے راج کا حقدار ہے۔ اسلئے انکی موجودگی میں

[1] دراصل [2] اثر مشہور۔

راج گدی پر قدم رکھنے کا مجھے کیا ادھیکار ہے۔ اسیوقت جنگل میں چلا جاؤنگا اگر وہ میرے کہنے سے واپس آ گئے۔ تو بہتر۔ ورنہ چودہ سال تک میں بھی آپکو شکل نہیں دکھاؤں گا۔ کیکئی کو بھی دست بدست بدلہ مل جائیگا۔ جبکہ اس کا بیٹا بھی اس کی آنکھوں کے سامنے جنگل کو نکل جائیگا۔ تاکہ اُسے معلوم ہو جائے کہ کسی ماتا کو اپنے پتر کی جدائی کا کس قدر ملال ہوتا ہے اور اس کا ان اوستھا میں کیا حال ہوتا ہے +

بششٹ جی بھرت جی! اس سندیہہ آپ کا وچار تو اتی اُتم اور پوتر ہے۔ اور رامچندر جی سے ادھک آپ کا کون متر ہے۔ انکا وِیوگ آپ کے لئے کوئی تھوڑا ادکھدایک نہیں۔ اس میں سندیہہ نہیں کہ راج کا بھی نہیں کا ادھیکار ہے۔ اور یہ بھی آپ کا بڑا شریشٹ وچار ہے۔ پرنتو ان کا اب واپس آنا مہاں کٹھن ہے۔ اور یہ آپ کا بڑا ہی پریتن ہے۔ اگر وہ ملنے والے ہوتے۔ تو ہم ہی بہتیر اسنا لیتے۔ اور آپ سے بھی زیادہ یکنی بنا لیتے۔ کوشلیا جی نے بہتیرا زور لگایا۔ سمترا جی نے بہت کچھ سمجھایا۔ پرنتو ان کے دھیریہ میں کنچت ماتر بھی فرق نہ آیا۔ مہاراج نے اسی کلیش میں جان کھو لی۔ ساری پرجا روتی پیچھے ہولی سب نر ناری رتھ کے آگے پڑتے جاتے تھے۔ پرنتو وہ اسی بیگ سے آگے بڑھتے جاتے تھے۔ منتری جی شرنگ بیر پور تک ساتھ گئے۔ پرنتو واپس لانے میں وہ بھی اسمرتھ رہے جب اتنا پریشرم کرنے پر بھی واپس نہ آئے۔ تو کس کی سامرتھ ہے جو انہیں منا لائے۔ کوشلیا اور سمترا سے ادھک نہ آپ کا پربھاؤ پڑ سکتا

لہ بے شک سلہ زیادہ سلہ جدائی سلہ رنجیدہ سلہ حق سلہ مبارک سلہ خیال سلہ [illegible]
کوشش سلہ [illegible] سلہ استقلال سلہ [illegible] سلہ [illegible] سلہ [illegible] سلہ [illegible]
سلہ کوشش سلہ طاقت سلہ زیادہ۔

ہے۔ اور نہ کسی پرکار کا دباؤ پڑ سکتا ہے۔ اس لیئے ان وچاروں کو دل سے نکالیئے۔ اور چودہ برس تک آپ ہی پرجا کو سنبھالیئے۔ یدی آپ بھی ان کے سنگ بن کو جائیں گے۔ تو ایودھیا کو اس اوستھا میں کداچت نہ پائیں گے۔

بھرت۔ گورو جی! اگر رامچندر کی نسبت آپ کا ایسا قیاس ہے تو سمجھ لیجیئے۔ کہ بھرت کو بھی چودہ سال کے لیئے بن باس ہے۔ چاہے کتنا ہی گیا گذرا اور بھرشٹ انسان ہوں۔ مگر آخر تو اسی پتا کی سنتان ہوں۔ اگرچہ میں نے ماتا کوشلیا کا دودھ نہیں پیا ہے۔ مگر کم از کم جنم تو اسی گھر میں لیا ہے اگر رامچندر جی نے اپنا دھرم پالن کرنے میں اس قدر ثابت قدمی دکھائی ہے تو بھرت بھی تو انہیں کا بھائی ہے۔ جان پر کھیل جانا میرے لیئے آسان کام ہے۔ مگر راج گدی پر قدم رکھنا قطعی حرام ہے۔ آپ باتوں میں ناحق دیر نہ کیجیئے۔ اور مجھے جلدی اجازت دیجیئے۔

کوشلیا۔ بہت اچھا! اگر تمہارا یہی ارادہ ہے۔ تو ہم بھی ساتھ جائینگی اور نہیں تو ایک دفعہ ان کا مکھڑا ہی دیکھ آئیں گی +

لہ اگر سلہ ہرگز۔

چودھواں نظارہ

(۱) شرنگ بیر پور

ایک شخص - (راجہ گوہ سے مخاطب ہو کر) مہاراج! آپ کے متر شری رامچندر جی کا بھائی بھرت بیشمار فوج و لشکر لئے آرہا ہے۔

گوہ۔ کچھ معلوم ہے کدہر کو جا رہا ہے۔

وہی شخص۔ عام طور پر تو یہی افواہ ہے۔ کہ رامچندر جی کو واپس لانیکی صلاح ہے۔

گوہ۔ اگر دراصل اسی ارادہ سے آیا ہے۔ تو اسقدر فوج کیوں ساتھ لایا ہے۔

وہی شخص۔ بے شک! یہ بات تو ذرا غور طلب ہے کہ اسکا اس قدر فوج لشکر کو ساتھ لانے کا کیا مطلب ہے۔ کہیں منہ میں رام بغل میں چھُری والا معاملہ نہ ہو۔

گوہ۔ ہاں تعجب نہیں۔ آخر تو کیکئی کا بیٹا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ

ماں پر پوت پتا پر گھوڑا   بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

شاید پیچھے سے عقل آئی ہو۔ یا کسی نے یہ بات سوجھائی ہو کہ کہیں رامچندر اِدہر اُدہر سے امداد لے کر چڑھائی نہ کر دے۔ اور تمہاری ویسے ہی صفائی نہ کر دے۔ اِس لیئے یہ کانٹا نکال کر ہی سُکھ کی نیند سو جاؤں اور ہمیشہ کیلئے بے فکر ہو جاؤں۔

وہی شخص ۔ ممکن ہے یہی بات ہو۔ اور اس کا خیال ایسا ہی واہیات ہو۔
گوہ ۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ اور اس کا دلی منشا دریافت کراتا ہوں۔ تم اپنی فوج کو تیار کرو۔ اور میرے آنے تک انتظار کرو۔ اگر اس کا دل صاف ہے۔ تو ہمیں بھی اس کی نیک نیتی کا اعتراف ہے۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس کی نیت میں ذرا بھی خلل ہے۔ تو اس حالت میں اس کا یہاں سے زندہ جانا سخت مشکل ہے۔ ایک ایک کا سر دھڑ سے جدا کر دوں گا۔ اور حق دوستی کا ادا کر دوں گا۔

تمام بھیل (تلوار کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر) جب تک جان میں جان ہے ایک ایک بھیل بچہ آپ کے اور رامچندر جی کے قدموں پر قربان ہے۔ صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے۔ پھر بھرت کی فوج ہے۔ اور ہماری تلوار ہے۔

(۲) بھرت اور گوہ

گوہ (گانا)

کہیئے بھگون کدھر کی تیاری ہے

کس دشمن پر ہوئی ہے سختی	کس کی آگئی آج کمبختی
چلی کہاں کو سواری ہے	کہیئے بھگون ۔ ۔ ۔
اتنی فوجیں اور یہ لشکر!	کدھر چلے ہیں کمریں کس کر
سینا کدھر کو سنگاری ہے	کہیئے بھگون ۔ ۔ ۔
مجھ کو کچھ سیوا فرمائیے	حاضر ہوں امداد جو چاہیئے
آگیا کی بس انتظاری ہے	کہیئے بھگون ۔ ۔ ۔
ایسے تھے کہاں بھاگ ہمارے	اس نگری میں آپ پدھارے

آج قسمت ہی اچھی ہماری ہے — کہیئے بھگون ۔۔ ۔۔
آگیا دوتا کہیں جا کر — لاؤں اپنی فوج چڑھا کر
پل پل مجھکو بھاری ہے — کہیئے بھگون ۔۔ ۔۔

ناٹک

بھگون! کہیئے کدھر کی چڑھائی ہے اور کس کمبخت کی شامت آئی ہے جو آپسے چھیڑ چھاڑ کی سمائی ہے۔ فوجوں کی تعداد صاف بتلا رہی ہے کہ آپکی سینا کسی بھاری مہم پر جا رہی ہے۔ اگرچہ پرمیشور کی دیا سے آپکے پاس پہلے ہی کافی سے زیادہ طاقت ہے اور میرا کسی قسم کی سہایتا کے لئے عرض کرنا ایک فضول سی حماقت ہے تاہم تخت ایودھیا کا ایک ادنیٰ جاں نثار ہوں اور بوقت ضرورت اسکے لئے سر دینے کو تیار ہوں۔ آپ فی الحال اسی جگہ قیام کیجئے اور چند روز اسی نگری میں آرام کیجئے۔ صرف اس کا نام بتلا دیں اور وہ مقام بتلا دیں جب آپکا جان نثار ہر وقت سر فروشی کیلئے تیار ہے تو آپکا کسی قسم کا فکر کرنا محض بے کار ہے۔

گانا

آج قسمت سے ہی لڑائی ہے

باہر کا نہیں دشمن کوئی — کرم گتی نے حرمت کھوئی
گردش کی ہم پر چڑھائی ہے — آج قسمت ۔۔ ۔۔
پراربدھ میں لکھی فقیری — ہوگئی ہم سے وداع امیری
دشمن ہوئی سب خدائی ہے — آج قسمت ۔۔ ۔۔
پتا مرے دشمن ہوئی ماتا — ساتھ چھوٹ گئے دونو بھراتا

آنکھوں اندھیری چھائی ہے آج قسمت . . . . .
اودھ پوری ہے دیا کل ساری دکھیا ہو رہے سب نر ناری
پاپوں نے درگت بنائی ہے آج قسمت . . . . .
چلا رام کو واپس لانے! دنیا مانے یا نہ مانے
دل میں یہی دھن سمائی ہے آج قسمت . . . . .

ناٹک

مترو! نہ کسی غنیم پر چڑہائی ہے۔ اور نہ ہی کسی باہر کے دشمن سے لڑائی ہے بلکہ گردش ایام سے بھرت کی قسمت ہی چکر میں آئی ہے۔ خود میری ماتا نے پاپ کا بیج بو دیا۔ اور مجھے دین دنیا سے کھو دیا۔ میری عدم موجودگی میں بھائی رامچندر جی کو بن باس دلوایا۔ اور انہیں بے گناہ گھر سے نکلوایا۔ ادہر انہوں نے بن کی صلاح کی۔ ادہر پتا جی نے سورگ کی راہ لی۔ لچھمن جی اپنے فرض برادرانہ کو نبھا گئے۔ اور وہ رامچندر جی کے ہمراہ گئے۔ سب کے سب میری رفاقت سے منہ موڑ گئے۔ اور مجھ بدنصیب کو یہ دُکھ سہنے کیلئے چھوڑ گئے اگر رامچندر جی کا سایہ بھی سر پر ہوتا۔ تو میں ہرگز اپنی قسمت کو نہ روتا مگر وہ تو ہر طرح اپنے آپ کو آزاد کر گئے۔ اور مجھے ہمیشہ کے لئے برباد کر گئے اس کے علاوہ دنیا کی بدگمانی الگ ستم ڈھا رہی ہے اور وہ اس ساری کارستانی کا ذمہ وار مجھے ہی ٹھیرا رہی ہے۔ غرضیکہ ہر طرح سے زمانہ درپے آزار ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک اپنا بیگانہ میری صورت سے بیزار ہو رہا ہے ہر وقت جان کو یہی کلیش ہے۔ بلکہ زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ اب رامچندر جی کی سیوا میں حاضر ہو کر انہیں اپنا دکھ درد سناؤں گا۔ اور جس طرح ہو سکیگا۔ انہیں واپس لاؤنگا۔

گرو۔ آپ کا خیال نہایت مبارک خیال ہے مگر اسقدر فوج و لشکر کیلئے

رستہ ملنا سخت محال ہے۔ علاوہ ازیں اس قدر جھمیلے کو دیکھکر ہر ایک شخص حیران ہوتا ہے۔ اور اُن کا یہی گمان ہوتا ہے کہ بھرت کے دلمیں ضرور کچھ کدورت ہے۔ ورنہ رامچندر جی کو واپس لانے کیلئے اس قدر فوج ہمراہ لانے کی کیا ضرورت ہے۔

بھرت۔ آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ اور آپ نے ایک ایک بات لاکھ لاکھ روپے کی کہی ہے۔ میں نے ہرگز کسی کو ساتھ آنے کیلئے نہیں کہا۔ بلکہ اس وقت تک بھی ہر ایک کو روکتا رہا۔ مگر تمام ایودھیا رامچندر جی کی جدائی میں ایسی بیقرار ہے کہ انہیں ایک ایک پل گذارنا بھی سخت دشوار ہے چنانچہ اس وقت تک بھی اُن کی آمد کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ اور اسقدر ہجوم کو دیکھکر دنیا کو بھی بے اعتباری ہے۔ مگر کیا کروں۔ میں خود مجبور ہوں اور ان کو ساتھ لانے میں بالکل بے قصور ہوں۔ البتہ تینوں ماتاؤں کے ساتھ ہونے کی وجہ سے چند خدمتگار ضرور ہمراہ لائے ہیں اور باقی سب لوگ اپنی مرضی بلکہ زبردستی سے ساتھ آئے ہیں۔

گوہ۔ کیا ماتائیں بھی تشریف لائی ہیں ؟

بھرت۔ ہاں وہ بھی ساتھ ہی آئی ہیں۔

گوہ۔ اسقدر دور دراز کے سفر میں ان کو تکلیف دینا سخت غلطی ہے۔

بھرت۔ یہ میں خود بھی جانتا ہوں۔ مگر میری کیا پیش چلتی ہے۔

گوہ۔ تو کرپا کرکے مجھے بھی اُن کے درشن کرا دیجئے۔

بھرت۔ بہت اچھا! آپ میرے ساتھ آئیے۔

گوہ۔ (کوشلیا کے پاؤں پکڑکر) ماتا جی! میرے دھنیہ بھاگ ہیں۔ جو آپنے اپنے پوتر چرنوں سے اس بھومی کا ادھار کیا۔

کوشلیا۔ (بھرت سے مخاطب ہوکر) بیٹا! یہ کون ہیں جنہوں نے آکر مجھے نمسکار کیا۔

بھرت۔ ماتا جی! یہ بھائی رامچندر جی کے پرم متر راجہ گوہ نکھاد والئے شرنگ بیر

ہیں۔ اور ہر ایک وصف میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ انہی کے ہاں بھائی رامچندر جی نے قیام کیا تھا۔ اور ایک رات اسی جگہ بشرام کیا تھا۔ آپ کے آنے کی خبر سنکر درشنوں کو آئے ہیں اور بڑی دیر سے تشریف لائے ہیں۔

کوشلیا۔ (گوہ سے) اچھا بیٹا چیر نجیو رہو۔

گوہ۔ بھرت جی! مجھے تینوں ماتاؤں کے درشن کرائیے اور ان کے شبھ نام الگ الگ بتائیے۔

بھرت۔ (کوشلیا کی طرف اشارہ کر کے) یہ شری متی کوشلیا جی میرے پوجنیہ بھراتا شری رامچندر جی کی جنم داتا ہیں (سمترا کی طرف اشارہ کر کے) یہ شری متی سمترا جی ہیں لچھمن اور شترگھن کی ماتا ہیں (کیکئی کی طرف اشارہ کر کے) یہ مورکھ متی جس کو یہاں سکھ نہ پرلوک میں گتی مل سکتی ہے۔ جو مجھ بدنصیب کی ماں کہلاتی ہے جس کو ماتا کہتے ہوئے بھی مجھ کو شرم آتی ہے۔ یہی اس سارے فساد کی بانی مبانی ہے۔ اور اسی راکششنی کی مہربانی سے بھائی رامچندر نے جنگلوں کی خاک چھانی ہے۔

کوشلیا۔ بھرت! تم کسی وقت تو اپنی زبان کو لگام دیا کرو۔ اور کبھی تو ان کا عزت سے نام لیا کرو۔ ہر وقت ان کی توہین کرنا سخت نادانی ہے۔ یہ سب اپنے کرموں کا پھل ہے۔ اس بچاری کی کیا مہربانی ہے آئندہ کیلئے اپنی زبان کو سنبھالو۔ اور ان کی شان میں ہرگز ایسے لفظ منہ سے نہ نکالو۔ انسان سے قصور بھی ہو ہی جاتا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔ لیکن پھر بھی یہ تمہاری ماتا ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ ہر طرح سے ان کی عزت اور مرتبہ کا لحاظ کرو۔ نہ کہ ہر وقت نکتہ چینی اور اعتراض کرو۔ اگر آئندہ ایسا کرو گے۔ تو میں رامچندر سے تمہاری سخت شکایت کروں گی اور تنبیہ کرنے کی ہدایت کروں گی۔

بھرت۔ ماتا جی! اگر مجھکو بھائی رامچندر کی ناراضگی کا خیال نہ ہوتا تو اب تک

ایسی ماتا کا کچھ سے کچھ حال نہ ہوتا۔ مگر کیا کروں۔ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا ہوں۔ اور اپنے جوش کو اندر ہی اندر دبا رہا ہوں۔

گوہ۔ بھرت جی! واقعی یہ آپ کی طرز گفتگو خلاف قاعدہ ہے اور اب گڑے ہوئے مُردے اکھاڑنے سے کیا فائدہ ہے۔ جو کچھ ہو گیا۔ ایسے استقلال سے نبھائیے۔ اور میرے لائق کچھ سیوا ہو۔ تو فرمائیے۔

بھرت۔ آپ مہربانی فرما کر اتنا کام کر دیجیئے۔ کہ ہمارا گنگا سے پار جانے کا انتظام کر دیجیئے۔

گوہ۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ اور کشتیاں تیار کراتا ہوں۔ پربھات ہی سب کام تیار ملیگا۔ اور یہ آپ کا سیوک بھی ساتھ چلے گا۔

بھرت۔ ہم تو اپنی مصیبت بھگتتے پھرتے ہیں۔ مگر آپ خواہ مخواہ کیوں تکلیف کرتے ہیں۔

گوہ۔ اس میں تکلیف کی کونسی بات ہے۔ بلکہ مصیبت کے وقت کنارا کرنا بڑا متر گھات ہے۔

(۳) چترکوٹ

شری رامچندر جی۔ لکشمن جی اور سیتا جی اپنی کٹیا میں بیٹھے ہوئے بن کے قدرتی نظاروں کو دیکھ رہے ہیں

سیتا جی

گانا (ٹھوڈی آساوری تال۔ تیرے بھال دا محرم توں)

تیری قدرت کے بلہار

بھید نہ تیرا کسی نے پایا رشی منی گئے ہار
تیری قدرت ۔ ۔ ۔ ۔

پل میں بہتے اتھاہ سمندر جن کا وار نہ پار (لا محدود) پل میں ڈھونڈا ملے نہ پانی لیلا اپرم پار
تیری قدرت ۔ ۔ ۔ ۔

پل میں پشپ کھلے باغوں میں پھول رہی پھلوار (پھول) پل میں پلٹ گئی سب کایا سوکھ گئی سب ڈار
تیری قدرت ۔ ۔ ۔ ۔

پل میں ماتا پتر (اپنے) پتروں کے کرتی سو سنگار پل میں روتی کھڑی سر ہانے کیش کھلے میں ڈار
تیری قدرت ۔ ۔ ۔ ۔

پل میں تھے راجہ کہلاتے پرجا کے سردار پل میں لیا فقیری بانا چھوڑ دیا گھر بار
تیری قدرت ۔ ۔ ۔ ۔

ناٹک

پرکھو! تم دھنیہ ہو۔ تمہاری مہما کا کون پار پا سکتا ہے۔ پرماتمن! تمہاری لیلا اپرم پار ہے۔ تمہاری قدرت کے بھید سب سے نرالے ہیں۔ ابھی ابھی جہاں اتھاہ سمندر لہریں مار رہا تھا۔ وہاں ڈھونڈنے سے بھی پانی کا گھونٹ نہیں ملتا۔ ایک گھڑی پہلے جہاں انیک پرکار کے پشپ اپنی رنگ برنگی پنکھڑیوں کا ابھیمان کر رہے تھے۔ وہاں ایک سبز پتہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ایک پتروتی ماتا جو چند منٹ پہلے اپنے ہونہار پتر کی مانگ پٹی سنگار رہی تھی اور اسکا چاند سا مکھڑا دیکھ دیکھ کر بار بار بلائیں لے رہی تھی۔ ایک پل میں اسکے مرتک شریر پہ دہائیں مار مار کر روتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایک پل پہلے جن کو اپنے راج کا ابھیمان تھا۔ لاکھوں منش آنکھ کے اشارے پر اپنا خون بہانیکو تیار تھے جن کے چرن چھونا پرتھوی بھی اپنے اہو بھاگ سمجھتی تھی۔ سب پرکار کی سکھ کی سامگری موجود تھی۔ آج ایک روٹی کے ٹکڑے کے محتاج در بدر مارے پھرتے

ہیں۔ اور کوئی ذات تک نہیں پوچھتا (کسیقدر آبدیدہ ہوکر) پرماتمن! تمہاری پرم کرپا ہی کو تم ہی ۔۔۔۔۔۔۔

رامچندر۔ پریہ جی! مجھے سخت افسوس ہے کہ تم ہر وقت سرد آہیں بھرتی رہتی ہو۔ اور اس قسم کی باتیں کرتی رہتی ہو۔ جس سے میری طبیعت کو سخت کلیش ہوتا ہے۔ اور میرا دکھ خواہ مخواہ دو چند ہوتا ہے۔ میں پہلے ہی ان حالات کو دیکھ کر ڈرتا تھا۔ اور اسی لئے بار بار تمہیں ساتھ آنے سے منع کرتا تھا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ استریوں کے اندر استقلال کا مادہ بہت کم ہوتا ہے اور انہیں معمولی سی بات کا بھی بہت غم ہوتا ہے۔ تمہیں رنج میں دیکھ کر میرا دل بھی بیکل ہوگا۔ اور اس حالت میں چودہ سال کا عرصہ گذارنا سخت مشکل ہوگا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ مگر اس میں تمہارا بھی کیا قصور ہے۔ بلکہ قدرتی سبھاؤ سے ہر شخص مجبور ہے۔ بہتر ہے۔ کہ تم اب بھی ایودھیا کو واپس چلی جاؤ۔ اور خواہ مخواہ تکلیف نہ اٹھاؤ۔ لچھمن تمہارے ساتھ جائے گا۔ اور تمہیں بآرام وہاں پہنچا آئے گا۔

سیتا جی۔ نہیں سوامی جی! مجھے اپنی تکلیف کا مطلق خیال نہیں صرف ماتا جی کی بردھ اوستھا کا خیال آگیا تھا۔ اور یونہی بیٹھے بیٹھے طبیعت پر ملال آگیا تھا۔ جب آپ کے چرنوں میں میرا نواس ہے۔ تو تمام سنسار کے سکھوں کی سامگری میرے پاس ہے۔ پرمیشور کے واسطے ایسا کام نہ کیجئے۔ اور اس داسی کو اپنے چرنوں سے علیحدہ کرنے کا نام نہ لیجئے۔

رامچندر۔ (لچھمن سے مخاطب ہوکر) لچھمن! آج یہ جنگل کے جانور کیوں اس قدر بھے کھا رہے ہیں۔ اور بے تحاشا بھاگے ہوئے جا رہے ہیں پہلے تو یہ کبھی اتنے بھے بھیت نہ ہوئے تھے۔ اور ایسی تیزی سے بھاگتے ہوئے پرتیت نہ ہوئے تھے۔ ذرا دیکھنا ان پر کیا مصیبت آئی ہے۔ جو انہوں نے ایسی کھلبلی مچائی ہے

لچھمن۔ (ایک اونچے درخت پر چڑھ کر) بھائی صاحب ہوشیار ہو جائیے سورج ونشی جھنڈا ہوا میں لہرا رہا ہے۔ اور بھرت بیشمار فوج لئے ادہر کو آرہا ہے۔

رامچندر۔ اگر بھرت ہے تو تمہیں کس بات کا ڈر ہے۔

لچھمن۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت میں ابھی شر ہے۔

رامچندر۔ یہ محض تمہارا خیال ہے۔

لچھمن۔ ادہر وہ سر پر چڑھا آرہا ہے اور ادہر آپ کا یہ حال ہے۔

رامچندر۔ بھرت سے ہرگز مجھے یہ امید نہیں۔

لچھمن۔ اجی مہاراج اس کی ذات سے کچھ ادبید نہیں۔

رامچندر۔ مجھے درڑھ نشچہ ہے کہ بھرت کا ایسا گرا ہوا اخلاق نہیں۔

لچھمن۔ آپ کچھ ہی کہیں مگر مجھکو آپ کی رائے سے قطعی اتفاق نہیں۔

رامچندر۔ میرے خیال میں وہ کسی بُرے ارادے سے نہیں آیا ہے۔

لچھمن۔ (ذرا تنک کر) تو اتنی فوج کیا جھک مارنے کو ساتھ لایا ہے۔

رامچندر۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں آنے دو۔

لچھمن۔ مہربانی کرو اور اس سادہ لوحی کو جانے دو۔

رامچندر۔ مگر قبل از مرگ واویلا تو ٹھیک نہیں۔

لچھمن۔ آپ کی "اگر" "مگر" ضرور کچھ نہ کچھ گُل کھلائے گی۔ اور نہ معلوم کن کن مصیبتوں کا سامنا کرائے گی۔ آپ اپنی اس منطق کو لیکر ایک طرف آرام کیجئے۔ اور پرمیشور کا نام لیجئے۔ آپ کی اس ناجائز نرمی نے اس حال کو تو پہنچا دئے۔ کہ بالکل نہتے اور اپاہج بنا کر ایک گوشے میں جا بٹھا دئے۔ گھر سے بے گھر بنا کر جنگلوں کی خاک چھنوائی۔ مگر اس اسیر حرص کو ہماری گمنامی کی زندگی بھی ایک آنکھ نہ بھائی۔ اب ہمارا ویسے ہی صفایا کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنی طاقت کے زعم میں سر پر چڑھا آتا ہے (شستر سنبھال کر) اچھا کیا ڈر ہے۔ آئے اور اپنی بہادری

کے جوہر دکھلائے۔ اگرچہ ہم بے سروسامان ہیں۔ مگر پھر بھی چھتری ونش کی نسل ہیں۔ اور رگھوکل کی سنتان ہیں۔ اس حالت پر بھی اس بزدل کے لئے میرا ایک ہی وار کافی ہے۔ اور اس کا ابھیمان توڑنے کے لئے (تلوار کو جنبش دیکر) یہی تلوار کافی ہے۔

رامچندر۔ (لچھمن کے ہاتھ سے شستر چھین کر) لچھمن ذرا صبر کرو۔ اور قدرے اپنی طبیعت پر جبر کرو۔ اس کو ذرا نزدیک آنے دو۔ اور اپنا دلی منشا تو بتانے دو۔ شستر کہیں بھاگے نہیں جاتے۔ سنبھال لینا۔ اور خوب اپنے دل کے ارمان نکال لینا۔ جلدی کرنا اچھا نہیں۔

لچھمن۔ بس بھائی صاحب! بہت صبر کیا۔ اور بہتیرا اپنی طبیعت پر جبر کیا۔ آخر کب تک خون جگر کھائیں۔ ذرا آپ ہی انصاف سے بتائیں۔ کہ اگر صبر اسی کا نام ہے تو ایک کشتری پتر کے لئے ڈوب مرنے کا ۔۔۔۔۔۔

رامچندر۔ (بھرت کو دور سے آتا دیکھکر) لو دیکھو۔ وہ تو بچارا اکیلا ہی بھاگا ہوا آرہا ہے ۔۔۔۔۔۔

بھرت کا روتے ہوئے رامچندر جی کے پاؤں پر گر پڑنا۔ اور ان کا اٹھا کر گلے لگا لینا

رامچندر جی

گانا (مانڈ تھیٹر)

ہارے ہمارے آنکھوں کے تارے روز ہو کیوں زار زار
دین اتحاد ہمسر تو دکھاؤ صدقے ہوں میں بار بار

بلک بلک کیوں روتے ہے کہو تو بھائی جان دیکھ تمہیں اس حال میں ہو رہے خشک پران
کس نے ستایا کس نے دکھایا کس نے پہنچایا آزار
پیارے ہمارے ۔ ۔ ۔

کس لئے چھوڑا اودھ کو پہنچا کون کلیش راج پاٹ کو چھوڑ کر کیوں آئے پردیس
حالت تمہاری بگڑی کیوں ساری کیسے ہیں لٹے اتار
پیارے ہمارے ۔ ۔ ۔

شترو گھن ہم بھرات کو چھوڑا کس کے تیر بیان پدھارے کس لئے کہو تو میرے بیر
بولو تو بھائی دل یہ کیا آئی کس نے کیا ہے لاچار
پیارے ہمارے ۔ ۔ ۔

راج پاٹ کو بھرت جی آئے کسے سنبھال حالت کیا ہے اودھ کی کہو مفصل حال
جسونت سنگھ کو سونپا ہی کن کو چھوڑا کیوں اپنا دوار
پیارے ہمارے ۔ ۔ ۔

ناٹک

پیارے بھرت! کہو چت تو پرسن ہے۔ ہیں! ہیں!! تم روتے کیوں ہو؟ آخر کوئی وجہ تو بتاؤ۔ کچھ حال تو سناؤ (بھرت کو پیشانی کا بوسہ دے کر) میرے لینت پناہ۔ میری دائیں بھجا! بتاؤ تو تمہیں کیا رنج پہنچا۔ جو اتنے پریشان ہو رہے ہو۔ اور بلک بلک کر رو رہے ہو۔ اوہو! تم نے تو بچوں کو بھی مات کر دیا۔ (گردن کو جھٹکا کر) میرے پیارے عزیز! میں تمہاری یہ حالت کن آنکھوں سے دیکھوں۔ میں تو اگر کبھی خواب میں بھی تم کو رنجیدہ دیکھ لیتا تھا تو پسینے سے تر بتر ہو جاتا تھا۔ ہائے ہائے میری موجودگی میں تمہیں کوئی تکلیف ہو۔ دھکار ہے میری زندگی پر۔ لعنت ہے میرے جینے پر۔ بھائی تمہیں میری قسم ہے۔ مجھے زیادہ پریشان نہ بناؤ۔

گانا (بحر طویل)

اے بھراتا بھرت سے خطا کیا ہوئی میری نسبت تمہیں کیا بھرم ہوگیا
مجھے چرنوں سے اپنے جدا کیوں کیا کونسا مجھ سے کھوٹا کرم ہوگیا

اس شرارت کا مجھ کو پتہ تک نہیں — آپ بیٹھے کہیں بھرت بیٹھا کہیں
کر لیا آپ نے کس طرح سے یقیں — ہائے ایسا بھرت بے شرم ہوگیا
اے بھراتا۔۔۔

میں نے دل میں جو ایسا وچارا بھی ہو — یا اُس دشمنی کو ابھارا بھی ہو
جو بھرت کا ذرا سا اشارہ بھی ہو — تو بھی بے شک میرے سے جرم ہوگیا
اے بھراتا۔۔۔

ہائے ساری اودھ کو بیابان کر — آگئے آپ جنگل میں کیا ٹھان کر
ایک اس نیچنی کا کہا مان کر — آپ کو بیٹھنا گھر میں ستم ہوگیا
اے بھراتا۔۔۔

آپ بن کے روادار کیوں ہوگئے — یہاں آنے کو تیار کیوں ہوگئے
میری صورت سے بیزار کیوں ہوگئے — ہا ستم ہوگیا ہا ستم ہوگیا
اے بھراتا۔۔۔

موت میری نہ جانے کہاں سوگئی — ساری سکھ سمپتی ہاتھ سے کھوگئی!
میری قسمت تو الٹی جبھی ہوگئی — جس گھڑی کیکئی کے جنم ہوگیا
اے بھراتا۔۔۔

ہے کسی پر نہ افسوس ہے — اے بھراتا نہ کچھ آپ کا دوش ہے
بیٹھا جسونت سنگھ بھی تو خاموش ہے — ہا زمانہ وِرُودھ ایک دم ہوگیا
اے بھراتا۔۔۔

رامچندرجی

گانا

(الطرز ایضاً)

پیارے بھائی ذرا تم عقل تو کرو میں ہوا حیران تم کو یہ کیا ہو گیا
میں نے کس سے تمہاری شکایت کری کسطرح سے تمہیں یہ شبہ ہو گیا
پیارے بھائی - - - - -

اس قسم کے خیالات چھوڑ دو بھرت کون کہتا ہے تم سے گناہ ہو گیا
میری اپنی پرا ربدھ کا دوش ہے جو برا ہو گیا یا بھلا ہو گیا
پیارے بھائی - - - - -

راج میں نے کیا تو بھی کیا بات ہے اور تم نے کیا تو بھی کیا ہو گیا
اس اوستھا میں بھی مجھ کو سنتوش ہے جو پتا کا قرض تھا ادا ہو گیا
پیارے بھائی - - - - -

مجھے الزام دے لو چاہے جسقدر میں تمہارے لئے بیوفا ہو گیا
میری ماتا کی نسبت کہو یہ بچن تو بھرت اس قدر بے حیا ہو گیا
پیارے بھائی - - - - -

مجھے امید تیرے سے ایسی نہ تھی تیرا ایسا ملین آتما ہو گیا
جنم داتا کا تم یوں نرادر کرو ساری تہذیب کا خاتمہ ہو گیا
پیارے بھائی - - - - -

چھتری پن کو دھبہ لگاؤ نہ تم کیوں تیرا ایسا کم حوصلہ ہو گیا
دوش تیرا نہ جسونت سنگھ کا بھرت میری تقدیر کا فیصلہ ہو گیا
پیارے بھائی - - - - -

گانا (ایضاً)

میرے بھائی دوہائی دوہائی تیری کس طرح یہ ندامت گوارا کروں
حقدار اس طرح مارا مارا پھرے اور میں راج کی موج مارا کروں
ہوگیا میں یتیم ہر طرح سے ہائے کونسا کونسا دکھ سہارا کروں
میں تو روتا ہوں پہلی ہی تقدیر کو اس گناہ کا ہو کیا کفارہ کروں
میرے بھائی ..

ہے مناسب یہی آپ راجہ بنیں اور میں جان تم پر نثارا کروں
سارے دشمن نہ اکدم بھرت سکے جو کسطرح سے میں کہنا تمہارا کروں
میرے بھائی ..

مارا ابھا ذی نے پکڑیاں دے کر تجھے کیا کسی پہ گلہ میں بجا کروں!
تم الو دسیا کہ میرے حوالہ کرو میں تمہارے سے پہلے کنارہ کروں
میرے بھائی ..

بیگناہ ہوں چاہے میں گنہگار ہوں بخشدو اور کس سے چارہ کروں
بس بہت ہو چکی اب تو واپس چلو آپ سے عرض یہی دوبارہ کروں
میرے بھائی ..

کوئی سر پر مربی نہ میرے رہا آسرے بیٹھ جس کے گذارہ کروں
کون جسونت سنگھ دے دلاسا مجھے بھائی کہکے میں پکارا کروں
میرے بھائی ..

دوسرا حصہ ختم ہوا

آریہ سنگیت رامائن

حصہ سوم

بقیہ از چودہواں نظارہ

سلسلے کے لئے دیکھو حصہ دوئم

رامچندر جی۔ بھرت جی! میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھ کو نہ تمہاری نسبت کوئی شکایت ہے۔ نہ ماتا کیکئی پر کچھ افسوس ہے۔

بھرت۔ ہاں بھراتا جی! یہ میرے ہی پورے بلے کرموں کا پھل ہے اس میں آپ کا کیا دوش ہے۔

رامچندر۔ (سامنے دیکھ کر) ادھو! یہ تو شترگھن جی بھاگے ہوئے آ رہے ہیں۔

بھرت۔ ایک شترگھن کیا۔ بلکہ ماتا کوشلیا جی وسمترا جی اور گورو بششٹ بھی مع دوسرے رشیوں کے تشریف لا رہے ہیں۔ اسکے علاوہ تمام ایودھیا الگ آنسو بہا رہی ہے۔ اور وہ میری جنم کی دشمن بھی ساتھ آ رہی ہے۔

شترگھن۔ (دوڑ کر رامچندر جی کے پاؤں میں گر کر) بھراتا جی! ہم ــــــــ

(آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی چھلک پڑی)

رامچندر جی۔ (شترگھن کو گلے لگا کر اور بھرت جی سے مخاطب ہو کر) بھرت جی افسوس ہے

کہ تمہیں تمام خاندان کو کلیش دینا ہی منظور ہے۔

بھرت۔ (آبدیدہ ہوکر) ہاں بھراتا جی! یہ سب میرا ہی قصور ہے۔

رامچندر جی۔ شترگھن جی! تم اس کٹیا میں اپنی بھاوج کے پاس آرام کرو میں ماتاؤں کے سواگت کے لیے جاتا ہوں۔

شترگھن۔ (ہاتھ جوڑکر) جیسی آگیا ہو۔

رامچندر۔ (کیکئی کے پاؤں پکڑکر) ماتا جی! آپ نے اس دور دراز کے سفر کی خواہ مخواہ تکلیف اٹھائی۔

کیکئی۔ (گردن جھکائے ہوئے خاموش)۔

رامچندر۔ (گلے سے چمٹاکر) میری ماتا! آپ بولتی کیوں نہیں کہیئے طبیعت تو اچھی ہے۔

کیکئی۔ (کسی قدر شرمندہ ہوکر دھیمی آواز سے) ہاں اچھی ہوں۔

رامچندر۔ (ہاتھ جوڑکر) ماتا جی! آپ اپنے دل میں ہرگز کسی قسم کا خیال نہ کریں اور خواہ مخواہ اپنی طبیعت پر اس قدر ملال نہ کریں۔ یہ پراربدھ کا چکر ضرور سامنے آنا تھا اور آپ کا تو یونہی بہانہ تھا۔

کیکئی۔ چپ۔

بھرت۔ او ہو! کیسی غریب ہے۔ بچاری کے منہ میں زبان بھی نہیں۔

کوشلیا۔ (رامچندر اور لچھمن کو گلے لگاکر) پترو! شکر ہے کہ دوبارہ یہ چاند سا مکھڑا دیکھا مگر افسوس کہ وہ بچارے اخیر وقت میں بھی تمہارا دیدار نہ کرسکے۔

رامچندر۔ (کسی قدر سہم کر) ہیں ماتا جی! یہ کیا کہا۔

کوشلیا۔ (آبدیدہ ہوکر) ہاں بیٹا اب تمہارے سر پر پتا کا سایہ نہیں رہا۔

رامچندر۔ ہائے ہائے۔ یہ کیسا شوک ہوا اور پتا جی کا کب پرلوک ہوا؟

کوشلیا۔ ادھر تم بن کو پدھارے اُدھر وہ سورگ سدھارے۔

رامچندر۔ کیا بھرت جی بھی نہیں آنے پائے تھے؟

کوشلیا۔ نہیں بیٹا! وہ بھی بعد میں بلائے تھے۔
رامچندر۔ آہ! او فلک کجرفتار! تو گھر سے نکال کر بھی ہم کو ستا رہا۔ ہائے افسوس کہ پتا کا سایہ بھی سر سے جاتا رہا۔
سیتا۔ (دہائیں مار کر) ہائے پتا جی! آپ ہمیشہ کے لئے ہم سے منہ موڑ گئے آخر ہمیں کس کے سہارے چھوڑ گئے۔

لچھمن

گانا (غزل قوالی)

اے موت تو نے ہم کو در در رولا کے مارا	گھر سے کئے تھے بے گھر بن میں بلا کے مارا
سامان عیش کے تو سب چھین ہی لئے تھے	پھر بھی صبر نہ آیا دم دے دلا کے مارا
بن کر فقیر ہم نے در در کی خاک چھانی	اس خاک میں ہی ہم کو آخر ملا کے مارا
افسوس ہر طرح سے کر دی صفائی تو نے	ہم کو جگا کے مارا ان کو سلا کے مارا
ساری ایودھیا تو نے ظالم ویران کر دی	بیدا دساری کل کو کیا بش پلا کے مارا
چاروں طرف سے اکدم گھیرے مصیبتوں نے	گردش کے چکروں نے چکر میں لا کے مارا
کیا دوش ہے کسی کا اپنے کرم ہیں کھوٹے	گھر کے چراغ نے ہی گھر کو جلا کے مارا

ناٹک

ہائے افسوس! یہ گردش ہمارے کیوں پیچھے پڑی ہے جو ہم کو برباد کرنے پر اڑی ہے گھر سے نکالکر گوشہ تنہائی میں بٹھا دیا۔ اور اب پتاجی کی محبت کا ہاتھ بھی سر سے اٹھا دیا۔ یتیمی ہمیشہ کیلئے ہماری مہمان ہو گئی۔ اب تو زندگی بھی وبال جان ہو گئی او ظالم موت! تو نے بھی ابھی جبر کرنا تھا۔ کم از کم چودہ سال تو صبر کرنا تھا۔ تو بھی اسی وقت کا انتظار کر رہی تھی۔ اور در پردہ ہماری بربادی کے سامان تیار کر رہی تھی۔
کوشلیا۔ (لچھمن کو گلے لگا کر) بیٹا صبر کرو۔ اب رونے دھونے سے کچھ نہ بنے گا۔
لچھمن۔ ایک دکھ ہو تو صبر کریں۔ مصیبتوں کا بھی تو کچھ ٹھکانا نہیں۔

کوشلیا۔ اس کے سوا اور چارہ بھی کیا ہے۔ مہاراج نے تو اب واپس آنا نہیں

بششٹ جی۔ بیٹا! جو بات ایک نہ ایک دن ضرور ہونی ہے اسکا افسوس کرنا فضول ہے اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جو بنا ہے ضرور ٹوٹیگا۔ اور جو گھڑا ہے وہ ضرور پھوٹے گا۔ جو پیدا ہوا ہے۔ اُس نے مرنا ضرور ہے۔ اور یہ سفر ایک دن ہم سب نے کرنا ہے۔ اسلئے ان فضول تفکرات کو چھوڑکر پرمیشور کا دھیان کیجیے۔

(بھرت سے مخاطب ہو کر) ہاں بھرت جی! آپ اپنے دل کی مدعا کو بیان کیجیے۔

بھرت

گانا (بطرز قوالی)

کہوں کیا درد دل اپنا مصیبت کا ستایا ہوں — دکھی ہو کر لئے بھرا تا جی تمہاری شرن آیا ہوں
ابھی تھے دن بھرت کے کھیلنے کو اور کھانیکے — مگر میں اس وستھا میں ہی لاوارث بنایا ہوں
نہ سایہ ہی پتا کا گود ماتا کی چھنی مجھ سے — زمانہ ہو گیا دشمن کسی کو بھی نہ بھایا ہوں
کہیں لعنت کہیں پھٹکار اور دھتکار پڑتی ہے — ازل ہی میں گویا لیکھ یہ لکھوا کے لایا ہوں
ہوئے تھے اور تو سب ہی میرے دشمن مگر بھگون — نہ آیا رحم تم کو بھی بہت کچھ بلبلایا ہوں
دور تو کچھ خطا میری نظر آتی نہیں مجھ کو — فقط ہے دوش اتنا کیکئی پاپن کا جایا ہوں
سزا میرے گناہونکی بہت کچھ مل چکی مجھ کو — کیا سر طور سے برباد مٹی میں ملایا ہوں
چلو واپس نہیں تو اسجگہ ہی پران دیدونگا — اکیلا گھر پہ جانے کی قسم کھا کر کے آیا ہوں
بنو سردار ایودھیا کے جگہ چرنوں میں دو مجھکو — کرو مجھ پر دیا میں کسلئے دل سے بھلایا ہوں

ناٹک

بھرا تا جی! جو عرض کرنی تھی وہ کر چکا ہوں۔ آپ زیادہ مجھے کیوں مارتے ہیں میں تو پہلے ہی مر چکا ہوں۔ ادھر سے سکھوں کا ویسے خاتمہ ہو گیا۔ ادھر آپکا ایسا کٹھور ہتیا ہو گیا۔ پتا جی کے بعد یونہی پالن پوشن کرنا تھا۔ اور یہی ہمدردی کا دم بھرنا تھا اگرچہ بھرت آپکے مقابل بات کرتے ہوئے بھی شرماتا تھا اور کبھی سامنے آنکھ نہ اٹھاتا

تھا مگران آئے دن کی مصیبتوں نے مار کر چکنا چور کر دیا۔ اور مجھ کو ایسی بپتا کا نہ گفتگو کرنے پر مجبور کر دیا۔ مگر میں اس گستاخی کیلئے آپ سے معافی کا خواستگار ہوں و اس زبان درازی پر خود شرمسار ہوں۔ امید ہے کہ آپ میری گستاخیوں کو نظر انداز فرماوینگے اور تخت ایودھیا کو اپنے قدم مبارک سے سرفراز فرماویں گے۔

رامچندر۔ پیارے بھرت! تمہارا پریم جو کچھ میرے ساتھ ہے اُسے میں خود جانتا ہوں اور تمہارے دلی ابھپرائے کو بھی بخوبی پہچانتا ہوں۔ مگر کیا کروں شاستروں کی آگیا اور دھرم کی پابندیوں سے مجبور ہوں۔ اس لئے چودہ سال کیلئے تمہاری نظروں سے دور ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں تو نہ صرف میری آتما کو ہی کشٹ ہوگا بلکہ پتاجی کا پن پرتاپ اور یش ہماری بدولت نشٹ ہوگا۔

بھرت۔ بہت اچھا! اگر آپ کا یہی دھرم ہے۔ تو بھرت کیلئے بھی سب سے بڑھ کر یہی شبھ کرم ہے۔ کہ آپ کے چرنوں میں ہی نواس کروں اور خود بھی چودہ سال بن باس کروں۔

رامچندر جی

گانا

ہو کر سمجھدار اے بھائی کیسی نادانی کرتے ہو

پتا کی آگیا کے پرتکول — چلنا چاہئے ہیں نہ بھول — رستہ ستیہ دہرم کا بھول

اپنی من مانی کرتے ہو

ہو کر سمجھدار ...

تج کر رگھو ونش کی ریت — ہو کر ویدوں سے وپریت — الٹے چلو نہ میرے میت

کیوں کل کی ہانی کرتے ہو

ہو کر سمجھدار ...

میری سمجھ میں نہیں آتا
تم بھی یہیں رہ گر بھراتا
کیسے دن کاٹیں گی ماتا
اُن کی ویرانی کرتے ہو
ہو کر سمجھدار ۔

بن میں آگئے اگر تمام
راج کا کون کریگا کام
اس کو کر دوگے گمنام
اچھی سلطانی کرتے ہو
ہو کر سمجھدار ۔

جا کر کرو اودھ کا راج
رگھو رگھو ونش کی لاج
دے گئے حکم یہی مہاراج
کیوں نافرمانی کرتے ہو
ہو کر سمجھدار ۔

ناٹک

مجھے تمہاری اس رائے سے بھی اختلاف ہے ۔ کیونکہ تمہارا یہ خیال پتا جی کے حکم اور دھرم شاستروں کے سراسر خلاف ہے ۔ بن باس کا حکم صرف رام کیلئے ہے نہ کہ ہم تمام کیلئے ہے اگر یہ کہو کہ لچھمن ساتھ کیوں آیا رسوان کے لئے پتا جی نے کوئی خاص حکم نہیں فرمایا اسلئے یہ اپنی مرضی کا مختار ہے جہاں جا ہے رہے اس کو اختیار ہے یوں تو وہ ہم چاروں کے پوجنیہ باپ ہیں ۔ مگر اس حکم کے پابند صرف میں اور آپ ہیں ۔ اسلئے ان کی آگیا کے انکول چلنا ہی سعادتمندی ہے ۔ اور یہی دھرم کی پابندی ہے ۔ بالفرض اگر تم بھی یہیں ڈیرے ڈالو گے تو بوڑھی ماتاؤں کو کس کو سنبھالو گے ۔ راج پاٹ کا کام کیسے چلیگا کیا یہ باپ دادا کا راج یونہی مٹی میں ملے گا ۔

جابالی ۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ کس قسم کی باتیں بنا رہے ہیں اور بار بار دھرم اور ادھرم کا راگ گا رہے ہیں ۔ اس قسم کی باتیں آپ بھرت کے سامنے ہی ملا سکتے ہیں ۔ اور جس طرح چاہیں انہیں پھسلا سکتے ہیں مگر جابالی کے سامنے آپ کی دال نہ گلے گی ۔ اور یہاں آپ کی یہ منطق نہ چلے گی ۔ ذرا آپ ہی مہربانی کر کے بتلائیے کہ یہ کہاں کا دھرم ہے ۔ اور کون سے کشتریوں کا کرم ہے کہ ایک لائق

اور نرد وش پتر کو تو گھر سے نکالا جائے۔ اور دوسرے کو جو کسی طرح بھی
حقدار نہیں۔ راج سنبھالا جائے۔ پتا کا حکم بھی اسی وقت تک ماننے کے
یوگیہ ہے جب کہ وہ خود بھی دھرم کا پابند ہو۔ اور ہر طرح سے انصاف
پسند ہو۔ برخلاف اس کے دھرم اور انصاف کے ورودھ پتا کا حکم ماننا بھی
مہاپاپ ہے۔ خواہ وہ پتا ہے یا پتا کا بھی باپ ہے۔ علاوہ ازیں یہ ان کا خود
پیدا کردہ راج نہیں تھا۔ اس لئے اس کا انہیں ناجائز استعمال کرنے کا کوئی
مجاز نہیں تھا۔ بلکہ یہ ورثہ اس خاندان میں اسی طرح نسلاً بعد نسل چلا آتا ہے
اور جو حقدار ہو اسی کو راج تلک دیا جاتا ہے۔ پھر وہ تو اس قدر کام وش ہو رہے
تھے کہ ان کو دھرم اور ادھرم کی تمیز ہی نہیں تھی۔ اور سوائے نفس پرستی کے
ان کی نظروں میں اور کوئی چیز ہی نہیں تھی۔ آپ تو بڑے شاستر دان بنے پھرتے
ہیں اور بات بات میں شاستروں کا ذکر کرتے ہیں۔ ذرا بتلائیے تو کہ ایسے
راجہ کے لئے شاستروں کا کیا فرمان ہے۔ اور اس کی نورتی کے لئے
آپ کے پاس کیا پرمان ہے۔ اگر کچھ ہے تو بتا دیجئے۔ ورنہ چپکے سے
ایودھیا کی راہ لیجئے۔

رامچندر جی۔ اور تو پتا جی کی طرف سے مجھے ہر طرح سنتوش ہے مگر ان کا
ایک طرز عمل میرے نزدیک بھی قابل افسوس ہے۔

جابالی۔ (دل ہی دل میں خوش ہو کر کہنے لگے) ہاں تو مہاراج کی کونسی بات ہے
جو آپ کے نزدیک واہیات ہے؟

رامچندر جی۔ وہ یہ کہ انہوں نے تجھ جیسے ناستک کو نہ صرف اپنے راج میں
ٹھیرایا ہے۔ بلکہ اپنی کونسل کا مشیر بھی بنایا ہے۔ شاید اسی وجہ سے ہمارے
خاندان پر یہ مصیبت آئی ہے کہ تجھ جیسے ناستکوں کی ایودھیا میں رسائی ہے۔

جابالی۔ (شرمندہ ہو کر خاموش)

بششٹ جی۔ اے بیٹا! نہ جابالی کے ایسے حالات ہیں اور نہ ایسے ناستکتا کے

یالات ہیں۔ صرف تم کو واپس لے جانے کیلئے ایسی گفتگو کا طریقہ اختیار کیا تھا
دراسی سے لشٹ اس قدر اصرار کیا تھا۔ مگر اپنے کرنے کی سزا پا رہا ہے۔ دیکھتے نہیں
س طرح گردن نیچی کئے سر کو جھکا رہا تھا۔

رچندر جی۔ پیارے بھرت! پرمیشور کی کرپا سے ہمارا خاندان آج تک
کل بے داغ رہا ہے اور کل دنیا میں ایک روشن چراغ رہا ہے سخت سے سخت مصیبتوں
بھی اپنے پرن کو نہیں چھوڑا ہے۔ اور ہم اپنے زندہ جاوید بزرگوں پر جس قدر فخر
ریں تھوڑا ہے۔ مہاراجہ ارج۔ مہاراجہ دلیپ۔ مہاراجہ دوہیپی۔ مہاراجہ رگھو اس
ندان کے چمکتے ہوئے ستارے تھے مہاراجہ ہرشچندر نے اپنی پرتگیا پالن کرنے میں کیا کچھ
شٹ نہ سہا۔ پس ہمیں بھی لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کی اس ریت کو بحال رکھیں
دان کی عزت اور توقیر کا ہر طرح سے خیال رکھیں۔ پس مناسب یہی ہے کہ تم ایودھیا
وٹ جاؤ۔ اور اس معمولی سی بات کیلئے اپنے کل کو داغ نہ لگاؤ۔

ھرت۔ اچھا ماتا کوشلیا جی جو کچھ حکم دیں۔ وہ تو انصاف ہے۔
چندر جی۔ ہاں۔ ہاں مجھے ان کے حکم سے کب انحراف ہے۔
ھرت۔ (کوشلیا سے) ماتا جی! آپ ہمارا انصاف کر دیں اور اس معاملہ کو صاف کر دیں۔
شلیا۔ میرے بچو! میری خوشی اسی بات میں ہے۔ کہ تم دونوں اپنے اپنے
ھرم کا پالن کرو۔

ھرت۔ (اوچھل کر) بس یہ فیصلہ بڑا معقول ہے۔ ماتا جی کا حکم مجھے قبول ہے۔
ب آپ کی ہٹھ کرنی فضول ہے۔

چندر جی۔ بھائی یہ تمہاری بھول ہے۔ بلکہ ماتا جی کا فیصلہ تو میرے
ول ہے۔ کیونکہ پتا جی کی آگیا کا پالن کرنا ہی دھرم کا پہلا اصول ہے۔

ھرت۔ ماتا جی! آپ کھلے لفظوں میں فرما دیجئے اور اس جھگڑے کو نپٹا دیجئے۔
شلیا۔ بیٹا! تم دونوں کوشلیا کے نیتر ہو۔ اور میرے ہونہار پتر ہو بہتر تھا
م آپس میں ہی فیصلہ کر لیتے اور مجھے تکلیف نہ دیتے لیکن اگر میرے

منہ سے ہی کہلواتے ہو۔ اور صاف لفظوں میں ہی سننا چاہتے ہو۔ تو چودہ سال کے لئے بھرت ایودھیا میں نواس کرے اور رامچندر بن باس کرے۔ دھرم کے مقابلہ میں کوشلیا ہرگز جھوٹ نہ بولے گی اور خواہ مخواہ اپنی چھاتی پر پتھر نہ تو لیگی۔

تمام رشی منی۔ بھرت جی! اب اس جھگڑے کو دور کرو۔ اور اپنی ماتا کوشلیا کا حکم منظور کرو۔

بھرت۔ (آبدیدہ ہو کر) ہائے کیا کہوں۔ بھرت کو ہر طرح مجبور کیا جا رہا ہے اور زبردستی آپکے چرنوں سے دور کیا جا رہا ہے۔ بہت اچھا آپ اتنی کرپا کیجئے کہ اپنی کھڑاؤں مجھ کو دیدیجئے۔ ان کو اپنے ہمراہ لے جاؤنگا۔ اور انہی سے تخت ایودھیا کو سجاؤں گا۔ مگر اس بات کا دھیان رہے کہ اگر چودہ سال سے ایک دن بھی زیادہ لگائیں گے۔ تو بھرت کو ہرگز زندہ نہ پائیں گے۔

رامچندر جی۔ (کھڑاؤں دے کر) پیارے بھرت! تمہارا کہنا سویکار کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ چودہ سال ختم ہوتے ہی تمہارے پاس آؤنگا۔ اور ایک دن بھی زیادہ نہ لگاؤں گا *

۱۵ پندرہواں نظارہ

چترکوٹ سے کوچ

رامچندر جی۔ لکشمن جی! اب تو برسات کا موسم ختم ہوچکا۔ اور بہار کی آمد نزدیک ہے اس لئے اب یہاں سے کوچ کردینا ہی ٹھیک ہے۔ رشی منی مہاتماؤں کے درشن پائینگے۔ اور انکے دھرم اپدیشوں سے لابھ اٹھائیں گے۔

لچھمن۔ بیشک اب یہاں بیٹھنا فضول ہے۔ کیونکہ اب موسم بھی بالکل انکول ہے۔

سیتا۔ آہا۔ یہ بن کیسا سہانا ہے۔ مانو قدرت کی خوبیوں کا خزانہ ہے۔

انترے رشی۔ بیٹا! تمہارا دیوگ[1] سے ہی اس طرف آنا ہوگیا۔ تھوڑی دیر کیلئے ہمارے آشرم میں بھی نواس کیجئے اور ہمیں باز نالاپ کا اوکاش[2] دیجئے۔

رامچندر۔ (ہاتھ جوڑکر) آپکا حکم منظور ہے مگر آپکا آشرم یہاں سے کتنی دور ہے؟

انترے رشی۔ دور کیا وہ تو سامنے ہی نظر آرہا ہے۔

(۲) تینوں کا رشی کے آشرم میں پرویش

اور انسوئیا[3] کا سیتا جی کو اپدیش

سیتا۔ (انسوئیا کے پاؤں پکڑکر) ماتاجی! آپ کے درشنوں سے چت گدگد ہو رہا ہے۔

انسوئیا۔ (سیتا کو گلے لگاکر) بیٹی تو ساکشات دیوی ہے تیرے ماتا پتا کو دھنیہ ہے۔

سیتا۔ (ہاتھ جوڑکر) ماتاجی! کوئی دھرم اپدیش کیجئے جس سے ہمارا اُدھار ہو۔

انسوئیا۔ بیٹی تمہیں کیا اپدیش کروں تم تو خود دھرم کا اوتار ہو۔

سیتا۔ پھر بھی آپ بردھ ہیں کوئی نصیحت کیجئے۔

۱۔ اتفاق ۲۔ موقعہ ۳۔ انترے رشی کی دھرم پتنی کا نام ہے

انسوئیا

گانا (لاؤنی ضلع)

ایک پتی برت دہرم سدا جو جان کے ساتھ نبھاتی ہے
وہی سوہاگن بڑبھاگن ستونتی نار کہلاتی ہے

یہی دہرم اور برت نیم ہے پتی پہ جان نثار رہے
تن من سے اور بانی سے نچ پتی کی تابعدار رہے
دکھ میں سکھ میں بھلے برے میں پتی کی آگیاکار رہے
پرمیشور سم سمجھ پتی کو چرنوں پہ بلہار رہے

تیاگ پتی کا دھیان غیر کلپنے میں نہیں لاتی ہے
وہی سوہاگن ۔ ۔ ۔

بوڑہا روگی مورکھ نردھن اندہا بہرہ اگیانی
جہاں آسی موڑھ کرودہی کسی انگ ہین ہانی
ایسے پت کی بھی رہے داسی وہی ستری لاثانی
کرے نرادر کبھی نہ اسکا کہے نہ کبھی کٹو بانی

جو بولے درلچن پتی کو گھور نرک میں جاتی ہے
وہی سوہاگن ۔ ۔ ۔

ادہک سینی شبھ چنتک ہتکاری پتا ورماتا ہیں
اور سمبندھی دنیا کے جو ہکتی اور بھرتا ہیں
ہیں سکھدا ایک سبھی پرنتو کچھ سکھ کے داتا ہیں
مگر پتی اس لوک اور پرلوک کے بھی پی ترتا ہیں

سوپن جاگرت ہر حالت میں پتی کو نہیں بھلاتی ہے
وہی سوہاگن ۔ ۔ ۔

پتی کے چرنوں سے بڑھکر کوئی تیرتھ استھان نہیں
متھیا تیرتھ برت کرے جو اس جیسا نادان نہیں
پتی برت کی مہماں کو برنن کرنا آسان نہیں
اور کہوں کیا ادہک تیرے سے تو کوئی انجان نہیں

متھیا برت کرے جو ناری پتی کی عمر گھٹاتی ہے
وہی سوہاگن ۔ ۔ ۔

ناٹک

بیٹی! اگرچہ جو کچھ میں تجھ کو کہنا چاہتی ہوں۔ اس سے ادہک گن پہلے ہی تجھ میں

پاتی ہوں۔ پرنتو تیرے بار بار اصرار کرنے پر استری دھرم کے سمبندھ میں کچھ باتیں سناتی ہوں۔ استری کیلئے پتی سیوا سے ادھک نہ کوئی برت ہے نہ نیم ہے اور وہی استری ستونتی ہے۔ جس کا پتی کے چرنوں میں ہر سمے پریم ہے۔ پتی چاہے نردھن روگی اور نبہاں کرودھی ہے۔ مگر جو استری ایسے پتی کی بھی ورودھی ہے وہ نہ کیول سیم ہی جنم جنمانتر تک نرک کے دکھ اٹھاتی ہے۔ بلکہ اپنے ماتا پتا اور کٹنب کو بھی نرک کا ادھیکاری بناتی ہے۔ جو استری پتی کے نام پر پرشیا برت آدی رکھ کر بھوکی مرتی ہو وہ سمجھو اپنے پتی کی آیو کو کم کرتی ہے۔ پتی کے چرن کمل استری کا سب سے بڑا تیرتھ استھان ہے۔ اور اس تیرتھ کی یاترا کا پھل بھی مہان ہے۔ غرضیکہ پتی برت کی مہماں کا جو کچھ شاستروں میں وستار ہے۔ اس کا ورنن کرنا سخت دشوار ہے اور اس کیلئے ادھک سمے درکار ہے۔ مجھے زیادہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ تو تو پتی برتا دھرم کی مجسم مورت ہے۔

سیتا جی۔ ماتا جی! اس سندیہہ آپ کا یہ منوہر اپدیش ہردے کی گانٹھ میں کھولنے کے لائق ہے۔ اور آپ کا ایک ایک سندر بچن جواہرات سے تولنے کے لائق ہے۔ پرنتو میری جننی نے میرے بواہ کے سمے مجھ کو یہ سب کچھ بتا دیا تھا اور پتی برت دھرم کو اچھی طرح جتا دیا تھا۔ چنانچہ اسی اپدیش کا پھل ہے جو مجھ کو آپ جیسی دھرماتما اور تپسوی دیویوں کے درشنوں کا شبھ اوسر پراپت ہوا اور آپکا اپدیش میرے لئے اور بھی سونے پر سہاگہ ثابت ہوا۔

انسویا۔ بیٹی! تو واستو میں دھرم کی ایک مضبوط چٹان ہے اس ماتا پتا کو بھی دھنیہ ہے۔ جن کی ایسی اتم سنتان ہے۔ آنے والی نسلیں تیری چرن دھولی کو مستک سے لگائیں گی۔ اور آرج استریاں تیری اس مثال سے اپنے جیون کو اچیہ بنائیں گی۔

---

۱ خود ۲ جھوٹے ۳ عمر ۴ تفصیل ۵ بلاشک ۶ موقعہ ۷ دراصل ۸ خوشناک ۹ پاک ۱۰ اونچا

گانا (دلبرزہ)۔ اسی تمنا میں مرتے ہم کبھی نہ پوچھا کہ حال کیا ہے

اے ماتا مجھ کو کرو نہ لجت میں کیا ہوں میری مثال کیا ہے

مجھے جو دیتی ہو اوپدیش پدوی یہ میری نسبت خیال کیا ہے

نہ کوئی ایسا وشیش گن ہے نہ ایسی پدوی کی مستحق ہوں

دھرم پہ چلنا فرض ہے سب کا میں ہی چلی تو کمال کیا ہے

چرن کی دھولی ہوں دیویں کی پتی ورتاؤں کی خاک پا ہوں

کروں جو ان کی برابری میں بھلا یہ میری مجال کیا ہے

پتی کے چرنوں نواس کرکے مجھے ہو کوئی کلیش کیونکر

جو میرے رکھشک ہوں ساتھ مجھ کو بنوں میں رہنا محال کیا ہے

ناٹک

ماتاجی! آپ مجھے خواہ مخواہ لجاتی ہیں۔ اور زبردستی اس قسم کی پدویاں میرے ساتھ لگاتی ہیں۔ دھرم کا پالن کرنے میں تو منش کی اپنی بھلائی ہے یدی میں نے اپنے دھرم کا پالن کیا تو اس میں کون بڑائی ہے۔

انسوئیا۔ بیٹی! تو مجھ سے کچھ مانگ۔ واقعی تو دھرم کی ساکشات مورت ہے۔

سیتا۔ جب مجھ کو پرمیشور نے شری رامچندر جی جیسا پتی دیا ہے تو مجھ کو کسی چیز کی کیا ضرورت ہے۔

انسوئیا۔ (پھولوں کا ہار پیش کرکے) بیٹی میں خوش ہو کر تجھ کو یہ ہار پہناتی ہوں۔

سیتا۔ تو یوں نہیں کہتی کہ الٹی گنگا بہاتی ہوں۔

انسوئیا۔ الٹی گنگا کیسے بہائی۔

سیتا۔ جب بان پرستی ہو کر گرہستیوں کو نذر دکھائی۔

انسوئیا۔ یہ کوئی نذرانہ نہیں۔ بلکہ اتتھی ستکار ہے۔ اور اس کیلئے تمہارا

انکار ہے۔ اس کے علاوہ تم کونسا اس وقت بان پرستی نہیں۔ اس حساب سے بھی میری کوئی زبردستی نہیں۔

سیتا۔ (رامچندر کی طرف کن انکھیوں سے دیکھکر) ماتا جی! یہ انوچت ہے کہ آپ اس طرح سے ہمارا ستکار کرو۔

رامچندر۔ پریہ جی! انسوئیا جی کا یہ تحفہ سویکار کرو اور انکے چرنوں میں نمسکار کرو۔

سیتا۔ (انسوئیا کے پاؤں پکڑکر) میں آپکو اس تمتی ستکار کیلئے دھنیاد دیتی ہوں۔

انسوئیا۔ (پیار کر) بیٹی! تیرا سہاگ اٹل رہے۔ میں تم کو آشیرباد دیتی ہوں۔

(۳) ڈنڈک بن

رامچندر جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بن میں راکشسوں کا زیادہ گزر ہے۔

لچھمن۔ ہونے دو۔ پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے۔

سوتیکشن رشی۔ تم کون ہو۔ اور تمہارا کیا نام ہے۔

رامچندر۔ ان کا نام لچھمن اور میرا نام رام ہے۔ ایودھیا ہمارا جائے مقام ہے۔

سوتیکشن رشی۔ آہا۔ تو آپ ہی دشرتھ کمار ہو۔

رامچندر۔ ہاں منی ور! آپ کو ہمارا نمسکار ہو۔

سوتیکشن رشی۔ میرے گرو شری اگست جی کے آشرم میں آپکے یہاں پدھارنے کا ذکر اذکار ہو رہا تھا۔ اور اسی روز سے انہیں بھی آپکا سخت انتظار تھا کیونکہ اس بن میں راکشس لوگ رشیوں کو بہت تنگ کرتے ہیں اور اپنی بدمعاشیوں سے انکی تپسیا کو بھنگ کرتے ہیں۔ جب وہ یہاں آکر انیک پرکار کے اپدرو کرتے ہیں اسی روز سے تمام رشی گن آپکو یاد کرتے ہیں۔ رشیوں کیلئے خود ڈنڈ دینا اسلئے محال ہو کہ ان کو اپنی تمام عمر کی کمائی کے برباد ہو جانے کا خیال ہے۔

رامچندر۔ میں ہر طرح سے رشیوں کا تابعدار ہوں اور جو کچھ سیوا ہو کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کشتری کا جنم ہی اسی لئے ہوتا ہے کہ پرجا کو ہر طرح سے

نربھے کرے۔ اور دنیا سے پاپ کا ناش کرکے دہرم کی جے کرے۔
سیتا۔ پران ناتھ! مجھے آشچریہ ہے۔ کہ جب رشی لوگ اپنا تپ نشٹ ہونے سے ڈرتے ہیں۔ تو آپ اپنی تپسیا کو کیوں نشٹ کرتے ہیں۔ آپ گھر سے یہ برت دھارکر آئے تھے کہ چودہ سال تک بنوں میں تپسویوں کا جیون بتیت کرینگے نہ کہ تیر تلوار اُٹھائے یہ ہنسا کرتے پھرینگے۔ راکشسوں نے آپ کا کون سا کھیت اجاڑا ہے۔ جو آپ انکی جان کے لاگو ہو رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ مرنے مارنے کو آگو ہو رہے ہیں۔
رامچندر۔ کیوں نہ ہو آخر تو مہاراجہ جنک کی سنتان ہو اور خود بھی پوری گیان وان ہو۔ آپ کا سوال واقعی بڑا معقول ہے۔ مگر اس میں تمہاری تھوڑی سی بھول ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ کشتری کا پہلا تپ دشٹوں کو ڈنڈ دینا اور انصاف کرنا ہے ملیچھوں اور دوراچاریوں سے پرتھوی کو صاف کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہ کوئی تپ ہے۔ نہ دھرم ہے۔ اور کشتری کا یہی مکھ کرم ہے۔ برہمن کا تپ کرودھ کرنے سے بھرشٹ ہوتا ہے۔ لیکن کشتری کا تپ بوقت ضرورت کرودھ نہ کرنے سے نشٹ ہوتا ہے۔ اگر ہم بھی شستر نہ سنبھالیں۔ اور برہمن تپسویوں کی طرح ایک گوشہ میں دھونی رمالیں۔ تو یہ ملیچھ ان سب کو ہمارے سمیت چن چن کر کھالیں۔ باقی رہی یہ بات کہ راکشسوں نے ہمارا کونسا کھیت اجاڑا ہے۔ تو تم ہی بتاؤ کہ ان بیچارے تپسویوں نے ان کا کیا بگاڑا ہے جو یہ بلا وجہ ان کو ستاتے ہیں۔ کیا یہ اُن کے گھر کھانے جاتے ہیں۔ جب ایسے مہاتماؤں کا رہنا بھی ان کے لیئے ناگوار ہے تو باقی اپادھوں کا تو کیا شمار ہے اور جو کشتری ایسے ظلم اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اس کی زندگی پر بھی دھکار ہے۔ اس لیئے دشٹوں کو ڈنڈ دینے کا ہمیں ہر طرح ادھکار ہے۔ کیونکہ مظلوموں کی سہایتا کرنا اور ظالموں کو ڈنڈ دینا بھی پر اُپکار ہے
سیتا۔ (ہاتھ جوڑکر) ناتھ! آپکے اپدیش نے میرے تمام شکوک کو چکنا چور کر دیا

اور میری شنکاؤں کو بالکل دور کر دیا۔ اس گستاخی اور سمع خراشی کیلئے آپ
کشما چاہتی ہوں۔ اور اپنا سر آپ کے پوتر چرنوں میں جھکاتی ہوں۔
رامچندر۔ اس میں گستاخی کی کونسی بات ہے۔ بلکہ کسی قسم کے شکوک کا دل
میں رکھنا بھی ایک قسم کا آتم گھات ہے۔

(۴) اگست آشرم

رامچندر و لچھمن۔ (ہاتھ جوڑ کر) منی ور! نمستے! مدت سے آپ کے درشنوں
کے لئے دل بیقرار تھا۔
اگست۔ پتر و! چرنجیو رہو۔ مجھے بھی چرکال سے تمہارا سخت انتظار تھا۔
سیتا۔ بھگون! آپ کے درشنوں سے چت گدگد پرسنّہ ہے۔
اگست۔ پتری تو دھنیہ ہے۔ دھنیہ ہے۔ دھنیہ تیری بہن شیلتا ہے سنسار
کے اندر اسی کا یش اور کیرتی ہے۔ جو دھرم مارگ پر چلتا ہوا ہر پرکار کی
مصیبتوں کو جھیلتا ہے۔
رامچندر۔ منی جی! دس سال تو اسی طرح بنوں میں بھرمن کرتے رہے
اور آپ جیسے مہاتماؤں کے اپدیش شرون کرتے رہے۔ مگر اب ارادہ ہے کہ
ایک جگہ بشرام کروں۔ اور آپکے چرنوں میں ہی کسی جگہ قیام کروں۔
اگست۔ ہاں ہاں۔ یہ پاس ہی پنچ وٹی بڑا سندر استھان ہے اور وہاں آرام
و آسائش کا بھی ہر قسم کا سامان ہے۔ گوداوری کا بڑا سندر جل ہے مگر ایک
مشکل ہے کہ کچھ عرصہ سے راکشش لوگ ادھر ادھر آنے جانے لگے ہیں اور انیک
پرکار کے اپدر مچانے لگے ہیں۔ ان کی طرف سے ذرا ہوشیار رہنا۔ اور
ہر طرح سے خبردار رہنا۔
رامچندر۔ اس بات کا بھی مطلق ڈر نہیں۔ اگر وہ بدمعاشی کرینگے تو

ہمارے ہاتھ میں کیا شستر نہیں۔ ان کے لئے تو میرا ایک ہی تیر کافی ہے بلکہ میری بھی چنداں ضرورت نہیں۔ صرف لکشمن ویر ہی کافی ہے۔

اگست۔ یہ چند شستر دیتا ہوں۔ ان کو اپنے ساتھ لے جانا۔ اور بوقت ضرورت کام میں لانا۔ مگر ذرا احتیاط سے چلانا۔

رامچندر۔ آپ کی کرپا سے تمام شستروں کو اچھی طرح پہچانتا ہوں اور قریباً قریباً ہر ایک کے چلانے کی ودھی بھی خوب جانتا ہوں۔ آپکا یہ تحفہ جان لگتا رہے گا۔ اور حسب ہدایت استعمال میں بھی خاص احتیاط رہے گا۔

(۵) گردھراج جٹایو سے ملاقات

لچھمن۔ بھرتا جی! ذرا سنبھل کر قدم بڑھائیے بلکہ بہتر ہے کہ یہیں ٹھہر جائیے۔

رامچندر۔ (ٹھٹھک کر) کیوں، کیا ہے۔ کچھ وجہ تو بتائیے۔

لچھمن۔ (انگلی کا اشارہ کر کے) وہ دیکھئے۔ شاید کسی دشٹ راکشس کی موت آئی ہے جو اس نے ہم پر گھات لگائی ہے۔ دھوکہ دینے کے لئے بھیس بھی پرندوں کا بنایا ہے گویا ہمیں محض کاٹھ کا الّو ہی ٹھہرایا ہے۔ ابھی اس کی مٹی ٹھکانے لگاتا ہوں اور اس کو تو ان عیاریوں کا مزہ چکھاتا ہوں۔

رامچندر۔ جلدی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ جس کا پیچھے سے بڑھا پچھتانا پ ہوتا ہے۔ کیا معلوم کہ یہ کوئی راکشش کافر ہے یا کوئی تھکا ماندہ مسافر ہے میں جاتا ہوں اور اس کا مفصل پتہ لاتا ہوں (جٹایو کے قریب جا کر) اجی آپ کون ہیں؟ اور یہاں بیٹھنے کا کیا پریوجن ہے؟

جٹایو۔ میرا نام جٹایو ہے کیا رامچندر آپ کا ہی نام ہے؟

رامچندر۔ ہاں ہاں مگر آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہے؟

جٹایو۔ بیٹا! تمہارے ادھر آنے کی تو عرصہ سے دھوم ہے۔

ل جٹایو عام طور پر پرندوں کے پروں کی گدڑی پہنا کرتا تھا اسی لئے عوام الناس میں پرندہ کے نام سے مشہور ہو گیا

رامچندر۔ آپ اپنا حسب نسب تو بتلایئے؟
جٹایو۔ بتاتا ہوں۔ ذرا میرے پاس بیٹھ جایئے۔ اور ان دونوں کو بھی بلا لیجئے۔
رامچندر۔ (ہاتھ کا اشارہ کرکے) لکشمن جی! آپ مع سیتاجی کے یہاں آجایئے۔

جٹایو

گانا

میں بھی اک تخت ایودھیا کے نمک خواروں میں ہوں
دیر سے رگھوونش کے ادنےٰ وفاداروں میں ہوں

بارہا دشرتھ کے ہمراہ رہ چکا ہوں ہمرکاب
گرچہ میں اس وقت بالکل ہی تھکے ہاروں میں ہوں

ایک دفعہ مہاراج دشرتھ سخت زخمی ہوگئے
جاں نثاری کی تھی تب سے خاص غمخواروں میں ہوں

ان کا اور میرا جب ہی سے خاص رشتہ ہوگیا
اس لئے میں آپ کے بھی نازبرداروں میں ہوں

دیر سے خواہش تھی مجھ کو آپ کے دیدار کی
اس جگہ بیٹھا تمہارے ہی خبرداروں میں ہوں

ہر طرح سے آپ کی خدمت بجا لاؤں گا میں
آپ کی کرپا سے میں اس بن کے سرداروں میں ہوں

ناٹک

بیٹا! میں تخت ایودھیا کا ایک ادنیٰ خیرخواہ ہوں اور تمہارے پدھارنے کی خبر سنکر عرصہ سے چشم براہ ہوں۔ تمہیں دیکھ کر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور ہوگیا۔ اور میرا سب تکان دور ہوگیا۔ پرم متر کی سنتان ہو۔ اس لئے میرے پرانوں کے پران ہو۔

رامچندر۔ پتا جی سے آپ کا یہ سمبندھ کب سے ہے؟
جٹایو۔ ایک دفعہ جب کہ وہ راکششوں کی لڑائی میں زخمی ہو گئے تھے
تب سے ہے۔
رامچندر۔ تو آپ نے انہیں کیسے بچایا تھا۔
جٹایو۔ جبکہ وہ بالکل مورچھت ہو گئے تھے میں انہیں اٹھا کر بھاگ آیا تھا۔

رامچندر
گانا

شکر ہے میں بچ گیا ہوں آج بھاری پاپ سے
ورنہ کچھ حاصل نہ تھا دیرتھ پشچاتاپ سے
شک مجھ کو ہو گیا تھا ہے کوئی یہ راکشش
آپ جو بیٹھے ہوئے تھے اس جگہ چپ چاپ سے
جلد بازی کا نتیجہ مل گیا تھا دو بدو
کہئے میں نے کیا کہا تھا لکشمن جی آپ سے
اس گناہ کی کچھ تلافی عمر بھر ممکن نہ تھی
آج پرمیشور نے ہی مجھ کو بچایا پاپ سے
پاپ کے محسن پہ چلتا تیر ہائے رام کا
کس طرح ملتی رہائی مجھ کو اس سنتاپ سے
تیر چٹکی سے نکل جاتا تو تھا بس خاتمہ
رونے دھونے سے بنے تھا اور نہ کچھ ورلاپ سے

ناٹک

بھگون مجھ سے تو بڑا انیائے ہو گیا تھا۔ اور راکشس کے دھوکے میں آپ
کا ہی گھات ہو گیا تھا۔ لکشمن جی نے تو آپ کی طرف قدم بڑھا لیا تھا بلکہ تیر بھی

کمان پر چڑھا لیا تھا۔ مگر پرمیشور نے مجھ کو اس مہان پاپ سے بچانا تھا۔ و
اگر یہ ہتھیا کر بیٹھتا۔ تو میرا کہاں ٹھکانا تھا۔ ایک کی بجائے چاروں کا بیڑہ
ہو جاتا۔ اور پھر ایک پیچھے بعد دیگرے موت کی گود میں سو جاتا۔ کیونکہ میرے
لئے اس پاپ کا پرائشچت یقیناً موت تھا۔ اور میرے ساتھ ہی ساتھ لکشمن بھی فو
تھا جب ہم دونوں کا یہاں کال ہو جاتا۔ تو سیتا بچاری کو ایکدم زندہ رہنا بھی
محال ہو جاتا۔ اور ایک آن کی آن میں سب کا کچھ سے کچھ حال ہو جاتا۔ پرماتما
شکر ہے کہ سب کے سب سلامت ہیں۔ اور آپ کا سایہ تو ہمارے سروں پر
تا قیامت رہے۔ کیونکہ پتا جی تو سورگ کے مہمان ہیں۔ اب تو ہمارے لئے آپ
ہی پتا کے سمان ہیں۔

جٹایو۔ ہائے افسوس میرے متر کا کب سورگباش ہوا۔

رامچندر۔ جب سے ہمیں بن باس ہوا۔

جٹایو۔ بیشک اس اوستھا میں تمہاری جدائی کا صدمہ اُنکے لئے
سخت محال تھا۔

رامچندر۔ کلیش میں تو شک ہی کیا تھا۔ مگر اس بات کا کس کو خیال تھا۔

جٹایو۔ خیر بیٹا۔ دھیرج کرو۔ میرے یوگیہ کوئی کام ہو تو بتا دیجئے۔

رامچندر۔ مہربانی کر کے ہم کو پنچ وٹی کا رستہ بتا دیجئے۔

جٹایو۔ پنچ وٹی یہاں سے بالکل نزدیک ہے۔ اور میری لئے میں
بھی آپ کا وہیں رہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ یہاں میں بھی تمہارا پاسبان رہونگا۔
اور تمہاری عدم موجودگی میں سیتا جی کا نگہبان رہوں گا +

سولہواں نظارہ
پنچ وٹی

مچندر جی لکشمن جی اور سیتا جی اپنی کٹیا کے آگے بیٹھے ہوئے
گوداوری کی لہروں کی سیر کر رہے ہیں

ن۔ پنچ وٹی پر تو قدرت نے بھی اپنی خوبیوں میں کمال کر دیا ہے۔

مچندر۔ بے شک۔ مگر گوداوری کے نرمل اور سندر جل نے تو اسے
کل ہی بے مثال کر دیا ہے۔

ب اجنبی عورت۔ اجی آپ کون ہیں؟ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو مجھ کو بھی اپنے
سب و نسب سے آگاہ کیجیئے۔

مچندر۔ دیوی! ہم مہاراجہ دشرتھ والئے ایودھیا کے جائے ہیں اور چودہ
ل کیلئے پتا جی کے حکم سے بنوں میں بھرمن کرنے کیلئے آئے ہیں۔ یہ لکشمن جی
ے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور یہ سیتا جی ہماری دھرم پتنی بھی ہمارے ساتھ آئی
ں۔ میرا نام رام ہے۔ کہیئے آپ کو ہمارے سے کچھ کام ہے۔ اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو
بھی اپنی بود و باش کا پتہ دیجیئے۔ اور اپنا شبھ نام بھی بتا دیجیئے۔

ی عورت۔ ذرا امنگ کرہیں مہاراجہ راون والئے لنکا کی ہمشیرہ ہوں خوبصورتی
خوب سیرتی میں اپنی آپ ہی نظیر ہوں۔ میرے بھائی کھر اور دوکھن بھی
حکم سمجھتے ہیں۔ اور نام سے بتاتے ہیں مجھ کو سروپ نکھا کہتے ہیں اگرچہ بہت
شاہزادوں کی مجھ پر طبیعت آئی۔ .. .. اور انہوں نے بارہا اپنی
ت بھی آزمائی۔ مگر بندی کسی کو خاطر میں نہ لائی۔

رامچندر۔ پھر یہاں کس لیئے تکلیف فرمائی۔
سروپ نکھا۔ اس لیئے کہ تم نے سروپ نکھا کے دل میں جگہ پائی۔
رامچندر۔ تمہاری یہ پہیلی میری سمجھ میں نہیں آئی۔
سروپ نکھا۔ دیکھنے میں تو عقلمند معلوم ہوتے ہو۔ مگر ہو کورے سودائی اجی تم میرے خاوند بیں آپ کی لوگائی۔ اب تو سمجھے میرے باپ کے جنوائی۔
رامچندر۔ جب اچھے اچھے شہزادوں کو تم خاطر میں نہیں لائی تو ہم فقیروں سے شادی کرنے کی کیا دھن سمائی؟
سروپ نکھا۔ طبیعت ہے جہاں آئی آئی۔ پھر کون بادشاہ اور کیسی گدائی
رامچندر۔ افسوس کہ میں تمہاری آرزو کو پورا نہیں کرسکتا کیونکہ میری اردہانگی میرے ساتھ ہے۔ ہاں اگر لچھمن اس بات کو منظور کرے تو بڑی خوشی کی بات ہے اسلیئے آپ ان کے پاس جائیے اور ان پر اپنا دلی مدعا ظاہر فرمائیے وہ اس وقت اکیلا ہے۔ اور ویسے بھی بڑا جوان البیلا ہے۔
سروپ نکھا۔ (لچھمن کے پاس جاکر) اجی ان سے تو میں دل لگی کرتی تھی۔ ورنہ دراصل تو آپ ہی کی محبت کا دم بھرتی تھی۔ وہ کالا کلوٹا۔ آبنوس کا سوٹا آدمی نہ آدمیونکی صورت بھلا مجھے ان سے شادی کرنے کی کیا ضرورت جبتک جیوں گی آپ کے چرن دھو دھوکر پیوں گی۔
لچھمن۔ (طنزاً) میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے۔ جبکہ تم جیسی نازنین ماہ جبین کی طبیعت مجھ پر مائل ہوگئی۔ اور میری ایک ہی خدنگ نگاہ سے گھائل ہوگئی رنگ ہے کہ کندن کی طرح دمک رہا ہے اور چہرہ پالش کیئے ہوئے بوٹ کی مانند چمک رہا ہے حسن وجمال بھی واقعی لاجواب ہے تمام زمانہ کیا بلکہ ساری خدائی کا انتخاب ہے
سروپ نکھا۔ (ذرا لچک کر) تو پھر کس بات کا حجاب ہے؟
لچھمن۔ چونکہ میں رامچندر جی کا سیوک ہوں۔ اس لیئے میرے ساتھ شادی کرنے

ؔ لچھمن جی سروپ نکھا کی اس ہتھم کی گفتگو دیکھ کر مصلحتاً ذرا فاصلے پر جا بیٹھے تھے ۱۲

یں تمہاری تمام عمر کے لیئے مٹی خراب ہے۔
سروپ نکھا۔ بس آپکی طرف سے مجھ کو صاف ہی جواب ہے۔
لچھمن۔ ہاں آپ کی اور اُن کی جوڑی موزوں ہے ایک ماہ ہو دوسرا مہتاب ہو۔
سروپ نکھا۔ مگر وہ تو کہتے تھے کہ دوسری شادی میرے لیئے باعث عذاب ہو۔
لچھمن۔ تمسخر کی تو ان کی عادت ہی ہے ورنہ دل تو ان کا بھی سخت بیتاب ہو۔
سروپ نکھا۔ (رامچندر کے پاس جاکر) اجی آپ مجھے کیوں حیران کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہیں۔ وہ چھوکرا تو بالکل نادان ہے بھلا ان باتوں کی اسے کیا پہچان ہے۔ آپ تو کہتے تھے کہ بڑا البیلا جوان ہو۔ مگر وہ تو اعلیٰ درجہ کا بدصورت انسان ہو۔ دور سے کچھ بھلا معلوم ہوتا تھا۔ مگر شکل دیکھتے ہی دل کوسوں دور ہٹ گیا۔ اور مارے بدبو کے میرا دماغ بھی پھٹ گیا (ناک چڑھاکر) ایسی صورت پر تو میں تھوکتی بھی نہیں۔
رامچندر۔ مجھ پر تو مہربانی کرو۔ اور ذرا اپنے فیصلے پر دوبارہ نظر ثانی کرو۔ ممکن ہو تم نے ان کی نسبت اندازہ لگانے میں غلطی کھائی ہو۔ یا انہوں نے ہی تمہیں آزمانے کیلیئے کوئی رمز چلائی ہو۔ اگر تو سچی ہے۔ تو وہ باوجود شادی کرنے کے بھی جچتی ہے۔
سروپ نکھا۔ اجی کاہے کا جچتی ہے۔ وہ تو جتنا بدشکل ہے اس سے بڑھکر موڑھ متی ہے۔ آپ تو مجھے یونہی فریب دیتے ہیں (رامچندر کی گردن کی طرف ہاتھ بڑھاکر) سروپ نکھا کے دست حنائی تو اسی گردن پر زیب دیتے ہیں۔
رامچندر۔ (ذرا پیچھے ہٹ کر) یہ ہاتھا پائی کسی اور کے ساتھ کرو۔ ذرا منہ سے بات کرو۔
سروپ نکھا۔ میرے ہاتھوں میں کانٹے تو نہیں۔ جو آپ کی گردن میں چبھ جائیں گے۔ یا تیر ہیں۔ جو آپ کے سینہ میں کھبھ جائیں گے۔ (بدن لچکاکر) پھر صلاح ہے ؟

رامچندر۔ میں ایک بار کہہ چکا ہوں کہ میری نہ صرف شادی ہی ہوچکی ہے بلکہ میری دھرم پتنی بھی میرے ہمراہ ہے۔

سروپ نکھا۔ شادی ہوچکی تو کیا ہوا۔ راجے مہاراجے باوجود شادی ہونیکے بھی بہت سی نازنینوں کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔

رامچندر۔ یہ دھرم کے برخلاف ہے۔ وہ مہاپاپ کرتے ہیں۔ تمہاری یہاں ہرگز دال نہ گلنے گی۔ اور آخر مایوس ہو کر بیٹھ رہیگی۔ تمہاری جوڑی تو لچھمن سے ہی ملیگی۔

سروپ نکھا۔ (لچھمن کے قریب جا کر) ابجی آپ نے کس وحشی کے پاس بھیجدیا جس کو نہ بولنے کا طریقہ۔ نہ بات کرنے کا سلیقہ۔ اعلیٰ درجہ کا بے تمیز شکل دیکھو تو جیسے کوئی برسوں کا دائم المریض۔ اور ویسے بھی مہا غلیظ۔ تین میل سے ایسی بدبو آئی کہ میں ناک دبا کر الٹے پاؤں ہی بھاگ آئی (لچھمن کی طرف انگڑائی لے کر) بھلا میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں۔ اور اس کلوٹے کو کیسے خاطر میں لا سکتی ہوں۔ وہ تو جیسی لائق تھا۔ ویسی ہی کالی کلوٹی اس پر کھیل گئی۔ اور دونکی اچھی جوڑی مل گئی۔ اب ہم اور تم۔ دفتر گم۔

لچھمن۔ جو شخص دوسرے کا غلام ہو۔ وہ تم جیسی ماہ لقا کے ساتھ کس طرح ہمکلام ہو۔ اگر تم کو نہیں تو مجھ کو تو اپنے رتبہ کا خیال ہے۔ اس لئے آپکے حکم کی تعمیل کرنا میرے لئے سخت محال ہے۔

سروپ نکھا اور لچھمن کا مشترکہ گانا

(تھیٹر دلبرانہ: یہ مان بات داسی)

سروپ نکھا

بس مان میرا کہنا یوں سے کر لو ارمان سدا نہ جوبن نے رہنا

بس مان ۔ ۔ ۔

(سروپ نکھا) ایسی قسمت نے جوڑی ملائی (لچھمن) پچھا چھوڑ بھی کیوں جان کھائی
(") میرے پہلو میں آ (") پیچھے ہٹ بے حیا
ہو رہی پل پل قربان دیکھ تو راون کی بہنا
یہ مان میرا . . .

لچھمن

چل پرے ہٹ اری بچیا کیوں ہوئی گلے کا ہار مجھے یہ نخرے مت دکھلا
چل پرے ہٹ . . .
(لچھمن) ہوئی ایسی نشے میں دیوانی (سروپ نکھا) ایسی جوڑی ملی ہے لاثانی
(") کیوں ہوئی بے شرم (") یہ تو جھوٹا بھرم
(") چل بھاگ اری بدکار یہاں یہ پھندے مت پھیلا
چل پرے ہٹ . . .

سروپ نکھا

بس مان میرا کہنا پورے کر لو ارمان سدا نہ جوبن نے رہنا
بس مان میرا
(سروپ نکھا) ساتھ پھرتے ہو جسکو لگائے (لچھمن) کھلے پڑتی ہو کیوں بن بلائے
(") میرے پیروں کی میل (") اری واہ ری چڑیل
(") مت کر میرا اپمان اگر تم نے زندہ رہنا
بس مان میرا . . .

لچھمن

چل پرے ہٹ اری بچیا کیوں ہوئی گلے کا ہار مجھے یہ نخرے مت دکھلا

سروپ نکھا۔ چونکہ یہ لنگوری کا نوشی تمہارے ہمراہ ہے اور یہی میرے ارادے کی تکمیل میں سدراہ ہے اس لئے جاتی ہوں۔ اور پہلے اسکی مٹی ٹھکانے لگاتی ہوں (سیتا کی طرف لپک کر) کیوں ارے نچنیا! تجھکو شرم نہیں آتی۔ جو وحشیوں کی طرح جنگل میں پھر رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو بہت سر پر چڑھ رہی ہے۔

سیتا۔ (ڈر کر) میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے۔ جو خواہ مخواہ میرے گلے پڑ رہی ہو۔

رامچندر۔ دیکھو لچھمن! اسکی رگ رگ سے شرارت ٹپک رہی ہے ہمارا پیچھا چھوڑا تو اب سیتا کی طرف لپک رہی ہے۔ جب تک یہ اپنی بدمعاشی کی سزا نہ پائے گی۔ سیدھی طرح یہاں سے ہرگز نہ جائے گی۔

گانا
چھند

کیوں پھرتی ہے حیا آنکھوں کو مٹکاتی ہوئی | اس طرف اور اس طرف تانا ستاتی ہوئی
سب حیا اور شرم کو دھو کر ہی تو نے پی لیا | یا کہ اس کو چھوڑ آئی گھر ہی آتی ہوئی
کوئی بات نہ پا سکے تیرا ایک کے ہر چہرے | چال عیاری و مکاری کے پھیلاتی ہوئی
تجھکو بھی ہے یہ لٹکا پٹ کی جتن ہوں | ڈوب مر نرلج پتھر کی تیری چھاتی ہوئی
لعنت ہو دھکار تیرا اس باون پاکسکی بہن | پھر رہی ہے جنگلوں میں ٹھوکریں کھاتی ہوئی
اسکو بھی غیرت نہ آئی کر دیا تجھکو آزاد | اس لئے ہی پھر رہی ہے پھول برساتی ہوئی
جب تیرا جیا دونہ کوئی اور تیرے پیچھے [illegible] | آئی پھر راون کے بل کا خوف کھاتی ہوئی
پوچھیا راون نے اگر تو تھی کہاں یہ تو بتا | یوں کہیگی پھر رہی تھی یونہی منڈلاتی ہوئی
تیری باتوں سے نہ شاید اسکو اطمینان ہو | دیتا ہوں تجھکو نشانی لیتی جاتی ہوئی

ناٹک

او حیا! بدکار شرمہ! بیشرمی و بے غیرتی کی مجسم تصویر! کیا تو ہمکو اپنی طاقت کا جوہر دکھلانا چاہتی ہے اور اس طریقے سے ہمکو پھسلانا چاہتی ہے۔ او بے غیرت! ایسی نرلج ہونے پر بھی

لہ ایک پرندکا نام ہے جسکا تمام جسم سیاہ ہوتا ہے اور برائے نام بھی سفید بال اسکے جسم پر نہیں ہوتا۔ ۱۲

جبکہ غیر مردوں کے ساتھ اس قسم کی ساز باز کرتی ہے۔ بڑے فخر سے راون کی بہن ہونیکا ناز کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تو ضرور اسکے پاس جاکر اپنی مکاری کے جال پھیلائیگی اور اسکو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے طرح طرح کے بہانے ملائے گی۔ مگر جب وہ پوچھیگا کہ تو وہاں کیوں گئی تھی تو پھر کیا بتائیگی۔ شاید وہ تیری باتوں کو جھوٹ جانے اور تیرا کہنا مانے یا نہ مانے۔ اسلئے تجھ کو یہ خوشنودی مزاج کا سارٹیفکیٹ دیتا ہوں تاکہ اسکا اچھی طرح اطمینان ہوجائے اور تیری کارکردگی کی سند کو دیکھکر حیران ہوجائے (تلوار نکالتے ہیں)

سروپ نکھا۔ (حیران ہوکر) یہ کیا کرنے لگے ہو۔

لچھمن۔ کچھ نہیں ذرا سارٹیفکیٹ پر دستخط کرتا ہوں (ناک کا صفایا کرکے چہرے کا میدان بالکل صاف کردیا)

سروپ نکھا

گانا (بطرز: چھوڑو چھوڑو میری بیاں پیا)

ہائے ہائے کیسا ظلم کیا ۔۔۔

ارے ظالم انیائی + تیرے دل میں کیا سمائی + میری ناک کیوں اڑائی

ارے ہائے ہائے ہائے ہائے

ہائے ہائے ظلم کیا ۔۔۔

مجھے یہاں سے جا لینے دے ذرا — تجھے بدی کا چکھاؤں گی مزا

ارے دیکھ تو سودائی — کروں تینوں کی صفائی

ٹھہرو ٹھہرو ٹھہرو یہیں ٹھہرے رہنا شام تک

ہائے ہائے کیسا ظلم ۔۔۔

لچھمن

گانا (بطرز ایضاً)

یہ تو تھوڑی سی ہی ملی سزا ... ...

زیادہ کری بکواس + لوں گا زبان بھی تراش + تیرا جائے ستیاناس

اری جا جا جا جا

یہ تو تھوڑی سی ... ...

جا کے راون کو سند دکھا اور مرچ مصالحہ بھی لگا

یہیں کریں گے نواس جاؤ جانا جس کے پاس

چل ہٹ پرے ہٹ شیخی نہ جتاوے

یہ تو تھوڑی سی ... ...

(سروپ نکھا کا بھاگ جانا)

(۲) بھنگڑ خانہ

دو کھن۔ ارے بھائی کھر

کھر۔ بس ڈیر بسر

دو کھن۔ ارے میرے یار۔ آج تو جام اچھی طرح لبریز کر۔

ایک اکشش۔ (پیالہ آگے کرکے) ارے بھیا پہلے میرا پیالہ بھر۔

دوسرا۔ ارے جورو کے ..... ایک طرف ہو کر مر۔

دو کھن۔ (نشے میں جھوم کر) ارے بھیا بوتلوں میں تو خاک بھی نہیں شراب اور منگائیے

ایک اکشش۔ ارے جب تک شراب آئے۔ ایک دو لشوار کا ہی چلائیے۔

دوسرا (") واہ رے میرے لال بھکڑ بھلا شراب اور لشوار کا کیا میل

پہلا (") ارے تو ان باتوں کو کیا جانے۔ دو چار چینکیں آکر نشہ ایسا کھل جائے گا۔ جیسے افیون پر تیل۔

تیسرا (") بالکل درست ہے (چسکی چڑھا کر) آ چھیں چھیں۔ چھیں چھیں چھیں۔ آچھیں آچھیں

چوتھا۔ آ... آ... آ... آچھیں چھیں (آچھیں چھیں) آ... آ... آ
ایک راکشش۔ (دوسری طرف منہ کر کے) چھو چھو آ آ آچھو۔
پہلا (//)۔ ارے نالائق (آچھیں) اندھا ہو رہا (چھیں چھیں) دکھتا نہیں (آچھیں)
میرے منہ منہ منہ (چھیں چھیں) پر تھوک کے چھینٹے پڑ (آچھیں آچھیں آچھیں)
دوسرا۔ ہٹ بے اُلو کے (آچھیں۔ آچھیں۔ آچھیں)۔۔ ۔۔ ہا ہا
(آچھیں۔ چھی چھی)
تمام راکشش۔ (ایک دوسرے پر کود کر) آچھیں آچھیں۔ چھی۔ چھی چھیں۔ آچھیں۔
آچھو۔ آچھو۔ آچھو۔ چھا چھا چھا چھا چھا چھوں چھوں چھوں۔ آچھی۔ چھا چھا۔
کھر۔ ارے نالائقو! یہ کیسا طوفان (آچھیں۔ آچھیں) ہے تمہاری (چھی چھی)
اوہو مر گیا رے میرے باپ۔
دوکھن۔ اری میا۔ آج تو ناک ہی گلگلا بن گیا۔ (آچھیں آچھیں آچھیں)
اوہو ہو ہو ہو۔
ایک آواز۔ ہائے میرے بھائی۔ دوہائی۔ دوہائی۔ دوہائی۔
ایک راکشش۔ ارے یہ بے ڈھنگی سی آواز کہاں سے آئی۔
دوسرا۔ (با آواز بلند) کون ہے بھائی یہ وقت کیسی آفت (آچھیں آچھیں) مچائی۔
ایک عورت۔ (قریب جا کر) ارے بے شرمو! تم نے حیا اور شرم سب بیچ کھائی۔
ایک راکشش۔ ارے یہ تو سروپ نکھا ہے۔ کہو بہن! آج تو خوب ہی بڑی
لتھ پتھ ہو کر آئی۔ یہ نیا شنگار کہاں سے مار لائی۔
سروپ نکھا۔ ہائے ہائے نگوڑو! تمہیں ٹھٹھول سوجھتا ہے میری ناک کٹ گئی۔
راکشس۔ کون بیوقوف کہتا ہے۔ یہ تو نسوار کی وجہ سے چھینکیں آ رہی تھیں
مگر اب تو وہ بھی ہٹ گئی (آچھیں آچھیں)۔
سروپ نکھا۔ (منہ پر سے کپڑا اٹھا کر) ارے بے غیرت! اے دیکھ آنکھیں کھول کر دیکھتا ناک۔
راکشس۔ ارے ارے ارے۔ یہ تحفہ کہاں سے لے آئی میری ماسی؟

بیٹھے بیٹھے دل اکتایا یونہی سیر کو جاتی تھی
کرتی پھرتی مٹرگشت میں اپنا دل بہلاتی تھی
چلتے پھرتے یونہی اچانک پنچ وٹی پر جا نکلی — نظر پڑے دو بن باسی جھٹ دیکھ کے ہنسی میں بھی ٹھٹکی
ہوئی میں جس دم انکے سامنے انکی آنکھوں میں کھٹکی — بُری نظر سے لگے دیکھنے آپ میں کچھ گٹ پٹ کی
وہ چاہتے تھے پھسلانا پہ میں خاطر میں نہیں لاتی تھی
کرتی پھرتی ۔ ۔ ۔

کھر

وہ بن باسی تپیا سی کون ہیں اور کس کے جائے — میرے علاقہ میں وہ احمق بلا اجازت کیوں آئے
میرے حکم بن پنچ وٹی میں کیسے ہیں وہ ٹھہرائے — کریں یہاں آکر خونریزی خوف کچھ دل پر لائے
نشچے ہی اب انکے واسطے موت کا سامان ہوا
بتا تو بہنا ۔ ۔ ۔

سروپنکھا

وہ بن باسی اودھ پوری کے راجکمار کہلاتے ہیں — نام ایک کا رام دوسرے کا لچھمن بتلاتے ہیں
انکی جو منظور نظر سیتا کہنے سے بتلاتے ہیں — حسن جوانی دیکھ چاند سورج تک بھی شرماتے ہیں
ناک اڑا دیا میرا جب میں اپنا آپ بچاتی تھی
کرتی پھرتی ۔ ۔ ۔

کھر

ابھی چکھاؤں مزا انہیں میں راجکمار کہلانے کا — میرے علاقہ میں آکر مجھ پہ ہی ہاتھ اٹھانے کا
پتہ لگیگا ابھی انہیں اس تیرے خون بہانے کا — جب تک نہ لوں بدلہ ان سے روٹی تک نہیں کھانے کا
دیکھ تیری یہ حالت میرے پار جگر کے بان ہوا
بتا تو بہنا ۔ ۔ ۔

ناٹک

ہاں ہاں معلوم ہو گیا کہ وہ بن باسی ستیا ناشی موت کے متلاشی دہی کے دھوکے میں کپاس کھا گئے ہیں۔ اور خود بخود موت کے منہ میں آگئے ہیں اسی وقت اپنے شوربیروں کو حکم دیتا ہوں۔ اور تمہارے دیکھتے دیکھتے اُن کو پابہ زنجیر یا تینوں کا سر اسی جگہ منگوا لیتا ہوں۔

سروپ نکھا۔ نہیں نہیں میں خود ساتھ جاؤں گی۔ اور ان کا خون پیکر اپنے کلیجے کی تپش بجھاؤں گی۔

ایک راکشش۔ ایسی بہادر تھی جبھی تو ناک کٹوا کر آئی۔ اسوقت یہ دیری کیوں نہ دکھلائی۔ اب یہاں آکر بن گئی تیس مارخاں کی تائی۔

کھر۔ (ڈانٹ کر) چپ رہ سودائی۔ اگر زیادہ بک بک لگائی۔ تو سمجھ لے کہ تیری قضا بھی اُن کے ساتھ ہی آئی۔

وہی راکشش۔ ہاں بھائی سچی سنائی۔ تو ہماری بھی قضا آئی تمہاری اس حوصلہ افزائی نے تو یہ اس قدر آوارہ گرد بنائی۔

کھر۔ (ایک سپہ سالار سے مخاطب ہو کر) اسی وقت اپنی فوج لیکر جاؤ۔ اور موذیوں کا سر یا تینوں کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ۔

سپہ سالار۔ ہاں میرے بہادرو۔ فوراً تیار ہو جاؤ۔

(۳) رامچندر اور لچھمن کی باہمی گفتگو

رامچندر۔ یہ سامنے جو اُٹھتی گرد و غبار چھا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدکار اپنے حمائتیوں کو امداد کے لئے لا رہی ہے۔ تم سیتا کو یہاں سے لیجاؤ اور کسی محفوظ جگہ پر جا کر چھپا دو۔ کیونکہ یہ ان کو دیکھ کر ڈرے گی۔ اور خواہ مخواہ ہمارا حوصلہ بھی کم کرے گی۔

لچھمن۔ میں آپکو اکیلے چھوڑ کر ہرگز نہ جاؤں گا۔ بلکہ آپکے پہلو بہ پہلو لڑتا ہوا ایک

راکشش - دشمن بچ کر جا رہا ہے ۔ مر گیا ارے ظالم تیری ستیا پلید۔
رامچندر - رکیے اب دیکھیے تیروں کی بارش کرتے ہوئے میرا ایک ایک تیر تمہارا کال ہے
اور تم میں سے ایک کا بھی زندہ بچ کر جانا امر محال ہے ۔ جاؤ جاؤ جہنم کی ہوا کھاؤ۔

(تمام راکششوں کا ختم ہو جانا سروپ نکھا کا
بھاگ کر کھر اور دوکھن کے پاس جانا اور کل ماجرا
سنانا کھر اور دوکھن کا بذات خود جنگ کیلئے آنا۔)

سروپ نکھا - بھائی غضب ہوا۔ تمام راکشش وہیں ڈھیر ہو گئے اسی وجہ
سے وہ موٹے اور بھی دلیر ہو گئے۔
کھر - کیا ہوا۔ میں اپنی خاص سینا کو لے کر جاتا ہوں۔ اور ان کو بھی مزہ چکھا
دیتا ہوں۔

۴) کھر دوکھن کی چڑھائی اور دونوں کی صفائی

کھر - (للکار کر) خبردار ہو۔ تیری موت کا پیغام آیا۔
رامچندر - اب تیری خیر نہیں۔ لشکر تو سب کام آیا۔
کھر - شاید اسی حوصلہ پہ پھول رہا ہے۔
رامچندر - ذرا آگے ہو۔ دور کھڑا کیوں جھول رہا ہے۔
کھر - ارے بے غیرت تو نے میری بہن کی عصمت پر ہاتھ ڈالا ہے۔
رامچندر - یہ تو خود ہی جلی بھنی پھرتی تھی۔ بڑی مشکل سے یہاں سے ٹالا
ایسی بہن کا منہ کرو کالا۔ اب اصل ماجرا کیوں نہیں بتلاتی بے غیرت
والا شیطان کی خالہ۔
سروپ نکھا - میرے بھائی میری پاکدامنی کو اچھی طرح جانتے ہیں وہ تیری
ان بیہودہ باتوں کو کب مانتے ہیں۔ اب موت دکھائی دینے لگی تو باتیں بناتا ہے

اور اپنے آپ کو بے قصور بتاتا ہے (دانتوں کو دکھاکر) جلی بھنی پھرتی ہوں اگلی پچھلی۔

رامچندر۔ اچھا یہ تو بتا کہ تیرا ہمارے پاس آنے کا کیا کام تھا۔

سروپ نکھا۔ (کھسیانی ہوکر بھائی کھر سے) ذرا دینا اس کا جواب۔ مصیبت چڑھ رہا ہے۔

کھر۔ خاموش۔ خاموش۔ اے شرارت کے پتلے خاموش۔ کیا قضا کو پکارتا ہے۔

رامچندر۔ او بدلگام! تو کیوں اپنی سرکوبی کے لئے مجھ کو ابھارتا ہے۔

کھر

گانا (طرز: جاؤ جی جاؤ کس نادان کو بہکانے آئے)

لڑکے نادان اس میدان میں تو ناحق آیا

کرلی ہے موج بہتیری آگئی اشامت تیری ۔ مرنے میں کچھ نہیں دیری کرکے کچھ ہیرا پھیرا

ظالم بدکار تو کس برتے پہ اتنا اترایا

لڑکے نادان ۔ ۔ ۔

پنجے میں موت کے آکر تو گرفتار ہوا ۔ زندگی بوجھ ہوئی جینے سے بیزار ہوا

میرے ہاتھوں سے تیرا مردہ یہاں خوار ہوا ۔ کیوں قضا کا تو اے نادان طلبگار ہوا

دیکھے کیا چھاتی تانے + کردونگا عقل ٹھکانے + زندہ نہ دوں گا جانے

کیوں بے بدمعاش تو نے کیسے اسکا ناک اڑایا

لڑکے نادان ۔ ۔ ۔

رامچندر

گانا (طرز ایضاً)

چل بے حیوان بے ایمان تیرا سر کھلایا

آئی کیوں تیری شامت + کردوں گا ابھی حجامت + آتی نہیں تجھے ندامت آنکھوں کے آگے آمت

حامی زبیح تو کس بخیرت کا بنکر آیا

کیوں بے حیوان ... ...

تجھ سا بے شرم ہو دنیا میں نہ زنہار کوئی بیحیا پاجی و بے غیرت و بدکار کوئی

باقی اب زندہ نہیں تیرا مددگار کوئی بیحیا بھاجن کو نہ باقی رہا سردار کوئی

نکٹی نے کری شکایت + اسکو نہ کری ہدایت + الٹا تو کرے حمایت

مرجا تو ناک ڈبو کر سمجھ ہو کر منہ دکھلایا

چل بے حیوان ... ...

ناٹک

کھر۔ او مغرور مرنے کے لئے تیار ہو جا۔

رامچندر۔ (تیر چھوڑ کر) او ناپاک روح! اس جسم سے فرار ہو جا۔

کھر۔ (چیلا کر) ہائے مر گیا میری میّا۔

دوکھن۔ گھبراؤ مت میرے بھیّا۔

رامچندر۔ اس کو تسلّی پیچھے دینا۔ پہلے اپنی جان بچا۔

دوکھن۔ کیا ڈر ہے۔ ذرا مقابلے پر آ۔

رامچندر۔ (تیر چھوڑ کر) ایک دو تین چار۔ چل دفع ہو بدکار۔

دوکھن۔ (چیخ کر) ارے ظالم! یہ کیا آگ لگا دی۔

کھر۔ ہائے میرے جسم میں تو ایک ہی تیر نے چنگاری سی سلگا دی۔

تمام راکشش۔ (کراہتی ہوئی آواز سے) ارے یہ لڑائی ہے یا ٹھٹھا ظالم رگ دیکھے نہ پٹھا۔

(کھر اور دوکھن کا مع اپنے ہمراہیوں کے خاتمہ بالخیر)

لچھمن۔ (ہاتھ جوڑ کر) دھنیہ ہو۔ دھنیہ ہو۔ تیر اندازی میں واقعی کمال کیا اور ایک

کوئی سرکش نہ کبھی سر کو ہلانے پایا سامنے آپ کے نہ آنکھ اٹھانے پایا

کوئی بلوان ہوا ہے دبایا اس کو

جو کہ بل سے نہ دبا چھل سے دبایا اسکو

راون۔ (ہنس کر) ہا ہا ہا ہا! کہاں تخت لنکا کی شہنشاہی اور کہاں ان معمولی ریاستوں کی بادشاہی سے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بیشک ہمارے اس عروج کو دیکھ کر بہت سے حاسدوں کے سینے پر سانپ لوٹتا ہوگا۔ مگر ہمارے اقبال کا ستارہ ۔ ۔

اکنپن۔ (قطع کلام ہوکر) مہاراج غضب ہوا۔ کھر اور دوکھن مع اپنی فوج کے رامچندر کے ہاتھ سے مارے گئے۔

راون۔ (چونک کر) ہیں! ہیں!! کیا کہا؟ کھر اور دوکھن سے بہادر مع سینا کے ایک طرف اور رامچندر تن تنہا ایک طرف عقل سے بات کر۔ کم ظرف غلط بالکل غلط بکواس۔ محض بکواس۔ ارے تیرا ستیاناس۔ بھلا کبھی ایسا ہو سکتا ہے تو بالکل جھوٹ بکتا ہے۔

سروپ نکھا۔ (چیختی ہوئی) ہائے رے میں لٹ گئی۔ ہائے میں مر گئی۔

راون۔ (حیران ہوکر) ہیں! ہیں!! تجھے کیا ہوگیا؟ جو اس قدر خون سے بھر گئی۔

سروپ نکھا۔ (زور سے چلاکر) ہائے میری میا میں مر گئی میرے بھیا۔

اوئی اوئی اوئی

راون۔ اری بات کیا ہے کچھ منہ سے تو بول۔

سروپ نکھا۔ (سر پیٹ کر) بولوں کیا خاک نہ سر پہ بال رہے نہ منہ پہ ناک۔

راون۔ اری تیری یہ درگت کس نے بنائی۔ وہ کون تھا موت کا خریدار؟

سروپ نکھا۔ وہی مونڈی کاٹے بدکار۔ اجودھیا کے راجکمار جنکو باپ نے بھی بدچلن سمجھ کر گھر سے نکال دیا۔ دربدر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور لوگوں کی بہو بیٹیوں کو

تکتے پھرتے ہیں۔

راون۔ مگر انہوں نے تیری ناک کیوں اڑائی؟

سروپ نکھا۔ بھائی! میں یونہی گھومتی گھامتی پنچ وٹی کی طرف دہائی تو میرے حسن وجمال کو دیکھ کر انکے دل میں بے ایمانی آئی۔ مگر بہ مشکل میں نے ان سے اپنی آبرو بچائی رامچندر کی استری سیتا جس کی خوبصورتی کے آگے سورج کی روشنی بھی مات ہے۔ وہ آفت کی پرکالہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ میں نے سوچا کہ ان کو تو نظر بد اٹھانے کا مزہ چکھاؤں۔ اور کسی طرح اس کو ان کے پاس سے اڑا کر بھائی راون کی پٹ رانی بناؤں۔ جونہی میں نے اسکی طرف قدم بڑھایا موئے لچھمن نے رامچندر کے اشارے سے میرا ناک اڑایا۔ میری حمایت میں کھر اور دوکھن بھی مارے گئے اور مع لشکر کے موت کے گھاٹ اتارے گئے۔

راون۔ (پھڑک کر) آہ! آہ! سیتا! سیتا! میری جان وایمان کی مالک سیتا سیتا! تو واقعی سیتا ہے۔ مگر میری جان کا تو فضیحتا ہے (کلیجے پر ہاتھ رکھ کر) ؎

دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بٹھلائے نہ جانے ہمیں کیا یاد آیا

(دیوانہ وار) آہ سیتا! او سیتا!! آہ کیا پیارا نام ہے۔ سیتا او ظالم سیتا! اگرچہ میں نے تجھ کو سوئمبر میں نہیں جیتا۔ مگر اب ضرور جیتی جائے گی اور اپنے شربت دیدار کے جام اپنے نازک اور حنائی ہاتھوں سے راون کو پلائے گی۔ بلاشک اب تو راون کی پٹ رانی کہلائیگی۔ اور تیرے دلفریب حسن کی روشنی لنکا کے سنہری محلوں میں ہی جگمگائیگی (سینے پر ہاتھ رکھ کر) اے میرے مضطرب دل! صبر کر صبر کر۔ اتنا نہ اچھل اس قدر نہ مچل۔ مگر اس میں تیرا بھی کیا قصور ہے۔ بلکہ اس پیارے نام ہی کچھ ایسا سحر ہے جس کو سنکر آج تو بھی بے طرح دھڑک رہا ہے۔ گویا قبل از وقت ہی اسکے استقبال کیلئے پھڑک رہا ہے (ماتھے پر ہاتھ رکھکر) اے میرے بدبخت خفتہ بیدار ہولے میری قسمت میری یاوری کیلئے تیار ہو۔ اے تقدیر آج تیری آزمائش کی جاگی اور

یقیناً تو مجھے ناامیدی کا منہ نہ دکھلائے گی (کچھ سوچکر) سروپ نکھا تم محلوں میں بشرام کرو۔ میرے بہادر سردارو! تم بھی آرام کرو۔

سروپ نکھا۔ مجھے تو آرام تب ملے گا۔ جب ان دونوں کا خیانہ میری آنکھوں کے سامنے نکلے گا۔

راون۔ (کڑک کر) جاؤ۔ جاؤ۔ زیادہ شور نہ مچاؤ۔

(۳) دربار کا برخاست ہوجانا۔ اور راون کا ایک پلنگ پر لیٹے ہوئے نظر آنا

راون (خود بخود) او ظالم! تو نے یہاں بھی میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور بیٹھے بٹھلائے میرے دل کو بُری طرح مروڑا۔ تیرے حُسن کے شعلے مجھ کو یہاں آکر بھی جلاتے رہے اور تیرے نام کے تذکرے مجھ کو ہمیشہ خاک میں ملاتے رہے۔ مگر یاد رکھ! کہ اب تو اجودھیا کو لوٹ کر ہرگز نہ جائیگی۔ اور بلاشک راون کی پٹ رانی کہلائیگی۔ طاقت سے بن سے۔ کپٹ سے چھل سے۔ دھوکے سے فریب سے۔ دغے سے چالاکی سے عیاری سے مکاری سے۔ ستم رانی سے۔ بے ایمانی سے۔ غرضیکہ جس طرح ہو سکے گا۔ تجھے اڑاؤں گا۔ اور تیرے بے نظیر حسن کی روشنی سے اپنے محلوں کی رونق بڑھاؤنگا مگر کوئی ایسی تدبیر عمل میں لاؤں کہ جس سے بغیر لڑائی بھڑائی کے ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاؤں (سوچ کر) ٹھیک ٹھیک۔ بالکل ٹھیک۔ ایسا ہی کرنا چاہیئے کیونکہ رامچندر سے مقابلہ کرنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ میں نے اپنی مطلب براری کرنی ہے نہ کہ جھگڑا مچانا ہے۔ مگر اکیلے سے یہ کام بشا دشوار ہے اگر ایک ساتھی اور ملجائے تو بیڑا پار ہے۔ ایک ایک دو گیارہ۔ بس پھر تیرے پو بارہ۔ آہا خوب یاد آیا۔ ماریچ! واہ رے ماریچ!! وہ بڑا تجربہ کار ہے۔ اصلی درجہ کا عیار ہے اور ہر ایک فن

میں بیکتا ئے روزگار ہے (دیچیں کر) ابھی جاتا ہوں اور اسکو اپنا ہمراز بناتا ہوں
ابھی جا کر اسے اپنا دلی مدعا بتاتا ہوں　　کپٹ سے فریب چھل سے اس گل تر کو اڑاتا ہوں
اگرچہ میں سوئمبر میں پشیماں ہو کر آیا تھا　　مگر اک بار پھر اپنا مقدر آزماتا ہوں
بہت سے خود سروں کی خاک میں عزت ملائی ہے
میں وہ راون ہوں جس سے کانپتی ساری خدائی ہے

(۳) ماریچ کی جھونپڑی

راون۔ ماریچ! ماریچ!! میرے بہادر ماریچ!!!

ماریچ۔ (چونک کر) آیئے مہاراج! میرے سر کے تاج!

راون۔ اگرچہ میں مہاراج ہوں۔ ادھیراج ہوں! مگر اس وقت تیری مدد کا سخت محتاج ہوں۔

ماریچ۔ میرا جان اور جسم آپکے چرنوں پر قربان ہے۔ کہیے کیا فرمان ہے؟

راون۔ شاباش۔ شاباش! میرے بہادر! تو بڑا دلیر ہے۔ آخر تو شیروں کا شیر ہے۔ اٹھ میرے ساتھ چل۔ تجھے ایک کام بتاؤں۔ تیری ماتا اور تیرے بھائی کا انتقام دلاؤں۔

ماریچ۔ (متعجب ہو کر) کیا کام ‒ کیسا انتقام۔ آپ کی بات تو عجیب بھید ہے۔

راون۔ ارے تو تو بالکل ہی گنوار ہے۔ احمق! تیری ماتا اور تیرے بھراتا کے قاتل رامچندر اور لچھمن پنچ وٹی میں آئے ہیں۔ اور اس حسن کی دیوی سیتا کو بھی ساتھ لائے ہیں۔ اگر تو ذرا ہمت کرے تو تجھ کو بدلہ ملتا ہے۔ اور میرا کام نکلتا ہے کہ کسی طرح سیتا کو اڑا لائینگے اور وہ ڈھونڈو خود جنگلوں میں بھٹک بھٹک کر مر جائینگے۔

ماریچ۔ (سہم کر) ہیں! ہیں!! رام اور لچھمن۔

راون۔ کیوں پیشاب کیوں نکل گیا؟

مارتیچ

گانا

(بحر قوالی)

قبر میں پاؤں مرنے کیلئے تیار بیٹھا ہوں
بڑھاپا آگیا سرکار ہمت ہار بیٹھا ہوں

جوانی کی امنگیں تو جوانی میں ہی رہتی ہیں
مگر اب تو میں جینے ہی سے خود بیزار بیٹھا ہوں

میں خود محتاج ہر ایک بات میں اوروں کا رہتا ہوں
سہارا کیا کسی کو دوں خود ہی لاچار بیٹھا ہوں

جوانی ہو گئی رخصت بڑھاپا آگیا جب سے
کنارے پھینک کر سب تیر اور تلوار بیٹھا ہوں

نہ وہ طاقت نہ وہ جرأت نہ وہ پھرتی نہ چالاکی
اگرچہ جان ہے لیکن مثل دیوار بیٹھا ہوں

نہ خواہش ہے کہ لوں بدلہ نہ ہمت یدھ کر سکنے کی
لڑوں کیا خاک کیونکہ خود ہی ہار بیٹھا ہوں

نہ ہوگی کامیابی اس ارادے کو ترک کر دو
میں انکے آزمائے ہاتھ اور ہتھیار بیٹھا ہوں

اگر مانو بہت بہتر نہ مانو آپ کی مرضی
مگر میں تو یہیں پر اے میرے سردار بیٹھا ہوں

ناٹک

مہاراج! میں آپ کا تابعدار ہوں۔ اور ہر طرح سے آپکی خدمت کرنے کو تیار ہوں مگر کیا کروں۔ اب تو قبر میں پاؤں لٹکائے مرنے کو تیار ہوں۔ گردش زمانہ سے ہر شخص مجبور ہے اس میں نہ آپکا زور چل سکتا ہے نہ میرا قصور ہے۔ کیونکہ یہ مرض ہی لاعلاج ہے۔ پھر وہ شخص آپ کی سہائیتا کر سکتا ہے۔ جو خود دوسروں کی مدد کا محتاج ہے وہ پھرتی وہ چالاکی۔ وہ ہمت اور وہ دلیری سب جیتے جی جوانی اپنے ساتھ لے گئی۔ اور جاتے ہوئے یہ ساڑھے تین ہاتھ کی لکڑی ہاتھ میں دے گئی۔ نہ معلوم کیا کیا دکھ بھر رہا ہوں۔ سچ پوچھو تو زندگی کے دن پورے کر رہا ہوں۔ مجبور ہوں لاچار ہوں اسلئے معافی کا خواستگار ہوں۔ بلکہ بہتری اسی میں ہے کہ آپ بھی اس ناپاک ارادے سے باز آجائیں۔ اور خواہ مخواہ یہ سوتی راڑ نہ جگائیں۔ میں تو ان کے ہاتھوں کو اچھی طرح آزما چکا ہوں۔ اور ان کے سامنے جانے کی قسم

کھا چکا ہوں۔

راون۔ (کڑک کر) اچھا دیکھ میں تیری قسم توڑتا ہوں۔

ماریچ۔ اپنی جان اور مال کے صدقے مجھے معاف کر دیں میں آپکے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں

راون۔ ارے پاجی! صرف تو ہی انکار کرتا ہے۔ ورنہ ہر ایک سردار میرے اس فیصلے کے انکول ہے۔

ماریچ۔ یہ آپ کی بھول ہے۔ اور جس نے آپ کو مشورہ دیا ہے وہ پرلے سرے کا نامعقول ہے۔

راون۔ تجھے معلوم ہے کہ میں کون ہوں میں راون ہوں راون۔

ماریچ۔ مانا کہ آپ راون ہیں۔ مگر یاد رکھئے۔ کہ آپ ایک ہیں تو وہ اکاون ہیں۔

راون

گانا (بحر قوالی)

تعجب ہے تیری حالت ارے بدکار کیسی ہے
طریق گفتگو کیا ہے طرز گفتار کیسی ہے

نصیحت تو کرے مجکو ارے احمق گدھے جاہل
یہ ٹالمٹول بیت ولعل ابے بدکار کیسی ہے

میری نرمی کا باعث ہے تجھے اتنی ہوئی جرأت
حکم جب دیدیا تجھ کو تو پھر انکار کیسی ہے

پڑا رہنے سے ناکارہ بدن میں آگئی سستی
بتاتا ہوں ابھی تجھ کو تیری رفتار کیسی ہے

رام کا نام سنتے ہی ہوائیاں لگ گئیں اڑنے
ہوئی تیری شکل صورت مثل مردار کیسی ہے

ڈبویا راکشسوں کا نام بھی تونے ارے بزدل
یہ چھائی مردنی منہ پہ ابے اغیار کیسی ہے

کھڑا ہو ساتھ چل میری بہانے مت بنا کائر
پڑی تجھ پر ارے پاجی خدا کی مار کیسی ہے

دوبارہ گر کیا انکار تو ٹکڑے بنا دونگا
نظر آتی نہیں تجھ کو کہ یہ تلوار کیسی ہے

ناٹک

او بیہودہ مکار! پاجی ناہنجار! گردن زدنی زبان دراز! ہماری عزت کا پاس

نہ رتبہ کا لحاظ۔ بزعم خود سر ایک بات بڑی پُر دلائل کر رہا ہے۔ مگر دراصل زبان کو
چھریاں باندھ کر مجھے گھائل کر رہا ہے (تلوار کھینچ کر) ناصح کے بچے! ٹھہر میں تجھ کو
نصیحت کرنا سکھلاتا ہوں۔ اور تجھے اس انکار اور چرب زبانی کا مزا چکھاتا
ہوں۔ ارے ناتحقیق! تو نے راکششوں کا نام بھی خاک میں ملا دیا۔ بیکاری اور حرام
خوری نے تجھ کو بالکل سست الوجود بنا دیا۔ چند دنوں میں ہی تیرا سارا بل عدم پتہ
ہو گیا اور رامچندر کا نام سنتے ہی پاخانہ بھی خطا ہو گیا۔ لعنت لعنت۔ دھکار۔ ناک ڈبو کر
مر جا بدکار۔ اے بے غیرت اگر پیدا ہوتے ہی مر جاتا تو سارے خاندان کے ماتھے پر
کلنک کا ٹیکہ نہ آتا۔ خیر تجھے ایک موقعہ اور دیتا ہوں۔ اور اپنی تلوار میان میں کر لیتا
ہوں۔ سوچ لے بیچارے۔ اور... اپنے نشیب و فراز پر اچھی طرح نظر مار لے۔ اگر اب
بھی انکار ہے۔ تو تیرا سر ہے اور میری تلوار ہے۔

ماریچ۔ (دل ہی دل میں) افسوس! یہ بن بلائے کی آفت! اور تیری جان کی
شامت دیکھی ہے جھگڑا نہ تکرار آ بیل مجھے مار پھنسا اور بڑا بیڈھب پھنسا۔ دونوں
طرف موت کا شکار۔ ادھر رامچندر کے تیر۔ اور ادھر اس کمبخت کی تلوار۔ انکار
کروں تو موت۔ اقبال کروں تو فوت۔ کوئی جیتے کوئی ہارے۔ مگر بچو تم تو سورگ
سدھارے۔ کسی کا جھگڑا کسی کی لڑائی۔ مگر گھر بیٹھے موت ہماری آئی۔ یارو یہ عجیب
تماشہ ہے۔ کہ عشق بازی تو سروپ نکھا کرے۔ اور بن آئی موت بیچارہ ماریچ مرے
کھیر کھاوے باہمنی اور پھانسی چڑھے شیخ۔ نہیں دیکھا تو یہاں آ کر دیکھ۔ بڑی
مشکل ہوئی یہ خبیث نہ خوشامد سے مانتا ہے نہ کسی ... ...

راون۔ ارے کمبخت جلدی جواب دے۔ کیا سوچتا ہے۔
ماریچ۔ ذرا تحمل کیجیے۔ سوچ سمجھ کر جواب دیں گے۔ آخر مرنا ہے کچھ مخول
تو نہیں ہے ؎

رفتہ رفتہ جواب دیں گے
مرنا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے

راون۔ میں اس سے زیادہ انتظار نہیں کر سکتا۔ جلدی بتا۔ جو کچھ تیری سمجھ میں آتی ہے۔

ماریچ۔ بھئی واہ! یہ عجیب زبردستی ہے۔ اجی جناب دس منٹ کی مہلت تو پھانسی کے مجرم کو بھی مل جاتی ہے۔

راون۔ یہ کیسی بیہودہ ہنسی ہے۔

ماریچ۔ آپ کے نزدیک ہنسی ہوگی۔ مجھ سے پوچھو۔ جس کی جان مصیبت میں پھنسی ہے۔

راون۔ ارے احمق یہ وقت دل لگی کرنے کا ہے۔

ماریچ۔ نہیں جناب یہ وقت ہمارے مرنے کا ہے۔

راون۔ مرنا ہے تو سیدھی طرح مر۔ یوں پاگل کیوں بنتا ہے۔

ماریچ۔ مرتی تو ساری دنیا ہے۔ مگر یہ الٹا سیدھا مرنا آپ سے ہی سنا ہے۔

راون۔ (جھنجھلا کر) او بدزبان! تو میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہا ہے اور قینچی کی طرح زبان چلا رہا ہے۔ اب تیری باتوں کا جواب میری زبان نہیں بلکہ تلوار دے گی۔ اور تیرا یہ نشہ ایک پل میں اتار دے گی۔

ماریچ۔ (دل ہی دل میں) یہ سنگدل اپنی ہٹ کو نہ چھوڑے گا۔ اب زیادہ انکار کروں گا تو پہلے تیری ہی گردن توڑے گا۔ اچھا جو ہو سو ہو۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ مرنا تو آ ہی گیا۔ پھر بزدل بھی کیوں کہلاؤں۔ اور اس خبیث کے ہاتھ سے تو جان نہ گنواؤں۔ اگرچہ رامچندر کا نشانہ تیر بہدف ہے ممکن ہے اس کے ہاتھ سے بچ جاؤں۔ لیکن یہ تو اسی وقت شمشیر بکف ہے۔

راون۔ (ڈانٹ کر) ارے شیطان! تیرا کس طرف خیال ہے۔ تو نے میری بات کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔

ماریچ۔ حکم عدولی کرنے کی میری کیا مجال ہے۔ مگر یہ تو بتائیے۔ کہ آپ نے اپنی کامیابی کے لئے کیا اپائے سوچا ہے۔

راون۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش! شاباش!! میرے بہادر سپہ سالار شاباش!!

اگر تو میرے ساتھ ہے۔ تو اس کا اڑانا تو بالکل معمولی بات ہے۔ کچھ عرصہ پنچ وٹی کے پاس رہائش اختیار کریں گے۔ اور کسی موقعہ کا انتظار کریں گے۔ بس جس وقت سیتا کو اکیلی پائیں گے اٹھا کر رفو چکر ہو جائیں گے۔

مارزیچ۔ اتنا کام تو آپ اکیلے بھی کر سکتے ہیں۔ پھر میری کیا ضرورت ہے۔

راون۔ تو بھی دھورت ہے۔ ارے بھلے مانس! یہ تو قطعی ناممکن ہے کہ وہ سیتا کو بالکل اکیلی چھوڑ جائیں۔ اور ایک ہی وقت میں دونوں غیر حاضر پائیں۔ اس لئے ان میں سے کوئی بھی وہاں سے ذرا قدم اٹھائے۔ اور دوسرے کو تو کسی ترکیب سے وہاں سے ہٹا لے۔ بس سیتا میرے حوالے۔ پھر دیکھوں مجھ سے کون چھڑائے۔

مارزیچ۔ جب آپ خود جانتے ہیں۔ اور دونوں کی غیر حاضری وہاں سے ناممکن مانتے ہیں۔ پھر ہم ان کو وہاں سے کس طرح ہٹا لیں گے۔ اور آپ کیسے میدان خالی پالیں گے۔

راون۔ اگر وہ وہاں سے کسی طرح بھی نہ ٹلے تو پھر اور ترکیب بنائیں گے میرے پاس ایک بڑا خوبصورت اور سندر ہرن[1] ہے۔ اس کو اچھی طرح سدھائیں گے۔ اور سیتا کی پھلواری کے پاس چھوڑ کر وہیں چھپ جائیں گے وہ مرگ ہی ایسا ہے کہ سیتا اسے دیکھتے ہی موہت ہو جائے گی۔ جب وہ اسکے

نوٹ[1] اگرچہ جملہ مصنفان و مولفان رامائن اس بات پر متفق الرائے ہیں بلکہ بالمیک رامائن بھی اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ ماریچ ہرن کا روپ بنا کر سیتا جی کی پھلواری کے پاس آیا۔ جس کو دیکھ کر سیتا جی کا دل للچایا۔ اور رامچندر جی سے اس کے پکڑنے کی سفارش کی وغیرہ وغیرہ۔

مگر ہمارا ارادہ ہے کہ اس مضمون پر کچھ مزید روشنی ڈالی جائے۔ اور اس کو عرصہ بحث میں لا کر برہان عقل اور دلیل سے بالکل صاف کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق مندرجہ ذیل امور

ہاتھ نہ آئے گا۔ تو مجبوراً رام چندر کو پیچھے دوڑائے گی۔ جب رام چندر کچھ دور نکل جائے تو لچھمن کو تو دکان میں کچھ کہہ کر) رامچندر کی آواز میں بلائے۔ بس وہ وہاں سے دفع ہو۔ اور میدان ہمارے لئے صفا ہو۔

مارتیچ۔ (آہستہ سے اٹھ کر) یا بے ایمانی تیرا آسرا۔ چلئے مہاراج۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۶) تنقیح طلب ہیں۔

(۱) کوئی انسان اپنا حلیہ تبدیل کر کے کسی حیوانی قالب میں نہیں آسکتا۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی حیوان کی کھال پہن کر کسی حد تک سوانگ بنا لے۔ مگر اس کی روش اور چال ڈھال سے فوراً پہچانا جا سکتا ہے۔ پھر ہرن اور انسان کے اعضاء میں کیا نسبت ہے۔

(۲) بالفرض محال ان سب باتوں کو مان بھی لیا جائے۔ لیکن کوئی عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ انسان بھی چوپایہ بن کر اتنی تیزی سے دوڑ سکتا ہے۔ جس طرح سے کہ حیوان اس حالت میں ایک اچھے سے اچھے تیز رو انسان کو ایک خورد سالہ بچہ یا ایک ضعیف العمر انسان بھی بڑی آسانی سے پکڑ سکتا ہے۔ کیونکہ قدرت نے ہر ایک ذی روح کے اندر تمام جوہر اسکی فطرت کے عین مطابق و موافق رکھے ہیں نہ کوئی چوپایہ مثل انسان دو پاؤں کے چل سکتا ہے اور نہ کوئی دوپایہ مانند حیوان چار پاؤں سے دوڑ سکتا ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو آزما کر دیکھ لیجئے اس امتحان کے لئے کسی مزید سامان کی بھی ضرورت نہیں۔

(۳) اب سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ بالمیک جی نے اس لایعنی بات کو جو عقل اور دلیل کے سراسر خلاف ہے۔ کس طرح تسلیم کر لیا جائے۔ چنانچہ اس کی چھان بین کے لئے اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے بالمیک رامائن کی ورق گردانی کی تکلیف گوارا کریں گے۔ تو یقیناً آپ کا یہ شک بھی آسانی سے رفع ہو سکتا ہے۔

سوال صرف یہ ہے کہ موجودہ بالمیک رامائن بلا کم و کاست بالمیک جی کی تصنیف بھی ہے یا نہیں مگر اسکا جواب ہم کو بالمیک رامائن سے ہی نفی میں ملتا ہے۔ کیونکہ بالمیک جی اپنی مصنفہ رامائن میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اس رامائن کو چوبیس ہزار شلوک اور پانچسو سرگ میں لکھا ہے۔

اٹھارہواں نظارہ

(۱) سیتاہرن

سیتا جی کا گانا (بطرز: جام گدائی ہاتھ میں لیکر شام سویرے پھرتے ہیں)

ایک برس باقی ہے کیول لوٹ اجودھیا جانے میں
تیرہ سال ختم ہیں گویا ایک آنکھ جھپکانے میں
ہم جلد اجودھیا جائیں گے اور خوشی کے منگل گائینگے
پھر بھرت جی ملنے آئینگے خوب ہوگی دھوم زمانے میں
ایک برس .. ..

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۷) (دیکھو بالمیک رامائین بال کانڈ) اب جسکے تین ہزار شلوک اور چھ سو سینتالیس سرگ ہیں اب نہ معلوم کہ چھ ہزار شلوک اور ایک سو سینتالیس سرگ کہاں سے آگئے۔ پس معلوم ہوا کہ اس قدر اضافہ بعد میں کیا گیا ہے۔ اور یہ قرین قیاس بھی ہے۔ کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی سے معمولی اور گمنام سے گمنام کتاب بھی مخالفوں کی دست درازیوں سے محفوظ نہ رہ سکی۔ تو یہ کب ممکن تھا کہ رامائن جیسی مشہور اور پرچلت کتاب پر وہ اپنا ہاتھ صاف نہ کرتے۔ خیر یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ بالمیک رامائن کے مطالعے سے آپ کو اور بھی بہت سی ایسی باتیں ملیں گی جنکو پڑھکر آپکو مجبوراً یہ ماننا پڑیگا۔ کہ یا تو یہ کتاب بالمیک جی کی تصنیف نہیں ہے اور اگر ہے تو بالمیک بھی کوئی قابل آدمی نہیں تھا مگر نہیں اسی بالمیک رامائن سے آپ کو وہ انمول موتی اور نایاب ہیرے دستیاب ہونگے۔ جو دوسری تواریخوں میں آپ خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے اور نہ قیامت تک دیکھنے کی امید ہے۔ یہ سب دغاباز زمانہ ساز اور خودغرض لوگوں کی کرتوت ہے جنہوں نے اپنی غرض کے لئے جہاں آریہ ورت کی (بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

ماتا کے درشن پاؤں گی　　چرنوں میں سیس جھکاؤنگی
سب باتیں انہیں سناؤں گی　　جو دیکھی یاں تک آنے میں
ایک برس باقی۔

نگری کے لوگ لوگائیوں کو　　لچھمن کے دونوں بھائیوں کو
سب اپنی اور پرائیوں کو　　دیکھیں گے ٹھیک ٹھکانے میں
ایک برس باقی۔

جب نکٹ ایودھیا جائینگے　　لوگ ہم کو لینے آئیں گے
نگری کو خوب سجائیں گے　　خوب ہوگا جشن لوہانے میں
ایک برس باقی۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۸) دیگر مقدس اور مہذب کتابوں پر کلہاڑا چلایا وہاں رامائن کو بھی کلنک لگائے بغیر نہ رہے۔ باوجود اس ہمہ وہ سوال جوں کا توں بنا رہا کہ دراصل یہ معاملہ کیا تھا اور اسکی اصلیت کیا تھی۔ چنانچہ عقل وقیاس اور دلیل سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یا تو راون اور ماریچ ایک عرصہ تک انکے تعاقب میں رہے۔ اور جب رامچندر کو وہاں سے غیر حاضر پایا تو لچھمن کو ماریچ نے کسی چالاکی یا بہانے سے الگ کر دیا۔ اور راون سیتا کو لیکر رفوچکر ہو گیا یا یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے کسی ہرن کو سدھایا ہو جیسا کہ مداری لوگ ایک چوہیا کو سکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاوند کے لئے پانی کا گھڑا بھر لاوہ ننھی سی چوہیا اپنے گلے میں بندھی ہوئی رسی کو شپا شپ کھینچے لگ جاتی ہے۔ جب کہا کہ ایک ڈول ساس کے لئے بھی نکالدے۔ منہ دوسری طرف کیا اور بس بیٹھ گئی خاوند کی روٹیاں پکانے کو تو بڑی پھرتی سے ہاتھ چلایا۔ جہاں ساس کیلئے ایک روٹی کی سفارش کی تو سانپ سونگھ گیا۔ علی ہذا القیاس۔ قلندر۔ بندروں کو سپیرے سانپ کو اور سرکس والے دیگر چوپائے یہاں تک کہ شیر جیسے خونخوار اور ہاتھی جیسے قوی ہیکل جانوروں سے وہ کھیل کرواتے ہیں اور ایسے ایسے ناچ نچاتے ہیں کہ بعض اوقات بیچاروں کی قابل رحم حالت دیکھ کر خواہ مخواہ ہمدردی کرنے کو دل چاہتا ہے۔

پس گمان غالب ہے کہ راون نے بھی کسی ایسے سدھے ہوئے یا سدھائے ہوئے مرگ سے اپنی

ناٹک

پران ناتھ! اب تو تیرہ سال ختم ہو گئے۔ گویا باتوں باتوں میں ہی کم ہو گئے بس ایک سال اور یہاں گذارینگے۔ اور اگلے سال ایودھیا کو پدھارینگے۔

رامچندر۔ ہاں پریہ جی! ایشور کی کرپا سے یہ دن اچھی طرح کٹ گئے اور ہنسی خوشی میں تیرہ سال گھٹ گئے۔

لچھمن۔ ایودھیا میں تو ہمارا ابھی سے انتظار ہو گا۔ اور بھائی بھرت تو ۔۔۔

سیتا۔ (انگلی سے اشارہ کرکے) سوامی جی! دیکھنا کیسا سندر مرگ پھر رہا ہے۔

رامچندر۔ بیشک مرگ تو بڑا سندر ہے۔ اپنا آنند لیتا ہوا جنگل میں پھر رہا ہے۔

سیتا۔ یہ مرگ تو مجھے پکڑ دو۔ کیسا خوبصورت ہے۔ گویا سونے کی مورت ہے

رامچندر۔ ہمارے پاس ہی تو پھر رہا ہے۔ پھر پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

سیتا۔ میں اسے پالوں گی۔ اور اچھے اچھے زیور اس کے گلے میں ڈالوں گی ہری ہری گھاس اسے کھلایا کروں گی۔ اور اس سے اپنا دل بہلایا کرونگی۔

رامچندر۔ ممکن ہے کہ یہ بھاگ جائے۔ اور ہمارے ہاتھ نہ آئے۔

سیتا۔ ہاتھ نہ آئے گا تو بھاگ کر کہاں جائے گا۔

رامچندر۔ (ہنسکر) واہ بھاگنے کی تم نے اچھی کہی۔

سیتا۔ آپ کوشش تو کرو۔ اگر زندہ ہاتھ نہ آئے تو مرگ چھالا ہی سہی۔

رامچندر۔ بہت اچھا میں جاتا ہوں۔ لچھمن جی تم یہاں ہوشیار رہنا۔ ذرا اچھی طرح خبردار رہنا

(بقیہ نوٹ ۲۹۹) مطلب براری کی ہو۔ ورنہ ایک انسان کا یہ پاٹ پیلنا عقل سے دلیل سے فطرت سے۔ قانون قدرت سے۔ پرمان سے۔ انومان سے۔ قیاس سے۔ قیافہ سے غرضیکہ کسی طرح بھی عقل تسلیم نہیں کرتی۔ جہانتک ممکن تھا میں نے اس مختصر سی بحث سے اس معاملہ کو صاف کرنیکی کوشش کی مگر میں اپنے اس فیصلہ کو بھی ناطق فیصلہ نہیں کہہ سکتا اگر کوئی صاحب اسکے متعلق مزید واقفیت بہم پہنچا کر تسلی بخش جواب دینگے۔ تو میں اپنی رائے بدلنے کیلئے ہر وقت تیار ہوں (مصنف)

(۲) شرارت کا آغاز

ایک دردناک آواز۔ بھائی لچھمن! جلد آؤ۔ میری جان بچاؤ۔

سیتا۔ (سہم کر) لچھمن! سُنتے ہو۔ یہ کیسی آواز آئی؟

لچھمن۔ ہاں سنتا ہوں۔ کسی نے میرا نام لیکر آواز لگائی۔

سیتا۔ کسی کی کس کی تمہارے بھائی کی آواز ہے۔

لچھمن۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے اندر کیا پوشیدہ راز ہے۔

سیتا۔ تمہارے بھائی کو راکشسوں نے اکیلا سمجھ کر آدبایا ہے اور انہوں نے تم کو امداد کے لئے بُلایا ہے۔

لچھمن۔ نہیں۔ نہیں۔ یہ تمہارا خیال ہے۔ راکشسوں کی انکے سلمنے جانے کی کیا مجال ہے۔

سیتا۔ لچھمن! تم مصیبت کے وقت بھائی کے کام نہ آؤگے۔ تو پھر کیا لچھمن کے پر لگائے جاؤگے۔ ہائے ہائے تو اتنا بے درد ہوگیا۔ اور تیرا خون اسقدر سرد ہوگیا کہ بھائی امداد کیلئے پکارے۔ اور تو یہاں بیٹھا باتیں بھنگارے۔

لچھمن۔ بھائی صاحب کی طرف سے مجھے ہر طرح اطمینان ہے مگر یہ تو بتاؤ کہ اگر میں چلا گیا۔ تو یہاں کون نگہبان ہے۔

سیتا۔ مجھے یہاں کیا موت پڑرہی ہے۔

لچھمن۔ آپ کو تو خواہ مخواہ ضد چڑھ رہی ہے۔

سیتا

گانا (بحر طویل)

تو ابھی جاکے بھائی کی امداد کر موت مجھ کو یہاں کوئی کھاتی نہیں
پاسبانی کی میری ضرورت نہیں میں یہاں سے کہیں بھاگی جاتی نہیں

تو ابھی جا کے ... ...

ہائے بھائی ہی بھائی کا دشمن ہوا کیا کروں یار میری بساتی نہیں
ہیں بنی کے مددگار تو سینکڑوں کوئی بگڑی کا دنیا میں ساتھی نہیں

تو ابھی جا کے ... ...

ساتھ آیا تھا شاید اسی واسطے کہ یہاں تو یہ منہ سے بلاتی نہیں
تیری پہلی سی آنکھیں نہیں اب رہی تیری نیت نظر صاف آتی نہیں

تو ابھی جا کے ... ...

تیرا ہوگا نہ پورا ارادہ کبھی گرد تک بھی تجھے میری پاتی نہیں
نہیں معلوم سمجھا ہے کیا تو مجھے بے حیا تیری آنکھیں لجاتی نہیں

تو ابھی جا کے ... ...

ابھی کر دوں گی اپنا یہیں خاتمہ زندگی بن شری رام بھاتی نہیں
تو یہاں سے چلا جا جہاں دل کرے تیری صورت مجھے اب سہاتی نہیں

تو ابھی جا کے ... ...

ناٹک

لچھمن! تم فضول بہانے بنا رہے ہو۔ اور بے فائدہ ادھر ادھر کی باتیں سنا رہے ہو۔ میں تمہارے مطلب کو خوب جان رہی ہوں اور دیر سے تمہاری آنکھوں کو پہچان رہی ہوں۔ تم دھوکا دیکر بھائی کو مروانا چاہتے ہو اور مجھے خود اڑانا چاہتے ہو۔ اب معلوم ہوا کہ تمہارا ساتھ آنے کا کیا سبب تھا۔ اور اس سے تمہارا کیا مطلب تھا مگر یاد رکھو۔ تم میری طرف نظر تک نہ اٹھا سکو گے اور میری گرد تک کو نہ پا سکو گے۔ زندگی ہے تو شری رام کے ساتھ ہے۔ ورنہ جان پر کھیل جانا میرے لئے معمولی بات ہے۔ جہاں تمہاری طبیعت چاہے چلے جاؤ۔ اور مجھ کو منہ نہ دکھلاؤ (آنکھوں میں آنسو بھر کر) افسوس دنیا اپنے مطلب کی یار ہے۔ مصیبت کے وقت کون کسی کا مددگار ہے۔

سلہ شرمائی۔

لچھمن

گانا

(بحر طویل)

میری ماتا تمہیں آج کیا ہو گیا۔ کس قسم کی یہ باتیں سناتی مجھے
آج دل میں تمہارے یہ کیا آگیا بے گناہ ہائے تہمت لگاتی مجھے

میری ماتا ... ...

سب کرا اور دھرا مل گیا خاک میں آپ بدمعاش کہکر بلاتی مجھے
آج اپنے ہی کانوں سے کیا سُن رہا موت بھی تو نہیں ہائے آتی مجھے

میری ماتا ... ...

ساتھ آیا تھا بیشک اسی واسطے ایسی باتیں سُنا کر رلاتی مجھے
خوب کی پرورش خوب بدلہ دیا خوب دیتے ویکے لوری سلاتی مجھے

میری ماتا ... ...

ہر طرح جان قربان کرتا رہا تم دغا باز اُلٹا بتاتی مجھے
اگر ایسا ہی تھا خوف مجھ سے تمہیں تو یہ بہتر تھا نہ ساتھ لاتی مجھے

میری ماتا ... ...

اچھا ماتا تمہارا ہی کیا دوش ہے میری قسمت ہی دھکے کھلاتی مجھے
بے شرم بے دھرم۔ بے رحم بچیا۔ بیوفا بیوا تک کہلاتی مجھے

میری ماتا ... ...

ناٹک

ماتا جی! آپ کس قسم کی باتیں سنا رہی ہیں۔ اور کیسے بیہودہ الزام میرے ذمہ لگا رہی ہیں۔ کیا میری وفاداری کا یہی صلہ ہے۔ جو مجھ کو آپ کی طرف سے ملا ہے۔ ساتھ لا کر یہی گل کھلانے تھے۔ اور ایسے ہی واہیات الزام لگانے تھے گھر سے چلتے وقت ماتا جی نے مجھ کو پتروں کی طرح نہیں سنبھالا تھا نہ کہ

یہ طعنے سننے کے لئے گھر سے نکالا تھا۔ (آبدیدہ ہوکر) اچھا دیوی! کسی پر کیا افسوس ہے یہ اپنی ہی پراربدھ کا دوش ہے مصیبت کے دن آئے تو تم نے بھی یہ ڈنک چلائے وہی آوازہ۔ بھائی لچھمن جلدی آؤ۔ میری جان بچاؤ۔

سیتا

گانا (بحر طویل یا راگنی لنگڑا۔ تال چنچل)

پیش چلتی نہیں ناتھ مجبور ہوں کوئی اس دم تمہارا سہیا نہیں
تم پکارو ہو کس کو مدد کیلئے رام کا کوئی دنیا میں بھیا نہیں

پیش چلتی نہیں ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

آپ قسمت سے اپنی جیو یا مرو — کون سے بھائی کے پیار کا دم بھرو
آپ امید جس سے مدد کی کرو — وہ تو مرتے کو پانی پلیا نہیں

پیش چلتی نہیں ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

آپ جن کو سمجھتے مددگار تھے — بے حیا بے شرم مطلبی یار تھے
سب دکھاوے چھلاوے کے غمخوار تھے — کوئی دکھ سکھ تمہارا سنیا نہیں

پیش چلتی نہیں ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

ہوئی لاچار کچھ پیش چلتی نہیں — جو کہ ہونی ہے ہرگز وہ ٹلتی نہیں
کیا کروں جان میری نکلتی نہیں — پاس کوئی دلاسہ دلیا نہیں

پیش چلتی نہیں ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

میری اپنی ہی گردش نے مارا مجھے — آپ کے بن نہ کوئی سہارا مجھے
اور سوجھے نہ کوئی کنارا مجھے — میری نیا کا کوئی کھوئیا نہیں

ناٹک

پران ناتھ! آپ کس کو بلا رہے ہیں۔ اور کیوں خواہ مخواہ اسقدر چلا رہے ہیں

یہاں آپ کا کون غمخوار ہے۔ جسے آپ بھائی سمجھ رہے ہیں۔ وہ پورا مطلبی یار ہے۔ اپنی قسمت جیو یا مرو۔ مگر اس بھائی سے مدد کی کوئی امید نہ کرو۔ میں عورت ذات آپکی کیا سہایتا کر سکتی ہوں۔ اور کس طرح تلوار پکڑ کر آپکے دشمنوں سے لڑ سکتی ہوں یہ آپکی داسی ہر طرح مجبور ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اگر آپ جیت گئے تو میں بھی آپ کو جیتی پاؤں گی۔ ورنہ یہیں سے اگنی جوالا میں جل کر سورگ میں آپ سے پہلے جاؤں گی۔ اور وہاں بھی آپکے چرن دباؤں گی۔

لچھمن۔ دیوی! یہ تمہارا قصور نہیں۔ آج ضرور کچھ نہ کچھ گل کھلائیگی اور ہم پر کوئی مصیبت لائیگی۔ جب آپ کی زبان سے ایسے کمینے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے۔ تو ضروری ہے کہ ہمارے لئے کوئی نیا بکھیڑا تیار ہو رہا ہے جو یوتر آتما تیرہ سال تک لچھمن کی طرف سے بالکل پاک رہی اس نے ہرگز ایسی باتیں اپنی مرضی سے نہیں کہیں۔ یہ سب کچھ بھاوی کرا رہی ہے اور آپکے منہ چڑھ کر ایسی باتیں سنا رہی ہے۔ بہت اچھا جاتا ہوں۔ اور سازش کا پتہ لاتا ہوں۔ مگر اتنی مہربانی کرنا کہ میرے آنے تک کٹیا سے باہر قدم نہ دھرنا۔

انوکھا سادھو

گانا

(بطرز: جیسی کرنی ویسی بھرنی)

الکھ جگانا ہر گن گانا سادھو سنت کہاتے ہیں
پرمارتھ پر اپکاروں میں اپنی عمر لگاتے ہیں
بن باسی سنیاسی اُس اِبناشی کے گن گاتے ہیں
دنیا کو تج بیٹھ بنوں میں اپنا یوگ کماتے ہیں

کرمتے ہری بھجن ٭ ہر دم ہی لگن   بستے سدا مگن ٭ پڑتا نہیں کٹھن
رہتا یہی منن ٭ پاپوں کا ہو ہنن   دشٹوں کا ہو دلن ٭ سب کا ہو شبھ چلن

الکھ ہو ۔ ۔ ۔ ۔

الکھ ۔ الکھ ۔ الکھ

سیتا۔ یوگی راج! آپ کون ہیں۔ اور کہاں سے پدھارے ہیں؟

سادھو۔ سندری! میں اسکا جواب کیا دوں تمہارے سوال ہی دنیا سے نیارے ہیں

سیتا۔ آخر آپ کا نام۔ کوئی رہنے کا مقام؟

سادھو۔ فقیروں کا کیا نام۔ اور کہاں انکے مقام۔ جہاں رات پڑگئی وہیں بشرام

سیتا۔ پھر یہاں کس طرح درشن دیئے؟

سادھو۔ بھکشا کے لئے۔

سیتا۔ اہو بھاگ۔ جو کچھ کند مول حاضر ہے گرہن کیجئے۔

سادھو۔ بھکشا تو پیچھے لونگا۔ پہلے اپنا نام اور پتا بتا دیجئے۔

سیتا۔ بھگون! سیتا میرا نام ہے۔ اور متھلا پوری پیدائشی مقام ہے شری رامچندر جی کی اردھنگی اور مہاراجہ جنک کی دلاری ہوں۔ پتا کی اگیا سے میرے سوامی چودہ سال کے لئے بنوں میں آئے ہیں۔ ان کی سیوا کے لئے میں بھی ساتھ چلی آرہی ہوں۔ میرے دیور لچھمن جی جو میری سوتیلی ساس کے جائے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ آئے ہیں۔ تیرہ سال سے ان بنوں میں بھرمن کر رہے ہیں اور آپ جیسے مہاتماؤں کے اپدیش شروع کر رہے ہیں۔ اس بن کے تمام رشی منیوں کی ہم پر از حد مہربانی ہے۔ اور یہ ہماری مختصر رام کہانی ہے۔

سادھو۔ سندری! تیری بارتا بے شک بڑی نرالی ہے اور دل کو ہلا دینے والی ہے۔ یہ حسن اور یہ جوانی۔ جس کے ہوتے ہوئے بھی تم نے جنگلوں کی خاک چھانی۔ تمہاری قابل رحم حالت دیکھکر میرا دل پگھل رہا ہے اور کلیجہ سینے سے نکل رہا ہے۔ تم اس لائق تھیں کہ کسی راجہ مہاراجہ کے محل کو آباد کرتیں نہ کہ

اس طرح جنگلوں میں پھرتی ہوئی اپنی زندگی اور جوانی کو برباد کرتیں۔

سیتا۔ مہاتمن! آپ کی زبان سے ایسے الفاظ شوبھا نہیں دیتے۔ میں بڈھی ہوں یا جوان ہوں۔ لیکن کیا بلحاظ عمر اور کیا بلحاظ مرتبہ آپ کی پتریوں کے سمان ہوں۔ سادھو سنیاسیوں کے لئے ایسی گفتگو باعث شرم ہے۔ اور جسکی وجہ سے مجھ کو آپ کے سادھو ہونے میں بھی بھرم ہے۔

سادھو۔ تم نے مجھ کو پہچاننے میں کمال کیا۔ اور اپنی چترائی سے اصلی بھید کو نکال لیا۔ بے شک میں سادھو ہوں نہ سنیاسی ہوں۔ بلکہ (نقلی ڈاڑھی اور جٹا اتار کر) مہاراجہ راون لنکا نواسی ہوں۔

سیتا۔ (سہم کر) مہربانی کر کے آپ یہاں سے تشریف لے جائیے۔

راون۔ بہت اچھا تو پھر کہئیے۔

سیتا۔ میں کہاں آؤں؟

راون۔ تو میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

سیتا۔ جہنم میں۔

راون۔ ہاں اب معلوم ہوا کہ تیری صرف شکل ہی شکل ہے۔ دراصل تو اعلیٰ درجہ کی بے عقل ہے۔ اری نادان! ذرا سوچ تو سہی کہ اس طرح کب تک اپنے جیون کا نرباہ کرے گی۔ اور کب تک اس بنواکے ساتھ اپنی زندگی تباہ کریگی چودہ سال کا تو ایک بہانہ ہے۔ ورنہ اس بیچارے کا تو ان ہی جنگلوں میں ٹھکانہ ہے۔ اسی طرح بھٹک بھٹک کر مرجائیگا۔ آخر تجھے ایک دن بدھوا کر جائیگا۔ میرے ساتھ چلے گی۔ تو راون کی پٹ رانی کہلائیگی۔ اور ساری لنکا تیرے پاؤں کے نیچے آنکھیں بچھائے گی +

سیتا

گانا (بطرز قوالی)

ارے او نفس کے کتے یہ کیا بکواس کرتا ہے
نشے میں ہو رہا اندھا نہیں پاپوں سے ڈرتا ہے

لگاؤں آگ لنکا کو جھلس ڈالوں منہ تیرا ظالم
نہ مرنے کو جگہ باقی یہیں پہ آکے مرتا ہے

بنا کر بھیس منوں کا آیا بدنام ان کو بھی
ارے نرلج کس کرتوت پہ اتنا بپھرتا ہے

تعجب ہے ابھی تک کیوں نہیں جلتی تیری لنکا
اندھیرا ہی وہاں رہتا ہے یا سورج بھی چھپتا ہے

اگر راجہ ہی ایسے نیچ کرموں کو لگا کرنے
نہیں معلوم پرجا پر ظلم کیا کیا گذرتا ہے

تیرے جیسا جہاں بدمعاش ہو جس راج کا مالک
تو ایسا راج شیگھر ہی بہت جلدی اجڑتا ہے

دھرم ہی کی وجہ سے یہ منش افضل کہلاتا ہے
نہیں تو اپنی یونی میں گدھا بھی پیٹ بھرتا ہے

چلا جا بھاگ جا ورنہ اگر سوامی جی آپہنچے
نہ چھوڑیں گے تجھے زندہ جو تو اتنا اکڑتا ہے

شرم آتی نہیں تجھ کو یہی لچھن ہیں راجہ کے
بدل کر رنگ گرگٹ کی طرح بن میں بچرتا ہے

ناٹک

دھیش میں آکر آگ لگے تیری لنکا کو۔ چولھے میں پڑے تو او نفس کے کتے یہ کیا بکواس کر رہا ہے اور کیوں اپنی موت کی تلاش کر رہا ہے۔ او پاپی تو نے مجھے کیا سمجھا ہے۔ جو خواہ مخواہ میرے ساتھ الجھا ہے۔ اس راج کے نشٹ ہو جانے میں کیا شک ہے جس کا مالک تیرے جیسا تیت اور وشیوں کا غلام ہے۔ راجہ ہو کر ایسا کرم ڈوب مر بے شرم۔

راون۔ دکڑک کر) او منہ زور بے باک استھی بھر ہڈیاں اور اتنی طمطراق تیری زبان بہت نکل رہی ہے۔ جو قینچی کی طرح چل رہی ہے۔ آخر تو جنگل کی رہنے والی وحشی ہی ہے۔ اسی لئے تیری تمیز بھی ایسی ہی ہے۔ منہ میں آیا سو بک دیا ہاتھ میں آیا سو پٹک دیا۔ تو کیا جانے کہ ایک راجہ کے ساتھ کس طرح کلام کرنا چاہیئے اور اس کو کس طریقہ سے پرنام کرنا چاہیئے۔

سیتا۔ تعجب ہے کہ پھر آپ ایک جانگلو۔ وحشی۔ بے تمیز عورت کے ساتھ کیوں کلام کر رہے ہیں۔

راون۔ میں تجھے اپنے ساتھ لے جاؤنگا۔ اور تجھے عقل اور تمیز سکھا کر دھنے

انسان بناؤں گا۔

سیتا۔ چلا جا۔ چلا جا۔ کیوں کھڑا ہوا مجھے ستا رہا ہے۔

راون۔ (سیتا کا ہاتھ پکڑ کر) او بدزبان! تو خود اپنی موت کو بلا رہی ہے (زور سے جھٹک کر) اب بتا تیرا رکھشک کون ہے؟

سیتا۔ میرا دھرم۔

راون۔ وہ کونسی طاقت ہے جو میرے سامنے آئے۔

سیتا۔ تیرا پاپ۔

راون۔ وہ کون ہے جو مجھ کو پامال کر سکتا ہے۔

سیتا۔ میری آہیں۔

راون۔ پکار اپنے سہایک کو۔ جو تجھے میرے زبردست ہاتھ سے چھڑا لے۔

سیتا۔ پکارنے کی ضرورت نہیں۔ وہ پرمیشور جو مجھ میں اور تجھ میں ویاپک ہے نہ صرف تیرے اس ظلم کو دیکھتا ہے۔ بلکہ تیرے انتہ کرن کے پاپوں کو بھی جانتا ہے وہ مجھ کو تیرے ان ناپاک ہاتھوں سے ہی نہیں بچائے گا۔ بلکہ تجھ جیسے پاپی کا ملیا میٹ کر کے تیرا نام و نشان دنیا سے مٹائے گا۔

راون۔ (راون سیتا کو زبردستی اٹھا کر) بہت اچھا دیکھا جائے گا جب وہ تجھ کو میرے ہاتھ سے چھڑانے آئے گا۔

سیتا۔ (چلا کر) پرمیشور! تیری دوہائی ہے۔ ایک طرف بیکس ابلا ہے دوسری طرف ظالم قصائی ہے۔ پران ناتھ! بچاؤ۔ دیور لکشمن! تم ہی امداد کیلئے آؤ۔ دیکھو تو میں کتنی دیر سے چلا رہی ہوں۔ مگر تمہارا کیا دوش ہے اپنی بیوقوفی کا پھل پا رہی ہوں۔ ہائے ہائے میں نے تجھ سے بے گناہ پر وہ وہ دوش لگائے جو کبھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آئے۔ بلاشک میں تیری گنہگار ہوں۔ اگر پا ہاتھ جوڑ کر معافی کی خواستگار ہوں۔ پرمیشور کے واسطے میری ان باتوں کا خیال نہ لانا اور کہیں مجھ سے بدظن نہ ہو جانا۔

(راون کا سیتا کو اٹھا کر رفو چکر ہو جانا)

(۴) رامچندر جی کا بن واپس لوٹنا اور رستے میں لچھمن جی کا ملنا

رامچندر۔ لچھمن! میں تمہیں وہاں بٹھا کر آیا تھا۔
لچھمن۔ مگر یہاں بھی تو آپ نے ہی بلایا تھا۔
رامچندر۔ (تعجب سے) کس نے اور کب ؟
لچھمن۔ آپ نے اور اب۔
رامچندر۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم کسی کے دھوکے میں آ گئے اور سخت غلطی کھا گئے
لچھمن۔ نہیں کسی کے دھوکے میں آ سکتا ہوں۔ اور نہ غلطی کھا سکتا ہوں۔ مگر جو شدنی ہے اس کو کیسے مٹا سکتا ہوں۔ کسی نے آپ کی سی آواز میں مجھ کو امداد کیلئے پکارا کہ بھائی لچھمن جلدی آؤ۔ ورنہ میں مارا۔ جسے سنکر جانکی جی رونے لگیں اور وہیں اپنے پران کھونے لگیں۔ مجھے بھیجنے کے لئے بہت کچھ اصرار کیا جب میں نے انکار کیا۔ تو مجھے بدنیت بتایا۔ دغا باز ٹھہرایا۔ اور اس قسم کا بیہودہ الزام میرے ذمہ گھڑا جسے سنکر مجھے مجبوراً وہاں سے آنا پڑا۔
رامچندر۔ یہ سراسر جعلسازی ہے۔ اور کسی راکشش کی چالبازی ہے میں نے آتی دفعہ تم کو اتنا سمجھایا مگر افسوس کہ تمہاری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ دشمن موقعہ پا کر اپنا وار چلا گئے۔ اور مجھ کو ہمیشہ کیلئے خاک میں ملا گئے۔
لچھمن۔ آپ پہلے ہی اس قدر نہ گھبرایئے۔ ذرا پنچ وٹی کی طرف تو آیئے۔
رامچندر۔ یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ پنچ وٹی بالکل خالی ہے۔

(دونوں کا پنچ وٹی میں پہنچنا)

رامچندر۔ (کٹیا خالی دیکھ کر) افسوس! وہی ہوا جس کا مجھے پہلے ہی خیال تھا اور سیتا کا راکشسوں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا امر محال تھا۔
لچھمن۔ مہاراج! آپ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں تو بڑا استقلال تھا

رامچندر۔ میرا سب استقلال خاک میں مل گیا۔ جسم ہے مگر کلیجہ سینے سے نکل گیا۔
لچھمن۔ مصیبت کے وقت گھبرانا گویا اپنی مصیبت کو بڑھانا ہے۔ جو کچھ ہو چکا۔ اس کے پیچھے رونا فضول ہے۔ ہاں اس کے انسداد کی تدبیر کرنا عقلمندوں کا اصول ہے۔ دیکھیں کے بھاگیں گے۔ خواہ وہ آسمان پر چڑھ جائے یا پاتال میں اتر جائے لیکن اگر دم میں دم ہے تو اس کو وہیں سے ڈھونڈ نکالیں گے۔

رامچندر

گانا (راگنی سوہنی)

ہر روز کی گردش سے گردش میں زمانہ ہو گیا　　عیش اور آرام سب اکدم روانہ ہو گیا
گھر چھٹا بے گھر ہوئے بے زر ہوئے بے پر ہوئے　　چھوڑ سب سامان جنگل میں ٹھکانہ ہو گیا
اب نہیں طاقت رہی لچھمن جی مجھ میں ضبط کی　　ناگہانی غم سے میں بالکل دیوانہ ہو گیا
اب اودھیا میں بھی جا سکیں نہ کچھ صورت رہی　　آہ یہ بن ہی مجھے اب جیل خانہ ہو گیا
کوئی تو مر کر مرا ہم زندگی میں مر مٹے　　میرا مرنا اور جینا ایک فسانہ ہو گیا
شوق سے جاؤ اودھیا میں اجازت ہے تمہیں　　رامچندر کا ختم اب آب و دانہ ہو گیا
کیا کسی کو دوش دوں میری عقل ماری گئی　　آپ کا تو بیچ میں یونہی بہانہ ہو گیا

ناٹک

آہ وہی پنچ وٹی جس میں زندگی بڑے عیش و آرام سے کٹی اب بالکل نہیں بھاتی ہے۔ گویا منہ پھیلائے کھانے کو آتی ہے۔ او منحوس پنچ وٹی! تو نے ایسا ظلم اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مگر تیری چھاتی نہیں پھٹی۔ او ظالم تو نے میری پران پیاری کو کھا لیا۔ یا کسی جگہ چھپا لیا۔ اے سر بفلک درختو! اے بے رحم کمبختو! تم ہی کچھ پتہ دو اور کہیں میری پران پیاری کو دیکھا ہو تو بتا دو۔ سیتا کی پھلواری کے ننھے ننھے بوٹو۔ ارے بے دردو! کچھ تم ہی منہ سے پھوٹو۔ افسوس ہر جگہ سناٹا چاروں طرف خاموشی! (آبدیدہ ہو کر) آہ بے وفاؤ کوئی تو زبان کھولو۔ کچھ تو منہ سے بولو۔

(دیوانہ وار) ہاں ہاں معلوم ہوگیا۔ کہ اس سازش اور شرارت میں تم بھی شامل ہو اور اسی لئے "جواب جاہلاں باشد خموشی" پر عامل ہو۔ مگر یاد رکھو کہ تمہیں اس شرارت کا مزہ چکھادونگا (تلوار کھینچکر) اور ایک ایک کا نام و نشان ہستی سے مٹادونگا۔

لچھمن۔ بھراتا جی! ذرا ہوش کرو۔ کہاں آپ کا وہ بے نظیر استقلال کہاں یہ دیوانوں کا سا حال آپ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور کیوں اس قدر ٹھنڈے سانس بھر رہے ہیں۔ ذرا استقلال کیجئے۔ اور اپنی طبیعت کو سنبھال لیجئے ورنہ اگر آپ کا یہی حال ہے۔ تو پھر سیتا جی کی تلاش سخت محال ہے۔

رامچندر

گانا (نوٹ کی طرز: میرے نکسے جات پران)

ویراب کیسے دھاروں دھیر ہو بپت کال دکھ سکھ کی ساتھی رہی نہ وہ بھی تب

ویراب کیسے ۔۔ ۔۔ ۔۔

اودھ پوری میں جاؤ بھیا تم ہو کیوں دلگیر
نہیں کسی کا دوش میری ہی الٹ گئی تقدیر

ویراب کیسے ۔۔ ۔۔ ۔۔

بیٹھے بیٹھے آن اچانک لگا کلیجے تیر
نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے ہیں مرا جیر

ویراب کیسے ۔۔ ۔۔ ۔۔

کیا جانے وہ کسی درندے نے ہی لی ہو چیر
مشکل ہے ملنا اب اسکا لاکھ کرو تدبیر

ویراب کیسے ۔۔ ۔۔ ۔۔

نا دل میں اب رہا صبر ہی نا نینوں میں نیر
کیا روئیں اپنے کرموں کو رہ گئے وہی فقیر

ویراب کیسے ۔۔ ۔۔ ۔۔

اتنے تاؤ دیئے گردش نے جنکی نہیں نظیر
مر کر بھی یہ خاک ہماری بن جائیگی اکسیر

ویراب کیسے ۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

پیارے لچھمن! تم اجودھیا کو چلے جاؤ۔ اور راج کاج میں بھرت کا ہاتھ بٹاؤ میرا تو اب انہیں جنگلوں میں ٹھکانہ ہے۔ اور ایک روز یہیں بھٹک بھٹک کر مر جانا ہے۔ میں ایسا اجودھیا میں کیسے جا سکتا ہوں۔ اور ماتا جی کو کیسے صورت دکھا سکتا ہوں۔ کیونکہ انہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تو تینوں آنا۔ ورنہ تو اکیلا مجھے ہرگز منہ نہ دکھانا۔ آہ مہاراجہ جنک جب اپنی پتری کا حال پوچھیں گے تو انہیں کیا بتاؤنگا اور کونسا منہ لے کر ان کے سامنے جاؤں گا۔ ہائے شریمتی دھرنی جی اس صدمہ کو کیسے سہاریں گی۔ وہ سنتے ہی دیواروں سے ٹکریں ماریں گی۔ آہ! آہ!! جب ان باتوں کا خیال آتا ہے۔ تو کلیجہ میں ایک تیر سا کھبہ جاتا ہے۔

لچھمن۔ بھراتا جی! تسلی رکھئے۔ جس طرح اکٹھے آئے تھے اگر جائینگے تو تینوں ہی جائیں گے۔ ورنہ اکیلے دو کیلے ہرگز منہ نہ دکھائیں گے۔ اب زیادہ دیر نہ لگائیے اور جلدی ان کا سراغ چلائیے۔

رامچندر۔ (سرد آہ بھر کر) چلو بھراتا! اب تو اس منحوس جگہ کی طرف دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔

(۵) راون اور جٹایو

سیتا (گانا) (غزل قوالی تال چنچل)

متر میرے سسر کے تم ہی مجھے بچاؤ
پنجے سے بیرحم کے جلدی مجھے چھڑاؤ

سنتا نہ کوئی کب سے میں بلبلا رہی ہوں
ایشور کے واسطے تم میری مدد کو آؤ

ابلا سمجھ کے مجھ کو اور دیکھ کر اکیلی
پکڑا ہے بے شرم نے اسکو شرم دلاؤ

بپتا پڑی ہے مجھ پر کوئی نہیں سہایک
گر ہو سکے تو تم ہی اپنا پرن نبھاؤ

دکھڑا کسے سناؤں اپنی مصیبتوں کا
رکھشک ہے کون میرا یاں پر تم ہی بتاؤ

کچھ بھی نہ کر سکو گر اتنی دیا تو کرنا
میرے پران پت کو جلدی خبر پہنچاؤ

ناٹک

جٹایو۔ مہاراج! یہ فعل آپ کی شان کے سراسر خلاف ہے۔ اور مجھ کو آپ
اس کارروائی سے سخت اختلاف ہے۔
راون۔ تو کون ہے جو مجھ کو ٹوکتا ہے۔ اور خواہ مخواہ میرا رستہ روکتا ہے
گویا جان بوجھ کر اپنے آپ کو موت کے منہ میں جھونکتا ہے۔
جٹایو۔ موت کا سامان تو خود ساتھ لئے جاتے ہو۔ اور دوسروں کو مو
کا طلب گار بتاتے ہو۔
راون۔ (لاپرواہی سے) بہت اچھا۔ جب تجھے امداد کیلئے بلاؤں تو مت آ
جٹایو۔ جاتے کہاں ہو ذرا سنبھل کر قدم اٹھانا۔
راون۔ مجھے روکنے کی تیری کیا مجال ہے۔
جٹایو۔ بغیر مرے مارے نہیں جانے دونگا۔ آپکا کس طرف خیال ہے۔

راون اور جٹایو کا مشترکہ گانا

راون

کیوں بے بدذات میرے ساتھ کیا جھگڑا پھیلایا
ہو رہی قسمت برگشتہ ✽ روکا کیوں میرا رستہ ✽ آفت میں ناحق پھنستا
بڈھے خرانٹ میرے ہاتھوں سے مرنے آیا
کیوں بے بدذات . . .

راون	جٹایو
ارے مردود تیرے سر پہ قضا آئی ہے	موت تیری ہی تجھے کھینچ یہاں لائی۔

راون | جٹایو

تیرا اس سے کیا تعلق نہ سمجھ آئی ہے
رام لچھمن کا پتا میرا دشرتھ کا بھائی ہے

آگے سے ہٹ نالائق ⁂ کس کا تو بنا سہایک ⁂ دشرتھ کا ہو کر بالک
مر بے کمبخت تو نے ناحق کل کو داغ لگایا
کیوں بے بدذات ۔ ۔ ۔

جٹایو

بالکل نہ سمجھا تھا تجھ کو بے غیرت اتنا سمجھایا
پھرتا ہے بہت اکڑتا ⁂ آتا ناحق سر چڑھتا ⁂ جاتا آگے کو بڑھتا
ٹکڑے ہی کر دوں گا جو آگے تو نے قدم بڑھایا
بالکل نہ سمجھا ۔ ۔ ۔

جٹایو | راون

کہاں جاتا ہے ذرا ٹھہر نہ جانے دوں گا
ہاتھ سیتا کے بدن کو نہ لگانے دوں گا

جیتے جی اس پہ کبھی آنچ نہ آنے دونگا
ایک ہی وار میں گردن نہ اٹھانے دونگا

لعنت ہے ستیاناسی ⁂ کرتا پھرتا بدمعاشی ⁂ آتی نہیں حیا ذراسی
لعنت ہے تجھ کو پرتریا کو چوری کر کے لایا
بالکل نہ سمجھا ۔ ۔ ۔

ناٹک

راون ۔ ٹھہر جا تجھے تو عدم کا رستہ دکھاتا ہوں۔
جٹایو ۔ او بزدل! خبردار ہو۔ تجھے چوری کرنے کا مزا چکھاتا ہوں۔
راون ۔ (تلوار کا ایک پورا ہاتھ چلا کر) چل کمبخت ۔ جہنم کی ہوا کھا۔

جٹایو۔ (وار چلا کر) ایسے چھپے کسی اور کو دکھا۔
راون۔ اس طرح کب تک جان بچائے گا۔
جٹایو۔ (بھالا چلا کر) میرے ایک ہی وار سے تیرا بھیجا نکل جائے گا (راون کا تاج سر سے اڑ گیا)
راون۔ (طیش میں آکر متواتر حملے کرتا ہوا) ایک دو تین یہیں پڑا رہ جہاں طین۔
جٹایو۔ (زمین پر گر کر) ارے ظالم! بری طرح گھائل کیا۔ افسوس کہ دل کا ارمان بھی نہ نکلنے پایا۔

(راون کا جٹایو کو تڑپتے ہوئے چھوڑ کر چلے جانا)

(۶) سیتا کی تلاش اور زخمی جٹایو کی نعش

رامچندر۔ لچھمن جی! افسوس سیتا کا ابھی تک کچھ سراغ نہیں ملا۔
لچھمن۔ تعجب ہے کہ کوئی آتا جاتا بھی نہیں ملا۔
ایک دردناک آواز۔ ارے کوئی رامچندر تک خبر پہنچاؤ۔ اور اسکو میرے پاس تو بلالاؤ۔
رامچندر۔ ذرا سننا بھائی یہ آواز کدھر سے آئی۔
لچھمن۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی درد کی شدت سے کراہ رہا ہو اور غالباً آپ کا نام لے کر بلا رہا ہو۔
رامچندر۔ چلو شاید یہیں سے کچھ سراغ چلے اور سیتا جی کا پتہ ملے۔
لچھمن۔ (سہم کر) ہائے بھائی غضب ہو گیا۔ یہ تو مہاتما جٹایو گھائل ہوئے پڑے ہیں۔
رامچندر۔ دیوتا! ہم تو اپنی قسمت کو روتے پھرتے ہی تھے مگر آپ کس ظالم کے ہتھے چڑھے ہیں۔
جٹایو۔ بیٹا! ذرا میرے نزدیک آؤ۔
رامچندر۔ (جٹایو کا سر اپنے زانو پر رکھ کر) بھگوان! آپ کی یہ درد شا کس ظالم نے بنائی ہے؟

جٹایو۔ وہی راون بدمعاش اُسکا ہو جائے ستیاناش بے ایمان سیتا کو زبردستی اٹھائے لیے جاتا تھا۔ اتفاقاً میں بھی سامنے سے آتا تھا مجھ کو دیکھکر سیتا نے شور مچایا۔ اور مجھے امداد کیلئے بلایا۔ میں نے اس بے شرم کو ہرچند سمجھایا۔ مگر ہائے .. .. مرگیا .. .. ذرا .. .. .. پانی

(پانی ٹپکایا گیا) بجائے سمجھنے کے اُلٹا مرنے مارنے کو آیا۔ میں نے بھی اچھی طرح مقابلہ کیا اور اس کو تھکی بتر کی جواب دیا۔ مگر وہ ہتھیاروں کے ساتھ اور میں بالکل خالی ہاتھ ہائے جان .. .. نکلی .. .. پانی .. ..

(پانی ٹپکایا گیا) آخر ظالم کا وار چل گیا۔ اور میری یہ حالت کر کے صاف نکل گیا۔

پانی .. .. پانی .. .. .. (جٹایو کا مورچھت ہو جانا)

رامچندر۔ آہ! اس جگہ ہمارا ایک ہی غمخوار تھا۔ اور سچا جان نثار تھا۔ مگر افسوس کہ اس مصیبت کے وقت وہ بھی ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ اور کیسی بُری طرح جان توڑ رہا ہے (منہ میں پانی ڈالکر) جٹا یو! ذرا استقلال کرو۔ میں اس ظالم سے بدلہ لیکر چھوڑونگا اور اس کا ایک ایک انگ اسی طرح توڑونگا۔

جٹایو۔ (کسی قدر آنکھیں کھولکر) بیٹا! مجھے نہ انتقام کی ابھلاشا ہے اور نہ اب جینے کی آشا ہے۔ میرے لئے آنسو نہ بہاؤ۔ مگر جتنی جلدی ہو سکے سیتا کو اس ظالم کی قید سے رہائی دلاؤ۔ مجھے اپنی طرف سے ہر طرح اطمینان ہے اور اب تو میرا .. .. ایشور .. .. کے .. .. چرنوں .. .. میں

.. دھیان .. .. ہے .. .. .. (پران تیاگ دیئے)

رامچندر۔ (آنسو بہاکر) افسوس! ہمارے غمخوار ہم سے جدا ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے سُکھ کی نیند سو گئے (لچھمن سے مخاطب ہوکر) چلو بھائی جنگل سے لکڑیاں چُن کر لائیں۔ اور ان کا داہ سنسکار تو کر جائیں۔

۱۹ انیسواں نظارہ

سگریو سے ملاقات

سگریو۔ ہنومان! وہ سامنے دو ششتر دھاری کون آرہے ہیں۔

ہنومان۔ آپ کو کیا وہم ہو گیا۔ جو خواہ مخواہ گھبرا رہے ہیں۔

سگریو۔ مجھے شک ہے کہ یہ بھائی بالی کے دوت ہیں۔

ہنومان۔ ان کو دوت بھیجنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ بذات خود آپ سے مضبوط ہیں

سگریو۔ کچھ بھی ہو۔ مگر اس کا بھید ضرور نکالو۔ احتیاطاً اپنا کوئی بھیس بنالو۔ اگر دراصل بالی کے جاسوس ہوئے تو مجھ کو فوراً بتا دینا۔ اور کسی اشارے سے جتا دینا میں اپنے آپکو چھپا لوں گا۔ اور کسی نہ کسی طریقے سے اپنی جان بچا لونگا۔

ہنومان۔ بہت اچھا! میں جاتا ہوں اور ابھی ان کا بھید نکال کر لاتا ہوں آپ میری طرف دھیان رکھنا۔ اور میرے اشاروں کی پہچان رکھنا۔

ہنومان رامچندر سے

گانا (لاؤنی ضلع)

کون گرام کیا نام دیوتا کہاں سے آپ پدھارے ہیں
ظاہر میں تو ہو تپسوی پھر ششتر کیوں دھارے ہیں

ادھر تمہاری لیو اوستھا ادھر فقیری بانا ہے
کیا کارن بن میں پھر سکیا ہے کون ٹھکانا

ادھر جلالی عجب چہرہ کا صورت شکل شاہانہ ہے
ادھر ہوائیاں اڑ رہی ہیں منہ پر اسکا بھید جتا

اُتم کل اور کشاترین کے وصف آپ میں سارے ہیں
ظاہر میں تو ۔۔۔ ۔۔۔

رامچندر

کیا پوچھو ہو مہاراج ہم پرار بدھ کے مارے ہیں
کہنے کو تو ہم دونوں دشرتھ کے راج دلارے ہیں

لیکن ابتو عرصے سے درپے آزار زمانہ ہے　　ہیں بے زر بے گھر بے در نا کوئی ٹھور ٹھکانا ہے
ہو رات سے بیزار ہوا اپنا ادر بیگانہ ہے　　پھرتے ہیں کاٹتے دن گردش کے آئی مصیبت مارے ہیں

ساتھ میرے یہ چھوٹے بھائی لچھمن پران پیارے ہیں
کہنے کو تو ۔ ۔ ۔ ۔

ہنومان

کہو مفصل حال کنور جی کیا بپتا تم پر آئی　　ہو گیا ایسا کیا کارن گھر سے نکلے دلو بھائی
اصل حقیقت وجہ اداسی کی ابتک نہیں کھلائی　　ہو رہی حالت کیوں ابتر کیوں چہرہ پر زردی چھائی

پڑی مصیبت سخت کوئی جو اڑے اوسان تمہارے ہیں
ظاہر میں تو ۔ ۔ ۔ ۔

لچھمن

رام پتا کی آگیا سر بن بھرمن کرنے آئے تھے　　اس سیوک اور سیتا جی کو بھی اپنے سنگ لائے تھے
پھرتے پھرتے بنوں میں ہمنے نو دس سال بتائے تھے　　کچھ عرصہ سے پنچ وٹی میں ڈیرے آن لگائے تھے

سیتا کو ہر لیگیا راون ڈھونڈ ڈھونڈ ہارے ہیں
ظاہر میں تو ۔ ۔ ۔ ۔

ناٹک

رامچندر۔ مہاراج! ہم نے اپنا سب حال جتایا۔ مگر آپ نے ابتک اپنا حسب نسب نہ بتایا۔

ہنومان۔ (مصنوعی بالوں کو اتار کر) میں نہ برہمن ہوں نہ بھکاری بلکہ ایک کشتری شستر دھاری ہوں۔ میرا نام ہنومان ہے۔ اور آج کل یہ سیوک راجہ سگریو والئے کسکندہا کا نگہبان ہے۔ وہ بھی آپ کی طرح گردش زمانہ کا ستایا ہے اور اپنے بھائی کے ہاتھوں سخت تنگ آیا ہے۔ انہی کے حکم سے دریافت حال کیلئے آپ کی خدمت میں آیا تھا۔ اور مصلحتاً اور احتیاطاً برہمن کا بھیس بنایا تھا۔ اگر آپ سگریو کے پاس تشریف لے چلیں تو بڑی مہربانی ہو اور ممکن ہے کہ ایک دوسرے کی مدد سے دونوں کا کام بننے میں آسانی ہو۔

رامچندر۔ (لچھمن سے مخاطب ہو کر) ہنومان کی ایک ایک بات سے سچائی اور شرافت اور انسانیت کی بو آرہی ہے۔ اور ان کی طرز گفتگو میرے دل کو بھارہی ہے بولنے کا طریقہ و گفتگو کا سلیقہ ایسا باقاعدہ ہے کہ سننے والا خواہ مخواہ اُن کا شیدا ہے نہ آنکھ مٹکانا نہ ہر وقت ہاتھوں کا نچانا۔ نہ بات کو چبا چبا کر بولنا نہ منہ کو بیفائدہ کھولنا۔ نہ سر کو ڈورو کی طرح ہلانا نہ بار بار ناک اور بھوؤں کا چڑھانا جیسا کہ مورکھ آدمیوں کا دستور ہے۔ مگر یہ ایک ایک اوگن ہنومان جی سے کوسوں دور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ صرف بلوان ہیں بلکہ وید شاستر اور ویاکرن کے بھی پورے ودوان ہیں۔

لچھمن۔ بیشک آدمی تو بڑے لائق ہیں۔ اور ہر ایک بات میں پورے فائق ہیں ایسے مکمل انسان ڈھونڈے سے بھی نہیں پاتے اور شاذونادر ہی دیکھنے میں آتے ہیں۔ اس لئے ایسے آدمی کو ہاتھ سے نہیں گنوانا چاہیئے اور انہیں ضرور اپنا ہمدرد بنانا چاہیئے۔

ہنومان۔ کیا میری پرارتھنا سویکار ہے؟

رامچندر۔ چلئے مہاراج! ہمیں کب انکار ہے۔

رشی مکھ پربت

ہنومان۔ (سگریو کی طرف اشارہ کرکے) یہی مہاراجہ سگریو کشکندھا کے سردار ہیں جو کہ اپنے حقیقی بھائی کے ہاتھوں زندگی سے بیزار ہیں۔

سگریو۔ ہنومان جی! مجھے بھی آپ سے پریچیت کرائیے اور ان کا شبھ نام اور جا قیام بتائیے

ہنومان۔ یہ دونوں ہونہار مہاراجہ ادھیراج رگھوکل بھوشن ایودھیا پتی شری دشرتھ جی کے راجکمار ہیں۔ جو آپ کی طرح زمانہ کے ہاتھوں سخت لاچار ہیں (رامچندر کی طرف اشارہ کرکے) ان کا شبھ نام رامچندر جی اچارتے ہیں (لچھمن کی طرف اشارہ کرکے) ان کو لچھمن جی کے نام سے پکارتے ہیں۔

سگریو۔ (ہاتھ جوڑ کر) میری خوش نصیبی ہے۔ جو آپ کا دیدار ہو گیا۔ گویا میرا آج اُدھار ہو گیا۔ اور بلاشک سگریو منجدھار سے پار ہو گیا

رامچندر۔ (سگریو سے بغلگیر ہو کر) آپ کی مسافر نوازی سے میں سراسر آپ پہ نثار ہو گیا اور میں صدق دل سے آپ کا مددگار ہو گیا۔

سگریو۔ مجھے اپنی رام کہانی تو سنائیے۔ اور وجہ اداسی تو بتائیے گو ہنومان جی نے اشارتاً کچھ بتایا۔ مگر مفصل حال نہ سنایا۔

رامچندر۔ میری سوتیلی ماتا نے پتا جی سے کسی وقت اپنے دو قول پورا کرانے کا اقرار لیا تھا۔ چنانچہ ان کو پورا کروانے کے لئے میرے لئے چودہ سال کا بن باس اور میرے چھوٹے بھائی کے لئے راج تلک کا اصرار کیا تھا۔ میں نے بخوشی ان کا حکم منظور کیا۔ ادھر بھائی لچھمن اور میری پتنی سیتا جی نے ساتھ آنے کے لئے مجھے مجبور کیا۔ تیرہ سال اسی طرح بنوں میں گھومتے گھومتے نکال دئے اور چودھواں سال شروع ہوتے ہی پنچ وٹی میں ڈیرے ڈال دیئے۔ ایک روز دشٹ راون بھیس بدل کر آ گیا۔ اور میری اور لچھمن کی موجودگی میں سیتا جی کو چرا کر لے گیا۔ اُنکی تلاش میں ہی آوارہ پھر رہا ہوں۔ اور جنگلوں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔

سگریو۔ ہاں ہاں۔ ابھی چند روز ہوئے۔ ایک استری ہائے رام ہائے لچھمن کہتی ہوئی جا رہی تھی۔ اور بڑے زور سے چلا رہی تھی۔ اس نے کو پھینک دیتی تھی اور اپنے

نزدیک نہ آنے دیتی تھی۔ اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا۔ تو میں ادھر ہی کو کب جانے دیتا۔ اور سیتاجی کو فوراً ہی چھوڑ الیتا۔ مگر لاعلمی کی وجہ سے خاموش رہا جس کا میرے دل میں بھی سخت افسوس رہا۔ البتہ انہوں نے دیکھکر چند زیور میری طرف گرا دئے تھے۔ جو میں نے احتیاطاً اٹھالئے تھے (زیور پیش کر) آپ ان کی پہچان کیجئے۔ اور اپنا اچھی طرح اطمینان کیجئے۔

رامچندر

گانا۔ (غزل قوالی۔ تال پشتو)

افسوس دن ہمارے گردش میں آرہے ہیں | زیور تری پیاری مجھ کو رولا رہے ہیں
چمپاکلی نے دل کی مرجھا دیا کلی کو | یہ کرن پھول مجھ کو بہرہ بنا رہے ہیں
ناتھ اور کیل نے اس ساری جسم کو کیلا | کنٹھا دہار میرے کنٹھے سکھا رہے ہیں
جگنی جڑاؤ بندی کرتی جگر کو گھائل | منی ہیں اس کے موتی مجھ کو ملا رہے ہیں
یہ بازوبند جس نے توڑے ہماری بازو | چوڑی کے نقش میرا نقشہ مٹا رہے ہیں
یہ آرسی جگر میں ہے آرہی چبھوتی | چھلے میرا کلیجہ چھلنی بنا رہے ہیں
ہنسلی تیری نے میری ساری ہنسی بھلائی | بسیر کے پھول مجکو بے سر بنا رہے ہیں
بالے کو دیکھتا ہوں ہوتا ہے غم دوبالا | پہنچی کے نقش مجھ کو یہ غم پہنچا رہے ہیں
ان تیری بجلیوں نے بجلی گرائی دل پر | بچھوے بنے ہیں بچھو کھانے کو آرہے ہیں
ہوش و حواس قائم ہوں تو انہیں پہچانوں | یہ آٹھ آٹھ آنسو الٹا رولا رہے ہیں

ناٹک

سگریو۔ مہاراج! ذرا طبیعت کو سنبھالئے۔ اور اس قسم کا رودن کر کے میرے کلیجے میں بھی ناسور نہ ڈالئے۔ کیونکہ میں بھی آپ کی طرح زخم کھائے بیٹھا ہوں اور اپنی پران پیاری کو ہاتھ سے گنوائے بیٹھا ہوں۔ بلکہ مصیبتوں کے لحاظ سے میری تکالیف آپ سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ آپ کی زندگی کے دن تو باقاعدہ

ہیں۔ مگر یہاں تو ہر ایک سانس زہر کا خطرہ ہے۔ اور ہر وقت اپنی جان کا خطرہ ہے لیکن وہ نیائے کاری پرماتما ہمارے ساتھ ضرور انصاف کرے گا۔ اور ایسے دشٹوں سے دنیا کو جلدی ہی صاف کرے گا۔

رامچندر

گانا　دوہا　(بحر طویل)

بھائی لچھمن دیکھ تو کر کے ذرا دھیان　زیور یہ آ گئے پڑے کران کی پہچان

بھائی لچھمن ذرا تو ہی پہچان کرو یہ سیتا کا گہنا بھی ہے یا نہیں

دیکھ لے بھال لے خوب اچھی طرح کبھی اُس نے یہ پہنا بھی ہے یا نہیں

جتنے زیور رتن اور جڑاؤ جڑے　ہار مالا و بندی و جگنی کڑے

جو ہیں سارے تمہارے اگاڑی پڑے　اس کے ماتھے کا بینا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن

دیکھتے ہو مگر پھر بھی خاموش ہو　کونسی بات کا کرتے افسوس ہو

کس طرح سے بھلا مجھ کو سنتوش ہو　حال میرے سے کہنا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن۔

مجھے زیور یہ سگریو نے ہیں دیئے　اور کہا جاتا تھا راون اس کو لئے

طعنے سیتا نے اسکو یہانتک دیئے　کہ تیرے دانا رہنا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن۔

میرے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں　اس لئے میں نے زیور پہچانے نہیں

اور جوہری ایودھیا سے آنے نہیں　کچھ جواب اس کا دینا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن۔

اگر تحقیق راون نے ایسا کیا　نام اس کا زمانہ سے دوں گا مٹا

کہو لچھمن تمہارا ارادہ ہے کیا　انتقام اس سے لینا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن ۔۔۔

چھپ جائے اگر چھپنا ہے اُس نے کہیں　　سیس کاٹوں گا پاپی کا جا کر وہیں

مجھے جسونت سنگھ یہ بھی پرواہ نہیں　　کہ میرے ساتھ سیتا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن ۔۔۔

لچھمن

گانا　دوہا (بحر طویل)

جھوٹی ہیں کیسے کہوں تم سوائے ہم بھرات　　میری تو کچھ سمجھ میں نہ آئی یہ بات

بھائی پہچان ان کی میں کیسے کروں کچھ سمجھ میں میری بات آئی نہیں

جسے پہچان سکتا بخوبی تھے ان میں زیور وہ دیتا دکھائی نہیں

بھائی پہچان انکی ۔۔۔

یہ جو سر اور گلے کے ہیں زیور پڑے　　اور چہرے کے بھوشن ہیں پیارے دھرے

ان کی پہچان مشکل ہے میرے لئے　　عقل میری کی یاں تک رسائی نہیں

بھائی پہچان انکی ۔۔۔

کیونکہ میں نے عمر بھر میں اپنے کبھی　　ماتا سیتا کے چہرے کو دیکھا نہیں

جس وقت وہ کبھی میرے سنمکھ ہوئیں　　میں نے اوپر نظر تک اٹھائی نہیں

بھائی پہچان انکی ۔۔۔

کوئی پاؤں کا زیور ہو ان کے اگر　　لوں گا پہچان فوراً سے بھی بیشتر

بھلا چہرہ و گردن کا تو کیا ذکر　　آج تک اُن کی دیکھی کلائی نہیں

بھائی پہچان انکی ۔۔۔

جب پربھات ہی اُٹھ کر کے آتا تھا میں　　سیس چرنوں میں اُنکے جھکاتا تھا میں

اس سمے گہنا وہ دیکھ پاتا تھا میں　　کچھ جتاتا تمہیں پارسائی نہیں

بھائی پہچان انکی ۔۔۔

اگر راون نے ہے فعل ایسا کیا — پھر یہاں دیر کس بات کی ہے بھلا
بس سمجھ لو کہ موت اس کی پہنچی ہے آ — اُس نے سوچی بھلائی برائی نہیں

بھائی پہچان انکی

خاک میں سیس جب تک نہ اُسکا ملے — اُسے دکھاتا ہے جو یہاں چین سے
بان لچھمن کے جبونت تنگہ جب چلے — سیس راون کا دے گا دکھائی نہیں

بھائی پہچان انکی

ناٹک

بھراتا جی! نہیں ان زیوروں کو جان سکتا ہوں اور نہ ان میں سے کسی کو پہچان سکتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی ان کے پاؤں کا زیور ہو تو لائیے اور مجھ کو دکھلائیے۔ ان کی مجھے اچھی طرح پہچان ہے اور انکے چہرے کے زیوروں کا مجھے کیا گیان ہے۔ کیونکہ جب میں پراتہ ہی سیتا جی کے پاس جاتا تھا۔ اور اپنا سر انکے چرنوں میں جھکاتا تھا۔ تو اس وقت وہ پاؤں کا زیور مجھ کو نظر آجاتا تھا۔ ورنہ میں نے آج تک ان کے بالمقابل اوپر نظر نہیں اٹھائی۔ اس لئے ان زیوروں کی نسبت میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی۔

رامچندر۔ (ایک پازیب دکھاکر) اچھا اس کی پہچان کرو۔ کہ کبھی یہ سیتا جی نے پہنا ہے۔

لچھمن۔ بلاشک یہ سیتا جی کے پاؤں کا گہنا ہے۔

سگریو۔ لچھمن جی! دھنیہ ہو۔ آپ کی اس شرم وحجاب کا کیا کہنا ہے۔ یہ بھی بھائی ہے۔ جس نے پریم بھگتی کی وہ نظیر پیدا کر دکھائی جو آجتک دیکھنے میں اور سننے میں نہیں آئی۔ ادہر وہ مجھ کمبخت کا بھائی۔ جس کو اپنے چھوٹے بھائی کی استری ہی بھائی۔ اور مجھ کو گھر سے نکال کر۔ جنگلوں کی خاک چھنوائی طرفہ یہ کہ آپ دونوں سوتیلے بھائی ہیں۔ جن کی دوستی کے زمانہ گیت گاتا ہے اور وہ کمبخت میرا حقیقی بھائی کہلاتا ہے۔

رامچندر۔ مگر اس دشمنی کی کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ ذرا مفصل کیفیت تو سنائیے

گانا (بطرز نشین پد)

ستو بھگون ٹک دے کر دھیان — اصل وجہ اس ناچاقی کی تم سے کروں بیان

سنو بھگون ۔ ۔ ۔ ۔

دھوندی نامی دیت سے ہوا ہمارا جنگ — ہم نے اسے ہرا دیا کیا قافیہ تنگ

بچائی بھاگ کر اس نے جان

سنو بھگون ۔ ۔ ۔ ۔

آگے آگے دھوندی پیچھے میں اور بالی — ایک گفا کے بیچ میں چھپ گیا وہ تنگ

نہیں جب بچتے دیکھے پران

سنو بھگون ۔ ۔ ۔ ۔

مجھ کو تو یہ کہہ گیا رہنا یہیں موجود — خود بالی اس گفا میں گیا اسی دم

بدھ کا مجھے نہیں کچھ گیان

سنو بھگون ۔ ۔ ۔ ۔

ایک روز اس گفا سے بہی خون کی دھار — سمجھا میں نے دیت نے بالی کو دیا

مجھے بھی مارے گا اب آن

سنو بھگون ۔ ۔ ۔ ۔

شلا اٹھا کر وہیں سے کیا گفا کو بند — چھوڑ دیا اس جگہ کو آپہنچا کشکند

رات دن رہنے لگا حیران

سنو بھگون ۔ ۔ ۔ ۔

راج سنبھالنے ایک دن کیا مجھے مجبور — کام سنبھالو راج کا کرو فکر و غم د

راج کو کیوں کرتے ویران

سنو بھگون ۔ ۔ ۔ ۔

آخر کو میں راج کا کرنے لگ گیا کام انگد کو یوراج کر جاری کئے احکام
رنج کے دور کئے سامان
سنو بھگون ۔۔ ۔۔ ۔۔

بالی اس کو مار کر تھوڑے دن کے بعد صحیح سلامت آگیا کر اس کو برباد
ہوا میں چرنوں پہ قربان
سنو بھگون ۔۔ ۔۔ ۔۔

نظر جونہی مجھ پر پڑی دیا کرودھ نے بھون آنکھوں سے اسکے جبھی لگا برسنے خون
سینکڑوں مارے کھوٹے تان
سنو بھگون ۔۔ ۔۔ ۔۔

راج پاٹ سب چھین کر گھر سے دیا نکال رو ما میری استری اپنے گھر لی ڈال
نہیں کچھ سوچی لاج اور ہان
سنو بھگون ۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

رامچندر۔ وہ بھائی ہے یا ظالم قصائی۔ بے شرم کو ایسا فعل کرتے ہوئے غیرت نہ آئی۔ ہم ہر طرح سے آپ کے مددگار ہیں۔ اور ہر وقت آپ کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔

سگریو۔ اگر آپ مجھ پر اتنا احسان کر دیں گے تو میں اور میرے ہمراہی بھی سیتا جی کی رہائی کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

رامچندر۔ آپ جا کر بالی کو پکارو۔ اور یدھ کے لئے للکارو۔ جب وہ آکر آپ سے ہاتھ ملائے گا۔ تو میرا تیر تیر قضا بن کر اس کو موت کا پیغام پہنچائے گا۔

سگریو۔ جانے کو تو تیار ہوں۔ مگر اس کی طاقت سے اچھی طرح واقف کار ہوں۔ اگر آپ کی طاقت کا کچھ امتحان ہو جائے تو میرا اچھی طرح اطمینان

ہو جائے۔

رامچندر۔ اگر آپ اس کی طاقت کا اندازہ بتائیں۔ تو ممکن ہے کہ ہم آپ کا یہ شک بھی مٹائیں۔

سگریو۔ جب وہ پوری طاقت سے تیر چلاتا ہے تو ایک ہی تیر دو دو تین تین درختوں کے پار نکل جاتا ہے۔

رامچندر۔ (تیر چلا کر) جس قدر درخت میرے تیر کی زد میں آئیں گے ان میں سے ایک دو نہیں بلکہ سب کے سب بیندھے جائیں گے۔

ہنومان۔ بھگون! کمال کیا۔ ایک ہی تیر کو سات درختوں میں سے نکالدیا۔

سگریو۔ اب میں ہر حالت میں اور ہر وقت اس سے مقابلہ کرنیکو تیار ہوں۔ اور اس گستاخی کے لئے معافی کا خواستگار ہوں ؏

بیسواں نظارہ

بالی کا دربار

بالی۔ (اپنے منتری سے مخاطب ہو کر) بد بخت سگریو! تو اس روز کے بعد بالکل عدم پتہ ہے
منتری۔ (ہاتھ جوڑ کر) مہاراج! اگر اس پر رحم کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ وہ بیچارہ بالکل بے خطا ہے۔
بالی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اس سے کچھ رشوت کھائی ہے۔
منتری۔ نہیں مہاراج! صرف اس لئے کہ وہ آپ کا بھائی ہے۔
بالی۔ اس ناہنجار کو میرا بھائی بنا کر تم نے میری عزت بھی گھٹائی ہے۔
منتری۔ اگر قصور بھی ہے۔ تو قابل معافی ہے۔
بالی۔ ایسے ناخلف کو معاف کرنا بھی سخت ناانصافی ہے۔
سگریو۔ (للکار کر) بھائی صاحب! ذرا آجائیے میں روز کا جھگڑا ہی نبٹاؤنگا یا تو آپ کی جان لونگا یا اپنا سر کٹاؤں گا۔
بالی۔ ذرا ٹھہر! آج میں تیری اچھی طرح ہی مرمت بناؤنگا۔
سگریو۔ ذرا میدان میں آؤ۔ اور وہیں بیٹھے باتیں نہ بناؤ۔

(۲) میدان جنگ

بالی (گانا)

گیا نام بالی کا شاید تو بھول   میرے سامنے آیا او نامعقول

سگریو

ذرا سامنے ہو نہ شیخی جتا — بتاؤں تجھے ویرتا کا پتہ

بالی

چلا جا چلا جا نہ بکواس کر — میرے مرتبے کا تو کچھ پاس کر

سگریو

پڑے بھاڑ میں تو ترا مرتبہ — ابھی ہڈیاں لوں گا تیری چبا

بالی

اگر جان تجھ کو ہے اپنی عزیز — چلا جا یہاں سے ارے بے تمیز

سگریو

یہاں سے اسی وقت ہی جاؤنگا — تجھے ماروں یا آپ ہی مر جاؤنگا

بالی

سمایا ہے سر میں تیرے کیا فتور — نہ سمجھا بات اپنی ارے بے شعور

سگریو

میں تیرے مظالم سے تنگ آگیا — و مجبور ہو کر بہ جنگ آگیا

بالی

بتاتا ہے ظالم مجھے بے شرم — کیا تھا میرے ساتھ کیسا کرم

سگریو

کیا میں نے آگے میرے آئیگا — نہیں تو تیرا ناش ہو جائے گا

ناٹک

بالی۔ معلوم ہوتا ہے۔ آج تیری کھال بہت کھجلا رہی ہے۔

سگریو۔ کیا معلوم میری کھال کھجلا رہی ہے یا تمہاری موت تم کو بلا رہی ہے

بالی۔ (گھونسہ تان کر) بد ذات! زیادہ سر ہی چڑھتا گیا۔

سگریو۔ (ایک کی بجائے دو لگا کر) میری نرمی کی وجہ سے ہی تمہارا حوصلہ اتنا بڑھتا گیا

بالی۔ تو اب کرے سختی۔
سگریو۔ بس! اب آگئی تیری کمبختی۔
(دونوں کا دیر تک آپس میں کشتی لڑتے رہنا آخر بالی کا سگریو کو نیچے دبا لینا)
بالی۔ اب بتا مردود! کر دوں ایک کے دو۔
سگریو۔ (ادہر ادہر دیکھ کر دل ہی دل میں) افسوس! خواہ مخواہ کسی کے دم جھانسوں میں آکر اپنی جان گنوائی۔ اس بھلے مانس نے تو اب تک شکل ہی نہیں دکھائی۔ کوئی ایسی ترکیب نکالوں۔ جو اب کی دفعہ اس ظالم سے جان بچالوں (جلدی سے نیچے سے نکلکر بھاگتے ہوئے) بڑ بہا تو سر میں نہیں۔ صرف جان نکلنے کی کسر ہے۔
بالی۔ او بزدل! کچھ شرم بھی آئی۔ آخر بھاگ ہی جان بچائی۔

رامچندر جی سے شکوہ شکایت

سگریو (گانا)

(بطرز۔ جاؤ جی جاؤ کس نادان کو بہکانے آئے)

دہوکے میں دیکر تم نے ناحق مجھے ذلیل کرایا
اچھی درگت کروائی + ہڈی پسلی تڑوائی + ابتک بھی ہوش نہ آئی + مشکل سے جان بچائی
واہ واہ مہاراج تم نے خوب ہی اپنا پرن نبھایا
دہوکے میں دیکر ۔۔۔

کونسا میں نے بھلا آپ کا اپرادھ کیا بیٹھے بٹھلائے مجھے آپ نے برباد کیا
یاد ہے آپنے تھا مجھ سے کیا ارشاد کیا میری تکلیف کا کیا اچھا انسداد کیا
لاتیں اور گھسے دس دس + مارے وہ گھونسے کس کس + دکھتی ہے میری نس نس + کرتی ہے جگر بھی جس جس
اچھی امداد کی الٹا اس سے مجھ کو پٹوایا
دہوکے میں دیکر ۔۔۔ ۔۔۔

رامچندرجی

(دگا نا بطرز ایضاً)

دیکھا ہر چند لیکن میں نے تم کو نہیں پہچانا

دو نو کی شکل تمہاری ملتی آپس میں ساری ۔ مجھ کو تھی یہ لاچاری ۔ اپنی سی کی ہوشیاری

کوشش کی لیکن میں نے دونوں میں کچھ بھید نہ جانا

دیکھا ہر چند ۔۔۔

آریہ پرش کبھی دھوکہ کیا کرتے ہیں ۔ جب زباں دیدی کبھی پیٹھ دیا کرتے ہیں

جو کہ سوارتھ سے فقط کام لیا کرتے ہیں ۔ ایسے کمبخت بھی دنیا میں جیا کرتے ہیں

بن دیکھے تیر چلاتا ۔ دھوکے سے تو مرجاتا ۔ مجھ پر یہ پاتک آتا ۔ متر گھاتک کہلاتا

میرا تو دنیا میں پھر نہیں رہتا کوئی ٹھکانہ

دیکھا ہر چند ۔۔۔

ناٹک

یہ تمہارے دل کا بھرم ہے ۔ ورنہ متر گھات سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی ادھرم ہے ۔ مجھے آپ سے ایسی کونسی کدورت تھی ۔ پھر دھوکہ دینے کی کیا ضرورت تھی ۔ دراصل یہ بڑا خرابہ ہے ۔ کہ تم دونوں کی شکل ایک دوسرے سے بالکل مشابہ ہے ۔ اس لئے میں باوجود کوشش کرنیکے بھی تمہاری پہچان نہ کرسکا ۔ اور مطلق اپنا اطمینان نہ کرسکا ۔

لچھمن ۔ ہوا کیا آپ تو بہت ہی گھبرا رہے ہیں اور بڑے طیش میں آرہے ہیں ۔

سگریو ۔ ہاں صاحب منہ سے ہی کہہ دینا ہے ۔ کچھ کرنا دھرنا تھوڑا ہی پڑتا ہے آپ کے نزدیک کچھ ہوا ہی نہیں ۔ میرا ایک ایک انگ ابتک درد کرتا ہے ۔

رامچندر ۔ آپ بالکل نہ گھبرائیے ۔ اور اس دفعہ اپنا لباس تبدیل کرکے جائیے ۔

سگریو ۔ دیکھنا اگر اب بھی لاپرواہی سے کام لیا ۔ تو مجھے جان سے ماردیگا اور سارے نشے ایک دم میں اتار دیگا ۔

رامچندر۔ نہیں۔ نہیں۔ اب وہ میدان میں آتے ہی اپنی جان گنوائے گا اور زیادہ دیر زندہ نہ رہنے پائے گا۔

(۴) بالی اور تارا

سگریو۔ (للکار کر) واہ اچھی بہادری دکھلائی۔ اور کچھ بن نہ پڑا۔ تو گھر میں گھس کر ہی جان بچائی۔ ذرا باہر آجاؤ بھائی۔

بالی۔ (کڑک کر) ارے سودائی! معلوم ہوتا ہے کہ تیری کھوپری پھر گئی ہے یا کھپلائی۔

سگریو۔ باہر بھی آئے گا۔ یا گھر میں ہی بیٹھا باتیں بنائے گا۔

بالی۔ (جلدی سے اٹھ کر) او شیطان! تو اسی طرح زبان چلائیگا۔ اور اپنی شرارت سے باز نہ آئے گا۔

تارا۔ (بالی کا ہاتھ پکڑ کر) سوامی! ذرا ٹھہر جائیے۔ اور میری پرارتھنا پر بھی غور فرمائیے۔

بالی۔ بہتر تو یہی ہے کہ تم چپ ہی رہو۔ ورنہ جو کچھ کہنا ہے جلدی کہو۔

تارا۔ پران ناتھ! سگریو آپ کا بھائی ہے۔ جس ماتا کا آپنے دودھ پیا ہے اسی کی گود میں اس نے پرورش پائی ہے۔ آپ دونوں کی دشمنی پرجا پر بُرا اثر ڈالیگی اور آپ کی رعایا بھی اسی طرح چھوٹے بھائیوں کا حق چھین چھین کر گھر سے نکالے گی۔ گھر کی ناچاقی سے گھر کا نقشہ پلٹ جاتا ہے لیکن راجا کی بے انصافی سے راج کا تختہ الٹ جاتا ہے کیونکہ ع

چوں ظلم از راجہ برخیزد کجا ماند حکمرانی

آپ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ اور خواہ مخواہ اس بیچارے کی صورت سے بیزار ہوئے ہیں۔ ورنہ وہ تو آپ کے آتے ہی آپکا فرمانبردار ہو گیا تھا اور دل و جان سے آپ کے چرنوں پر نثار ہو گیا تھا۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ اسکا حق اس کو سنبھال دیں۔ اور اس بغض و کینہ کو دل سے نکال دیں۔

بالی۔ ہاں ہاں میں سمجھ گیا کہ حسد کی آگ نے تجھ کو مجبور کر رکھا ہے اور پیاری کے سوتیا ڈاہ نے تیرا سینہ چکنا چور کر رکھا ہے۔ اسی لئے یہ باتیں بنا رہی ہے اور ادہر اُدہر کے مسئلے سنا رہی ہے۔ تاکہ یہ کھٹکتا ہوا کانٹا کسیطرح تیرے کلیجے سے نکلے اور تجھے سُکھ کی نیند سونا ملے۔ مگر میں تیری فضول باتیں سننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اور کسی حالت میں بھی اس ناخلف کی شکل دیکھنے کو روادار نہیں۔

تارا۔ میں آپ کے چرنوں کی سوگند کھاتی ہوں۔ اور آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میرا دل ایسے کمینے خیالات سے بالکل پاک ہے صرف اس لئے روکتی ہوں کہ یہ لڑائی آپ کے لئے سخت خطرناک ہے۔ چاہے وہ گناہ گار ہے یا بیگناہ ہے مگر اس میں شک نہیں کہ کوئی زبردست طاقت اس کی پشت پناہ ہے۔ ابھی ابھی انگد نے مجھے بتایا ہے۔ کہ ایودھیا کے دو راجکمار وں کو اس نے اپنا مددگار بنایا ہے۔ اور انہی نے اس کو اکسایا ہے۔ جو اتنی مار کھا کر بھی دوبارہ مقابلہ کے لئے آیا ہے۔ ورنہ یہ تو آپ پر بخوبی عیاں ہے۔ کہ اس کی بذات خود اتنی جرات کہاں ہے۔ اس لئے اس خاندان کی بہتری و بہبودی اسی میں ہے کہ آپ سابقہ کدورتوں کو دل سے نکال دیں۔ اور اس کو اپنا بھائی سمجھ کر گلے سے لگالیں۔

بالی۔ بس بس۔ زیادہ بک بک نہ لگا۔ اور میرے آگے سے ہٹ جا۔ نہ میں اس سے ڈرتا ہوں۔ نہ اس کے کسی حمایتی کی پرواہ کرتا ہوں۔ کیا تو مجھے ایسا بزدل بنانا چاہتی ہے کہ کسی کی طاقت کا خوف دکھا کر گھر میں چھپانا چاہتی ہے۔ ایک حمایتی کیا۔ اگر ہزار حمایتی بھی آئیں۔ تو بھی بات ہی کیا ہے اور ان نادان چھوکروں کی تو بساط ہی کیا ہے۔ اگر زیادہ زبان چلائے گی تو تو بھی سخت سزا پائے گی۔

تارا

گانا (بحر طویل)

میں ہوں داسی تمہاری میرے پران پت جو سزا دو خوشی سے گوارا کروں
مان لو بنتی میری اتنی مگر آپ سے عرض یہی دوبارہ کروں
آپ روما سے بیشک محبت کرو میں یونہی بیٹھے گھر میں گذارہ کروں
آپ کے درشنوں کی طلبگار ہوں اور سب جھنجھٹوں سے کنارہ کروں
لونڈی بن کے مجھے رہنا منظور ہے قسم ہے جو کبھی کچھ اشارہ کروں
جس جگہ پہ بٹھا دوگے بیٹھی رہوں کام گھر کے تمہارے سنوارا کروں
ہاتھ جوڑوں کہا مان لو یہ میرا جو کہو گے میں کہنا تمہارا کروں
آج آثار اچھے نہ آتے نظر کیا کروں اور کس سے اجارہ کروں

بالی

گانا (ایضاً)

چل پرے ہٹ نہ بک بک زیادہ لگا بات کرنے کی تجھ میں لیاقت نہیں
خوف کس کا دکھا کر ڈراتی مجھے کر سکیں گے وہ میری ہلاکت نہیں
چھوڑ دامن میرا دق زیادہ نہ کر تیری بھاتی مجھے یہ نزاکت نہیں
کیوں لگاتی ہے بٹہ میرے نام کو بے تحمل کیا یہ تیری حماقت نہیں
اسے بھائی بتاتی جسے تو میرا میری اس سے ذرا بھی لیاقت نہیں
ایک چپہ زمین کا نہ دونگا اسے راج میں کوئی اسکی شراکت نہیں
تو نے بکواس اتنا کیا ہے مگر تیری باتوں میں مطلق صداقت نہیں
میں قضا کا بھی روکا ہوا نہ رکوں اور تیری تو کوئی بھی طاقت نہیں

نا ٹک

بالی - تم میرا دامن چھوڑ دو - مجھے زیادہ حیران نہ کرو -
تارا - پرمیشور کے واسطے اس ضد کو چھوڑ دو - اور مجھے ناحق ویران نہ کرو -
بالی - میں تمہارے کہنے سے اپنے نام کو بٹہ نہیں لگا سکتا -
تارا - مان جاؤ - گیا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آ سکتا -
بالی - اس کی مجھ سے مقابلہ کرنے کی کیا طاقت ہے - جو ایک عرصے تک بالکل مفقود رہا ہے -
تارا - انہیں باتوں سے تو پایا جاتا ہے - کہ وہ کسی حوصلے پر کود رہا ہے -
سگریو - (للکار کر) گھر میں ہی باتیں بناؤ گے یا باہر بھی آؤ گے -
بالی - (طیش میں آ کر اور ہاتھ چھڑا کر) چھوڑ - چھوڑ - تو سنتی نہیں کہ وہ مجھے کس طرح للکار رہا ہے -
تارا - (زمین پر گر کر) پران ناتھ! یہ سگریو نہیں - بلکہ اسے کوئی اور ہی ابھار رہا ہے -

(۵) دوبارہ لڑائی اور بالی کی صفائی

بالی - ارے بے شرم! اس وقت بھاگ کر جان بچائی - اب دوبارہ منہ دکھاتے ہوئے غیرت نہ آئی -
سگریو - میرا حق مجھے دیدو بات گئی آئی - نہ کچھ جھگڑا نہ کچھ لڑائی -
بالی - سوائے آوارہ گردی اور صحرا نوردی کے تیرا کوئی حق نہیں -
سگریو - تو آج تمہاری موت میں بھی کوئی شک نہیں -

بالی - نہ زندہ جائیگا آ کر میری تلوار کے نیچے
سگریو - تو چلکر آج خود آیا چھری کی دھار کے نیچے
بالی - تو کس شیر ببر کے سامنے او بیعقل آیا
سگریو - کیا جس نے تکبر ایک دن وہ سر کے بل آیا
بالی - تو آیا کس بھروسے پر مجھے نیچا دکھانے کو

سگریو ــ تیرا ہی پاپ کافی ہے تیری ہستی مٹانے کو
بالی ــ سنبھل جا اب تیرے سر پہ مری شمشیر اٹھی ہے
سگریو ــ نہیں شمشیر اٹھی ہے تیری تقدیر اٹھی ہے
بالی ــ بھوت لاتوں کے نہیں بات سے مانا کرتے
یار ڈنڈوں کے نہیں نرمی کو جانا کرتے
سگریو ــ اور دنیا تو بیگانوں کو بناتی اپنا
تجھ سا کمبخت جو اپنوں کو بیگانہ کرتے

بالی۔ (غصہ ہو کر) ارے او پاپی! اتنی زبان درازی۔ ابھی کرتا ہوں تیری مہمان نوازی۔

سگریو۔ (ترکی بہ ترکی جواب دیکر) تمہاری دست درازیوں نے مجھے زبان دراز ضرور کر دیا۔ اور تمہاری پیدا کردہ مصیبتوں نے مجھے لڑائی کے لئے مجبور کر دیا۔

(دونوں کا آپس میں گتھم گتھا ہونا)

بالی۔ مگر تو نے اپنی مصیبتوں کو اور بھی دوبالا ۔۔۔۔۔۔۔ (تیر کھا کر زمین پر گر گیا)
ارے یہ کون انیائی جس نے چھپ کر چوٹ چلائی۔

رامچندر۔ کسی کا کیا دوش ہے تیری کرنی تیرے آگے آئی۔

بالی۔ او پاپی! میری اور سگریو کی تو ایک عرصے سے دشمنی تھی یا رقابت تھی مگر تیرے ساتھ میری کونسی عداوت تھی۔ سگریو تجھ کو کیوں اسقدر پیارا تھا اور میں نے کونسا تیرے باوا کا کھیت اوجاڑا تھا۔ اگر سیتا کی رہائی کیلئے اس سے دوستی ڈالی ہے۔ تو تیری یہ خام خیالی ہے۔ جو شخص اپنی رکھشا کے لئے دوسرے کی مدد کا محتاج ہے۔ اس سے کسی قسم کی امداد کی امید رکھنے والوں کی بے وقوفی کا کیا علاج ہے۔ ہاں اگر تو میرے پاس آتا تو میں سیتا کو کیا بلکہ اگر چاہتا۔ تو اس کی دوسری رانیوں کو مع راون کے ایک آنکھ کے اشارے میں یہاں منگوا لیتا۔ کیونکہ وہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ صدمے

سمجھ چکا ہے۔ اور پھر تم تک میری قید میں دیکھ چکا ہے۔ مگر سگریو کے بھروسے پر یہ امید رکھنا سراسر حماقت ہے۔ اور اس بیچارے کی اُس کے سامنے بھاگنے کی کیا طاقت ہے۔

رامچندر۔ اس میں شک نہیں کہ تمہاری ایک ایک بات جلے ہوئے دل سے نکلتی ہے۔ مگر دھرم کے اصولوں کو سمجھنے میں تمہاری بہت سی غلطی ہے۔ ذرا سوچو تو کہ ..... چھوٹے بھائی کی استری کے لئے شاستر کیا ہدایت کرتے ہیں۔ مگر آپ بجائے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے الٹا میری شکایت کرتے ہیں۔ چھوٹے بھائی اور بیٹے کی استری اپنی بہن اور بیٹی۔ ان چاروں کا درجہ ایک سمان ہے۔ اور اس کی تصدیق کے لئے شاستر کا ایک ایک ورق پرمان ہے۔ انکو بُری نظر سے دیکھنا بڑا نیچ کرم ہے۔ اور ایسے شخص کو قتل کر دینا پاپ نہیں بلکہ دھرم ہے۔ چونکہ تم نے اپنے چھوٹے بھائی کی استری کو نہ صرف نظر بد سے دیکھا بلکہ اُسے اپنے گھر میں ڈالا۔ اور اُس بیچارے کو مار پیٹ کر گھر سے نکالا۔ بس ایسے ظالموں کو ڈنڈ دے کر مظلوموں کی رکھشا کرنا کھشتری کا مکھیہ دھرم ہے۔ اور جو کھشتری اپنے فرض کی ادائیگی سے پہلوتہی کرتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا بے شرم ہے۔ نیز سیتا جی کی رہائی کے لئے ہم کو کسی کی سہایتا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم بھی کوئی دودھ پیتے بچے یا محض مٹی کی مورت نہیں ایک راون کیا اگر ہزار راون بھی ہوں۔ تو بھی کیا بات ہے۔ اس لئے تمہارا یہ خیال بھی بالکل واہیات ہے۔

بالی۔ اچھا جو کچھ ہو گذرا۔ اس کا اب کیا افسوس ہے۔ اور مجھے اپنی طرف سے تو ہر طرح سنتوش ہے۔ مگر آپ سے ایک تاکید کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اس رنجش کو دور کریں گے اور میری پرارتھنا کو منظور کریں گے۔

رامچندر۔ مجھے آپ سے کوئی دلی کدورت نہیں اسلئے میری نسبت

آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ میری طرف سے آپ ہر طرح سے بے فکر رہیئے اور جو بات کہنی ہو بلا تکلف کہیئے۔

بالی۔ اگرچہ میں سخت گنہگار ہوں۔ مگر آخری وقت میں آپ سے صرف اس بات کا خواستگار ہوں۔ کہ سگریو تارا اور انگد کو بالکل نہ ستائے اور ان پر کسی قسم کا جبر نہ کرنے پائے۔

رامچندر۔ سگریو بڑا سمجھدار اور دوربین ہے اور اسکی ذات سے مجھے کامل یقین ہے۔ کہ وہ ہرگز اس قسم کا کبھی خیال نہ کرے گا۔ اور ہرگز ایسے اوچھے ہتھیار استعمال نہ کریگا۔ حالانکہ آپ نے اس پر حد سے زیادہ ظلم و ستم کیئے اور جو جو کشٹ نہ دینے تھے۔ وہ اس کو دیئے۔ مگر اس حالت میں بھی دل و جان سے آپ کا فرماں بردار تھا۔ اور آپ کے پسینے کے بدلے اپنا خون بہانے کو تیار تھا۔ تاہم اگر وہ تارا اور انگد کو ذرا بھی تکلیف پہنچائے گا تو بلا شک اپنے کیئے کی سزا پائے گا۔

بالی۔ (سامنے کی طرف دیکھ کر) آہ! آہ!! شاید وہ سامنے میری پران پیاری تارا میرے لخت جگر انگد کو ساتھ لیئے آ رہی ہے۔ آپ اس کو زیادہ دیر نہ رونے دینا۔ اور انگد کو بھی ویاکل نہ ہونے دینا۔

(بالی کا بیہوش ہو جانا)

تارا

گانا۔ (مانڈ مارواڑی تال دادرہ)

میرے سوامی سر کے تاج مکھ سے بولو تو سہی

جس کے بل سے کانپتے دھرتی اور آکاش ۔۔۔ پڑا دھرن پر تڑپتا ہے رہا لمبے سواس

مکھ سے بولو تو سہی۔

. . . . . .

چھوڑ مجھے منجدھار میں سو رہے لمبی تان ۔۔۔ کیوں ہوتی یہ دشا جو لیتے کہنا مان

تمکو مجھ سے بولو تو سہی ۔۔

جس کا مجھ کو خوف تھا وہی ہوا آخیر — انگد میرے لال کی کون بندھاوے دھیر
تمکو مجھ سے بولو تو سہی ۔۔

کیا بگڑا سگریو کا چھوٹے میرے بھاگ — ایک آن کی آن میں ہو گیا نشٹ سہاگ
تمکو مجھ سے بولو تو سہی ۔۔

کرو نگی کس کے آسرے میں اپنی گذران — انگد میرا لاڈلا ہے خود ہی نادان
تمکو مجھ سے بولو تو سہی ۔۔

سگریو کا آپ سے تھا پہلے ہی ویر — مجھ پر اور میرے لال پر کب گذریگی خیر
تمکو مجھ سے بولو تو سہی ۔۔

کہا میرا مانا نہیں بہت مچایا شور — ہونی اپنے بل چلی چلا نہ میرا زور
تمکو مجھ سے بولو تو سہی ۔۔

کب سے کھڑی پکارتی ہوں تو اک بار — سوتے ہو کس نیند میں جاگ میرے سردار

ناٹک

آہ! میرے سردار، میرے پرانوں کے آدھار۔ آپ مجھ سے کیوں منہ موڑ کے جاتے ہیں۔ اور مجھ کو کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی چنداں پرواہ نہیں جس طرح ہوگا نبھا لوں گی۔ یا آپ کے ساتھ ہی سورگ کی راہ لوں گی۔ (انگد کو گود میں لے کر) مگر اس جگر کے ٹکڑے کو کیسے سنبھالوں گی۔ جسے لاڈ چاؤ سے پالا تھا۔ اور کبھی گھر سے باہر نہ نکالا تھا۔ اب نہ معلوم کہاں کہاں ٹھوکریں کھائے گا۔ اور کس کس کے جوتے چٹخائے گا (انگد کا منہ چوم کر) میرے لال! آج تیری قسمت پھوٹ گئی اور ماتا کی پریم بھری گود تجھ سے چھوٹ گئی۔

رامچندر۔ دیوی! اگرچہ یہ صدمہ تیرے لئے بڑا سخت ہے اور وہ کون کمبخت ہے جس کو تیری حالت زار پر رحم نہ آتا ہو۔ اور جو تیرے اس رودن کو سنکر ہمدردی کے آنسو نہ بہاتا ہو۔ مگر اب صبر کرنے میں ہی دانائی ہے اور اسی میں ہی تمہاری

اور انگد کی بھلائی ہے۔ بالی کا تمہارے ساتھ آنا ہی پربندھ تھا اور قدرت کی طرف سے تمہارے بیونگ کا اسی قدر پربندھ تھا۔

تارا۔ جھنجھلا کر، تم اپنی دانست میں دھرما تما ضرور ہو۔ مگر مہربانی کر کے ذرا میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہو۔ ارے بے رحم انیائی کسی سے جھگڑا کسی سے لڑائی مگر تجھکو بلا وجہ ستیا کرتے ہوئے نفرت نہ آئی۔ بھائی بھائیوں کا آپس میں تکرار تھا۔ مگر تجھے بیچ میں کودنے کا کیا اختیار تھا۔

بالی۔ (کسی قدر آنکھیں کھول کر) آہ! پیاری تارا! اگرچہ تم نے مجھے سمجھانے کیلئے بہت مغز مارا۔ مگر افسوس کہ میں نے تیری نصیحت سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا جس کا نتیجہ اب آنکھوں کے سامنے آیا۔ نہ صرف تیری نیک رائے کے ہی خلاف رہا۔ بلکہ تم کو بہت کچھ سخت و سست بھی کہا۔ مگر اب بجائے اسکے کہ کسی پر گلہ یا افسوس کرو بہتری اسی میں ہے کہ جس طرح ہو سکے صبر و سنتوش کرو۔ مجھکو اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ملا ہے۔ رامچندر جی پر تمہارا فضول گلا ہے۔

انگد

گانا (کافی لنگڑا۔ تال دادرا یا ٹھیکہ قوالی)

کون بندھاوے دھیر ہماری کون کریگا پیار پتا	کوئی سہارا نظر نہ آوے ڈوب چلے منجدھار پتا
نا کچھ کھیلا نہ کچھ کھایا نہ کچھ عیش بہار کری	بیری ہیتی بلے میرے لٹ گئے سب سنگار پتا
سب سکھ نشٹ ہوئے اب میرے آن دکھوں نے گھیر لیا	بیٹھا گود میں انگد پر اب کون ہوگا للہار پتا
کیا امید چچا سے مجھکو وہ میری امداد کرے	وہ تو میری صورت تک سے ہو شاید بیزار پتا
خبر نہیں کیا حالت ہوگی دھکے کیا کیا کھائینگے	عجب نہیں کہ ہم سے اب چھین جائے گھر بار پتا

ناٹک

بالی۔ (انگد کو چھاتی پر بٹھا کر) آہ! میرے لال۔ صبر کر، صبر کر۔ میرے جگر کے ٹکڑے زیادہ نہ رو۔ اور اس قدر پریشان نہ ہو۔ میرے بچے ذرا استقلال کرو اور

میری حالت زار کی طرف خیال کر۔ تیرا رودن میرے کلیجے کو چکنا چور کر رہا ہے اور میری آتما کو قبل از وقت ہی نکلنے کے لئے مجبور کر رہا ہے اس وقت تمہارا رونا بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ اب میری زندگی صرف چند سانسوں تک محدود ہے۔ نہ معلوم کس وقت مر جاؤں۔ اس لئے بہتر ہے کہ اپنے جیتے جی تجھ کو تیرے چچا کے سپرد کر جاؤں۔ وہ بڑا سمجھدار اور لائق ہے اور میرے بعد تیرا وہی سرپرست اور سہایک ہے۔ ہر طرح ان کی فرمانبرداری کرنا اور کبھی ان کے حکم سے باہر قدم نہ دھرنا۔ (سگریو کو پاس بلا کر) میرے پیارے عزیز! اگرچہ تمہیں منہ دکھانے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر اس وقت تمہارے سوائے مجھ کو کوئی نظر نہیں آتا۔ جس کو انگد کا ہاتھ پکڑاؤں۔ اور اپنے آخری فرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ مجھے امید ہے۔ کہ پرانے کینے کو دل سے نکالو گے اور میری دشمنی کا بوجھ انگد پر نہ ڈالو گے۔ یہ جیسا بیٹا میرا ہے ویسا تمہارا ہے۔ اور اس وقت اسے آپ ہی کا سہارا ہے۔ پرمیشور اس کی عمر دراز کرے۔ راکششوں کی لڑائی میں وہ ہاتھ دکھائے گا کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ جائیگا۔ نیز تمہاری بھاوج بڑی سمجھدار ہے۔ اعلیٰ درجہ کی دور اندیش اور تجربہ کار ہے۔ افسوس کہ اگر میں اس کے کہنے پر عمل کرتا۔ تو آج اس طرح بن آئی موت نہ مرتا۔ اس کی بھی ہر طرح سے دھیر بندھانا۔ اور اس کے نیک مشوروں سے فائدہ اٹھانا۔

سگریو۔ (دھیر دھراتی ہوئی آواز سے) بھرا تا جی! میں نے بڑا اتیات کیا جو چند روزہ زندگی کے لئے بڑے بھائی کا گھات کیا۔ باوجود مجھ سے زبردست اور طاقتور ہونیکے بھی آپ نے کبھی میری جان لینے کا ارادہ نہیں کیا۔ صرف معمولی سی گوشمالی کر کے چھوڑ دیا۔ مگر میں آپ کیلئے موت کا پیغام لیکر ہی آیا اور مجھ کمبخت کی بیوقوفی نے ہی اس گھر کو خاک میں ملا دیا۔ میں اس راج کو لے کر کیا سکھ پاؤں گا۔ اور پرمیشور کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤں گا اسلئے آپ کل کام

انگد کے ہی سپرد کیجئے۔ اور مجھے اس پاپ کا پراشچت کرنے کی آگیا دیجئے۔

بالی ذرا اپنی طبیعت کو سنبھالو۔ اور یہ بزدلانہ خیالات اپنے دل سے نکالو۔ اگر یہی کائرتا دکھاؤ گے۔ تو رامچندر جی سے جو وعدہ کیا ہے اُسے کس طرح نبھاؤ گے آخر بیوفا اور کرتگھن ہی کہلاؤ گے۔ خبردار ایسا نکما خیال ہرگز اپنی طبیعت میں نہ لانا اور جو عہد و پیمان اُن سے کر چکے ہو۔ ان کو پورا کرنے کیلئے اپنی جان پر کھیل جانا مگر احسان فراموشی کا داغ کل کو نہ لگانا۔ میری اب آخری گھڑی نزدیک آرہی ہے۔ اور ظالم موت میرے سر پر منڈلا رہی ہے۔ اس لئے اب میرے انتیشٹی سنسکار کا سامان تیار کرو۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ .. .. ..

تگید شور ..   ..   ..   کاہی ادھار کرو۔   ..   ..   مجھ پاپی ..

(پران تیاگ دیئے)

تارا کا ورلاپ

گانا (ٹوڈی آساوری تال دادرا بطرز:۔ کٹھتے کیتا دل جانیا ڈھیا)

جاگ میریا سر ویا سائیاں ۔۔۔ ناکر اڈیاں بے پروائیاں
کوئی دردی نا وچ سنسار دے ۔۔۔ سارے ساتھی ہیں اپنے بیوہار دے
ڈوب چلیا وچ منجدھار دے ۔۔۔ کیہڑی دکھیاں میری ہائیاں
جاگ میریا .. .. ..

کیہڑے کھوٹ تے مکھوں نہ بولدے ۔۔۔ پئی کوکاں نہ اکھیاں کھولدے
میری زندگی وچ زہر گھولدے ۔۔۔ نہیں چنگیاں لک مچائیاں
جاگ میریا .. .. ..

روندی چھڈ دی توں مینوں جھڈ کے ۔۔۔ میری جندڑی نے چلیا کڈھ کے
حال کیہنوں سناواں گی سڈ کے ۔۔۔ ساری سختیاں میرے سر آئیاں
جاگ میریا .. .. ..

حال ہوؤ کی انگد نادان دا ۔ سکھ ویکھیا نا کوئی جہان دا
پھر و جنگلاں دی خاک چھاندا ۔ تابعداریاں کرو پرائیاں
جاگ میریا ۔

آوندی کھان نوں محل تے ماڑیاں ۔ ایتھوں لبھدی لبھانڈی اجاڑیاں
کیہنوں کیتاں ہجر دی دیہاڑیاں ۔ میری جان نوں پاگیا پھاہیاں
جاگ میریا ۔

پرن کیتا سی اوڑنبھان دا ۔ پاس رکھ تاں اپنی زبان دا
کون دل دی حسرت سنگھ جاندا ۔ کیہنوں دساں میں ویکھے دوہائیاں
جاگ میریا ۔

ناٹک

رامچندر جی ۔ دیوی! صبر کرو ۔ تمہارا یہ فضول رونا ہے ۔ کیونکہ بالی نے تو اب زندہ نہیں ہونا ۔ بجائے اس کے کہ تم اس قدر آہ و زاری کرو ۔ بہتر ہے کہ اس انتیشٹی سنسکار کی تیاری کرو ۔

(بالی کا انتیشٹی سنسکار کرکے سب کا خاموش اور سرنگوں بیٹھ جانا ۔ آخر ہنومان کا زبان ہلانا)

ہنومان ۔ (رامچندر جی سے مخاطب ہو کر) مہاراج! آپ کسکندھا میں پدھار کر نواسیوں کو بھی درشن دیجیئے ۔ اور راج تلک کی رسم بھی اپنے دست مبارک سے کیجیئے ۔

رامچندر جی ۔ جانے کو مجھے کب انکار تھا ۔ میں بڑی خوشی سے چلنے کیلئے تیار تھا ۔ مگر پتا جی کی آگیا اور اپنی پرتگیا نہیں بھلا سکتا ۔ اسلئے بغیر چودہ سال ختم کئے کسی بستی میں نہیں جا سکتا ۔ آپ لچھمن جی کو لیجائیے اور خوب ہوم دھام سے راج تلک کی رسم کرا لیجئے ۔

سگریو ۔ ان باتوں کا ابھی کیا ذکر کرنا ہے ۔ پہلے تو سیتا جی کی رہائی کا فکر کرنا ہے ۔

رامچندر ۔ اب موسم برسات کا آغاز ہے اور اس موسم میں سفر کرنا عقلمندوں کے نزدیک قابل اعتراض ہے ۔ آپ کچھ دن آرام کرو اور اپنی راج دہانی کا انتظام کرو کارتک کا مہینہ بالکل نزدیک ہے ۔ اور اسی موسم میں چڑھائی کرنی ٹھیک ہے ۔

اکیسواں (۲۱) نظارہ

رام کی بیقراری اور سگریو کی انتظاری

رامچندر جی

گانا (راگنی کونسیا تین تال)

نت تڑپت ہوں دن رین ہجر میں دیکھت ہوں مُکھ موڑ موڑ
جس تن لاگے سو تن جانے کیا جانے کوئی دردبیگانے
زخم پڑے ہیں کھوڑ کھوڑ
نت تڑپت ہوں ۔ ۔ ۔
کوئل کوک کوک تڑپاوت پی پی کرت پپیہا آوت
بھرت مچاوت شور موڑ
نت تڑپت ہوں ۔ ۔ ۔
چار پہر کا رین وچھوڑا چکوا چکوی جلیں سو کھوڑا
مرت بھرت سر پھوڑ پھوڑ
نت تڑپت ہوں ۔ ۔ ۔
جنہیں وچھوڑا ہو ہمیش کا کون کتھےَ اُن کے کلیش کا
سانس گنت دل توڑ توڑ
نت تڑپت ہوں ۔ ۔ ۔

ناٹک

برسات ختم ہو چکی ۔ موسم بہار اپنے پورے جوبن پر آ رہا ہے و رسارا جنگل

پرماتما کی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے۔ تمام جیو جنتو خوشی میں مگن ہو رہے ہیں اد ہر ہم ہیں کہ ایک عرصے سے اپنی قسمت کو رو رہے ہیں۔ مگر آجتک کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئی۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس روز کے بعد سگریو نے بھی شکل نہیں دکھلائی۔ راج پاکر ایسا نشے میں سرشار ہوگیا۔ کہ اسکو یہانتک آنا بھی دشوار ہوگیا۔ آہ! سگریو ایسا احسان فراموش ہوگیا۔ کہ اپنا کام نکالتے ہی روپوش ہوگیا۔ واقعی وہ بڑا زمانہ ساز نکلا۔ اور پرلے درجہ کا دغاباز نکلا۔ سچ ہے ؎

مطلبی یار کسکے کام نکالا اور کھسکے

لچھمن۔ مجھے تو اس کی باتوں سے پہلے ہی نظر آتا تھا۔ وہ محض اپنی مطلب براری کیلئے اسقدر سبز باغ دکھاتا تھا۔ اپنا مطلب نکال لیا۔ اور حیلے بہانے بنا کر گیا ہوا راج سنبھال لیا۔ علاوہ ازیں اگر اس میں کچھ ہمت ہوتی۔ تو بالی سے ہی کیوں جان چھپاتا۔ اور کیوں آپ کے چرنوں میں آکر گرتا۔ بالی اگرچہ شہوت پرست تھا اور حد سے زیادہ نو شیوں میں گرست تھا۔ تاہم وہ دل کا غنی اور قول کا دھنی تھا۔ خیر کیا ہوا۔ ایک دفعہ تو اُسے بھی ہاتھ دکھا دوں گا۔ اور اس کو اس احسان فراموشی کا اچھی طرح مزا چکھا دوں گا۔ صرف آپکے حکم کا انتظار ہے اور لچھمن اسی وقت کسکندھا میں جانے کے لئے تیار ہے۔

رامچندر۔ امید تو نہیں۔ کہ سگریو اس قسم کی لاپرواہی کرے اور خاصکر ہم سے ہی بیوفائی کرے۔ ممکن ہے کہ ہمیں بےصبری اور بیقراری کی وجہ سے ہی بدگمانی ہو۔ اور بعد میں خواہ مخواہ کی پشیمانی ہو۔ اس لئے تم کسکندھا میں جاکر صرف انہیں یاد دلا آنا۔ مگر اپنی زبان پر کوئی ایسا ویسا لفظ ہرگز نہ لانا۔ کیونکہ مترسے اگر کوئی قصور بھی ہوجائے تو اُسے نرمی سے سمجھانا چاہیئے۔ اب زیادہ دیر نہ کیجیئے۔ جلدی کسکندھا کو جایئے۔

(لچھمن کا رخصت ہوجانا)

(۲) سگریو کا دیوان خانہ

ہنومان۔ مہاراج! آپ نے جو رامچندر جی سے وعدہ کیا تھا وہ بھی یاد ہے؟
سگریو۔ ہاں ہاں۔ مگر برسات کے خاتمہ تک خاموش رہنے کیلئے ان ہی کا ارشاد ہے۔
ہنومان۔ آپ کا حساب بھی کمال کا ہے۔ گویا آپ کے نزدیک برسات کا موسم دو چار سو سال کا ہے۔
سگریو۔ (کچھ سوچ کر) واقعی برسات کا موسم ختم ہوگیا۔ اب تو برساتی ندیوں کا پانی بھی کم ہوگیا۔ خیر میں تو بھول ہی گیا تھا۔ مگر آپ نے اس عرصے میں کیا کام کیا۔ اور سیتا جی کی تلاش کا کیا انتظام کیا۔
ہنومان۔ میرے جاسوسوں کو گئے ہوئے بھی بہت دن گذر گئے مگر وہ کمبخت بھی نہ معلوم کہاں جاکر سو گئے۔
سگریو۔ اگرچہ آپ کا یہ انتظام بھی معقول ہے۔ مگر اُن کا انتظار کرنا فضول ہے۔ آپ جلدی فوج کشی کی تیاری کیجیئے۔ اور ابھی جاکر تمام سرداروں کے نام احکام جاری کیجیئے۔ کہ وہ اپنی پوری طاقت اور تیاری کے ساتھ آئیں اور تاریخ مقررہ پر یہاں حاضر ہوجائیں۔

(ہنومان کا شاہی پرنام کرکے چلا جانا)

سگریو۔ (دل ہی دل میں) واقعی میں نے بڑا ہی اپرادھ کیا کہ اس عرصے میں انکو بھولے سے بھی نہ یاد کیا۔ یہی نہیں کہ اُن کا دکھ درد نہ بٹا سکا۔ بلکہ اُن کے دشمنوں کیلئے بھی نہ جاسکا۔ رامچندر جی کو اس بات کا سخت ملال ہوگا نہ معلوم میری نسبت اُن کا کیا خیال ہوگا۔
انگد۔ چچا جی! آپ یہاں اپنے خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں ادہر لچھمن جی بڑی دیر سے تشریف لا رہے ہیں۔ غصے کے مارے آنکھوں کا رنگ بڑا بدذہب ہے

نہ معلوم ان کی ناراضگی کا کیا سبب ہے مستک پر سینکڑوں بل پڑ رہے ہیں۔ بات کرتے ہوئے بھی منہ سے انگارے جھڑ رہے ہیں۔

سگریو۔ (سہم کر) افسوس! اب کیا بتاؤں۔ اور کس طرح انکے سامنے جاؤں۔ ممکن ہے کہ مجھے دیکھ کر ان کا کرودھ اور بھی وشیش ہو جائے اور خواہ مخواہ کا کلیش ہو جائے۔

تارا۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ میں جاتی ہوں۔ اور ان کو موم بنا کر آپ کے پاس لے آتی ہوں۔

سگریو۔ مگر ذرا جلدی جاؤ۔ اور کسی طرح اُن کے غصہ کی آگ بجھاؤ۔

تارا اور لچھمن

تارا کا گانا۔ (مانند تھیٹر تال دادرا۔ بطرز: کیسا غضب ہے)

اے میرے دیور بگڑے کیوں تیور آنکھیں ہوئی ہیں کیوں لال
بھاوج تمہاری۔ تم پہ بلہاری۔ کیسا ہے دل پہ ملال
مستک پہ بل پڑے ہے پڑا کیوں تنا جوش کیا کارن ہے کرودھ کا کھڑے ہو کیوں خاموش
آؤ بے کھٹکے یاں پہ کیوں اٹکے کس بات کا ہے خیال
اے میرے دیور۔۔۔
کون خطا ہم سے ہوئی ہو رہے اتنے تیز اندر آنے سے کیا کیوں اتنا پرہیز
کیسی شرم ہے کیسا بھرم ہے اندر چلو نونہال
اے میرے دیور۔۔۔
دھنیہ دھنیہ دن آج کا یہاں پدھارے آپ مگر تعجب ہے مجھے کھڑے ہو کیوں چپ چاپ
یاں کیا بچارو اندر پدھارو غصے کو دیجیے نکال
اے میرے دیور۔۔۔
کیسا تمہیں بلا رہے کب سے کر رہے یاد چلکر درشن دیجیے کرپا کرو اپرادھ

آتنے کوروے کے جانتے کو توڑ کے کسکی بھلا ہو مجال

اے میرے دیو ... ...

ناٹک

ویر لکشمن! آپ دھنیہ ہیں۔ کہیئے مزاج تو پرسنہ ہیں۔ مجھے آشچریہ ہے کہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ آپ کے تیور اس قدر کیوں چڑھے ہیں۔ ذرا غصّے کو ماریئے۔ اور محلوں میں پدھاریئے۔ آپ اندر چلنے سے کیوں گریز کر رہے ہیں۔ اور ہم دینوں سے کیوں اس قدر پرہیز کر رہے ہیں

(لچھمن کا ہاتھ پکڑ کر) آیئے آخر یہ بھی تو آپ ہی کا گھر ہے۔ پھر آپ کو اندر آنے میں کس بات کا ڈر ہے۔

سگریو۔ (اپنی جگہ سے اٹھ کر) ویر لکشمن! کہیئے مزاج تو خوش ہیں آیئے تشریف لایئے

لچھمن۔ آپ کی بلا سے۔ آپ آنند منایئے۔

سگریو۔ آخر اس ناراضگی کی کچھ وجہ تو بتلایئے۔

لچھمن۔ آپ اپنے دل سے ہی دریافت فرمایئے۔

سگریو۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں میرا کوئی ایسا قصور نہیں۔

لچھمن۔ آپ کا خیال ٹھکانے ہو۔ تو اس میں کچھ سمایئے۔ جب خیال ہی آسمان پر چڑھ رہا ہو۔ تو اس میں کوئی بات کیوں کر آئے۔ آپ کے خیال میں تو اس وقت آتا تھا۔ جب جنگلوں میں خاک اڑاتے پھرتے تھے اور بالی سے اپنی جان چھپائے پھرتے تھے۔ اب وہ کانٹا آپکے دل سے نکل گیا۔ اور بیٹھے بٹھائے ہاتھ سے گیا ہوا راج مل گیا۔ اگر اب بھی آپکا خیال درست رہے تو دنیا میں زر کو اندھا کون کہے۔

سگریو

گانا (بحر طویل)

آپ ناحق شرمسار کرتے مجھے ہیں نے اپنے پرن کو نبھایا نہیں
بھیج رکھے ہیں جاسوس چار وطرف لوٹکر کوئی اُن میں سے آیا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔

بھولی جاؤں تمہارے جو احسان کو میں کمینوں رذیلوں کا جایا نہیں
میں ہوں ان کی نسل کہ جنہونے کبھی قول سے پاؤں پیچھے ہٹایا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔

راج بھی آپکا جان بھی آپکی ہیں نے دونوں کو اپنا بتایا نہیں
آپکے بن نہ کوئی سنبھالے میرا میرے سر پہ کوئی اور سایہ نہیں
آپ ناحق ۔۔۔

یوں نہ طعنوں کے بانوں سے گھائل کرو جاتا صدمہ یہ مجھ سے اٹھایا نہیں
میرے سر کو خوشی سے قلم کیجئے میرا جینا جو تم کو سہایا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔

جو نہ کہنا تھا مجھ کو کہا آپ نے کونسا دوش مجھ پہ لگایا نہیں
جو کہا سو خوشی سے میں سہتا رہا آپکے سامنے سر ہلایا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔

ناٹک

اول تو میرا قصور قابل معافی ہے ۔ اگر نہ بھی ہو تو میرے لئے اتنی سزا ہی کافی ہے کہ یہ ناقابل برداشت طعنے سن رہا ہوں ۔ اور اپنے دل ہی دل میں جل بھن رہا ہوں آپکے بار احسان سے نہ تو گردن اوپر اٹھائی جاتی ہے ۔ اور نہ آنکھ سے آنکھ ملائی جاتی ہے ۔ جو چاہیں سو کہیں ۔ آپکو اختیار ہے ۔ مگر سگریو تو اپنے رحیم کا صدق دل سے فرماں بردار ہے ۔

لچھمن

گانا (بحر طویل)

انہیں باتوں نے دھوکے میں ڈالا ہمیں آپکو بیشتر آزمایا نہیں
چالباز آپ جیسا کوئی دوسرا دیکھنے میں ہمارے تو آیا نہیں
انہیں باتوں نے ۔۔۔

کام اپنا نکالا کنارے ہوئے یار اپنا کسی کو بنایا نہیں
جو کہا بھی کسی نے تو جھٹ کہہ دیا یہ ہمارے گرو نے پڑھایا نہیں
انہیں باتوں نے ۔۔۔

آج پرواہ کسی کی تمہیں کیا رہی تیرا اجڑا ہوا گھر بسایا نہیں
نہ ہی احسان تم پر کسی نے کیا راج تم کو کسی نے دلایا نہیں
انہیں باتوں نے ۔۔۔

بھول بیٹھے ہو جلدی ہی اس روز کو موت کے منہ سے تم کو بچایا نہیں
منہ چھپاتے پھرو آج تم اس طرح کوئی غیرت کا مادہ رہا یا نہیں
انہیں باتوں نے ۔۔۔

کہہ چکے منہ سے متر تمہیں اک دفعہ اس لئے ہاتھ جاتا اٹھایا نہیں
نام میرا بھی لچھمن نہیں تھا اگر تیرا کرتا ہمیں پر صفایا نہیں
انہیں باتوں نے ۔۔۔

ناٹک

اگر آپ میں یہ باتیں نہ ہوتیں تو ہم آپ کے جھانسوں میں کب آتے اور آپکی طرح ہم بھی دور سے ہی دھتا نہ بتاتے۔ ان چکنی چپڑی اور میٹھی میٹھی باتوں نے ہی تو ہم کو دھوکہ دیا۔ جو آپ جیسے انسان پر بلا سوچے سمجھے بھروسہ کیا۔ کہاں تو وہ گرمجوشی اور کہاں یہ روپوشی سیتاجی کی تلاش تو درکنار ہے اب تو آپ کو شکل تک دکھانے میں بھی عار ہے۔ پھر آپ جیسے کرتگھن کے قول و فعل کا کیا اعتبار ہے۔ جس کے منہ میں رام اور بغل میں تلوار ہے۔

سگریو

گانا ([illegible])

بس بہت ہو چکی نہ جلاؤ مجھے میرے حال پہ مہربانی کرو
یہ پڑا راج چاہے جسے دیجئے یا خوشی سے خود ہی حکمرانی کرو
بس بہت ہو چکی ۔ ۔

ہو چکی جان اے بن شری رام کے آپ مجھ سے یونہی بدگمانی کرو
دیکھو میری طرف میرے کل کی طرف فیصلے پر ذرا نظرِ ثانی کرو
بس بہت ہو چکی ۔ ۔

راج ملنے نہ ملنے پر کیا منحصر ایسی باتیں نہ اپنی زبانی کرو
میں تو مارے شرم کے غرق ہو گیا آپ ناحق مجھے پانی پانی کرو
بس بہت ہو چکی ۔ ۔

مارنا ہی چاہا ہے گر آپ نے جان نکلنے میں تو کچھ آسانی کرو
اک طرف فیصلہ میرا کر دو مگر اس طرح سے نہ میری ویرانی کرو
بس بہت ہو چکی ۔ ۔

آپ نے جو کہا میں نے سب کچھ سہا ہر طرح سے تو میری سہائی کرو
اس جھمیلے کو چھوڑو بھی جسونت سنگھ بس کرو اب ختم یہ کہانی کرو
بس بہت ہو چکی ۔ ۔

تارا

لکشمن جی! مجھے معاف کیجئے۔ اور میرے ساتھ تو کچھ انصاف کیجئے کہ میں آپ کے کام سے مطلق بے فکر نہ تھا۔ اور ایسا کونسا وقت تھا جبکہ میری زبان پر سیتا جی کی رہائی کا ذکر نہ تھا۔ بلکہ ابھی آپ کے تشریف لانے سے تھوڑی پہلے ہی ہنومان جی سے یہ ذکر اذکار تھا۔ اور بانر سرداروں

کی طلبی کا وچار تھا۔ چنانچہ ان سب کے نام ار جنبٹ (ضروری) احکام جاری کر چکا ہوں۔ اور اپنی مکمل تیاری کر چکا ہوں۔ صبح و شام ہی آپکو اس بات کا امتحان ہو جائے گا۔ اور آپ کا اچھی طرح اطمینان ہو جائے گا۔

لچھمن۔ بہت اچھا آپ میرے ساتھ چلنے کی تکلیف کیجئے۔ اور رامچندر جی کو بھی تسلی دیجئے۔

سگریو۔ (انگد سے مخاطب ہو کر) میں رامچندر جی کی خدمت میں جاتا ہوں تم ہنومان اور جاموونت وغیرہ کو ابھی بلواؤ۔ اور انکو ہمراہ لیکر جلدی وہاں پہنچ جاؤ۔

(دونوں کا رخصت ہو کر رامچندر جی کے پاس پہنچنا)

سگریو۔ (رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) بھگون! بوجوہات چند در چند حاضر خدمت نہ ہو سکنے سے سخت شرمسار ہوں۔ جس کیلئے میں معافی کا خواستگار ہوں۔

رامچندر۔ (سگریو کو اٹھا کر) شکر ہے کہ آپکے درشن تو ہو گئے۔ نہ معلوم آپ یہاں سے جا کر کس گہری نیند میں سو گئے۔ انتظار کرتے کرتے آنکھیں پک گئیں۔ اور راہ دیکھتے دیکھتے ٹانگیں تھک گئیں۔ اب بھی اگر لچھمن جی نہ جاتے تو آپ کاہے کو تشریف لاتے۔

سگریو

گانا (طرز :۔ کیا کوئی گا دے کیا سنا دے)

نہ کوئی میرا سنیہی یہاں ایک تم ہی دنیا میں ہو پرتپال
یہ ہے شرمساری مجھے آپ بھاری تمہاری ہی طرف سے مدام
نہ شرمندہ کیجئے گناہ بخشدیجئے میں چرنوں کا ہردم غلام
نہ کوئی میرا
تمہارے ہی دم سے وبخشش کرم سے ملی رنج و غم سے نجات
ہوئی مہربانی ملی زندگانی یہ ہے آپ کی ہی خیرات

نہ کوئی میرا ... ...

نہ گھر تھا نہ در تھا نہ زر تھا نہ پر تھا نہ سر تھا نہ جگر تھا نہ جان

اگر تھا تو ڈر تھا خطر تھا بشر تھا نہ کوئی میرا پاسبان

نہ کوئی میرا ... ...

نہ تھا کچھ ٹھکانہ تھا سارا زمانہ وا اپنا بیگانہ بیزار

تمہاری دیا سے ہیں چھوٹا بلا سے کیا میرا تم نے ادھار

نہ کوئی میرا ... ...

ناٹک

مہاراج! صرف آپ کی طرف سے ہی انکار تھا۔ ورنہ یہ سیوک تو اسی وقت چڑھائی کرنے کیلئے تیار تھا۔ مجھے تو خود ہی پل پل بھاری تھا۔ تاہم اس عرصہ میں بھی خفیہ طور پر انکی تلاش کا سلسلہ جاری تھا۔ مگر افسوس کہ کوئی تسلی بخش نتیجہ ظہور میں نہ آیا۔ اور اسی لئے میں اتنے دن تک آپ کے حضور میں نہ آیا۔ اب آخری تجویز یہی سمجھ میں آئی۔ کہ اعلان جنگ کیا جائے۔ اور اس پاپی کا ہر طرح سے قافیہ تنگ کیا جائے۔ اگر وہ سیدھی طرح مان جائے تو بہتر۔ ورنہ ایک دم اپنی فوج چڑھا دیں گے۔ اور لنکا کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے چنانچہ میں اپنا کل کام مکمل اور اخراجات جنگ منظور کرا آیا ہوں۔ اور ہنومان جی کو بانر سرداروں کی طلبی کے لئے خاص طور پر مامور کر آیا ہوں۔

رامچندر جی۔ پیارے متر مجھے آپ سے ایسی ہی اُمید تھی۔ اور لچھمن جی سے میری بار بار یہی تاکید تھی۔ کہ کوئی ایسی بات زبان پر نہ لائے۔ جو آپکو کسی قسم کا رنج یا صدمہ پہنچائے۔ کیونکہ ان کی عادت مجھ پر اچھی طرح ظاہر ہے کہ ان کی طبیعت خود اپنے اختیار سے باہر ہے اس لئے اگر انہوں نے آپکی شان میں کچھ گستاخی کی ہو تو اس کا طبیعت پر خیال نہ لانا۔ اور ان کو اپنا چھوٹا بھائی

سمجھ کر معاف کرنا۔

سگریو۔ (ہاتھ جوڑ کر) بھگون! مجھے تو آپ کی قسمت پر رشک آتا ہے جبکہ لچھمن جی جیسا بہادر دور اندیش تجربہ کار جان نثار اور وفادار انسان آپکا بھائی کہلاتا ہے۔ اس عمر میں ہی ہر ایک بات میں وہ کمال ہے کہ ان پر کسی قسم کا حرف رکھنے کی کس کی مجال ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ان کی طبیعت ذرا تیز ہے۔ مگر میرے خیال میں تو انہیں ایسی ویسی بات کرنے سے سخت پرہیز ہے کیونکہ جتنا عرصہ میرے ساتھ بات کرتے رہے۔ مانو منہ سے پھول ہی جھڑتے رہے۔

ہنومان۔ (سگریو سے مخاطب ہوکر) مہاراج! بہت سے بانر سردار مع اپنی سینا کے تشریف لارہے ہیں۔ اور جو باقی ہیں وہ بھی وقتاً فوقتاً آرہے ہیں۔ انکی آمد کا سلسلہ اس وقت تک بدستور جاری ہے۔ اور ہر ایک کی اپنی طاقت اور ہمت اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تیاری ہے۔

رامچندر جی۔ بیشتر اس کے کہ یہاں سے کوچ کیا جائے بہتر ہے کہ پہلے اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے۔ میرے خیال میں مختلف سمتوں میں مختلف ہوشیار اور تجربہ کار جاسوس بھیجے جائیں۔ جو اس بات کا پختہ پتہ لائیں۔ اگرچہ ہم سب کا لنکا کی نسبت گمان بھی ہے۔ اور واقعات کی بنا پر کچھ کچھ اطمینان بھی ہے مگر بغیر پختہ پتہ کے شاید ہمیں ناکامیاب آنا پڑے۔ اور خواہ مخواہ پشیمانی اور نقصان اٹھانا پڑے۔ کیونکہ قیاسیہ باتوں کا اعتبار ہمیشہ نقش بر آب ہوتا ہے۔ اور جلد بازی کا نتیجہ عموماً خراب ہوتا ہے۔

جامونت۔ واقعی یہ آپ کی دور اندیشی اور پیش بندی ہے کیونکہ بغیر نشانہ کے تیر چلانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

سگریو۔ (کچھ سوچ کر اور ہنومان سے مخاطب ہوکر) دوسری سمتوں میں تو اور جاسوس بھیج دیئے جائیں گے۔ مگر لنکا کے لئے خاص تم کو تعینات کرتا ہوں اور انگد و

جاموَنت کو سہائیتا کے لئے تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔ کیونکہ تم اس میں خوب ہوشیار ہو۔ اور لنکا کے ہر ایک گلی کوچے سے بھی اچھی طرح واقفکار ہو۔

رامچندر۔ آپ نے گویا میرے منہ کی بات چھینی ہے۔ بلا شک اگر ہنومان جی خود اس قدر تکلیف گوارا کریں۔ تو ہماری کامیابی یقینی ہے۔

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑ کر) بھگون! جسے آپ تکلیف کہہ رہے ہیں وہ میرے لئے عین راحت ہے۔ مگر اس میں ایک بڑی بھاری قباحت ہے کہ ماتا جی نے مجھے آج تک نہیں دیکھا ہے۔ وہ مجھے کیسے پہچانیں گی۔ اور میری بات کا کیونکر یقین مانیں گی۔ مثل مشہور ہے۔ کہ دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ اور ان کے ساتھ تو ابھی یہ حادثہ بیتا ہے۔ اس لئے آپ اتنی مہربانی کیجیئے۔ کہ مجھے اپنی کوئی خاص نشانی دیجیئے۔ جسکی انہیں بخوبی پہچان ہو۔ تاکہ میری نسبت ان کا ہر طرح سے اطمینان ہو۔

رامچندر جی

گانا (بحر قوالی)

تسلی کے لئے کافی ہے کیول داستاں میری
سُنا دینا انہیں اک بار بپتا مہرباں میری
یہ ہے ایسی نشانی کہ نہ گم ہونے کا کھٹکا ہے
یہاں ہے یہ زباں تیری وہاں ہوگی زباں میری
کیا جس دم ذرا بھی تذکرہ میری مصیبت کا
شکل ہے اب یہاں تیری تو پھر ہوگی وہاں میری
بظاہر تو یہاں موجود ہے گرچہ جسم میرا
مگر اس جان جاناں کے تصور میں ہے جاں میری
ہمیشہ رات دن مجھ کو ذکر ان کا ہی رہتا ہے

بھلا دوں جو انہیں اتنی بھلا طاقت کہاں میری
سُنا جس وقت اُس نے نام میرا آپکے منہ سے
تو آجائے گی فوراً سامنے شکل نہاں میری
نشاں تو مٹ گیا میں آپکو اب کیا نشانی دوں
نہ جانے اور بربادی کرے کیا آسماں میری
ہجر میں پران پیاری کے بہت صدمے سہے میں نے
ہوئی بھونت سنگھ ابتک نہیں مشکل آساں میری

ہنومان

گانا (بطرز قوالی)

یہ بالکل راستی پر ہے میرے بھگون گماں میرا
بتائیے کون واقف کار بیٹھا ہے وہاں میرا
اٹھاؤں سب تکالیف اور پھر نا کامیاب آؤں
تو جانا اور نہ جانا جائیگا سب رائیگاں میرا
نہ وہ پہچانتی مجھ کو نہ میری روشناسی ہے
نہیں معلوم ہے مطلق انہیں نام و نشاں میرا
تسلی دوں انہیں چاہے میں قسمیں لاکھ کھا جاؤں
لگی وہ ماننے ایسے بھلا کہنا کہاں میرا
مبادا ہو شبہ ان کو کہ ہے یہ دوت راون کا
نہ آئے گا یقیں ہرگز انہیں سنکر بیاں میرا
اگر وہ اجنبی ہی جانکر کچھ شور کر بیٹھیں
تو زندہ لوٹ کر آنا نہیں ہے پھر آساں میرا
ملی ہے ایک ماہ تک کی الیسی کی کل مجھے مہلت

مناسب اب نہیں ہے ٹھیرنا زیادہ یہاں میرا
یہ ہر سرکار ہے جیونت سنگھ کی خوش نصیبی ہے
جو ہووے آپکے ارپن اگر کچھ بھی سماں میرا

ناٹک

مہاراج! اگرچہ آپ کو کسی قسم کا مشورہ دینا۔ سورج کو چراغ دکھانیوالی مثال ہے۔ اور میرے جیسے محدود العقل کی آپ کے سامنے چون وچرا کرنے کی کیا مجال ہے۔ تاہم ہر ایک نشیب و فراز کو جتا دینا میرا فرض ہے اسلئے ہاتھ جوڑ کر آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ آپ میری پرارتھنا پر غور کیجئے۔ اور جو کچھ نشانی دینی ہو وہ فی الفور دیجئے۔ کیونکہ میں نے ایک ماہ کے اندر واپس آنا ہے۔ جو اتنے دور دراز سفر کے لئے بہت تھوڑا زمانہ ہے۔

سگریو۔ واقعی ہنومان جی کا یہ سوال غور طلب ہے اور جو جو دقتیں انہوں نے بیان کیں۔ ان کے سامنے آنے کا بھی کیا عجب ہے۔ بالفرض اگر وہاں یہی سوال درپیش ہوگیا۔ تو ان کی جان کو تو تکلیف ہوگیا۔ پھر یہی نہیں کہ یہ آپ کی کوئی نشانی نہیں دکھا سکیں گے۔ بلکہ آسانی سے یہاں واپس بھی نہیں آسکیں گے۔

رامچندر جی

گانا (بحر طویل)

اے پون ست دلاور ہنومان جی آپ امداد اتنی ہماری کریں
لیجئے یہ انگوٹھی نشانی میری آپ چلنے کی جلدی تیاری کریں
اے پون ست
یہ اسے سمجھو ہے اب جانکی جی کبھی جو کہو آپ بے اعتباری کریں

یہ کھڑا ہے بوان آپ کے سامنے آپ جلدی سے ابھی سواری کریں
اے پون سُت ۔ ۔ ۔
لیجئے ساتھ سامان اپنا بھی اور قبضہ میں خنجر کٹاری کریں
سیدھے لنکا میں جانا ضروری نہیں بس یہیں سے تلاش آپ جاری کریں
اے پون سُت ۔ ۔ ۔
جانکی جی سے کہنا میری اور سے کہ وہ ہرگز نہ اب آہ و زاری کریں
اب مصیبت کا ہونیکو ہے خاتمہ چند دن تک ذرا انتظاری کریں
اے پون سُت ۔ ۔ ۔
یہ ضروری ہے کہ اس کٹھن کام میں آپ اپنی سی خوب ہوشیاری کریں
داس جسونت سنگھ کی بھی ہے یہ دعا جاؤ جگدیش رکشا تمہاری کریں
اے پون سُت ۔ ۔ ۔

ہنومان

گانا (بحر طویل)

ساتھ میرے ہے آشیرباد آپ کا تو میں لنکا کو جڑ سے ہلا کے ہٹوں
بھسم کر دوں پھونک دوں انکی آن میں خاک مٹی میں سکو ملا کے ہٹوں
ساتھ میرے ۔ ۔ ۔
جو حکم ہو تو راون کو کنبہ سمیت میں لگا آگ زندہ جلا کے ہٹوں
جو کہو تو پکڑ لاؤں زندہ یہیں یا وہیں پر ہی اسکو سلا کے ہٹوں
ساتھ میرے ۔ ۔ ۔
جو مددگار ہو اس مہا دشٹ کا شربت مرگ اُس کو پلا کے ہٹوں
ایک ہی وار سے اُس مددگار کو میں حمایت کا بدلہ دلا کے ہٹوں
ساتھ میرے ۔ ۔ ۔

سامنے آگیا میرے کوئی اگر خون کے ساتھ اُسکو نہلا کے ہٹوں
کی کسی نے میرے ساتھ حجت اگر تو وہیں پہ کوئی کل کھلا کے ہٹوں
ساتھ میرے ۔۔ ۔۔

چھان ماروں گا آکاش پاتال تک ساری تدبیر اپنی چلا کے ہٹوں
جان میں جان جبتک ہے ہنومنت سنگھ میں پتہ جانکی جی کا لا کے ہٹوں
ساتھ میرے ۔۔ ۔۔

مصنف

گانا (بطرز ایضاً)

لے انگوٹھی پون سُت شری رام کی کر نمستے وہاں سے وداع ہو گئے
جامونت اور انگد کو ہمراہ لے ایک دوجے کے پشت پناہ ہو گئے
ہو بغلگیر دے دھیر رگھوبیر کو تیر ترکش سے سج خوشنما ہو گئے
جو اٹھائی نظر یہ گئے وہ گئے اُن کی آن میں [illegible] ہو گئے
کر روانہ ہنومان جی کو سبھی جن وداع ہو کے آرامگاہ ہو گئے
نامناسب سمجھ کر وہاں ٹھیرنا کر نمسکار ہم بھی ہوا ہو گئے
پھر ملیں گے اگر زندگانی رہی تین حصے فرض کے ادا ہو گئے
آپ کی چرن سیوا سے ہنومنت سنگھ کچھ دنوں کیلئے اب جدا ہو گئے

تیسرا حصہ ختم ہوا

اوم

آریہ سنگیت رامائن

حصہ چہارم

بقیہ اکیسواں نظارہ ۲۱

سلسلہ کیلئے دیکھو حصہ سوئم

(۲۱) ہنومان جاموِنت اور انگد کا سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے نظر آنا

جاموِنت۔ جن جن مقامات کا سگریو نے پتہ دیا تھا اُن سب کا کھوج نکالا بلکہ اُنکے علاوہ اور بھی بہت سی جگہ دیکھا بھالا مگر افسوس کہ پھر بھی اپنا کام نہ نکلا۔ اور اتنی محنت و کوشش کا کوئی تسلی بخش پیغام نہ نکلا بھائی ہم تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور آخر یہیں کے ہو بیٹھے۔ کسکندھا میں گئے تو سگریو کی تلوار یہاں رہے تو کسی درندے کا شکار۔ موت تو ہمارے لئے بہر صورت ہے پھر سامنے جاکر ندامت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ یہیں اپنی جان دیدیں۔ یا سمندر میں کود کر ہی پران دیدیں۔

انگد۔ ہم سے تو جٹایو ہی خوش نصیب تھا۔ جو اپنی رفاقت نبھا گیا۔ اور ان ہر روز کے جھنجھٹوں سے چھٹکارا بھی پا گیا۔ اور ہم ڈھونڈتے ڈھونڈتے پاؤں میں چھالے

پڑ گئے۔ اُدہر اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ میرا تو یہانتک خیال ہے ہمیں اپنے مقصد کی کامیابی سخت محال ہے۔

ہنومان۔ افسوس کہ آپ ذراسی تکلیف سے تنگ آگئے اور اس معمولی سے سفر میں اسقدر گھبرا گئے۔ اسمیں شک نہیں کہ آپکو سفر کی وجہ سے تکلیف تو ضرور ہے۔ مگر ابھی تو لنکا بہت دور ہے۔ اِدہر اُدہر معمولی سی تلاش کر کے کامیابی کی امید رکھنا محض بے سود ہے۔ دراصل تو لنکا ہی ہمارا منزل مقصود ہے۔ ہاں اگر آپکی یہی ہمت اور استقلال ہے۔ تو اس حالت میں ہمارے لئے کامیابی کا منہ دیکھنا ایک طفلانہ خیال ہے۔ آپ مہاتما جٹایو کی خوش نصیبی پر مائل ہیں۔ مگر ہم تو انکی ہمت اور استقلال کے قائل ہیں۔ کہ جس نے اپنے نام پر بیوفائی کا دھبّہ نہ آنے دیا۔ اور اپنے جیتے جی سیتا کو ہرگز نہ لیجانے دیا۔ ورنہ اگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو اُن کی عمر اب اس لائق نہ تھی کہ وہ راون جیسے قوی ہیکل سے زور آزمائی کرتے۔ اور بالکل نہتا ہوتے ہوئے بھی اُس سے ہاتھا پائی کرتے مگر واہ رے بہادر جٹایو۔ یہ استقلال اور یہ بردھ آیو!!

ایک اجنبی۔ بھائی! یہ تمہاری کوئی سادھارن بات ہے۔ یا جٹایو سے تمہاری ملاقات ہے؟

جامونت۔ (ہنومان کے کان میں چپکے سے) اسکو ایکا ایکی بھید بتانا ٹھیک نہیں ممکن ہے کہ یہ راون کا ہی کوئی دوت ہو؟

ہنومان۔ (اسی بڈھے اجنبی سے) مہاتمن! آپ کا کیا نام ہے۔ اور جٹایو کا حال دریافت کرنے سے آپکا کیا پرنیام ہے۔

وہی اجنبی۔ بیٹا! میرا نام سمپاتی ہے۔ اور مجھے تمہاری باتوں سے انسانیت اور شرافت کی بو آتی ہے۔ چونکہ تم نے اپنی دوران گفتگو میں کئی بار میرے عزیز بھائی جٹایو کا نام لیا۔ جس نے قدرتی طور پر میرے لئے امرت کا کام دیا۔ کچھ عرصہ سے اُن کا پنچ وٹی میں نواس تھا اور سنا ہے کہ رامچندر جی کا اور انکا آشرم پاس ہی

پاس تھا۔ مگر اب بہت دنوں سے تو انہوں نے شکل دکھائی اور نہ کوئی خیریت کی خبر پہنچائی۔ کیا کروں۔ بڑھاپا پیچھے پڑ رہا ہے جس کی وجہ سے یہاں تک آنے میں اِس قدر سانس چڑھ رہا ہے۔ اگر آپ کو میرے بھائی کا کچھ حال معلوم ہو تو بتا دیجئے۔ یا اس کی جائے قیام کا ہی پتہ دیجئے۔

ہنومان۔ مہاتما جی! کیا کہوں۔ نہ کچھ کہا ہی جاتا ہے۔ اور نہ خاموش ہی رہا جاتا ہے۔ افسوس کہ آپ کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ اور آپکے بھائی کا ہمیشہ کیلئے آپ سے سمبندھ چھوٹ گیا۔

سمپاتی۔ (سہم کر) ہیں ہیں! یہ کیا کہا۔ آپکی بات سن کر تو میرا دم ٹھکانے نہیں رہا۔ یہ منحوس خبر سنکر میرا کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔ کیا سچ مچ میرا بھائی جٹایو سُرگباش ہو گیا؟ ہائے ہائے بڑا غضب ہوا۔ آخر اسکی موت کا کیا سبب ہوا۔

ہنومان۔ مہاراج! شاید آپ کو معلوم ہو کہ مہاتما جٹایو کے پرم متر مہاراجہ دشرتھ کے دونوں سپتر شری رامچندر جی و لکشمن جی مع سیتا جی کے چودہ سال کیلئے بن یاترا کو آئے تھے۔ اور انہوں نے کچھ عرصے سے پنچ وٹی میں ڈیرے لگائے تھے۔ ایک روز دُشٹ راون اُنھیں دھوکہ دے گیا اور دونوں بھائیوں کی عدم موجودگی میں سیتا جی کو چُرا کر لے گیا۔ جب وہ سیتا جی کو اٹھائے لئے جا رہا تھا۔ تو اتفاقاً جٹایو جی بھی سامنے سے آ رہے تھے۔ اُنھوں نے ہرچند اس کمبخت کو سمجھایا۔ مگر وہ بجائے سمجھنے کے اُلٹا سر مارنے کو آیا۔ دونوں دیر تک لڑتے رہے اور اپنے اپنے داؤ پیچ کرتے رہے۔ مگر کہاں راون اور کہاں جٹایو وہ مہا کشٹا جوان اور یہ ان کی بردھ آیو۔ آخر وہ جٹایو کا کام تمام کر کے ہمیشہ کیلئے زمین پر سلا گیا۔ اور خود سیتا جی کو لے کر نہ معلوم کدھر چلا گیا۔ چنانچہ اُن ہی کی تلاش میں ہم بھی بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔ اور اپنا گھر رتیاگے پھر رہے ہیں۔ مگر نہ اُن کا کہیں پتہ چلتا ہے اور نہ آگے کو کسی جگہ کھوج ہی نکلتا ہے۔

سمپاتی

گانا (راگنی سوہنی)

یہ خبر سنکر دگرگوں حال میرا ہو گیا — پھٹ گیا [illegible] ہو گیا
موت سے بدتر ہے تیری موت میرے واسطے — بیٹھے بیٹھے جان کو یہ کیا بکھیڑا ہو گیا
ہائے ہائے مل گیا میرا اٹہایا خاک میں — اس عمر میں آن کر منجدہار بیڑا ہو گیا
کام نیکی کا کیا اور یہ مجھے بدلہ ملا — آہ! دم بھر میں تیرا پرلوک ڈیرا ہو گیا
زندگی کے دن میرے اب اس طرح ہونگے بسر — روتے روتے دن چھپا اور پھر سویرا ہو گیا
ہائے ایشور اس اوستھا میں مجھے کیا دکھ دیا — کونسا مجھ سے بھلا اپرادھ تیرا ہو گیا

ناٹک

آہ بھائی! یہ کونسے جنم کا پاپ آگے آیا۔ جو آخری وقت میں تم سے ملنے بھی نہ پایا۔ تم خود تو اپنا فرض نبھا گئے۔ مگر میرا بڑھاپا تو مٹی میں ملا گئے۔ او بدبخت راون جہاں انیائی! مجھے نہتے اور بردھ جٹایو پر وار کرتے غیرت نہ آئی بیشک سندیہہ مجھے اب تیرے انیا چاروں کی سزا ملنے والی ہے۔ اور تیری جان بھی عنقریب ہی جٹایو کی طرح نکلنے والی ہے۔

ہنومان۔ (روتے ہوئے سمپاتی کو تھام کر) مہاتما! صبر کرو۔ بلاشک اب اسکی موت نزدیک آرہی ہے۔ جو اسکی طبیعت میں اسقدر شرارت سما رہی ہے۔

سمپاتی۔ (کسی قدر سنبھل کر) دل تو چاہتا ہے کہ اس نیچ سے بھائی کا بدلہ لیکر چھوڑوں۔ اور اس کا ایک ایک انگ اپنے ہاتھوں سے توڑوں مگر کیا کروں بڑھاپے کی وجہ سے کام خراب ہو رہا ہے۔ اور اب تو ایک ایک سانس کا حساب ہو رہا ہے۔

ہنومان۔ بھائی کا بدلہ لینے کے لئے آپ کو تکلیف کرنیکی ضرورت نہیں

آپ یقین رکھیئے کہ اب راون کے زندہ بچنے کی کوئی بھی صورت نہیں رامچندر جی کو صرف ہمارا انتظار ہے پھر راون کا سر ہے اور انکی تلوار ہے۔ ہاں اگر ہوسکے تو اتنی مہربانی کیجیئے۔ کہ اگر سیتاجی کا کچھ پتہ سراغ آپکو معلوم ہو تو بتا دیجیئے ہم نے اپنی طرف سے بہتیرا سراغ نکالا۔ اور جن جن مقامات پر راون کی آمد و رفت بتلائی جاتی ہے۔ اچھی طرح دیکھا بھالا۔ مگر جس کیلیئے اسقدر تکلیف اٹھائی اس کے سراغ کی کہیں بو تک بھی نہ پائی۔

سمپاتی۔ یہ تمہاری بھول ہے۔ اور ان مقامات پر تلاش کرنا بالکل فضول ہے اگر اپنی کامیابی چاہتے ہو تو جلدی لنکا جاؤ۔ اور ادہر ادہر اپنا وقت نہ گنواؤ۔ مجھے پوری امید ہے۔ کہ سیتا جی خاص لنکا ہی میں قید ہے۔

ہنومان۔ (جاموَنت سے مخاطب ہوکر) اگرچہ ہم کو ایک دوسرے سے بڑھکر اضطرابی ہے۔ مگر ہم سب کا لنکا میں جانا ہمارے لئے موجب خرابی اور باعث ناکامیابی ہے۔ اسلئے آپ مع راجکمار انگد کے اسی جگہ آرام کیجئے اور مجھے لنکا میں جانے کی اجازت دیجئے۔

جاموَنت۔ بہت اچھا۔ اگر آپ کا یونہی ارادہ ہے تو اب دیر کرنی بے فائدہ ہے مگر جہانتک ہو سکے جلدی واپس آنا۔ اور زیادہ انتظار نہ دکھانا۔

بائیسواں نظارہ (۲۲)

(۱) اشوک باٹکا

ایک مسلح سپاہی باغ کے پھاٹک پر پہرہ دے رہا ہے

سپاہی ۔ (للکارکر) "ہالٹ" ہو کمس دیر کیا تجھے اپنی جان عزیز نہیں؟

ہنومان ۔ بھائی جس کام کے لئے میں آیا ہوں ۔ اسکے مقابلہ میں جان کوئی بھی چیز نہیں ۔

سپاہی ۔ او احمق! تو کہیں خفقان کا تو مریض نہیں؟

ہنومان ۔ ارے بھلے مانس! تجھے تو بولنے کی بھی تمیز نہیں ۔

سپاہی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو آج مجھ سے موت کا نرخ پوچھنے آیا ہے؟

ہنومان ۔ بھائی میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جب سے میں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے تب سے زندگی اور موت کے سوال کو بالکل بھلا دیا ہے ۔

سپاہی ۔ آخر مجھے بھی تو معلوم ہو کہ وہ کونسا کام ہے؟

ہنومان ۔ میں نے صرف سیتا جی سے ملنا ہے ۔ اور یہی میرا یہاں آنیکا پرینام ہے ۔

سپاہی ۔ (جھنجھلاکر) بہت ٹھیک ۔ تیرے نزدیک تو یہ معمولی سا کام ہے مگر میرے لئے تو موت کا پیغام ہے ۔

ہنومان ۔ بھلا تمہاری موت کیونکر آگئی یہ تمہارا خیال خام ہے ۔

سپاہی ۔ (بگڑ کر) ارے احمق تو نے سیتا جی سے بات چیت کرلی تو میری

موت میں کیا کلام ہے تجھے کیا معلوم کہ مہاراج لنکاپتی کا اسکے متعلق کیا حکم ہے

ہنومان - (لاپرواہی سے باغ کی طرف قدم بڑھاکر) چاہے کچھ ہی ہو۔ مگر واپس لوٹ کر جانا تو میرے لئے بھی حرام ہے

سپاہی - (دھکا دیکر) اس طرح منہ اٹھائے جاتا ہے جیسے باواجی کا راج ہے

ہنومان - (تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مار کر) بس یہیں پڑا رہ۔ تیرا یہی آخری علاج ہے۔

جستجو (۲)

ہنومان - (دل ہی دل میں) رات بہت گذر چکی۔ صبح ہونے میں صرف چند گھنٹے باقی رہ گئے۔ تمام باغ کا کونہ کونہ چھان مارا۔ مکانات ڈھونڈلئے یہانتک کہ درختوں کے پتوں تک کو بھی الٹ پلٹ کر دیا۔ مگر افسوس کہ سب محنت رائیگاں گئی۔ یہ بھی ٹھیک معلوم نہیں کہ سیتاجی زندہ بھی ہیں یا نہیں ممکن ہے کہ راون نے انہیں اپنے قابو میں نہ آتے دیکھکر ویسے ہی کام تمام کر دیا ہو۔ یا سیتاجی نے راون کی دست درازیوں سے تنگ آکر خود ہی اپنا خاتمہ کر لیا ہو۔ حیران ہوں کہ اب کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ کدھر ڈھونڈھوں۔ دن نکلنے سے پہلے تو مجھے یہاں سے نکلجانا چاہیئے۔ کیونکہ صبح ہوتے ہی مقتول سپاہی کی لاش کو دیکھکر چاروں طرف شور مچ جائیگا۔ اور تو یہاں سے شاید ہی زندہ جانے پائیگا (آسمان کی طرف دیکھ کر) مگر ابھی تو رات بہت باقی ہے۔ یہاں کھڑے کھڑے سوچنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ابھی اس باغ کا بہت سا حصہ دیکھنا باقی ہے (ایک طرف کو دیکھ کر) ہیں یہ درختوں کا جھنڈ سا کیسا ہے۔ چل کر دیکھنا چاہیئے۔ شاید یہیں سے کچھ پتہ چلے (قریب جا کر) آہا! کیسا سندر ندی جل ہے (اوچھیں کر) دیکھ لیا۔ ڈھونڈ لیا۔ پالیا۔ بجائے ادہر ادہر فضول ٹکریں مارنے کے بہتر ہے کہ اسی جگہ ڈیرہ لگا دوں۔ کیونکہ دہرم اور کرم کی جاننے والی سیتا اگر زندہ ہے تو اس استھان پر سندھیا کرنے کیلئے ضرور آئیگی اور یہاں تیری مراد پوری ہو جائے گی۔

سیتا جی

گانا (تلنگ) لطرز :- (سلطان ہونیکو ہے تعلیم)

کب سے بیٹھی ہوں یہاں چاک گریباں ہوکر
آج تک [illegible] تم نے مہرباں ہوکر

ہائے جگدیش مجھے تم بھی بھلا بیٹھے ہو
کونسا پاپ [illegible] آپ نے پنہاں ہوکر

جان بھی میری نکلنے میں نہیں آتی ہے
پلٹ جاتے ہیں میری موت کے ساماں ہوکر

پران پت میری خطا معاف کرو میں داری
میں چھما مانگتی ہوں نالاں و گریاں ہوکر

ورنہ اب موت ہی چھٹکارا دلائیگی مجھے
ٹھان بیٹھی ہوں یہ مایوس و حیراں ہوکر

میرے مرنے کا کوئی رنج نہ کرنا ہرگز
الوداع کہنا مجھے خنداں و شاداں ہوکر

آپکا دوش نہیں داسی ہی اس لائق تھی
قید تنہائی میں جلتی جو سمجھداں ہوکر

ناٹک

پرماتما! اب تو میرے پاپوں کا بہت کچھ پرائشچت ہو چکا جس پرکار کا میرے ساتھ انرتھ ہو رہا ہے۔ اس کو سہن کرنے میں یہ شریر بالکل اسمرتھ ہو رہا ہے جسکی شکل تک دیکھنے کی روادار نہ تھی۔ اس کے ناقابل برداشت طعنے سُن سُن کر لہو کے گھونٹ پی رہی ہوں۔ اور اس بے شرمی کی زندگی جی رہی ہوں اُدھر اسے ادسنے عورتیں ہر وقت مجھ پر لپکتی رہتی ہیں۔ اور جو منہ میں آتا ہے سو بکتی رہتی ہیں ادھر اون نے اپنی بکواس کو کم کیا تو ادھر ان بدذات راکششنیوں نے میرا ناک میں دم کیا۔ سرشام سے بکتے بکتے اب مشکل سے اِن کو موت نصیب ہوئی۔ تو اس کمبخت کے آنیکی گھڑی قریب ہوئی آرام تو گیا چولھے میں مجھکو تو اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ کسی جگہ اکیلی بیٹھ کر چار آنسو ہی بہالوں۔ اور اس طرح سے ہی اپنے دل کی بھڑاس نکالوں۔ ہے ناتھ! دیا کرو۔ مجھ اناتھ پر دیا کرو۔

ہنومان (چونک کر) ہیں ہیں! یہ آواز کدھر سے آرہی ہے۔ ایک ایک لفظ

کی طرز ادصاف بتا رہی ہو کہ کوئی دکھیا اپنی مصیبت کو یاد کرکے کراہ رہی ہو
(خوش ہوکر) پرماتمن! تو بڑا بے نیاز ہے۔ میرا دل اندر سے گواہی دیتا ہو کہ بس
سندیہہ یہ سیتاجی کی آواز ہے (جلدی سے قدم اٹھاتا ہوا) بس اب اسی طرف کو جاتا
ہوں۔ اور اپنا رہا سہا شک بھی مٹاتا ہوں۔

(ہنومان کا درختوں کے ایک جھنڈ میں جاکر چھپ جانا)

وکٹا۔ اری درمکھی! انگوڑی تجھے تو ایسی نیند آئی ہے۔ گویا مردوں سے
شرط لگائی ہے۔

درمکھی۔ (جھلاکر) اوں۔ اوں میں نہیں کھاتی۔

وکٹا۔ اری کھانے کو میرے پاس کیا قلاقند رکھا ہے۔

درمکھی۔ (کروٹ بدل کر) بس بس رہنے دو۔ میں نے اسکا مزا بہت دفعہ چکھا ہے

وکٹا۔ (زور سے شانہ ہلاکر) اری نربھاگ! مہاراج کے آنے کا وقت ہو گیا
اب تو جاگ۔

درمکھی۔ (انگڑائی اور جمائی لیتی ہوئی آنکھیں ملکر) تو پھر کیا کروں۔ اس کمبخت کو کبھی
موت بھی آئے گی؟

وکٹا۔ (دھپ لگاکر) ہات تیرا ستیاناس۔ اری بدذات تو خود تو مرے گی مگر
ساتھ میری بھی کھال اتروائے گی۔

ترجٹا۔ اری درمکھی! تو کیا شور مچا رہی ہے۔ تجھے نظر نہیں کہ سامنے
مہاراج کی سواری آرہی ہے۔

درمکھی۔ اجی ہاں۔ میں بھی مہاراج کے ہی گن گا رہی تھی۔ شور شرابہ تو کچھ
نہیں تھا صرف وکٹا کو جگا رہی تھی۔

راوی۔ واہ خوب سوجھی۔

{راون کا ایک خاص جمگھٹ کے ساتھ باغ میں داخل ہونا اور سیتاجی کا
اپنے بدن کو ساڑھی سے سمیٹ کر ایک درخت کے سہارے بیٹھ جانا}

[illegible]

راون۔ (سیتا سے مخاطب ہو کر) **سیتا!** مجھے امید ہے کہ تم نے نشیب و فراز کو سوچ کر کوئی نیک نتیجہ نکالا ہوگا۔

سیتا۔ او ادھرمی! نہ معلوم تیرا یہاں سے کب منہ کالا ہوگا۔

راون۔ پیاری! پرمیشور کے واسطے میرے حال پر رحم کر۔

سیتا۔ او ظالم! پرمیشور سے ڈر اور اپنی سختی کو کم کر۔

راون۔ آخر تو کب تک اپنی ضد نبھائے گی؟

سیتا۔ جب تک یہ جان جسم سے نہ نکل جائے گی۔

راون۔ جس طرف تیرا خیال ہو اُسے تو فرشتے بھی یہاں پر قدم نہیں دھر سکتے۔

سیتا۔ اگر یہاں پر قدم نہیں دھر سکتے تو سورگ کا راستہ تو آپ بند نہیں کر سکتے۔

راون۔ مجھے تو تمہارے حال پر رحم آتا ہے ذرا اپنے انجام کو اچھی طرح وچارو۔

سیتا۔ بجائے میرے حال پر رحم کرنے کے بہتر ہو کہ اپنی حالت کو سدھارو۔

راون۔ آخر مجھے سختی سے ہی کام لینا پڑیگا۔ نرمی سے تیرا جنون نہیں نکل سکتا۔

سیتا۔ تیری تو طاقت ہی کیا ہے۔ پرمیشور بھی میرے اس خیال کو نہیں بدل سکتا۔

راون ؎ ہوا ہوں بے شیدا تمہارا دل سے خودی کو اپنے بھلا بھلا کر
ذرا رحم کر او ستمگر دل تو نہ مار مجھ کو جلا جلا کر

سیتا ؎ کھڑی سرہانے اجل یہ کہتی ہے شانہ تیرا ہلا ہلا کر
نہ پائے گا سکھ کبھی تو ہرگز کسی کے جی کو جلا جلا کر

راون ؎ نہیں تو سمجھی کہ کون ہوں میں خدائی لٹو ہے بھا بھا کر
کھڑی ہیں مجھ سی بہت سی آگے سر دنکو اپنے جھکا جھکا کر

سیتا ؎ ارے او ظالم نہ اینٹھ اتنا کسی کو ناحق ستا ستا کر
یہ تیرے بل سب نکال دیگا چرخ چرخ پر چڑھا چڑھا کر

راون ؎ یہ دیکھ خنجر سمجھ جا اب بھی کہوں میں تجھ کو سنا سنا کر۔

ہمیں درندوں کو ڈالیں وہ [illegible] تیرے ٹکڑے بنا بنا کر

سیتا۔ مٹا دے اپنا بھرم خوشی سے تو زور اپنا لگا لگا کر

ارے او بزدل بھلا تو کس کو ڈراتا خنجر دکھا دکھا کر

راون۔ سیتا! تو پھول ہے۔ مگر تجھ میں بو نہیں۔

سیتا۔ تو ودوان ہے۔ مگر تجھ میں انسانیت کی خو نہیں۔

راون۔ تیرے پہلو میں دل نہیں۔ بلکہ ایک پتھر کا ٹکڑا ہے۔

سیتا۔ ہاں ہاں وہ پتھر کا ٹکڑا بہتر ہے۔ تیرے جیسے ہزارہا ناپاک دلوں سے جن میں ایک ایک خون کے قطرے کی جگہ منوں زہر بھرا ہوا ہے۔ یہ پتھر کا ٹکڑا مبارک ہے اس دل سے جس کی غیرت کا مادہ بالکل سڑ ہوا ہے۔ کاش کہ تیرے پہلو میں بھی بجائے اس بھرشٹ دل کے ایک پتھر کا ٹکڑا ہی رکھا جاتا۔ تاکہ تو باوجود اس قدر ودوان ہونے کے بھی گدھا نہ کہلاتا۔

راون۔ رک رک بس بس او بد لگام! ذرا اپنی زبان کو تھام

سیتا۔ میں نے اپنی زبان کو بہت سنبھالا۔ اور آج تک کوئی لفظ اپنے منہ سے نہ نکالا۔ جو کچھ تو نے کہا۔ وہ میں نے ٹھنڈے دل سے سہا۔ جو کچھ تو نے کیا وہ میں نے شربت کے گھونٹ کی طرح پیا۔ مگر کہاں تک اور کب تک۔ آخر برداشت کی بھی تو حد ہوتی ہے۔ جب یہ تیری خرمستی کسی طرح بھی نہ دور ہوئی۔ تو تنگ آکر میں ایسی گفتگو کرنے پر مجبور ہوئی۔ جسے میں خود بھی معیوب سمجھتی ہوں مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی خوب سمجھتی ہوں۔ کہ عاجزی اور انکساری سے تیرا دل نہیں پگھل سکتا۔ اور نرمی سے یہ تیرا بھوت نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ جہاں تو جھک اور اُچکا ہے۔ وہاں بے شرم بھی پکا ہے۔ تیرے جیسے کمینے کامی بے غیرت حرامی اور نرلج آدمی کے ساتھ جب تک سخت کلامی کا برتاؤ نہ کیا جائیگا اور تیرا بھیجا لوگیہ آور کھاؤ نہ کیا جائے گا۔ تب تک تجھ سے کسی بھلائی کی اُمید رکھنا نہ صرف محال ہے۔ بلکہ ایک طفلانہ خیال ہے۔

راون

گانا (بحر طویل)

دوہا

سیتا اب بھی مان لے ہٹھ یہ تیری فضول
اب تو میری قید سے چھوٹ کر جائے نہ مول

اری سیتا تو اب بھی کہا مان لے اپنی ہٹھ سے کبھی باز آوئں نہیں
میں نے دیکھی ہیں تجھ سی بہت سی چتر تیرے رونے کو خاطر میں لاؤں نہیں
کن فقیروں کے پیچھے تو مرتی پھرے بن کے پٹ رانی تو عیش کیوں نہ کرے
رامچندر جو سو بار جنمے مرے تو بھی صورت میں تیری دکھاؤں نہیں
اری سیتا ۔ ۔ ۔

سیتا

گانا (بحر طویل)

دوہا

راون کیوں بک بک کرے گندی کر کے زبان
کامی کپٹی کائر ے بزدل بے ایمان!

راون ہٹ جا میرے سامنے سے ذرا مجھ کو صورت تو اپنی دکھاوے متی
تیری سن لی ہیں باتیں نرم اور گرم میرے دلکو تو زیادہ دکھاوے متی
اب تو آنکھوں میں صورت بسی رام کی میں روادار تک نہ تیرے نام کی
مجھ کو پرواہ نہیں دکھ و آرام کی! یہاں لالچ کے پھندے پھیلاوے متی
راون ہٹ جا ۔ ۔ ۔

✣ ✣ ✣

راون

رامچندر جو کچھ ہوتا لائق اگر راج کرتا ہی نہ اپنے گھر بیٹھکر
کیوں جلا وطن ہو دولت دربدر اُس گداگر کا میں خوف کھاؤں نہیں
اری سیتا تو اب بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سیتا

جس گھڑی رام نے کی چڑھائی ادہر خاک کردینگے لنکا تیری پھونک کر
تیرا گلیوں میں رُلتا پھرے گا یہ سر سر طرف آسماں کے اٹھاوے متی
راون ہٹ جا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

راون

تیری خاطر رمائی تھی سر میں بھسم چھوڑکر لوک لاج اور کل کی رسم
مجھے تیری قسم تیرے سر کی قسم تجھے رانی جو اپنی بناؤں نہیں
اری سیتا تو اب بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سیتا

چل نکل دور ہو میری آگے سے ہٹ ورنہ دوں گی ابھی تیری کایا پلٹ
او ادھرمی او پاپی بے ایمان شٹھ ہاتھ میرے جسم کو لگا وے متی
راون ہٹ جا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

راون

ورنہ ٹکڑے بنا دوں گا تلوار سے سر کٹے گا تیرا ایک ہی وار سے
باز آجا تو اب بھی اس اصرار سے رام کے پاس میں بھی پہنچاؤں نہیں
اری سیتا تو اب بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سیتا

مجھے طعنے و میہنے سناتا ہے کیا موت کا بھے مجھے تو دکھاتا ہے کیا

لیکر تلوار چڑھ چڑھ کے آتا ہے کیا موت اپنی کو ناحق بلاوے متی

راون ہٹ جا ... ...

راون

میری طاقت تجھے ساری معلوم ہے کل زمانے میں جسکی پڑی دھوم ہے
رامچندر ابھی کل کا معصوم ہے ایسے بچوں کو تو میں پڑھاؤں نہیں

اری سیتا تو اب بھی ... ...

سیتا

جو تجھے اپنے بل کا بندھا ہے بھرم تو سوئمبر سے بھاگا تھا کیوں نوک دم
ڈوب مر چلو پانی میں او بے شرم ذرا شیخی کے چلتے چرھاوے متی

راون ہٹ جا ... ...

راون

میں نے جتنی بھی تیری خوشامد کری اور تو اُلٹا سر پہ ہی چڑھتی رہی
بس سمجھ لے قضا تیری سر پر کھڑی تجھے مارے بنا یاں سے جاؤں نہیں

اری سیتا تو اب بھی ... ...

سیتا

کیوں ستاتا ہے آکر مجھے ہر گھڑی میں نے سن لی جو بکواس تو نے کری
تیری جل جائے ظالم زباں بس بھری بے حیائی کے فقرے سناوے متی

راون ہٹ جا ... ...

راون

جا نہیں سکتی زندہ تو یاں سے کہیں اب بنے گی چتا تیری آخر یہیں
نام جسونت سنگھ میرا راون نہیں جو میں سیتا کے ٹکڑے بناؤں نہیں

اری سیتا تو اب بھی ... ...

سیتا

اپنے من میں تو یہ ٹھنی ہے جہان سے | رام پہنچے ہیں کا سامان سے
اب بھی جسونت سنگھ کا کہا مان لے | شیر سوئے ہوئے نہ جگاوے منی

راون ہٹتا جاتا

ناٹک

راون۔ سیتا اتو سودائی نہ بن۔

سیتا۔ تو راجہ ہوکر اس قدر انیائی نہ بن۔

راون۔ میرے انصاف کی تو تمام زمانہ میں دھاک ہے۔

سیتا۔ یوں کہو کہ ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ انصاف کیا خاک ہے۔

راون۔ (دل ہی دل میں) میں حیران ہوں کہ آج میرا خنجر کیوں بیکار ہو رہا ہے جبکہ میری شان میں ایسے گستاخانہ لفظوں کا اظہار ہو رہا ہے۔ ایک معمولی عورت اور اسکی یہ حماقت؟ ادھر میں اور یہ ضبط کی طاقت؟ میرا خنجر تو جس طرف جھکا پھر اس کی جان لئے بغیر نہ رکا۔ مگر آج میرا ہاتھ تلوار کے دستے پر پہونچتے ہی نہ معلوم کہاں جانب جاتا ہے۔ جو میرا دل خود بخود کانپ جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سینے پر سے سانپ جاتا ہے۔ عورت تو عورت اچھے اچھے دلاور مردوں کو بھی جرات نہ ہو سکی۔ اور کسی کی زبان میں اس قدر سرعت نہ ہو سکی۔ اسوقت بھی میرے محلوں میں عورتوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ اور یہ بھی مجھ کو اچھی طرح یاد ہے کہ ان میں سے سوائے معدودے چند کے سب کی سب اسی طرح آئی ہیں کہ میں نے سہرے باندھ کر بیاہی ہیں۔ کسی کو لالچ دیکر پھسلایا۔ کسی کو زبردستی اٹھایا۔ کوئی میرے ایشورج کو دیکھ کر ہی مائل ہو گئی۔ کوئی میرے حسن اور جوانی کو دیکھکر ہی گھائل ہو گئی۔ غرضیکہ سب کے ساتھ یہی حال بیتا ہے۔ اور سب کو اپنی خداداد طاقت اور لیاقت سے جیتا ہے۔ مگر یہ عجب قسم کی سیتا ہے جس پر میرا کوئی بھی جادو نہیں چلتا۔ اور کسی ترکیب سے اسکا دل نہیں پگھلتا۔ نہ نرمی سے مانتی ہے نہ ہی سختی کو جانتی ہے۔ جیسا لفظ منہ سے نکلتا ہے اس کا ویسا ہی

کھرا کھڑا ایا جواب ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرا جاہ وجلال روبہ زوال ہے ورنہ ایک عورت کی کیا مجال ہے۔ جو میری شان میں ایسے لفظ استعمال کرے۔ اور میری عزت و مرتبے کا کچھ بھی نہ خیال کرے دیکھ سوچ کر ہنیں نہیں یہ صرف اپنا تریا ہٹھ نبھا رہی ہے۔ اور مجھے آزما رہی ہو بیشک اُس نے تو مجھے بہت آزمایا۔ مگر مجھے بھی راون کون کہیگا۔ جو اسے سیدھا نہ بنایا۔ بالفرض محال اگر کسی طرح سے نہ مانے گی۔ نہ سہی مگر یہاں سے جانے سے تو رہی۔ جب ہر طرح مجبور اور لاچار ہو گی۔ تو جھک مار کر خود میرے قدموں پر نثار ہو گی۔ تھوڑی دیر کے لئے اس کی محبت کا خیال دل سے نکالکر ایسے وسائل استعمال کر جس سے یہ تنگ آکر تیرا کہنا منظور کرے۔ پھر تو انکار کرے اور یہ تجھکو شادی کے لئے مجبور کرے (سیتا سے مخاطب ہو کر) او بے نصیب بدتمیز عورت! معلوم ہوتا ہے کہ موت تیرے سر پر منڈلا رہی ہے۔ جو تو قینچی کی طرح زبان چلا رہی ہے۔

سیتا۔ او بے غیرت اور پاپی انسان! تیری تھرتھرائی ہوئی زبان صاف بتا رہی ہے۔ کہ تیرے اندر سے تیرے لئے صدائے ملامت آ رہی ہے۔

راون — نہیں معلوم کب تیری نرم گفتار ہووے گی
سمجھ جا مان جا ورنہ بہت ہی خوار ہووے گی

سیتا — نہیں معلوم کب تیری ختم تکرار ہووے گی
تو اب سُن لے یا پھر سُن لے میری انکار ہووےگی

راون — تیرے جیسی بہت سی سرکشوں کو آزمایا ہے
میرے قدموں پہ تو قربان آخر کار ہووے گی

سیتا — ادہر جو راج ہٹھ ہے تو ادھر بھی ہٹھ ہے تریا کا
بھلا دیکھوں گی کہ دونوں میں سے کسکی ہار ہووےگی

راون — تو ضد کرے یا ہٹھ کرے مگر اک دن ضروری ہے

بھجا راون کے تیرے اس گلے کا ہار ہووے گی

سیتا ۔ دو ہی چیزیں ہیں لگ سکتی ہیں جو سیتا کی گردن کو
بھجا رگھوبیر کی ہوگی یا تیری تلوار ہووے گی

راون ۔ کیا اظہار میں نے آج تک جس سے محبت کا
کہا ایسی میری قسمت کہاں سرکار ہووے گی

سیتا ۔ پتی ورتا نہیں جو آگئی ہو دام میں تیرے
کوئی ایسی گئی گذری یہاں بدکار ہووے گی

راون ۔ اسی میں بہتری ہے مان لے اب بھی میرا کہنا
نہیں تو جلد ہی رسوا سر بازار ہووے گی

سیتا ۔ ظلم کرتا ہے ابلا جان کر تو جس قدر مجھ پہ
کوئی دن میں تیری کشتی پڑی منجدھار ہووے گی

راون ۔ یہ نتیجہ ہے مجھے نرمی سے تو ہرگز نہ مانے گی
میری خنجر سے ہی سیدھی اری مکار ہووے گی

سیتا ۔ تیرے ناپاک ہاتھوں سے تو میں مر بھی نہیں سکتی
تیرے خنجر میں میری موت کیا مردار ہووے گی

راون ۔ نہیں معلوم کب تو نیند سے بیدار ہووے گی

سیتا ۔ کہ جب سر پہ تیرے آکر قضا اسوار ہووے گی

راون ۔ سیتا! اگرچہ میں تیرے سخت سے سخت الفاظ کو سہتا ہوں لیکن یقین رکھ۔ کہ میں پھر بھی تیری بہتری اور بہبودی میں رہتا ہوں۔ اور جو کچھ کہتا ہوں تیرے بھلے کی کہتا ہوں۔

سیتا ۔ ارے نریچ! اگر کوئی غیرت والا ہوتا۔ تو اتنی لعن طعن سُنکر ناک ڈبو کر مرجاتا اور زندہ کسی کو مُنہ نہ دکھاتا۔ مگر نہ معلوم تجھ کو پرمیشور نے کس مٹی سے بنایا ہے۔ کہ بےشرم اور حیا کو تو نے کوسوں دور بھگایا ہے بےغیرت! آخر تو

بھی بیٹیوں والا ہے۔ یا کسی نے گرا پڑا ہی اُٹھا کر پالا ہے۔

راون۔ (تلوار کھینچکر) او موت کی متلاشی! ذرا اپنی زبان سنبھال لے۔

سیتا۔ او ستیا ناسی! تو اپنا یہ آخری ارمان بھی نکال لے۔

راون۔ نہ معلوم تیرے اندر کیا بول رہا ہے؟

سیتا۔ میرے اندر وہ بول رہا ہے جسکے بھے سے بار بار تلوار اُٹھانے پر بھی تیرا تپت آتما ڈول رہا ہے۔

راون اور سیتا کا مشترکہ گانا

کیا کروں یہ میرا دل دیوانہ ہوا

(**راون**) مان لے کہنا ابھی اری بےعقل (**سیتا**) جا چلا جا نہ مجھ کو دکھاوے شکل

(") کیا کروں چین پڑتی نہیں ایک پل (") تیری کرنی کا چاہئے تھا ایسا ہی پھل

(**سیتا**) تو نے کرموں کا پھل بھی تو پانا ہوا

(**راون**) کیا کروں - - - -

(**راون**) پیاری کر تو میرے حال پر کچھ کرم (**سیتا**) تجھے آتی نہیں بےحیا کچھ شرم

(") تیرا چھپ سے نیچے ہی نکلیگا دم (") تو مٹالے خوشی سے یہ اپنا بھرم

(**سیتا**) تیری طاقت کو میں نے ہے جانا ہوا

(**راون**) کیا کروں - - - -

(**راون**) مجھے فائدہ نہیں کوئی انکار میں (**سیتا**) مجھے فائدہ ہی کیا ہے اس اصرار میں

(") سر اڑادونگا میں ایک ہی وار میں (") طاقت اتنی کہاں تیری تلوار میں

(**سیتا**) تو زنانوں کے پیچھے زنانہ ہوا

(**راون**) کیا کروں - - - -

(**راون**) اری بیدرد مجھ پر ذرا ترس کر (**سیتا**) ارے ظالم تو ایشور کے ڈر

(") ہو چکا ہے یہ دل بس تمہاری نذر (") تو نے مرنا ہی ہے تو پرے ہو کے مر

(سیتا) تیرا نشچے ختم اب وہ وانہ ہوا

(راون) کیا کروں ۔۔۔

(راون) ہوئی دیوانی کن پہ نہ گھبرے دلہ
(سیتا) نہیں گھبرے جو انکا تجھے کیا فکر

(〃) نہیں معلوم کرتے ہیں کیسے گذر
(〃) مانگتے تو تیرے گھر نہ آتے نگر

(سیتا) تجھے اس بات کا بھی کیا طعنہ ہوا

(راون) کیا کروں ۔۔۔

(راون) جان میری مصیبت میں آ ئی پڑی
(سیتا) پڑو چوٹے ہیں تو پھر مجھے کیا پڑی

(〃) نہیں معلوم آئے گی کب وہ گھڑی
(〃) موت ہو گی سرہانے پہ تیرے کھڑی

(سیتا) بس سمجھ تو عدم کو روانہ ہوا

(راون) کیا کروں ۔۔۔

(راون) بھلا کبتک تو دیویگی سوکھے جواب
(سیتا) تیرے پاپو نکا ہوگا کبھی تو حساب

(〃) تو جوانی کو اپنی نہ کریوں خراب
(〃) آنیوالا ہے تجھ پہ بھی کوئی عذاب

(سیتا) بدی کرتے بھی تجھ کو زمانہ ہوا

(راون) کیا کروں ۔۔۔

(راون) اری بکتی ہے تو کیا زباں کو سنبھال
(سیتا) تو بھی ایسی باتیں زباں سے نکال

(〃) میرے رتبے کا بھی کچھ نہ کرتی خیال
(〃) تیرا رتبہ ہی کیا ہے پرے ہٹ کنگال

(سیتا) تو اچکا زمانے کا مانا ہوا

(راون) کیا کروں ۔۔۔

(راون) بس بہت ہو چکی دے زباں کو لگام
(سیتا) تو چلا جا نہ کر زیادہ مجھ سے کلام

(〃) ایسی باتوں کا ہوگا نہ اچھا انجام
(〃) یہی کہتی ہوں میں بھی برا ہے یہ کام

(سیتا) زہر ہاتھوں سے اپنے ہی کھانا ہوا

(راون) کیا کروں ۔۔۔

(راون) میرے اجڑے ہوئے دلکو آباد کر
(سیتا) ارے پاپی ذرا موت کو یاد کر

(راون) میرا بستا ہوا گھر نہ برباد کر (سیتا) خوف ایشور کا کچھ تو اے بیداد گر

(سیتا) کیوں قضا کا تو ناحق نشانہ ہوا

(راون) کیا کروں ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ناٹک

راون۔ (تلوار کھینچکر) میں اب تیرا کام تمام کرتا ہوں۔ اور تجھ کو ہمیشہ کیلئے گمنام کرتا ہوں۔

دھن بالنی[1]۔ مہاراج ذرا شانتی سے کام لیجئے۔ اور تلوار کو نیام کیجئے عورت ذات پر شستر چلانا آپ جیسے شور بیر کی شان کے خلاف ہے۔ بلکہ اسے معاف کردینا ہی انصاف ہے۔ اس نصیبوں جلی کی قسمت میں رونا ہی لکھا ہے۔ سو روتی رہیگی اور اسی طرح اپنی جان اور جوانی کو کھوتی رہے گی مگر آپ کو کیا غرض کہ اسکے ساتھ اپنا سر کھپائیں۔ اور خواہ مخواہ اپنی طبیعت کو رنج پہنچائیں۔ چند روز میں جب اسکی یہ ہٹ دور ہوجائیگی تو جھک مار کر خود بخود آپ کا حکم ماننے پر مجبور ہوجائیگی

راون۔ ارادہ تو یہی تھا کہ جب تک اس کی یہ ہوا دماغ سے نہ نکالتا تب تک تلوار کو نیام میں نہ ڈالتا۔ مگر تمہارے کہنے سے اپنے ارادہ کو بدل دیتا ہوں اور اسے دو مہینے کی اور مہلت دیتا ہوں۔ یا تو اس عرصے میں یہ میرا کہنا مان لیگی ورنہ دو ماہ کے بعد یہی تلوار اس کی جان لے گی۔

سیتا۔ جو کچھ تو نے دو مہینے کے بعد کرنا ہے۔ وہ آج ہی کرلے کیونکہ میرا تو دو مہینے کے بعد بھی یہی جواب ہوگا۔ مگر تیرے لئے اتنے عرصے کا انتظار باعث عذاب ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ جیون ایک ناپائیدار زندگانی ہے جس کے لئے اتنا لمبا دعویٰ کرنا سخت نادانی ہے ممکن ہے کہ موت تجھ کو آج ہی آدبائے اور تیرا یہ ارمان بھی۔ دل کا دل میں رہ جائے۔ اسلئے ؎

کل کرنی آج کر۔ آج کرنی اب
پل میں پر لے ہوئیگی پھر کریگا کب

[1] یہ عورت بھی کسیوقت سیتا جی کی طرح زبردستی سے لائی گئی تھی۔ اور آجکل راون کی خاص منظور نظر تھی۔

(راون کا کھسیانہ ہوکر باہر چلے جانا)

راون۔ (محافظ عورتوں سے مخاطب ہوکر) میرے سمجھانے سے تو بات بڑھتی ہے اور جوں جوں میں سمجھاتا ہوں اسے زیادہ ضد چڑھتی ہے۔ تم میری عدم موجودگی میں اسے سمجھانا۔ کچھ لالچ اور کچھ خوف دکھلانا۔ مگر خبردار زیادہ سختی کو کام میں نہ لانا۔

ترجٹا۔ (ہاتھ جوڑکر) آپ کچھ فکر نہ کریں۔ میں اسے کسی خاص حکمت عملی سے سمجھاؤنگی اور سب طرح کے نشیب و فراز دکھاؤنگی۔ بلکہ تریا چرتر کو بھی کام میں لاؤنگی۔ غرضیکہ جس طرح ہوسکیگا اسے بالکل موم بناؤں گی۔

راون۔ اگر تم یہ کام بناؤگی۔ تو اپنا منہ مانگا انعام پاؤگی۔

(راون کا اسی جگھٹا کے ساتھ واپس چلا جانا)

سیتا

گانا

نہ طاقت اتنی رہی جسم میں سہوں گی آخر عذاب کب تک
میں قید خانہ میں بے حیا کے کروں گی جیون خراب کب تک
اناتھ بے کس اجان ابلا نہ کوئی میرا سہارا ایشور
ہے ناتھ تم بھی لبار بیٹھے رہے گا مجھ پر عتاب کب تک
کبھی نہ دیکھا تھا خواب میں جو یہاں وہ صدمے اٹھا چکی ہوں
ادھر ہی پاپی کی سختیوں کا نہ ہوگا آخر حساب کب تک
پران ناتھ اب تمہارے درشن نہیں کسی طور سے بھی ممکن
وہ دشٹ کردیگا فیصلہ اب سُنے گا رو کے جواب کب تک

ناٹک

پرماتمن! کیا میں دنیا میں اسی لئے آئی تھی۔ اور کیا یہ تمام مصیبتیں میرے لئے

بنائی تھیں۔ جب سے ہوش آئی۔ ایک دن بھی ہنسی خوشی سے گزا لینے نہ پائی
پران ناتھ! اگرچہ میں ایک عرصے سے اس تنہائی میں قید تھی۔ تاہم مجھے یہ امید تھی
کہ جب میرا رکھشک میرا پرماتما ہے۔ تو ایک نہ ایک دن ان سب مصیبتوں کا خاتمہ ہے
جب اپنے پران پیارے کے درشن پاؤں گی۔ تو ان سب مصیبتوں کو ایک چھن
میں بھول جاؤں گی۔ مگر افسوس کہ اب تو ان سب امیدوں سے
ہاتھ دھو چکی۔ کیونکہ آج میری موت کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی۔ بلکہ میں اس
تاریخ سے پہلے اپنے آپ کو پرماتما کے حوالے کروں گی۔ مگر اس ادھرمی کے
ناپاک ہاتھوں سے ہرگز نہ مرونگی۔ پیارے لکشمن! میری خطا معاف کرنا میں
اپنی مورکھتائی پر خود پشیمان ہوں۔ اور اس دنیا میں صرف چند دنوں کی
مہمان ہوں۔ تجھ بے گناہ پر دوش لگانے کا پھل پالیا۔ اور اس کا
خمیازہ اسی جنم میں اٹھا لیا۔

ترجٹا۔ سیتا! مجھے حیرانی ہے۔ کہ تو نے اپنے دل میں کیا ٹھانی ہے مہاراجہ
راون تیری محبت کا اظہار کرے۔ اور تو الٹا انکار کرے۔ بے عقل نہ بن
ذرا اپنے انجام کو وچار۔ اور آگے پڑی ہوئی تھالی کو ٹھوکر نہ مار۔ ورنہ روئیگی
پچھتائے گی۔ اور یہ گھڑی پھر ہاتھ نہ آئیگی۔

سیتا۔ خاموش۔

وکٹا۔ مورکھ تو دنیا میں اور بھی بہت ہونگے۔ لیکن اس سے کم جسکو نہ اپنی
عاقبت کا فکر نہ جوانی کا غم۔ جب مہاراجہ راون اس کو اپنی پٹ رانی
بناتے ہیں تو نہ معلوم اور یہ کیا چاہتی ہے۔ کہ باوجود خوشامد کرنیکے بھی الٹا اینٹھی
جاتی ہے۔ جوں جوں وہ سمجھاتے ہیں۔ تو یہ نواب زادی الٹی ہی چلی ہے۔ اگر سچ
پوچھو تو یہ ان کی ہی غلطی ہے۔ کہ ایک رذیل اور کم حیثیت عورت کے پیچھے
مرتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ اس کی خوشامد کر رہے ہیں۔ بھلا جس نے تمام عمر ٹکڑے
مانگ مانگ کر کھائے۔ اس کو پکا پکایا بھوجن کیونکر بھائے۔ چل رہی کہیں گی

کنگال ریہ منہ اور مسور کی دال (سیتا کی گردن کو زور سے جھٹک کر) اری کم بخت! تیرا نصیب تو پھوٹ گیا۔ مگر کچھ جواب تو دے۔ منہ تو نہیں پھوٹ گیا۔

سیتا۔ خاموش۔

درمکھی۔ اری بے عقل! مہاراجہ راون جیسے نصیبوں۔ اور پرتاپی راج کو چھوڑ کر تو کس خانہ بدوش اور جلا وطن کے پیچھے اپنی زندگی برباد کر رہی ہے جسکو تو ہر وقت آہیں بھر بھر کر یاد کر رہی ہے۔ ایسے ایسے بینوا تو لنکا میں نہ معلوم کس قدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اور مہاراجہ راون کی خیرات سے پرورش پا رہے ہیں۔

سیتا۔ (جھنجھلا کر) ذرا اپنی زبان کو سنبھال۔ اور ایسی بیہودہ باتیں منہ سے نہ نکال مجھے جس طرح تم چاہو ستاؤ۔ یا ابھی کچی کو کھا لو۔ مگر میرے سوامی کے برخلاف کوئی لفظ منہ سے نہ نکالو۔ ورنہ ابھی کوئی گل کھلا دونگی۔ اور یہ ساری چرب زبانی ایک پل میں بھلا دونگی۔ بیدردو! کچھ تو پرمیشور کا خوف کرو۔ اور مجھ مظلوم کی آہوں سے ڈرو۔ (وہاں سے اٹھ کر) یہ لو۔ اگر میرا بیٹھنا بھی تمہیں نہیں بھاتا تو مجھ سے خود بھی یہاں نہیں بیٹھا جاتا۔

تمام راکشسنیاں۔ (ساتھ ہی اٹھ کر) جہاں تیرا دل چاہے چل ہم بھی تیرے ساتھ ہی جائیں گی۔ اور وہاں بھی تیری اسی طرح جان کھائیں گی۔

ترجٹا۔ (تمام راکشسنیوں کو ڈپٹ کر) بس بس۔ تم یہیں بیٹھی رہو۔ اور اس کو کچھ نہ کہو۔ اسے کہیں الگ بیٹھ کر رو لینے دو۔ اور ذرا ہلکی ہو لینے دو۔

(سیتا کا وہاں سے اٹھ کر ایک اشوک کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ جانا)

گانا

(دلبر طرز قوالی)

بیتے دور ہیں باقی میری اس زندگانی کے ۔۔۔ ختم ہو جائینگے لکشن سبھی میری نشانی کے
ابھی تک تو مجھے امید تھی اپنی رہائی کی ۔۔۔ لہو کے گھونٹ میں پیتی رہی ہوں بدلے پانی کے

میرا نام و نشاں سنسار سے مٹ جائیگا یونہی ۔۔۔ رہینگے بس جہاں میں تذکرے میری نشانی کے
رہا ارمان یہ بھی آپکے چرنوں میں دم نکلے ۔۔۔ مگر ایسے کہاں تھے بھاگ مجھ جیسی نمانی کے
دیئے ہیں جس قسم کے دکھ مجھے اس دشٹ راون نے ۔۔۔ کروں کیا تذکرے میں اس کے ظلم اور بے ایمانی کے
پیارے لکشمن یہ وقت تھا امداد کرنے کا ۔۔۔ ہوئے ناراض تم الٹا بجائے مہربانی کے
نہیں کچھ دوش دیسکتی تمہیں اپنی مصیبت کا ۔۔۔ ملے ہیں پھل مجھے یہ سب میری ہی بدگمانی کے
تیرے الفاظ میں اک سی بجلی سے نکلتی ہے ۔۔۔ ارے جسونت سنگھ صدقے تیری جادو بیانی کے

ناٹک

پرماتمن! میں بہت کچھ صدمے اٹھا چکی۔ اور ان ہر گھڑی کی مصیبتوں سے تنگ آچکی۔ ہر طرح سے مجبور اور لاچار ہو چکی۔ اور آخر مایوس ہو کر جان دینے پر تیار ہو گئی۔ پران ناتھ! اگرچہ میں اپنی تمام امیدوں اور کامناؤں کا خون کئے جاتی ہوں مگر اتنا شکر ہے کہ اپنی عصمت کو جان کے ساتھ لئے جاتی ہوں۔ پرنتو آپکو کس طرح یقین آئیگا۔ اور کون ہے جو میری پاکدامنی آپ کو جتائے گا۔ شاید آپ اسی لئے مجھ کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور میری محبت سے منہ موڑ بیٹھے ہیں۔ کہ میرے چال چلن کی نسبت کچھ بدگمانی ہو گئی۔ جس کی وجہ سے آپ کے دل میں اس داسی کی طرف سے گلانی ہو گئی۔ خیر پرمیشور ہی اس بات کا گواہ ہے کہ آپکی داسی گنہگار ہے یا بے گناہ ہے (ادھر ادھر دیکھ کر) اس وقت تمام راکشسنیاں سو رہی ہیں۔ اور بالکل غافل ہو رہی ہیں۔ ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ اور اسوقت کوئی دیکھنے بھی نہ پائے گا۔ اسکے ڈوپٹے کو پھاڑ کر بس اس کی ایک رسی بناؤنگی اور یہی پھانسی اپنے گلے میں ڈال کر سورگ کی راہ لوں گی۔

(سیتا کا اپنے سر کے ڈوپٹے کو پھاڑ کر ایک رسی بنانا۔ اور اسکا ایک سرا درخت سے باندھ کر دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں لینا اور رامچندر جی و لکشمن جی و دیگر سمبندھیوں کو یاد کر کے درلاپ کرنا۔)

گانا

(دلاونی ضلع)

ملہ نفرت۔

دوہا

ہے ایشور کرپا کرو دو نہ کشٹ الشیش
دن دن دکھ پڑتے نئے کبتک سہوں کلیش

کب تک سہوں کلیش نہ اتنی طاقت رہی ہماری ہے
سہتے سہتے کشٹ آج تک اتنی عمر گذاری ہے!

اکدن کا رونا ہوتا تو وہ کر ہی کر لیتی صبر
روتے روتے آنکھیں پک گئیں چھائی ہوگئی ہوچھر
پڑی قید میں ظالم کے سب چھٹ گیا ہے گھر اور در
چھوٹ گئی ساری سمبندھی مات پتا اور ساس سسر

سبھی طرح سے تنگ آگئی ہوئی بہت لاچاری ہے
سہتے سہتے ... ...

یوں تو جب سے ہوش سنبھالا دکھوں سے چکنا چور ہوئی
میری مصیبت کل دنیا کو ایک غضب مشہور ہوئی
لیکن جب سے پران پتی کے چرن کمل سے دور ہوئی
سہے نہ کیا کیا کلیش آخر مرنے پر مجبور ہوئی

او رنہ دو سنتاپ ناتھ اب جینا پل پل بھاری ہے
سہتے سہتے ... ...

ویر لکشمن ہیں نے تمپر جو الزام لگائے تھے
بیشک ایسے وش آجتک سننے میں نہیں آئے تھے
مورکھتا سے میں نے تیری سب احسان بھلائے تھے
اُسی پاپ کا ملا یہ پھل جو اتنے کشٹ اٹھائے تھے

چھما کرو اپرادھ اگرچہ قصور میرا بھاری ہے
سہتے سہتے ... ...

پران ناتھ اک بار دیکھ جا حالت اپنی داسی کی
تم بن لیوے خبر کون مجھ بھوکی اور پیاسی کی
بیٹھا کہوں میں کس سے اپنے غم کی اور اداسی کی
کون نکالے آکر میرے گلے سے رسی پھانسی کی

کیا کارن جو میری شکل سے ہوئی تمہیں بیزاری ہے
سہتے سہتے ... ...

پتا آپکے میری خاطر بہت مصیبت جھیلی تھی
آ بھائی اماں جائے میں تیری بہن اکیلی تھی
مل لو سکھیو گلے کبھی میں ساتھ تمہارے کھیلی تھی
یاد کرو گی ایک روز کہ کیا صورت البیلی تھی

اے ماتا تیری پتری کی اب چلنے کی تیاری ہے
سہتے سہتے ... ...

ناٹک

(ہاتھ جوڑکر اور رسی کا پھندا گلے میں ڈال کر) اے پرماتما! میں آئے دن کی مصیبتوں سے تنگ آکر خوشی سے مرنا منظور کرتی ہوں۔ مگر آخری دفعہ آپ سے اتنی پرارتھنا ضرور کرتی ہوں کہ اگر میں نے تمام عمر میں کچھ دھرم کیا ہو۔ یا کوئی ایسا شبھ کرم کیا ہو جس سے میری کچھ سدگتی ہو تو اگلے جنم میں بھی شری رامچندر جی میرا پتی ہو۔

ایک آواز۔ دیوی پرمیشور کا نام لے۔ اور ذرا استقلال سے کام لے۔

سیتا۔ (حیرانگی سے ادہر اُدہر دیکھ کر) ہیں! ہیں!! یہ آواز کدھر سے آرہی ہے اور اس پاپ بھومی میں کونسی ایسی آتما ہے جو میری حالت پر رحم کھا رہی ہے بھائی تو کون ہے۔ ذرا سامنے آ۔ اور مجھے اپنی شکل تو دکھا۔

ہنومان۔ (سامنے آکر اور ہاتھ جوڑکر) ماتا جی! یہ آپ کیا کررہی ہیں (اتنی سمجھدار اور دانا) ہوکر ایسی بری موت مر رہی ہیں۔ مانا کہ اس وقت آپ کی جان کو سخت سنتاپ ہے مگر خودکشی کرنا بھی تو مہان پاپ ہے۔

سیتا۔ بھائی تمہارا کیا نام ہے۔ میری تو تم سے کچھ جان ہے نہ پہچان ہے۔

ہنومان۔ ماتا جی! میں شری رامچندر جی کا ایک ادنےٰ سیوک ہوں۔ اور میرا نام ہنومان ہے۔

سیتا۔ مگر میں نے تو تم کو کبھی ان کے پاس آتے جاتے بھی نہیں دیکھا۔ ذرا نزدیک ہوکر اپنی شکل تو دکھاؤ۔

ہنومان۔ (ذرا نزدیک ہوکر) بے شک آپ کا فرمانا درست ہے۔ آپکی موجودگی میں میری ان تک کچھ رسائی نہ تھی۔ مگر آپ کی تلاش کے دوران میں ہمارے راجہ بانر راج سگریو کو انہوں نے اپنا متر بنایا۔ اور اسوقت سے یہ سیوک

بھی

سیتا۔ (فوراً پیچھے ہٹ کر) دور۔ دور۔ او بدذات دور۔ میں نے تجھ کو جان لیا اور اچھی طرح پہچان لیا۔ ارے مکار! وہ وقت وہی تھا۔ جو میں غلطی کھا گئی۔ اور تیرے دھوکے میں آگئی۔ مگر اب تو لاکھ باتیں بنا۔ اور ہزار بھیس بدل کر آ۔ ہاتھوں میں مٹی کو سونگھ کر بتا دونگی۔ کہ یہ بے ایمان راون کی قبر ہے۔ اور تیری ان چالاکیوں کی مجھے سب خبر ہے۔

ہنومان۔ ماتا جی! آپ کو بھی یہی بدگمانی ہے۔ مگر آپ کے اطمینان کیلئے میرے پاس رامچندر جی کی خاص نشانی ہے (انگوٹھی دیکر) لیجئے۔ اس کی پہچان کیجئے اور اپنا اچھی طرح اطمینان کیجئے۔

سیتا۔ (انگوٹھی کو لیکر اسے بغور دیکھ کر چوم کر اور سینے سے لگا کر) آہ! میرے پران پیارے کی انگوٹھی! میری قسمت کے ساتھ تو بھی مجھ سے ایسی روٹھی کہ تجھکو میرے حال پر کچھ دیا نہ آئی۔ اور اتنی مدت کے بعد آج شکل دکھائی۔ اے میرے پران پتی کی نشانی۔ اور میرے لئے باعث زندگانی! میرا دل اسوقت سخت بیتاب ہے کیا میں سچ مچ تجھ کو دیکھ رہی ہوں۔ یا یہ عالم خواب ہے۔

ہنومان۔ ماتا جی! ذرا ان باتوں کو جانے دیجئے۔ اور میری طرف توجہ کیجئے۔

سیتا۔ اوہو! بیٹا معاف کرنا۔ مجھ سے بڑی سہو ہوگئی۔ اور میں تو اپنے ہی خیالات میں ایسی محو ہوگئی کہ تم سے بات کرنا بھی بھول گئی۔ اور اس انگوٹھی کو دیکھ کر ہی ایسی بھول گئی۔ بدگمانی کی وجہ سے جو الوچپٹ شبد میرے منہ سے نکل گئے۔ ان کے لئے سخت شرمسار ہوں۔ اور تم سے ہاتھ جوڑ کر معافی کی خواستگار ہوں۔

ہنومان۔ مجھے آپ زیادہ شرمسار نہ کیجئے۔ میں تو آپ کا ایک ناچیز خدمتگار ہوں۔ اور آپ کے لئے جان دینے کو تیار ہوں۔

سیتا۔ (آبدیدہ ہوکر) آہ کبھی وقت تھا۔ کہ جن سے میں معمولی سا کام بھی لیتی تھی ان کو

ہزاروں روپیہ انعام دیتی تھی۔ مگر افسوس کہ اس وقت ایسی مفلس اور نادار ہوں
کہ اپنے محسن کا کسی قسم کا سنکار کرنے۔ سے بھی لاچار ہوں۔ یہاں تک کہ وہ
کپڑا بھی پورا نہیں جس سے اپنا بدن ڈہانپ رہی ہوں۔ اور مارے سردی
کے تھر تھر کانپ رہی ہوں۔

ہنومان۔ دیوی! اب مصیبت کے دن گذر گئے۔ پچھلی باتوں کو دل سے بھلاؤ
اور اس قسم کا رودن کر کے مجھے بھی خواہ مخواہ نہ رلاؤ۔ اب تو صرف میری
واپسی کا انتظار ہے۔ اور بانروپ کا ایک ایک بچہ سر ہتھیلی پر رکھے مرنے
مارنے کو تیار ہے۔ چونکہ اب مجھے واپس جانے کی شتابی ہے اور میرا یہاں
ٹھیرنا بھی باعث خرابی ہے۔ اس لئے مجھے جلدی رخصت کیجئے۔ اور اپنی
کوئی خاص نشانی دیجئے۔

سیتا۔ (ایک سرد آہ بھر کر) میں حیران ہوں۔ کہ اس وقت تجھ کو کیا نشانی دوں
مفلسی کا تو یہ حال ہے۔ کہ بدن ڈہانپنے کے لئے کپڑا بھی میسر ہونا محال ہے اور
ہر طرح سے افلاس ہی افلاس ہے۔ البتہ ایک چیز اس وقت میرے پاس ہے
(ہاتھ سے ایک چوڑی اتار کر) اور تو سب زیورہیں رستے میں ہی پھینک آئی تھی۔ صرف
یہ چوڑا من بطور ایک نشانی کے ساتھ لائی تھی۔ جب کبھی زیادہ اداس
ہو جاتی تھی تو اسے دیکھ کر اپنا دل بہلاتی تھی۔ اگرچہ اس کی موجودگی میرے
لئے باعث زندگانی ہے۔ مگر اس کے سوا میرے پاس اور کیا نشانی ہے جو تم
لیجا سکو۔ اور سوامی جی کو دکھلا سکو۔ مجبوراً اسے اپنے سے علیحدہ کرتی ہوں اور
تمہارے کہنے سے دو مہینے تک اور زندہ رہنے کا وعدہ کرتی ہوں۔ اس
سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کہ اگر انہوں نے اس عرصہ میں میری خبر نہ لی
تو سیتا ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی۔

ہنومان۔ اب زیادہ عرصہ نہیں لگیگا۔ یا تو کچھ دن انتظار کیجئے ورنہ ابھی
وقت میرے ساتھ چلنے کی تیاری کیجئے۔

سیتا۔ میں تمہاری اس مہربانی کی مشکور ہوں۔ مگر پرائے پرش کے ساتھ جانے سے مجبور ہوں۔ جاؤں گی تو اپنے پتی کے ساتھ جاؤں گی۔ ورنہ اسی جگہ اپنے پران گنواؤں گی۔ مگر یہ دھبہ اپنے نام کے ساتھ نہ لگاؤں گی۔

ہنومان۔ بہت اچھا مجھے اجازت دیجئے۔ مگر مجھ کو بھوک نے بہت ستایا ہے کیونکہ میں نے کئی روز سے کچھ نہیں کھایا ہے۔ اگر اجازت ہو تو اس باغ سے کچھ پھل توڑ کر کھا لوں۔ اور اپنی بھوک بجھا لوں۔

سیتا۔ میری طرف سے تو تمہیں ہر طرح اختیار ہے۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا کہ یہاں ایک ایک راکشش اعلیٰ درجہ کا خونخوار ہے۔

ہنومان۔ ان کی تو مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ صرف آپ کا حکم درکار ہے۔

{ہنومان کا مزے مزے سے پھل توڑ توڑ کر کھانا
اور ایک باغبان کا اسکو دیکھکر طیش میں آنا۔}

باغبان۔ (للکار کر) ارے توں ہے کون۔ جو یا طرح باگ کو اجارت ہے یا باگ میں تو کبھیرو بھی پر ناہیں مارت ہے۔

ہنومان۔ کیوں مینڈک کی طرح ٹرا رہا ہے۔ اور خواہ مخواہ سر پر چڑھا آرہا ہے۔

باغبان۔ یا بھلو بھئو الٹا موج سے پھل توڑ توڑ کھاوت ہے اگر ہم پوچھت ہیں۔ تو الٹا ہم کو دھمکاوت ہے۔ ارے تو ہے کچھو خبر ناآوت ہے۔

ہنومان۔ (لاپرواہی سے) جاؤ۔ جاؤ میرے کان نہ کھاؤ۔

باغبان۔ ارے تو رکان نہ بھئیو۔ کچھو اور بھئیو۔ ہم آدمی کا طور پوچھت ہیں آپ سر پر ہی چڑھتو گیو۔

دوسرا باغبان۔ گیات بھئیو کہ توں بہروپ ہے۔ پر توں نہیں جانت کہ یہاں کیسو سکھت پہرو ہے۔

تیسرا۔ بھیا یہ تمہری گھسٹر پھسٹر ہم کا نہیں بھاوت ہے۔ ہمرے گیان میں تو آوت ہے۔ کہ یا کو اور کچھو نہ کہو۔ یا رسّی سے باندھ کر بندی خانے لئے جات رہو

وہی پہلا۔ ارے ہم کا تو نگیچ ناہیں آنے دیت۔ تون کہت ہے۔ کہ رسّی سے باندھ کر لیت۔

دوسرا۔ یا ایسا کہاں کو ڈھیٹھ بیٹھو۔ جبری رسّی ہم کو دیو (ہنومان کے نزدیک جاکر) ہم تو ہے ابھی بتاوت ہے۔ اور پھل کھاوت کا مجا چکھاوت ہے۔

ہنومان۔ بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ اور مفت اپنی جان نہ گنواؤ۔

باغبان۔ (ارے ہم کا موت کا بھے دکھاوت ہے۔ بھلا ہم طلب کون بات کی پاوت ہے (ہنومان کا ہاتھ پکڑ کر) ہم دیکھت ہے کہ تون بھاگ کر کہاں جاوت ہے۔

ہنومان۔ (ایک گھونسہ لگا کر) بھاگ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ بلکہ تم کو اور تمہارے حمائتی کو یہیں سے جہنم میں پہنچاؤں گا۔

(ہنومان کا تمام باغبانوں کی لات اور گھونسوں سے مرمت کرنا۔ کئیوں کا مر جانا۔ کئیوں کا زخمی ہونا اور باقیوں کا گرتے پڑتے راون کے دربار میں پہنچ کر واویلا کرنا۔)

تیئیسواں نظارہ

راون کا دربار

راون۔ دن بدن طبیعت کا حال بد سے بدتر ہوتا جاتا ہے۔ اور میرا ہمیشہ خوش وخرم رہنے والا دل رنج والم کا گھر ہوتا جاتا ہے۔ یہ بھونرا ایسے پھول پرمست ہوا جسمیں صرف ظاہرا رنگت ہی رنگت ہے مگر بوئے صدق اُس سے کوسوں دور ہے۔ لیکن اس میں اس بچارے کا بھی کیا قصور ہے۔ اس کمبخت کا روز ازل سے یہی خاصہ اور یہی دستور ہے۔ اور یہ بچارا اپنی فطرتی خصلت سے مجبور ہے مثل مشہور ہے کہ ؎

بھونرہ پھنس گیا روپ میں رس کا رہا نہ گیان

(ایک سرد آہ بھرکر) ؎

دل جسے ہمنے دیا صاف ستمگر نکلا
موم ہم سمجھے تھے جسکو وہی پتھر نکلا

ایک منتری۔ نظر بد دور۔ آج کس بات کا خیال ہے۔ جو دشمنوں پر اسقدر رنج وملال ہے۔

راون۔ میری طبیعت پر جس بات کا ملال ہے۔ وہ بڑا پیچیدہ سوال ہے اور تم سے اُس کا حل ہونا سخت محال ہے۔

منتری۔ (دل ہی دل میں) میں اس حالت کو سب پہچانتا ہوں۔ اور جس بات کیلئے یہ آہ وزاری ہے۔ اُسے بھی بخوبی جانتا ہوں۔ (راون سے مخاطب ہوکر) آپ طبیعت کو رنجیدہ نہ بنائیے۔ رقاصاؤں کو طلب فرماکر محفل رقص سرود گرم بنائیے۔

اور راگ ورنگ سے اپنی طبیعت بہلائیے (چوبدار سے مخاطب ہو کر) جاؤ اور جلد ان کو حاضر لاؤ۔

(چوبدار کا فوراً چلے جانا)

رقاصہ عورتوں کا ناچنا

گانا (طرز: تورے پیّہ ہمیشہ ہیں شاد ماں)

بار بار سبھی سر کو جھکاتے یہاں بار بار

آتے ہیں۔ سر کو جھکاتے ہیں۔ پاتے ہیں۔ دل کی مرادیں لے جاتے انعام

ادنے اعلےٰ طاقت والا کرتے سر کو خم خم خم

راجن پت مہاراج آپ کا راج رہے یہ جم جم جم

بار بار ... ...

کیرتی گاتے ہیں۔ خوشی مناتے ہیں۔ جھنڈے لہراتے خوشی کے مدام

تن سے من سے دل سے دھن سے رہیں ہمکہا ہم ہم ہم

نِسدِن ہی گن مہاراج کے گائیں ناچیں چھم چھم چھم

بار بار ... ...

ناٹک

راون۔ آہا! دنیا میں اگر کوئی جادو ہے تو گانا ہے۔ اگر کوئی گانے والا بھی خوش الحان ہو۔ پھر تو اس کے آنند کا کیا ہی ٹھکانہ ہے۔ ایک ٹپے نے ہی دل ایسا مسرور کر دیا کہ سب رنج و غم ایک چھن میں دور کر دیا۔ اچھا کوئی وقت کی چیز گاؤ۔ یا کوئی بھیرویں کا ترانہ ہی ... ...

تمام باغبان۔ (واویلا کرتے ہوئے) دوہائی مہاراج کی سگری اسوک باٹکا اُجڑ گئی۔ اور ہمری بھی بڑی درگت بھئی۔ کا ہو کو سر پھوٹ گئو کا ہو کا مُنہ ٹوٹ گئیو +

راون۔ کس کمبخت کی قضا آئی۔ جو یہاں آکر آفت مچائی۔ پھر اشوک باٹکا تک وہ کیسے جانے پایا۔ کیا پہرہ دار بھی ایسے لاپرواہ ہو گئے۔ اور بالکل ہی غافل ہو کر سو گئے۔

باغبان۔ مہاراج! کیا پوچھتے ہو۔ وانو ڈھیٹھ ہی بڑو ہے۔ جون کھت ہم ادہر آوت ہے۔ تو دیکھو کہ سنتری بچارو بھی پھاٹک پر مرو پڑو ہے۔

راون۔ اکشئے کمار! تم ابھی جاؤ۔ اور اس موذی کو فوراً گرفتار کر کے ہمارے سامنے لاؤ۔

اکشئے کمار۔ ابھی جاتا ہوں۔

(اکشئے کمار اور ہنومان کا مقابلہ)

اکشئے کمار۔ (للکار کر) خبردار! اب جانے نہ پائے گا۔

ہنومان۔ (گرج کر) مجھے بھی تمہارا ہی انتظار تھا۔ اب ذرا دو ہاتھ دکھانیکا مزا بھی آئے گا۔

اکشئے کمار۔ یا تو سیدھی طرح میرے ساتھ چلا چل۔ ورنہ یہ سمجھ لے کہ میرا نام اکشئے کمار ہے۔

ہنومان۔ اگر مجھ کو گرفتار نہ کرے تو تیری زندگی پر بھی دھکا ہے۔

اکشئے کمار۔ (تلوار کھینچکر) چلتا ہے۔ یا باتیں ہی بنائے گا۔

ہنومان۔ (اسی کی تلوار سے اس کا کام تمام کر کے) اگر تیرے جیسے چھوکرے مجھ کو گرفتار کر لیں گے۔ تو مجھے ہنومان ہی کون کہے گا۔

{ اکشئے کمار کا مارا جانا۔ اور اس کے ہمراہیوں کا راون کے پاس جا کر دوہائی مچانا۔ بیٹے کی موت سنکر راون کا جوش میں آنا۔ اور میگھناد کو بلا کر ہنومان کی گرفتاری کے لئے روانہ کرنا۔ }

میگھناد

گانا

(بطرز:- جاؤ جی جاؤ کس نادان کو بہکانے آئے)

کیوں بے بدکار تو نے یہ کیسا جھگڑا پھیلایا

تیرا کیا یہاں اجارہ + کیوں آکر باغ اجاڑا + پہرہ داروں کو مارا + اکشے کا سیس اتارا

مجھ کو بتلا تو دے تو پھرتا ہے کس کا بہکایا

کیوں بے ... ...

کیا سبب ہے بتا تیرا یہاں آنے کا — یہ سمجھ لے کہ تو اب زندہ نہیں جانے کا

اب چکھاؤنگا مزا باغ کے پھل کھانیکا — جانتا ہوں کہ تو نرمی سے نہیں ماننے کا

تجھ کو تیرے گھر جا کر + لائی ہے موت بلا کر + آفت میں پھنس گیا آکر + دیکھے کیا منہ پھیلا کر

بتلا تو کس نے تجھ کو دھوکے میں دیکر مروایا

کیوں بے ... ...

ہنومان

گانا

آگے کو آجا تا کہ تیرا بھی کروں صفایا

وہیں کھڑا ہاتھ نچاتا + آگے کو کیوں نہیں آتا + پیچھے کیوں ہٹتا جاتا + کیوں خالی گال بجاتا

ہوشیار ہو جا بچو اب سے تیرا نمبر آیا

آگے کو آجا ... ...

آجا آگے کو ذرا کب سے بلاؤں تجھ کو — بھائی کے پاس ہی بھیجکے سلاؤں تجھکو

ہاتھ دیکھوں میں تیرے اور دکھاؤں تجھکو — تو چکھاتا ہے مزا یا میں چکھاؤں تجھکو

اپنا سارا زور لگالے + سارے ہتھیار چلالے + جسکو چاہے بلوالے + اپنا سب بھرم مٹالے

زندہ نہ چھوڑونگا جب میں نے اپنا وار چلایا

آگے کو آجا ... ...

میگھناد۔ کیا تو یہاں سے اب زندہ جانے کی بھی اُمید رکھتا ہے۔
ہنومان۔ اگر جانا چاہوں۔ تو مجھ کو روک ہی کون سکتا ہے۔
میگھناد۔ ذرا قدم تو اُٹھا یا منہ سے ہی بکتا ہے۔
ہنومان۔ ذرا آگے ہو چھنال عورت کی طرح وہیں کھڑا کیوں مٹکتا ہے اور میرے منہ کی طرف کیا تکتا ہے۔

{دونوں کا دیر تک داؤ پیچ کھیلتے رہنا۔ اور ایک دوسرے کو دھکیلتے رہنا آخر میگھناد کا تھک جانا۔ اور ہنومان کی طرف ایک گھنڈ چلانا۔ اور ہنومان کا اُسمیں اُلجھ جانا۔}

ہنومان۔ ارے بے ایمان آخر یہی دھوکا کرنا تھا۔
میگھناد۔ اور تیرے ساتھ ہاتھا پائی کر کے کیا میں نے مرنا تھا۔
ہنومان۔ اچھا چلیئے۔ اب تو راون سے ہی بات کریں گے۔ اور اگر موقعہ ملا تو اُس سے بھی دو ہاتھ کریں گے۔

راون اور ہنومان

راون۔ (اپنے منتری سے مخاطب ہو کر) کچھ معلوم ہوا کہ اشوک باٹکا کو اُجاڑنے اور اکشے کمار کو مارنے والا کون بے ایمان ہے۔
پرہست۔ جی ہاں معلوم ہو گیا۔ وہ پون کا بیٹا ہنومان ہے۔
راون۔ (حیران ہو کر) ہیں! ہیں!! کیا کہا؟ پون کا بیٹا ہنومان؟
پرہست۔ ہاں کرپا ندھان! پون کا بیٹا ہنومان۔
راون۔ کیا تم نے دھوکا تو نہیں کھایا؟
پرہست۔ نہیں مہاراج! وہ دیکھئے میگھناد اُسے پکڑ ہی جو لایا۔
میگھناد۔ (ہنومان کو پیش کر کے) اکشے کمار کا قاتل حاضر ہے۔ جیسا حکم ہو اُس کو ڈنڈ دیا جائے۔
راون۔ ڈنڈ دینے سے پہلے مناسب ہے کہ اس سے اس اپرادھ کا سبب دریافت کر لیا جائے

پرہست۔ (ہنومان سے) ذرا بتلائیے۔ کہ دل میں کیا سمائی۔ جو لنکا میں آکر یہ آفت مچائی۔ شاید موت نظر نہیں آئی۔

ہنومان۔ خاموش۔

پرہست۔ چپ رہنے سے جان نہ بچے گی۔ ذرا منہ کو کھول۔ کچھ زبان سے بول۔

ہنومان۔ چونکہ بندہ اسوقت اسیر سلطانی ہے۔ اس لئے کسی ایرے غیرے کے ساتھ ہمکلام ہوتے ہیں میری سخت ہانی ہے۔ جب کوئی پوچھنے والا پوچھیگا تو جواب دیں گے۔ اور پائی پائی کا حساب دیں گے ؎

پڑا ہو شیر پنجرے میں مگر وہ بو نہیں جاتی
دلاور کی قضا کے سامنے بھی خو نہیں جاتی

راون۔ رسی جل گئی۔ مگر بل نہیں جلا۔

ہنومان ؎ جلے بل کس طرح میرا مجھے کس بات کا غم ہے
وہی تو ہے وہی میں ہوں وہی دم ہے وہی خم ہے

راون۔ ارے بے شرم یہ ذلیل پیشہ اختیار کرنے سے تو بہتر تھا کہ ڈوب کر مرجاتا تاکہ پونؔ[1] اور پرہلادؔ[2] ودیادھر کے نام پر تو تیرے جیسے ناخلف کی بدولت یہ کلنک کا ٹیکہ نہ آتا۔

ہنومان ؎ ابھی تک بھی ہے تیرا وقت پشچاتاپ کرنیکا
کیا ہے کام ہی تونے بلاشک ڈوب مرنے کا

راون۔ ارے نالائق! تجھے اس حالت میں دیکھکر میری گردن مارے غیرت کے جھکی جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ تجھ کو غیرت نہ آئی۔

ہنومان ؎ ابھی تک تو جھکی ہے یہ تمہاری ہی جھکائے سے
کوئی دن میں زمیں سے بھی نہ اٹھے گی اٹھائے سے

راون۔ ہنومان! آج تم عجب قسم کی گفتگو کر رہے ہو۔ کیا سابقہ تعلقات کو

---

[1] ہنومان کے پتا کا نام [2] ہنومان کے دادا کا نام۔ ۱۲

ایک دم ہی بھلا دیا۔

ہنومان - ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن تعلقات نے ہی مجھ کو یہاں تک آنے کا حوصلہ دیا۔ ہنومان آپ کا ویسا ہی وفادار ہے۔ اور بوقت ضرورت ہر طرح سے مدد کرنیکو تیار ہے۔

راون - اسمیں کیا شک ہے۔ اگر تیرے جیسے پانچ چار اور وفادار ہوں تو میرا تو بیڑا پار ہے۔ یہ اچھی وفاداری ہے۔ تمام باغ کو توڑا۔ سپاہی نے روکا تو اُس کا سر پھوڑا۔ باغبانوں نے ٹوکا۔ تو اُن کو پکڑ کر مروڑا۔ اکشے کمار گیا۔ تو اُس کو زندہ نہ چھوڑا۔ واہ رے میرے وفادار میں تجھ پر بلہار۔

ہنومان

میں گیا تھا کونسا اُن کو بُلانے کیلئے
آپ ہی آئے تھے وہ جھگڑا پھیلانے کیلئے

کام کس آنے ہیں پھل آخر تھے کھانے کیلئے
تھا جرم گر باندھ لیتا گھر لیجانے کیلئے

ناحق اتنی بات پر وہ پیچھے میرے پڑ گئے
مارنے آئے تھے مجھ کو آپ لیکن مر گئے

راون - سوال تو یہ ہے۔ کہ تجھ کو کہا کس نے تھا۔ وہاں جانے کے لئے؟

ہنومان - کہا تھا رامچندر جی اور سگریو نے۔ اور گیا تھا سیتا جی کی خبر لانیکے لئے

راون - (چونک کر) ہیں ہیں سیتا کی خبر؟

ہنومان - ہاں ہاں سیتا کی خبر۔

راون - مگر سگریو کا رامچندر سے کیا تعلق؟

ہنومان - جب وہ سیتا جی کی تلاش کرتے ہوئے رشی مکھ پربت پر آئے تو وہاں دونوں نے دوستی کے عہد و پیمان کر کے آپس میں ہاتھ ملائے جب بالی نے آپ کو بیسیوں دفعہ قید کیا۔ اُسکو رامچندر جی کے ایک ہی بان نے دنیا سے ناپید کیا۔ اب اُن کی طاقت کا اندازہ آپ لگالیں اور جسطرح ہوسکے اِس آنے والی بربادی کو اپنے سر سے ٹالیں۔ اسکا سب سے آسان طریقہ یہی ہے کہ

آپ سیتا جی کو ہمراہ لیکر رامچندر جی کے قدموں پر جا پڑیں۔ اور ان سے معافی کی التجا کریں۔ وہ بڑے اُدار ہیں۔ مجھے پوری اُمید ہے کہ وہ تمہاری پرارتھنا منظور کرینگے۔ اور اس دشمنی کا خیال دل سے دور کریں گے۔ ورنہ تمہاری اینٹھ ایکدم میں نکل جائے گی۔ اور یہ ہری بھری لنکا آن کی آن میں مٹی میں مل جائے گی کیونکہ بانر دیپ کا ایک ایک بچہ مرنے مارنے کو تیار ہے اور انہیں صرف میری واپسی کا انتظار ہے۔

راون۔ (طیش میں آکر) ارے نابکار! ذرا زبان کو سنبھال۔ اور سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکال۔ جب تو یہاں پر قید ہے۔ اور میرے ہاتھ تیرا سیاہ و سفید ہے تو تجھے واپس جانے کی بھی اُمید ہے۔ سیتا کی امید تو درکنار۔ اب تو وہ تیری طرف سے بھی ہاتھ دھو چکے۔ اور سمجھ لے کہ تجھے آج ہی رو چکے کیونکہ تم بلاشک موت کے مہمان ہو چکے۔ اور اس خیر خواہی میں اپنی جان کھو چکے۔ جن کی مہمان کے تو بھاٹوں کی طرح گیت گا رہا ہے۔ اور بار بار ڈیڑھ فٹ چوڑا منہ پھیلا رہا ہے۔ اُن کو میں اچھی طرح جانتا ہوں اول تو وہ خانہ بدوش رامچندر اور لچھمن۔ دوسرا ساتھ کون ملا ہے سگریو عقل کا دشمن۔ اپنی استری کے لئے تو آجتک روتا پھرا۔ اور جنگلوں میں حیران ہوتا پھرا۔ ایسا بہادر تھا تو اُس وقت کیوں نہ تلوار سنبھالی۔ اور بالی سے اپنی استری کیوں نہ چھڑا لی۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا۔ بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ سو پچاس آدمی اِدھر اُدھر سے اکٹھے کئے۔ اور راون سے مقابلہ کرنے کے منصوبے باندھ لئے۔ ارے احمق! اُن پر تو میں نے لنکا کا ایک کُتا بھی چھوڑ دیا تو بھاگنے کو جگہ نہ پائے گی۔

ہنومان۔ سچ ہے۔ کہ جب کسی اِنسان کی بُری گھڑی آتی ہے تو اسکی عقل خود بخود اُلٹی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وشئی (زانی) آدمی کا اور نصیحت کا خاص بیر ہے اور اُسے اِس بات کی تمیز نہیں رہتی کہ یہ اپنا ہے یا غیر ہے۔ تاہم میں حیران تھا

کہ تمام لنکا میں کوئی آدمی ایسا نہیں۔ جو مجھے اِس تباہ کُن رستے سے ہٹائے اور کسی طرح اِس جھگڑے کو مٹائے۔ مگر اب معلوم ہوا کہ یہاں تو بستے ہی کٹتے ہیں۔ کون سمجھائے اور کس کو سمجھائے ع

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

یاد رکھ آخر روئے گا۔ پچھتائے گا۔ مگر یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا۔ میں نہیں کہتا کہ تو کسی انسان سے ڈر۔ لیکن پرماتما سے تو کچھ خوف کر۔ اور اِس طرح ذلیل ہو کر نہ مر۔ ونڈ دینے کے لئے پرماتما سوئم نہیں آتے ہیں۔ بلکہ جب کسی تیرے جیسے پاپی کا ناش کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ کوئی نہ کوئی ذریعہ ہی ایسا بناتے ہیں پس جبوقت رُودر روپ پرماتما کا حکم پاکر رامچندر جی باندری سینا کو یہاں لیکر آئینگے۔ (تمام اہالیان شہر کی طرف اشارہ کرکے) تو تیرے یہ کتے بھونکتے ہی رہ جائینگے بلکہ ڈھونڈے بھی نہ پائیں گے۔ اور تیری اس غرور بھری کھوپری کو کوّے ہی نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

راون

گانا (بحر طویل)

ارے بیہودے بک بک لگائی ہے کیا تو شرارت سے کیوں باز آتا نہیں
تیری زیادہ زبان نکلتی ہی گئی تو کسی کو بھی خاطر میں لاتا نہیں

میں تو نرمی ہی نرمی پکڑتا گیا — تو زیادہ ہی زیادہ اکڑتا گیا
ارے پاجی تو سر پہ ہی چڑہتا گیا — مجھے تہذیب سے بھی بُلاتا نہیں

ارے بیہودے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بولنے کا تجھے کچھ طریقہ نہیں — بات کرنے کا مطلق سلیقہ نہیں
تو نے کوئی علم بھی تو سیکھا نہیں — آدمی تو کسی کو بتاتا نہیں

ارے بیہودے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جو تجھے جان دینے کا ہی چاؤ ہے
آ بتاؤں کہ کیا موت کا بچاؤ ہے
ارے موچھوں پہ کیا دے رہا تاؤ ہے
آج زندہ یہاں سے تو جاتا نہیں
ارے بیہودے ۔۔

میں نہ جانے کہ کیوں درگذر کر گیا
تو نے سمجھا کہ بس مجھ سے ہی ڈر گیا
اس لئے ہی تیرا حوصلہ بڑھ گیا
تیری نظروں میں کوئی سماتا نہیں
ارے بیہودے ۔۔

ہنومان

گانا (بحر طویل)

آپ اپنی قضا کا فکر کیجئے موت میری کا مجھ کو فکر ہی نہیں
مجھے مارے یہ کس کی ہے طاقت بھلا پھر زبان پہ یہ لانا ذکر ہی نہیں
یہ تو نشچے ہوا کہ نصیحت کا اب ہوگا تجھ پہ ذرا بھی اثر ہی نہیں
تیرے جیسا کوئی بے شرم بیحیا میں نے دنیا میں دیکھا بشر ہی نہیں
آپ اپنی ۔۔

موت آنے سے پہلے ہر انسان کی گیان اندری رہتی سفر ہی نہیں
نہ ہی کانوں سے دیتا سنائی اُسے اور آنکھوں سے آتا نظر ہی نہیں
آپ اپنی ۔۔

عین حالت یہی آپ کی ہو رہی فرق اسمیں ذرا رائی بھر ہی نہیں
آنکھ اندھی ہوئی کان بہرے ہوئے تیری مرنے میں بالکل کسر ہی نہیں
آپ اپنی ۔۔

چھوڑ ہٹ کو میں تیرے بھلے کی کہوں تجھے واجب ٹہانا شر ہی نہیں
کر چکا فرض جیونت سنگھ تو ادا پھر نہ کہنا مجھے کی خبر ہی نہیں
آپ اپنی ۔۔

سلہ ہواس خمسہ سلہ قائم

ناٹک

راون! تیرا یہ فضول خیال ہے۔ میری طرف انگلی اٹھانے کی کس کی مجال ہے۔
شاید اسی لئے بھول رہا ہے۔ کہ میگھناد مجھ کو پکڑ لایا ہے۔ اور جانتے ہی زنجیروں میں
جکڑ لایا ہے۔ مگر یہ تیری سراسر حماقت ہے۔ اور میگھناد بچارے کی یہ کیا طاقت ہے
اگر چاہتا تو ان زنجیروں کو ایک جھٹکے میں توڑ دیتا۔ اور تیرے اس بہادر کو وہیں
پکڑ کر جھنجوڑ دیتا۔ مگر میں تو خود چاہتا تھا کہ کسی طرح تجھ تک پہنچ جاؤں اور تجھکو
سمجھا بجھا کر اِس بربادی بخش راستے سے ہٹاؤں۔ مگر افسوس کہ میری یہ سب
محنت رائیگاں ہی گئی۔ اور بات وہیں کی وہیں رہی۔ سچ ہے۔ کہ جب انسان
کی موت نزدیک آتی ہے۔ تو اس کی ہر ایک گیان اندری خود بخود معطل ہو جاتی
ہے۔ نہ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے اور نہ کانوں سے سن سکتا ہے۔ اور جو کچھ
دل میں آتا ہے زبان سے بکتا ہے۔ بس سن یہ تیری بھی وہی حالت ہونے
والی نہیں۔ بلکہ ہو رہی ہے۔ اور موت سرہانے کھڑی تیری جان کو رو رہی
ہے۔ صرف دیرینہ تعلقات کی وجہ سے میں آپ سے ہمدردی کر رہا ہوں
اور اتنی دیر سے ہمدردی کر رہا ہوں۔ ورنہ ہمیں کیا۔ بھاڑ میں پڑے تمہاری
لنکا اور چولھے میں پڑو تم۔

راون — نہیں شرارت سے باز آتا زبان اتنی چلا رہا ہے
میری عزت و آبرو کو تو خاک میں یوں ملا رہا ہے

ہنومان — عزت و حرمت تو آپ کھوئی قصور میرا بتا رہا ہے
عجب تماشہ ہے یہ بھی یارو زمانہ کیسا یہ آ رہا ہے

راون — ارے نالائق بتا تو مجھ کو تو خوف کس کا دکھا رہا ہے
میں وہ بلا ہوں کہ جسکے بھے سے کال خود خوف کھا رہا ہے

ہنومان — لوگ خود ہی یہ دیکھ لیں گے تو اتنا کیوں تلملا رہا ہے
کل جو کھاتا تھا خوف جس کا وہ آج اسکو بھی کھا رہا ہے

راون — ہوا میں جتنا نرم تو اُتنا زمیں پر سر اُٹھا رہا ہے
ارے بیہودے تو اُلٹا مجھ پر تسلّط اپنا جما رہا ہے

ہنومان — تیرے جیسے پتت جو اپنی عمر وشیوں میں گنوا رہا ہے
یہ ہے تعجب کہ وہ بھی مجھ کو بیہودہ کہہ کر بلا رہا ہے

راون — نہیں تو جبتک اُٹھائی خنجر ابھی تلک یہ چھپا رہا ہے
تو اپنے ہاتھوں سے اپنی خاطر عدم کا رستہ بنا رہا ہے

ہنومان — چند دن میں یہ ہوگا چرچا وہ دن بھی نزدیک آ رہا ہے
کہے گی دنیا یہ دیکھو لوگو جنازہ راون کا جا رہا ہے

راون۔ (تلوار اُٹھا کر) ارے نابکار شریر! راون کے سامنے ایسی بیہودہ تقریر؟ میں نے ہر چند خون جگر پیا۔ اور بہتیرا تیرے بزرگوں کا لحاظ کیا۔ مگر اب میری تلوار ہی تجھے خاموش کرائے گی۔ اور تجھ کو ہمیشہ کیلئے سُکھ کی نیند سلائے گی۔

بھبھیکھن۔ (راون کی تلوار پکڑ کر) بھائی صاحب ذرا تحمل کیجئے۔ یہ فعل آپ کی شان اور راج نیتی کے سراسر خلاف ہے۔ بھلا قاصد کا قتل کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ ایسا کرنے سے ہمیشہ کے لئے تمام سلطنتوں سے آپ کا قطع تعلق ہو جائے گا۔ اور آئندہ کوئی سفیر آپ کے دربار میں نہ آئے گا۔

راون۔ (جھنجھلا کر) ہٹ ہٹ میرا ہاتھ چھوڑ۔ یہ تمہارا خیال فاسد ہے۔ کون کہتا ہے کہ یہ قاصد ہے۔

بھبھیکھن۔ جب یہ اپنے مالک کا پیغام لے کر آیا ہے۔ تو اس کے قاصد ہونے میں کیا شک ہے۔

راون۔ مگر اس کو ایسی بیہودہ بکواس کرنے کا کیا حق ہے؟

بھبھیکھن۔ جو کچھ اس نے کہا۔ وہ اس کے مالک کی زبانی ہے۔

راون۔ مجھے حیرانی ہے۔ کہ تم نے یہ بلا فیس وکالت کی کیوں ٹھانی ہے؟

بھبھیکھن۔ یہ راج نیتی کا اصول ہے۔

راون۔ یہ بہانہ فضول ہے۔ بلکہ اِس حمایت کی کوئی وجہ معقول ہے۔
بھبیکھن۔ یہ آپ کی بھول ہے۔ میرا عرض کرنے کا صرف یہ مطلب ہے کہ قاصد کے قتل کا قصد کرنا راج نیتی اور دہرم شاستر سے سراسر خلاف ہے۔

(راون اور بھبیکھن کا دیرتک اس طرح اُلجھے رہنا۔ تمام اہالیان دربار اور ہنومان کے محافظ سپاہیوں کا اس طرف متوجہ ہونا ہنومان کا یہ موقعہ غنیمت سمجھ کر برہم پھانس اور زنجیروں کو آہستہ آہستہ کھول لینا۔ اور ایک چھلانگ مار کر سب سے آزاد ہو جانا)

ہنومان۔ (راون کے بالمقابل ہو کر) اگر تو مجھ کو قتل نہ کرے تو تیری زندگی پر بھی دھول ہے۔
راون۔ (للکار کر) پکڑ لو۔ پکڑ لو۔ خبردار جانے نہ دینا۔
ہنومان۔ کسی کی ہمت ہے۔ تو ذرا سامنے آئے۔
کئی راکشش۔ (لپک کر) ارے بھاگ کر کہاں جائے گا۔
ہنومان۔ (ایک سپاہی کی تلوار چھین کر) جو میرے سامنے آئے گا۔ وہ ہرگز زندہ جانے نہ پائے گا۔ اور خواہ مخواہ اپنی جان گنوائے گا۔

(ہنومان کا تمام راکششوں کو کاٹتے چھانٹتے اور تلوار گھماتے ہوئے صاف نکل جانا۔ اور راون کا منہ دیکھتے رہ جانا۔)

نوٹ:۔ لنکا کے جلائے جانے کی نسبت مختلف مولفان رامائن مختلف قسم کی تعبیریں کرتے ہیں مثلاً (۱) ہنومان کی دم کو بہت سی روئی لپیٹ کر اور آگ لگا کر چھوڑ دیا گیا جس سے اُسنے لنکا کو آگ لگا دی۔ (۲) ہنومان کو ایک مصنوعی دم لگا کر آگ لگا دی (۳) بہت سی روئی اکھٹی کی گئی تا کہ اُس میں آگ لگا کر ہنومان کو بیچ میں ڈالدیا جائے۔ اور جس طرح اس نے میرا دل جلایا ہے خود بھی اسی طرح آہستہ آہستہ جل کر مرے۔ مگر ہنومان نے راکششوں ہی کو پکڑ پکڑ کر اُسمیں ڈالنا شروع کر دیا۔ جو اُس روئی کے جلتے ہوئے ڈھیر سے نکل بھاگے۔ ان کے جلتے ہوئے کپڑوں سے دیگر مکانات کو

جاموونت و انگد کی بیقراری اور ہنومان کی انتظاری

انگد۔ جاموونت جی! میعاد مقررہ تو ختم ہونے والی ہے مگر ہنومان جی ابتک واپس نہ آئے۔

جاموونت۔ ہاں کنور جی! دن تو زیادہ ہی ہو گئے۔ پرمیشور انہیں خیریت سے لائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۳) بھی آگ لگ گئی (۴) ہنومان کو رات کے وقت لنکا کے مختلف بازاروں اور گلی کوچوں میں اس غرض سے پھرایا جا رہا تھا۔ تاکہ اس کو رسوا اور شرمندہ کیا جائے۔ مگر ہنومان اس کے پھندے سے نکل گیا۔ اور ایک مشعلچی اسکو پکڑنے کے لئے پیچھے سے دوڑا۔ چنانچہ ہنومان نے اسی کی مشعل چھین کر اس کو مارنا شروع کیا۔ جس سے ایک مکان یا دو مکان میں آگ کی چنگاریاں گر گئیں اور وہ جلنے لگا اور آگ بھڑکتے بھڑکتے تمام لنکا میں پھیل گئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

مگر ہم کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کہ لنکا اس طریق سے جلائی گئی تامل ہے سب سے زیادہ وزن دار شک جو اس کے متعلق پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہنومان جیسا عالم اور دھرماتما شخص ایک ایسے فعل کا مرتکب ہو۔ جس سے لاکھوں معصوم اور بے گناہ لوگ جلکر خاک سیاہ ہو جائیں۔ قصور تھا تو راون کا نہ کہ ان باشندگان لنکا کا جن میں سے اکثروں کو راون کی اس کرتوت کا علم بھی نہ ہو۔ اس پر طرفہ یہ کہ تمام لنکا جل کر راکھ ہو جائے اور بھبھیکن کے مکان کو کچھ اذیت نہ پہنچے۔ تمام لنکا میں ایک طوفان برپا ہو۔ کوئی گھر جلنے سے نہ بچے۔ استریوں کی آہ و پکار سے زمین و آسمان ہل جائیں۔ مگر پرہست منتری راون سے کہے۔ کہ میں تو اس وقت اپنے مکان میں آرام کر رہا تھا۔ مجھے اسکا مطلق علم نہیں۔ کیا یہ ایک تعجب خیز بات نہیں۔

اگر مندرجہ بالا تعبیرات کو ذرا نگاہ غور سے دیکھا جائے۔ تو وہ چنداں وزن دار نہیں اور خود انہی سے کئی قسم کے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ اول الذکر کا تو ذکر کرنا ہی فضول ہے کیونکہ اس

انگد۔ آخر ہم ان کا کب تک انتظار کرینگے۔

جاموَنت۔ تو جانے کو کہاں ٹھکانہ ہے۔ اگر وہ واپس نہ آئے تو ہم بھی یہیں مر رہینگے۔

انگد۔ ان کی واپسی کی امید تو دن بدن منقطع ہوتی جاتی ہے۔

جاموَنت۔ مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ابھی تو۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ایک آواز۔ ٹن ٹن ٹن ٹن۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۴) امر کے تسلیم کرنے میں فی زمانہ کسی کو بھی انکار نہیں کہ ہنومان جی ایک ودوان اور دھرماتما انسان تھے۔ نہ کہ بندر۔ اس لئے نہ کوئی ان کے دم تھی۔ اور نہ اسکو آگ لگائی گئی۔ ہنومان کو ایک مصنوعی دم لگا کر اور اس پر بہت سے کپڑے وغیرہ لپیٹ کر آگ جلائے اور پھر اس کو آزاد بھی کر دیا جائے۔ ایک ناقابل تسلیم بات ہے۔ کیونکہ ایک دشمن کے ہاتھ میں ایک ایسی ضرر رساں چیز دیکر کوئی بھی سمجھدار انسان اتنی آزادی تو درکنار۔ اتنی مہلت بھی نہیں دے سکتا کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے چل پھر سکے۔

کسی انسان کو جلانے کے لئے تیل کی ایک دو بوتل ہی کافی ہوسکتی ہیں جیسا کہ آجکل بھی آئے دن ایسے حادثات اکثر سننے اور دیکھنے میں آتے ہیں۔ کہ فلاں عورت نے مٹی کے تیل کی بوتل اپنے کپڑوں پر ڈالکر آگ لگالی۔ اور خودکشی کر لی کسی پر اچانک جلتا ہوا لیمپ گر گیا۔ اور تمام جسم جلکر ڈھیر ہوگیا بلکہ بعض اوقات محض بدن کے کپڑے میں ہی آگ لگ جانے سے کئی موتیں واقع ہوئیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ ہنومان کو جلانے کیلئے ہزاروں من روئی اور سینکڑوں من تیل کی کیا ضرورت تھی علاوہ ازیں یہ کام بھی کیسا وحشیانہ اور قابل نفرت ہے۔ مانا کہ راون حد سے زیادہ نفس پرست تھا مگر اسکا یہ عیب اس بات پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ وہ اس قسم کا سنگدل اور بیرحم تھا۔ ایک عیب کو سامنے رکھکر اسکے تمام اوصاف پر پانی پھیر دینا سخت بے انصافی ہے۔ اول تو یہ سزا ہی کیسی وحشیانہ ہے پھر یہ سلوک کیا بھی کسکے ساتھ جاتا ہے۔ ایک قاصد یا پیغامبر کیساتھ جس تمام بھر سلطنتوں میں اسکا خاک پٹ جائے۔ ہرگز ہرگز قابل تسلیم نہیں کسی شخص کو تشہیر کرنے کے لئے دن کا وقت موزوں ہوسکتا ہے۔ جبکہ تمام ..... اس کو

انگد۔ (چونک کر) یہ الارم کی آواز کدھر سے آئی؟

جاموَنت۔ (بغور آسمان کی طرف دیکھ کر) لو مبارک ہو۔ ہنومان جی آگئے۔

انگد۔ (اسی طرف کو دیکھ کر) آپ نے کیسے جانا کہ یہ ہنومان ہے؟

جاموَنت۔ غالباً یہ ہمارا ہی بیوان ہے۔

انگد۔ آپ کو اس کی کیا پہچان ہے؟

جاموَنت۔ اسکے آگے جو جھنڈا لگا ہوا ہے وہ خاص ہمارا ہی نشان ہے۔

انگد۔ بے شک اب تو مجھے بھی اطمینان ہے۔ (سیٹی بجا کر اور رومال زور سے ہلا کر)

ہو ہو ہو ہلا ہلا ہلا۔۔۔۔۔۔۔۔ ؟

ہنومان۔ (بیوان میں سے رومال ہلا کر) لو لو سیا پتی رامچندر کی جے۔ لچھمن جی کی جے۔

جاموَنت۔ (اچھل کر) شکر ہے۔ کہ ہنومان سیتا جی کی خبر لے آیا۔

انگد۔ آپ نے پہلے ہی یہ اندازہ کس طرح لگایا؟

جاموَنت۔ اگر وہ ناکامیاب آتا۔ تو اس قدر خوشی کے نعرے نہ لگاتا بلکہ چپکا سا آکر بیٹھ جاتا۔

ہنومان۔ (بیوان سے اتر کر اچھلتا کودتا ہوا) جے رگھوبیر کی جے سگریو کی۔

جاموَنت اور انگد۔ (ہنومان سے بغلگیر ہو کر) جے رگھوبیر کی۔ جے مہابیر کی سناؤ کچھ خوش خبری سناؤ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۵) اور وہ تمام دنیا کو دیکھ سکے۔ نہ کہ رات کا جبکہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو رہے ہوں۔ یا آرام کر رہے ہوں۔ رات کا اندھیرا کسی کے عیوب کو چھپانے میں مدد دیا کرتا ہے نہ کہ مشہور کرنے میں۔ اسی لئے عموماً چوری چھپے کے کام رات کے وقت ہی کئے جاتے ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ راون نے ہنومان کو رسوا کرنے کے لئے رات کا وقت کیوں پسند کیا۔ حالانکہ واقعات اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ ہنومان علی الصباح گرفتار ہوا۔ اور اسی وقت راون کے پیش کر دیا گیا۔ پھر نہ معلوم کہ وہ دن بھر کیا تانا تنتے رہے۔ بالفرض محال اگر یہ

ہنومان۔ آپ کے آشیرباد سے سیتا جی کی خبر لے آیا ہوں۔ مگر بھوک بہت لگ رہی ہے۔ کچھ ہے تو کھلاؤ۔

جاموَنت۔ (کچھ پھل وغیرہ دیکر) لیجئے خوب پیٹ کر کھاؤ۔

انگد۔ مگر ساتھ ساتھ کچھ باتیں بھی سناتے جاؤ۔

ہنومان۔ (ہنس کر) واہ واہ خوب کہی۔ بھلا منہ سے کھاؤں یا آپکو باتیں سناؤں۔

جاموَنت۔ نہیں۔ نہیں۔ آپ پہلے اچھی طرح پیٹ بھر لو۔ بلکہ کچھ آرام بھی کر لو۔

ہنومان۔ (پھل کھاکر) اب تو کسکندھا میں ہی جاکر آرام کرینگے۔ آپ میرے ساتھ بوان میں بیٹھ جائیے۔ رستے میں آپ کو خوب باتیں سناؤنگا۔

انگد۔ ہاں اب تو چلنا ہی چاہیئے۔ کیونکہ میعاد بھی قریب الاختتام ہے۔

ہنومان۔ تو اب ہمارا یہاں کیا کام ہے؟

جاموَنت۔ (مع انگد کے بوان میں بیٹھ کر) بھائی تمہاری مہربانی سے کسکندھا میں منہ دکھانے کے لائق رہ گئے۔ ورنہ ہمارا تو انہی جنگلوں میں ٹھکانا تھا اور کس نے کسکندھا میں جانا تھا۔

مبارک ہو مبارک آپ کا پھر لوٹ کر آنا
مبارک آپکو ہووے خبر سیتا کی لے آنا
مبارک آپ کی ہمت مبارک کام کر جانا
مبارک ہم سبھوں کا لوٹ کر کسکندھا میں جانا
مبارک ہو تجھے یہ قوم کی خدمت بجا لانا
تیرا جسونت سنگھ دائم رہے آباد لُدھیانہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۶) مان بھی لیا جاوے۔ کہ ہنومان شام کے وقت ہی گرفتار ہوا یا انکو آپس میں جھگڑتے جھگڑتے شام ہوگئی۔ تو راون کوئی خانہ بدوش تو تھا نہیں۔ کہ اسکے پاس ہنومان کو رات بھر قید رکھنے کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں تھی۔ بہرحال رات کا وقت تو کسی شخص کو تشہیر کرنیکے لئے کسی حالت میں بھی موزوں نہیں ہو سکتا۔ پھر ہنومان جیسے سن چلے انسان کیلئے جو سر دربار راون کیساتھ ایسی بیباکانہ گفتگو کرتا رہا۔ اس پر طرہ یہ کہ ہنومان اپنے محافظوں سے آزاد ہوکر بھاگتے ہیں۔ تو اس کو پکڑنے کے لئے پیچھے کون دوڑتا ہے؟ ایک مشعلچی کیسی مضحکہ خیز بات ہے

کسکندھا میں ہنومان کا انتظار

رامچندر جی

گانا

نہ آیا آج تک قاصد نہ آنے کی خبر آئی
نہ ہی کچھ منتظر نے آشتی سے امید دکھلائی

مہینے کے ختم ہونے میں کل کا روز باقی ہے
لئے جا تی دفعہ بھی تھی یہی تاریخ بتلائی

بڑی مشکل سے ہم گن گن کر یہ دن بیتے گذارے تھے
نہ دن کو چین آیا تھا نہ شب کو نیند ہی آئی

نہ تھی امید پہلے اور نہ اب امید ہے مجھکو
سمجھ ہے کہ ہا تھ سے ہمارے اب جنک جائی

نہ جانے کس جگہ پر وہ بھٹکتا پھر رہا ہوگا
انہیں بھی خواہ مخواہ میں نے یونہی تکلیف دلوائی

ابھی امروز فردا میں گذارا اسقدر عرصہ
مگر اب بھی میرے دل کی کلی کھلنے نہیں پائی

میرے جیسا کوئی دکھیا جہاں میں اور بھی ہوگا
ہوا رسوا زمانے میں بنا دنیا کا رسوائی

تمہاری مہربانی کے ہیں ہم سگریو جی ممنون
ہمارے واسطے جو آپ نے تکلیف فرمائی

میری دانست میں تو اب نہیں رانکا ہی بیفائدہ
چلو کیا سوچتے ہو اب یہاں سے لکشمن بھائی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۷) دراصل یہ ایک استعارہ ہے محض آگ سے جلنے کا نام جلنا یا تلوار و برچھی وغیرہ سے گھائل ہونیکا نام گھائل ہونا نہیں ہے بلکہ جلنا جدا نا گھائل ہونا یا گھائل کرنا کئی پرکار کا ہے کسی کی عزت و رتبہ کو دیکھ کر حسد سے جلنا۔ آتش ہجر میں جلنا۔ سوتیا ڈاہ سے جلنا کسی کی طعن آمیز گفتگو سنکر جلنا۔ نوک زبان سے گھائل کرنا۔ خدنگ نگاہ سے گھائل ہونا وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ امر واقعہ یہی ہے کہ ہنومان کی آزادانہ گفتگو سنکر راون جل بھن کر کباب ہوگیا۔ اور وہ سر دربار اس کی اس طرح توہین کرکے سب کی آنکھوں میں دھول ڈالکر صاف نکل گیا تو وہ اور بھی کوئلہ ہوگیا ؎

لکڑی جل کوئلہ ہوئی۔ کوئلہ جل ہوا راکھ
راون تو ایسا جلا کوئلہ رہا نہ راکھ

یہی لنکا کے جلائے جانے کی اصلیت تھی۔ ورنہ واستو میں لنکا جلائی نہیں گئی ✦

یہ تشنچ ہی سمجھ اب آگئی تیری قضا راون
نہ چھوڑونگا تجھے زندہ ارے او وشٹ انیائی

ناٹک

یہ مہینہ بھی ختم ہوا۔ مگر ہنومان ابھی تک عدم پتہ ہے۔ یہ سب اپنی ہی پراربد کا دوش ہے۔ اُس بچارے کی کیا خطا ہے۔ بلکہ یہ میری ہی غلطی ہے جو اس بچارے کو گھر سے نکالا۔ اور بیٹھے بٹھلائے اُس کی جان کو خطرے میں ڈالا پرمیشور نہ کرے اگر راون پر اس کا راز فاش ہو گیا۔ تو نہ صرف ہماری سب اُمیدوں کا ہی ناش ہو گیا۔ بلکہ اُس کی زندگی بھی خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ اُس بچارے کا تو وہاں کوئی بھی وارث والی نہیں، سگریو جی! جو کچھ آپ نے میرے لئے تکلیف اٹھائی اُس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ مگر اب یہاں ٹھیرنے سے معذور ہوں اس لئے آپ اپنا کام کیجئے۔ اور ہمیں خوشی سے اجازت دیجئے۔ کیونکہ جہاں اس روز کی انتظاری سے ہماری طبیعت ناساز ہو رہی ہے وہاں ہماری موجودگی نہ صرف آپ کے آرام و آسائش بلکہ انتظام سلطنت میں بھی خلل انداز ہو رہی ہے۔

سگریو (ہاتھ جوڑ کر) بھگوان! آخر ان کو ایک مہینہ تک واپس آنے کیلئے کہا ہے۔ مگر اس میعاد میں بھی ابھی کل کا روز باقی رہا ہے۔ اول تو سفر اسقدر دور دراز۔ دوسرے جو کام اُن کے سپرد کیا ہے وہ بڑا نازک اور قابل راز ہے ان سب باتوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اگر دو چار دن زیادہ بھی لگ جائیں تو اس کے یہ معنی تو نہیں۔ کہ وہ بالکل واپس ہی نہ آئیں۔ بہر حال کل کا روز تو اور انتظاری کرینگے۔ اگر وہ نہ آئے۔ تو پرسوں کو یہاں سے کوچ کی تیاری کرینگے نیز میری نسبت جو کچھ آپ نے فرمایا۔ یہ آپ کی زبردستی ہے میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب آپ کا ہی دیا ہوا ہے ورنہ اس ناچیز کی کیا ہستی ہے آپ کے احسان سے اِس جنم میں تو کیا۔ جنم جنمانتر میں بھی سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اور میں ایسا طوطا چشم یا احسان فراموش نہیں ہو سکتا جب تک

جان میں جان ہو۔ سگریو کا تن من آپکے چرنوں میں قربان ہوے

راج جائے بھاڑ میں اسکی مجھے کچھ چاہ نہیں ساتھ لایا تھا نہ اسکو جائیگا ہمراہ نہیں

جب تلک راون کو ملتا ڈنڈ خاطر خواہ نہیں ہاتھ آئے جانکی تو جان کی پرواہ نہیں

جب تلک اُس دشٹ کا کردوں نہ میں خانہ خراب

تب تلک یہ آپ کا سیوک رہیگا ہمرکاب

رامچندر۔ بہتر۔ کل کا روز اور انتظار کرلیا جائیگا۔ اگر وہ کل بھی نہ آئے۔ تو پرسوں کو یہاں سے ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

ایک چوبدار۔ مہاراج کی جے ہو۔ شریان ہنومان جی معہ راجکمار انگد و شری جاموونت جی کے تشریف لے آئے ہیں۔

سگریو۔ لیجئے مہاراج مُبارک ہو (چوبدار سے) تم ابھی جاؤ۔ اور اُن کو یہاں بُلا لاؤ۔

چوبدار۔ بہت اچھا مہاراج۔

(ہنومان کا مع انگد و جاموونت کے آنا۔ اور طرفین سے جے کاروں کے پُرجوش نعرے لگانا۔ اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہونا۔ تمام کیمپ میں خوشی کے شادیانے بجنا۔)

ہنومان۔ (رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) بھگون! نمستے۔

رامچندر۔ (ہنومان کو چھاتی سے لگاکر) مہابیر تم دھنیہ ہو کہو خیریت سے تو آئے۔

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑکر) جب آپ کا آشیرباد میرے ساتھ ہے۔ تو کب ممکن ہے کہ مجھے کچھ تکلیف ہونے پائے۔

سگریو۔ سناؤ۔ کچھ سیتاجی کی خبر لائے۔

جاموونت۔ مہاراج یہ کب ممکن ہے کہ ہنومان جائے اور ناکامیاب آئے۔

ہنومان۔ میں کس لائق تھا۔ ہمت اور دلیری آپ کی شکتی ہیں میں تو صرف سہایک تھا۔

جامونت۔ یہ آپ کا حسنِ لیاقت ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ ہم میں ایسا نازک کام کرنے کی کہاں طاقت ہے۔

رامچندرجی۔ خیر اِس کسرِ نفسی کو جانے دو۔ اب ذرا مطلب کی بات سنا دو۔

ہنومان۔ بھگون! میں مختلف مقامات پر تلاش کرتا ہوا لنکا میں پہنچا وہاں ہر جگہ دیکھا بھالا۔ آخر بہ مشکل تمام میں نے اُن کا سراغ نکالا۔ سیتاجی اشوک باٹکا میں قید ہیں۔ اور ہر طرح سے اپنی زندگی سے نا اُمید ہیں۔ کچھ اس ظالم کی زبردستیوں سے کچھ روزمرہ کی فاقہ مستیوں سے جو کچھ ان کی حالت ہو رہی ہے وہ مجھ پر تو ظاہر ہے مگر اس کا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ ایک معمولی سی ساڑی سے وہ بدن کو ڈھانپ رہی تھیں۔ اور مارے سردی کے تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ تمام جسم کا سوکھ کر یہ حال ہو گیا کہ مجھ کو ایکا ایکی انکی نسبت اپنا اطمینان کرنا بھی محال ہو گیا۔ ابھی اِس شش و پنج میں ہی تھا۔ کہ اتنے میں راون وہاں آیا۔ تو سیتاجی کو بہت کچھ دھمکایا۔ کچھ دیر تک تو وہ خاموش رہیں۔ آخر تنگ آکر اُنھوں نے اپنی زبان کھولی پھر جو کچھ منہ میں آیا سو بولی۔ جسے سُنکر اُس ظالم نے تلوار نکالی۔ مگر ایک عورت نے درمیان میں پڑ کر سیتاجی کی جان بچا لی۔ چنانچہ اس کا یہ ارمان بھی دل کا دل ہی میں رہ گیا۔ اور جاتا ہوا یہ کہہ گیا کہ دو مہینے تک اور صبر کرونگا اور جسطرح ہوگا اپنی طبیعت پر جبر کرونگا۔ اگر پھر بھی اسی طرح حجت ملائے گی تو میرے ہاتھ سے اپنی جان سے جائیگی۔ اُس کے چلے جانے کے بعد جس درخت پر میں چھپا ہوا بیٹھا تھا اتفاقاً وہ اُسی کے نیچے آئی۔ اور اپنے سر کی ساڑھی درمیان سے پھاڑ کر ایک رسّی بنا کر درخت کی ایک ٹہنی سے لٹکائی۔ میں حیران تھا کہ یہ کیا کرنے لگی ہیں۔ مگر سمجھ میں آیا کہ یہ تو خودکشی کر کے مرنے لگی ہیں۔ آخر جب رسّی کا پھندا اُنھوں نے اپنے گلے میں ڈالا۔ تو میں نے جھٹ وہاں سے کود کر ان کو سنبھالا۔ اور اُس پھانسی کو ان کے گلے سے نکالا۔ پہلے تو اُنھوں نے مجھ کو بھی راون سمجھ کر بہت کچھ سخت سُست کہا۔ لیکن جب میں نے آپ کی نشانی دکھائی تو انکا وہ شک جاتا رہا

میں نے خودکشی کرنے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ اگرچہ یہ مہاپاپ ہے۔ مگر میں نے اپنے نردوش دیور پر جو الزام لگایا تھا اس کا یہی پشچاتاپ ہے۔ آخر میں نے انہیں سمجھایا۔ اور لچھمن جی کی طرف سے بھی ہر طرح یقین دلایا۔ غرضیکہ اسی طرح دیر تک بات چیت ہوتی رہی مگر اس دوران میں وہ بے تحاشا روتی رہی۔ چلتی دفعہ میں نے ان سے کچھ نشانی دینے کے لئے پرارتھنا کی۔ تو انہوں نے (چوڑا پیش کرکے) یہ چوڑامن بطور نشانی دی۔

رامچندر جی۔ (چوڑامن دیکھ کر) بے شک یہ میری پران پیاری کی نشانی ہے مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ تمہاری صرف انہی سے بات چیت ہوئی۔ یا راون سے بھی ملاقات ہوئی۔

ہنومان۔ ہاں میں راون سے ملاقات بھی کر آیا ہوں۔ اور اسکے بہادروں کے دو ہاتھ بھی کر آیا ہوں۔ کیئوں کو پچھاڑا۔ کیئوں کو جان سے مارا۔ غرضیکہ ان کو اچھی طرح مزا چکھا آیا ہوں۔ اور اس کو بھی بھرے دربار نیچا دکھا آیا ہوں۔

رامچندر۔ بجائے اس کے اس کو اس طرح نیچا دکھاتے۔ بہتر تھا کہ اسے سمجھا بجھا کر راہ راست پر لاتے۔

ہنومان۔ مہاراج میں نے اپنا سارا زور لگایا۔ مگر اس مغرور نے میری باتوں کو مخول میں ہی اڑایا۔ یہانتک کہ میرے مارنے کے لئے تلوار بھی اٹھائی مگر اس کے بھائی بھبیکھن نے بیچ میں پڑکر میری جان بچائی۔ جب میں نے اس کو اپنے قتل کرنے پر ہی آمادہ پایا۔ پھر جو کچھ مجھ سے بن سکا بنایا اب ان باتوں کو جانے دیجئے۔ اور جتنی جلدی ہو سکے سیتا جی کی رہائی کا فکر کیجئے۔ کیونکہ انکی جان کو سخت عذاب ہو رہا ہے۔ اور جتنی دیر ہو رہی ہے اتنا ہی کام خراب ہو رہا ہے۔

رامچندر جی۔ پیارے ہنومان! آپ نے جو کچھ تکلیف میرے لئے اٹھائی

ہے۔ میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر سردست آپ کے اس احسان سے سبکدوش ہونے سے مجبور ہوں۔ بلکہ اس کا عوض تو میں تازندگی نہ دے سکوں گا۔ اور کسی حالت میں بھی۔ - - -

ہنومان۔ (قطع کلام ہوکر) بھگون! بس رہنے دیجئے۔ اور مجھے زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔ جو کچھ آپ میری نسبت فرما رہے ہیں۔ یہ آپ کی ذرہ نوازی اور مہربانی ہے۔ اور میں نے جو کچھ کیا۔ وہ میرا فرض انسانی ہے۔

رامچندرجی۔ (سگریو سے مخاطب ہوکر) سگریوجی! کہو اب کیا وچار ہے؟

سگریو۔ ہمیں اب کس بات کا انتظار ہے۔ اُدہر راون کا سر ہے اور اِدہر ہماری تلوار ہے۔

رامچندرجی۔ مگر نل[1] سے دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ پل کے لئے کیا کیا سامان درکار ہے۔

سگریو۔ پل کے لئے نہ صرف تمام مصالحہ ہی موجود ہے۔ بلکہ اس کا بہت سا حصہ تو بن کر بھی تیار ہے۔

رامچندرجی۔ مگر بقایا حصہ بھی جلد تیار کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ صرف پل کی تیاری پر ہی ہماری کوچ کا انحصار ہے۔

---

[1] نل اس زمانے کا ایک لائق اور شہرۂ آفاق کا کلاکار (انجنیئر) تھا جس نے بغیر کسی ستون کے محض پتھروں کو ہی آپس میں ملا کر اس قدر لمبا پل دنوں میں تیار کر دیا۔ جس کے کھنڈرات اسوقت تک سیت بندھ رامیشور کے نام سے موجود ہیں۔ جو کہ زبان حال سے اپنے صانع کی اس بےنظیر صنعت کا اظہار کر رہے ہیں جس کو دیکھکر زمانہ حال کے انجنیئروں کے دماغ چکرا رہے ہیں اور وہ اسکی نسبت یہ اندازہ لگانے میں بھی قاصر ہیں۔ کہ یہ پل کتنے عرصہ میں کتنے آدمیوں نے کتنا روپیہ خرچ کر کے بنایا ہوگا۔ اور اس کی بناوٹ کے متعلق تو شاید قیامت تک بھی ان کی سمجھ میں نہ آسکے۔ آہ بھارت ورش تیری کس کس صنعت کو یاد کر کے روئیں۔ اور تیرے کس کس کمال پر آنسو بہائیں اپنے ہمارے پاس

چوبیسواں نظارہ!

راون کا خلجان

راون۔ نہ معلوم وہ کونسی منحوس گھڑی تھی۔ جبکہ یہ بلائے ناگہانی میرے گلے پڑی تھی جسے میں آرام جان سمجھا۔ وہ میرے لئے آفت جان ہوئی جس کو امرت سمجھا۔ وہ وش کے سمان ہوئی۔ دھوکہ ہوا۔ فریب ہوا۔ چھل ہوا۔ مگر اب تو اِس آفت سے نکلنا سخت مشکل ہوا۔ سانپ کے منہ میں چھچھوندر کھائے تو کوڑھی اُگلے تو کلنکی۔ اب اُسے چھوڑوں تو ندامت رکھوں تو شامت۔ جب سے اِس نحس کو چرا کر لایا نہ نیند بھر کر سویا۔ نہ پیٹ بھر کر کھایا۔ یا تو اس کے فراق میں تڑپتا رہا۔ یا اسکی جلی کٹی باتیں اور کورے کرارے جواب سنتا رہا۔ اور اندر ہی اندر جلتا بھنتا رہا۔ رہے سہے کو ہنومان جلا گیا۔ اور میری عزت وحرمت کو بالکل خاک میں ملا گیا۔ جب اُس کے معمولی سے ایک قاصد کی دلیری کا یہ حال ہے تو اُسکی ذاتی طاقت کا اندازہ لگانا تو سخت محال ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۳) ایک "پدرم سلطان بود" کی کہانی رہ گئی ہے۔ اور اسی کو رٹ رہے ہیں۔ ورنہ فی زمانہ ہم سے بڑھ کر۔ وحشی۔ جاہل۔ نالائق۔ اور نامعقول دنیا بھر میں کوئی نہیں افسوس کہ بہشت کے رہنے والوں کو آج دوزخ میں سے بھی "نو ویکینسی" (گنجائش نہیں رہی) کی آواز آرہی ہے۔ ماتا! کیا وہ دن پھر بھی کبھی آئینگے؟ جبکہ وہی تیرے لال باکمال پھر ایکدفعہ تیری گود کو پوتر کرینگے اور بھارت ورش کے بتیس کروڑ حشرات الارض کا شمار بھی انسانوں میں ہوگا۔

پرہست۔ مہاراج کو آج کس بات کا خیال ہے۔ جو دشمنوں کی طبیعت پر اسقدر ملال ہے۔

راون۔ میرے وزیر با تدبیر! میری طبیعت جس وجہ سے مغموم ہے وہ آپکو اچھی طرح معلوم ہے۔ جب سے ہنومان سب کی آنکھوں میں دھول ڈال گیا اور کئی بہادروں کو قتل کرکے اپنے آپ کو صاف نکال گیا۔ تب سے میری طبیعت کو سخت کلیش ہو رہا ہے۔ اور اس وقت بھی یہی سوال دریپش ہو رہا ہے کہ جس کے ایک دوت کی اس قدر دلیری ہے۔ تو اس قسم کی سینا تو اُسکے یہاں اور بھی بہتیری ہے۔ افسوس اور شرم کا مقام ہے۔ کہ اس قدر مسلح آدمیوں میں سے ایک معمولی شخص اس طرح نکل جائے۔ اور کوئی زبان تک نہ ہلائے۔

پرہست۔ مہاراج! آپ نے خواہ مخواہ اپنی طبیعت پر اس قدر ملال کیا اور کیسا وزن دار سوال کیا۔ اگر ہنومان چوروں کی طرح آکر لنکا میں پھر گیا تو اُسنے کونسا کمال کیا؟ اس کی دلیری تو اُس وقت تھی۔ جب سامنے ہوکر مقابلہ کرتا۔ بہادروں کی طرح لڑتا۔ یہیں مارتا۔ یا آپ مرتا۔ مجھے تعجب ہے کہ اُسنے کونسی دلیری دکھائی۔ آخر بھاگ کر ہی جان بچائی۔ آپ اس کو دلیری سمجھتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک تو اُس کا یہ بزدلانہ فعل ہے۔ اجی مہاراج! لنکا کے بہادروں سے مقابلہ کرنا کوئی بچوں کا کھیل ہے؟

بجر دنت۔ منتری جی کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ اور انہوں نے ایک ایک بات بے مول کہی ہے۔ یہ آپ کا محض خیال ہے۔ بھلا اُس بچارے خانہ بدوش کی اس طرف منہ کرنے کی کیا مجال ہے۔ ان کے لئے تو ہمارا ایک ریلا ہی کافی ہے اور ہنومان جیسے دس بیسیوں کے لئے تو بندہ اکیلا ہی کافی ہے۔

میگھناد۔ پتا جی! جب تک میگھناد دنیا میں موجود ہے۔ آپ کا کسی قسم کا فکر کرنا بالکل بے سود ہے۔ میں وہی میگھناد ہوں۔ جس کا ہنومان ایک جھٹکا بھی نہ سہار سکا

اور میرے سامنے بالکل دم نہ مار سکا۔ اُسے تو میں بالکل معمولی انسان سمجھتا ہوں البتہ بھاگتے کے پیچھے بھاگنا اپنی کسرِ شان سمجھتا ہوں۔

راون۔ خیر جو کچھ ہو گذرا اس کا اب کیا ذکر کرنا ہے۔ اب تو آئندہ کی روک تھام کا فکر کرنا ہے۔ یوں تو مجھے کسی بات کا غم نہیں۔ کیونکہ میرے بہادر آج کسی پہلو میں بھی کسی سے کم نہیں۔ بلکہ بلا مبالغہ لنکا کے بہادروں سے مقابلہ کرنے کا روئے زمین پر کسی میں دم نہیں۔ بالفرض وہ اس طرف کا رخ کریں بھی تو یا وہ نہیں یا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

تمام درباری۔ (یک زبان ہوکر) ہم نہیں۔

بھبھیکھن۔ بھائی صاحب! آپ کے تمام مشیر آپ سے ڈرتے ہیں۔ اور اسی لیے خوشامدانہ باتیں کرتے ہیں۔ آگ اور دشمن کو حقیر سمجھنا عقلمندی سے بعید ہے۔ اس لیے میری آپ سے بار بار یہی تاکید ہے کہ جس طرح ہو سکے اس بلا کو اپنے سر سے ٹالیں۔ اور تمام خاندان کو اس آنے والی بربادی سے بچالیں۔ اس کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے۔ کہ سیتاجی کو رامچندر کے پاس پہنچا کر ان سے ہاتھ ملالیں۔ اور ان کو بجائے دشمن کے اپنا دوست بنالیں۔ ہنومان کو آپ نہ صرف آنکھوں سے ہی ملاحظہ فرما چکے ہیں بلکہ اُسکی طاقت کو بھی آزما چکے ہیں۔ جس کے ایک دوت کی یہ حالت ہے تو مقابلہ کرنے میں سراسر خجالت ہے۔ اور جو لوگ آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں ان کی سخت جہالت ہے۔

میگھناد۔ چچا صاحب! بس بہت ہو چکی۔ ذرا خاموش ہو جائیے۔ اگر آپ کو رامچندر کا زیادہ ہی خوف ہے۔ تو کہیں روپوش ہو جائیے۔ خاندان پر خواہ کتنی تباہی مچے۔ مگر ایسی جگہ چھپنا۔ جہاں آپ کی جان بچے۔ افسوس آپ جیسے بے غیرت اور بزدل نہ ہمارے خاندان میں پیدا ہوتے۔ نہ آج ہم اپنی قسمت کو روتے۔ بہن کی ناک کاٹی جائے۔ اور بھائی کو غیرت

نہ آئے۔ جاؤ بھاگو۔ جلدی کرو۔ اگر موت دیکھ جائے گی۔ تو پھر چھپنے کے لئے بھی جگہ نہ پائے گی۔

بھبھیکھن۔ نادان اور گستاخ لڑکے! تو اس قدر زبان چلا رہا ہے۔ اور زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا ہے۔ مانا کہ تو نشہ جوانی میں مخمور ہے۔ مگر عقل اور دانش ابھی تجھ سے کوسوں دور ہے۔ بالشت بھر کا لڑکا۔ اور ہاتھ بھر کی زبان۔ جو منہ سے نکل گیا۔ وہی پرمان۔ اس وقت اتنی شیخی جتا رہا ہے۔ اور اپنے آپ کو لاثانی بہادر بتا رہا ہے۔ کل تو کہاں مر گیا۔ جب اکیلا ہنومان ہزاروں کی کرکری کر گیا۔

میگھناد۔ جس بات کو میں کہنا نہ چاہتا تھا۔ آخر آپ کہلوا کر ہی رہے۔ چچا صاحب! اس میں بھی آپ کی سازش اور شرارت تھی۔ جو ہنومان اس طرح فرار ہو گیا۔ نہ آپ اسکی بیجا حمایت کرتے۔ نہ پتاجی اس پر نظر عنایت کرتے۔ جب سے ہنومان بھاگ گیا۔ آپ کا تو گویا نصیبا جاگ گیا۔ من کی مراد ملی۔ اور دل کی کلی کھلی میرا [illegible] ہے کہ ہمارے ساتھ آپ کی ہمدردی محض لوگ دکھاوہ ہے۔ ورنہ در پردہ تمہاری رامچندر کے ساتھ ملی جلتی ہے۔ اور تمہارے جیسے قومی اور خاندانی بد خواہ پر کسی قسم کا اعتبار کرنا سخت غلطی ہے۔ حیف ہے کہ جس نے تمہاری بہن کی آبروریزی کی تم اسکی حمایت کرو۔ اگر کچھ غیرت ہے تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔

بھبھیکھن۔ (راون سے مخاطب ہو کر) بھائی صاحب! دیکھتے ہو۔ یہ کل کا چھوکرا مجھے کس قدر سخت سست کہہ رہا ہے۔

راون۔ بیشک جو کچھ کہہ رہا ہے۔ بالکل درست کہہ رہا ہے۔

بھبھیکھن۔ افسوس کہ آپ ہی اس کی بیجا حمائت کر کے دیدہ و دانستہ میری توہین کروا رہے ہیں۔ اور اس کی پیٹھ ٹھونک کر مجھے سر دربار صلواتیں سنوا رہے ہیں۔

راون۔ (کڑک کر) ارے بے غیرت! اگر میں اسکی حمایت بھی کرتا ہوں تو دشمن کا طرفدار تو نہیں۔ اور تیری طرح ملکی یا قومی غدار تو نہیں۔ بلا شک تیری دشمن

کے ساتھ گہری سازباز ہے۔ اسی لئے ہماری ہر ایک بات تیرے نزدیک قابل اعتراض ہے۔ ہنومان کی وکالت کرنے کے لئے تو آگے آ گیا جب میں نے اس کو قتل کرنا چاہا۔ تو جھٹ بیچ میں پڑ گیا۔ اب میگھناد نے ان کے برخلاف جنگ کا مشورہ دیا۔ تو اس کے سر چڑھ گیا۔ ذرا کوئی ان کے برخلاف بولتا ہے تو تو جھٹ اس کی زبان ٹٹولتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ تو بلا وجہ کیوں میرے سے اس قدر برگشتہ ہے۔ جو میری بربادی پر کمر بستہ ہے۔

ببھیکھن۔ بھائی صاحب! یہ آپ کی بھول ہے۔ اور میری نسبت ایسا خیال کرنا بالکل فضول ہے۔ نہ میں قومی غدار ہوں۔ نہ راجپوتوں کا طرفدار ہوں۔ بلکہ آپ کا صدق دل سے وفادار جان نثار ہوں۔ اور آپ کے پسینے کے بدلے اپنا خون بہانے کو تیار ہوں۔ مگر آنے والی خرابی کو دیکھ کے ضرور اشکبار ہوں۔ جو آپ سہیڑ رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ایک سوتی بلا کو چھیڑ رہے ہیں۔ ایک عورت اور وہ بھی پرائی۔ اس کے لئے اتنی خونریز لڑائی!!

راون۔ مگر ان کے دل میں یہ کیا سمائی۔ جو انہوں نے بلاوجہ سروپ نکھا کی ناک اڑائی۔ ارے بے حیا! اب بھی شرم آئی۔

ببھیکھن۔ بے شک یہی ایک بات ہے۔ جس نے آپ کی طبیعت اس قدر بھڑکائی۔ مگر وہ خواہ مخواہ ان کے سر آئی۔ اور اپنے کئے کی سزا پائی۔

میگھناد۔ شرم! شرم!! شرم!!!

تمام درباری۔ غیرت! غیرت!! غیرت!!!

راون۔ ببھیکھن ذرا کان کھول کر سن کہ تیری نسبت چاروں طرف سے کس قدر ناراضگی کا اظہار ہے۔ اور ہر طرف سے تیرے لئے لعنت اور غیرت کی بوچھاڑ ہے۔ میرا ہر ایک بہادر مرنے مارنے کو تیار ہے۔ صرف ایک تیری طرف سے انکار ہے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ تو ان کا علانیہ طرفدار ہے

قومی غدار ہے۔ اعلیٰ درجے کا مکار ہے۔ لعنت ہے۔ پھٹکار ہے۔ اور تیری زندگی پر دھکار ہے۔

بھبیکھن۔ جیسے آپ خود فراموش ہیں۔ ویسے ہی آپ کے مشیر خوشامدی اور چاپلوس ہیں۔ اس وقت بیشک یہ آپ کی سُر میں سُر ملا رہے ہیں۔ مگر دراصل آپ کو غلط راستے پر چلا رہے ہیں۔ اور امرت کے دھوکے میں زہر پلا رہے ہیں۔ وقت پڑنے پر یہ نکھٹو بجر بٹو اور خوشامدی ٹٹو اپنے منہ سے کہیں گے کہ یہ راون کی سخت غلطی تھی۔ مگر ہم کیا کرتے ہماری کچھ پیش نہ چلتی تھی اس لئے محض ان خوشامدیوں کی باتوں پر نہ جایئے۔ بلکہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور فرمایئے۔

راون

گانا (بحر طویل)

ایسے بھائی کی مجھ کو ضرورت نہیں میرے آگے سے ہٹ جا اسے بے شرم
دور ہو جا نہ آنکھوں کے آ سامنے ورنہ کر دوں گا تیرا ابھی سر قلم
ایسے بھائی کی . . . .

پیدا ہوتے ہی مر جاتا گر بے حیا آج اتنا نہ ہوتا مجھے رنج و غم
تیرے جیسا ہوا بھائی جب سے مرا تو بلا شک پھوٹے میرے بھی کرم
ایسے بھائی کی . . . .

تو نے کی جب حمایت ہنومان کی تیری نسبت مجھے تو تبھی تھا بھرم
ارے در پردہ چھریاں چلاتا رہا تیری کرتوت کا اب ہوا ہے علم
ایسے بھائی کی . . . .

بہتری ہے تری بس اسی بات میں تو یہاں سے نکل جا ابھی ایک دم
چین آئے گی اب تو اسی دم مجھے تیرے نکلیں گے منحوس یہاں سے قدم

ایسے بھائی کی ۔۔ ۔۔ ۔۔

ارے بدکار مکار غدار تو نیوں دلاتا ہے غصہ مجھے دمبدم

کوئی غیرت کا مادہ ہے باقی اگر ڈوب مر بے شرم! ڈوب مر بے شرم

ایسے بھائی کی ۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

ارے پاجی مکار! بے غیرت غدار! تو اسی وقت یہاں سے کافور ہوجا او
میری آنکھوں کے سامنے سے دور ہوجا۔ تیری جان کی سلامتی اسی میں ہے
کہ تو فوراً میری حدود سے نکل جا۔ ارے بے حیا! اگر وہ تیرے ساتھ کچھ بھلائی
کرتا۔ تب ہی تو اس کی ہمدردی کا دم بھرتا۔ چہ جائیکہ وہ تجھ سے ہر طرح
برگشتہ ہو۔ اور تو الٹا اس کی حمایت پر کمربستہ ہو۔ تیری بہن کی عصمت پر
ہاتھ ڈالے۔ مگر تجھ کو شرم نہ آئے۔ کھر اور دوکھن کو مع فوج کے قتل کرے
مگر تیرا خون جوش نہ کھائے۔ ارے نربج! اس بے حیائی کی زندگی سے تو
بہتر تھا۔ کہ کچھ کھا کر سو جاتا۔ تاکہ تیرا خاتمہ تو ہو جاتا۔ اگر میں تیری باتوں پر
جاتا۔ تو ہرگز دریغ نہ کرتا۔ اور تجھ کو اسی وقت تہ تیغ کرتا۔ مگر میں تیرے جیسا
بے شرم نہیں۔ اور اپنے ماں جائے بھائی کو قتل کرنا۔ مگر میرا دھرم نہیں ما
کہ تو اعلےٰ درجے کا پاجی اور شیطان ہے۔ تیرے جیسے مرد سے کو مارنے
میں بھی میری کسر شان ہے (دھکے دیکر) بے غیرت! چلا جا۔ نکل جا۔ دور ہوجا۔
اب لنکا کے اندر ہرگز نہ آنا۔ اور تا زندگی مجھ کو اپنی شکل نہ دکھلانا۔
(کوتوال سے مخاطب ہوکر) اس پاجی کو میری آنکھوں کے سامنے سے دور
کردو۔ اور دو سپاہی اس کے ساتھ مامور کردو۔ جو اس کو میری حدود سے
نکال کر آئیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ وہ کسی قسم کی رعایت اس کے ساتھ نہ کرنے پائیں
ورنہ وہ سخت سزا پائیں گے۔ اور حکم عدولی کا اچھی طرح مزا پائیں گے۔

سپاہی۔ (دونوں طرف سے بھبیکھن کو پکڑ کر) چلیے چلیے ذرا جلدی یہاں سے نکلیے۔

بھبیکھن

گانا (بحر طویل)

تیرے برباد ہونے کے دن آگئے دوش اسمیں اے بھائی تمہارا نہیں
تیری بدھی میں راون خلل آگیا تونے اپنا بیگانہ بچارا نہیں

تیرے برباد ۔۔ ۔۔

آپ اپنی زبان سے کہو نہ کہو مجھے رہنا یہاں خود گوارا نہیں
تیرے جیسے متی مند کے راج میں اب بھبیکھن کا بالکل گذارا نہیں

تیرے برباد ۔۔ ۔۔

خیر خواہی کا مجھ کو ملا یہ صلہ یہاں رہنا بھی بھاتا ہمارا نہیں
ایک ایشور کا مجھ کو رہا آسرا اور دنیا میں کوئی سہارا نہیں

تیرے برباد ۔۔ ۔۔

تجھے بھائی کی بھائی نصیحت نہیں آج تجھ کو بھبیکھن پیارا نہیں
مارنے میں نہ چھوڑی ہے کوئی کسر سیں دھڑ سے اگرچہ اتارا نہیں

تیرے برباد ۔۔ ۔۔

تخت لنکا کا تختہ اُلٹنے کو ہے کیا کروں میرا چلتا اجارہ نہیں
میری بچلتی دفعہ کا نمسکار لو تیرے درشن کروں گا دوبارہ نہیں

تیرے برباد ۔۔ ۔۔

ناٹک

افسوس! میری خیر خواہی کا یہی صلہ ملنا تھا۔ اور میں نے اسی طرح سر دربار ذلیل ہوکر لنکا سے نکلنا تھا۔ اچھا بھائی! تمہارا کیا قصور ہے دراصل

الیشور کو اسی وقت منظور ہے۔ کہ ... میری انکا بالکل خاک سیاہ ہو جائے
اور جس سلطنت کی تمام دنیا میں دھاک تھی۔ وہ تمہارے ہاتھوں سے تباہ ہو جائے
اچھا اب میرا آخری نمسکار لیجیئے۔ نہ آپ کے کسی کام سے غرض ہے نہ
انکا سے ... سروکار رہتا ہے

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا
اپنی طرف سے بوجھ چمن کا اتار دیا

(بھبھیکھن کا اسی وقت دربار سے نکل جانا اور راون کا ...
... بانس ... اپنے محل میں جانا۔ اور اپنے خیالی پلاؤ پکانا)

راون اکیلا ... دل میں) آج سے میرا اور بھبھیکھن کا تعلق بالکل منقطع ہو گیا۔
اور وہ یہاں سے ہمیشہ کے لئے عدم پتہ ہو گیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے
وہ رامچندر کے پاس جائے گا۔ اور مجھے نقصان پہنچانے کیلئے ایڑی چوٹی
کا زور لگائے گا۔ اگرچہ بھبھیکھن ایک بالکل معمولی اور کمزور سا انسان ہے
مگر ایک گھر کے بھیدی کا دشمن سے جا ملنا میرے لئے باعثِ نقصان ہے
دراصل میں تھوڑی سی غلطی کھا گیا۔ اور جلدی ہی تیزی میں آ گیا۔
ورنہ اگر تھوڑی دیر کے لئے غصہ کو تھام لیتا۔ اور ذرا پالیسی سے کام لیتا
تو نہ بھبھیکھن میرے ہاتھ سے جاتا۔ نہ دشمن کو جا کر کسی قسم کا بھید بتلاتا۔ اُسے
یونہی دم دلاسا دیئے جاتا۔ اور جس طرح وہ کہتا۔ ہاں جی ہاں کیئے جاتا۔
ظاہر اس کا طرفدار رہتا۔ اور درپردہ اس کی سازشوں سے خبردار رہتا۔
اگرچہ وہ اعلیٰ درجہ کا مکار اور حد سے زیادہ چالاک ہے۔ مگر اسکی موجودگی
میرے لئے اس قدر نقصان دہ نہ تھی۔ جتنا اس کا چلا جانا خطرناک ہے۔
خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب کنبھکرن کے پاس جاؤں۔ اور اُس کو اپنا ہمدرد بناؤں
ایسا نہ ہو کہ وہ بھی مجھ سے رنجیدہ ہو جائے۔ اور معاملہ خواہ مخواہ
پیچیدہ ہو جائے۔

(۱۴) کنبھ کرن کا محل

منتری۔ مہاراج! آپ کو کچھ دربار کا حال بھی معلوم ہے۔ وہاں تو آج نیا ہی گل کھلا۔

کنبھ کرن۔ (تعجبانہ لہجہ میں) کیوں؟ کیا بات ہے؟ مجھے تو ابھی تک اس کی نسبت کچھ پتہ نہیں ملا۔

منتری۔ مہاراج نے ببھیکھن کو نہ صرف سر دربار بے عزت ہی کیا بلکہ اپنی حدود سے نکل جانے کے لئے مجبور کیا۔

کنبھ کرن۔ (حیران ہو کر) یہ کیوں؟ آخر اس نے ایسا کونسا قصور کیا۔

منتری۔ کچھ قصور بھی نہیں تھا۔ صرف انہوں نے اپنی آزادانہ رائے کا اظہار کیا تھا۔

کنبھ کرن۔ آخر وہ معاملہ کیا تھا۔ جس پر رائے کرنے کے لئے دربار کیا تھا۔

منتری۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا۔ کہ رامچندر بے شمار فوج لئے چڑھا آرہا ہے۔ اور دمبدم لنکا کی طرف بڑھا آرہا ہے۔ چنانچہ اس کی روک تھام کی تجویز سوچنے کے لئے دربار کیا۔ اور ہر ایک نے رامچندر کے برخلاف جنگ کرنے کے لئے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مگر ببھیکھن کے منہ سے یہ نکل گیا۔ کہ ایک عورت کے لئے اس قدر خون بہانا کہاں کی دانائی ہے بلکہ سیتا کو رامچندر کے پاس بھیجکر صلح کر لینے میں ہی آپ کی بھلائی ہے وغیرہ وغیرہ جونہی ببھیکھن نے یہ بات کہی۔ تو مہاراج کے غصہ کی کچھ انتہا نہ رہی۔ اسی وقت حکم دیا گیا۔ کہ فوراً میری حدود سے نکل جاؤ۔ اور مجھے تازندگی اپنی شکل نہ دکھاؤ۔

کنبھ کرن۔ (ماتھے پر ہاتھ رکھ کر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد) افسوس راون کی

بے اعتدالیاں لنکا کو تباہ کر کے چھوڑیں گی۔ اوّل [illegible] کے مزاج کا بہت برا حال ہے۔ اس پر اس کے مشیروں کی خوشامدانہ باتیں اور بھی نیم اور کریلے کی مثال ہے۔ کچھ عرصے سے تو اس کی ایسی عقل چلی ہوئی ہے کہ یہ ہی بھلی ہے میں اسی لئے نہ اس کے کسی کام میں دخل دیتا ہوں نہ راج کاج میں کبھی حصہ لیتا ہوں۔ اس کی مرضی سیاہ کرے یا سفید کرے۔ کسی کو آباد کرے یا ناپید کرے۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی۔ جو خواہ مخواہ وہاں جا کر اپنی بےعزتی کروائیں اور تین تین پیسے کے آدمیوں سے [illegible]

چوبدار۔ مہاراج! لنکا پتی جی تشریف لا رہے ہیں۔

(راون کا آنا اور کنبھ کرن کا اٹھ [illegible] لانا)

کنبھ کرن۔ آئیے بھرا تا جی! آج کیسے بھول کر تشریف لے آئے؟

راون۔ بھائی! میں آپ کو تکلیف دینے آیا ہوں۔ اور ایک اہم معاملے کی نسبت آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ کیونکہ اور تو میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ مگر آپ کو یہ معلوم ہی ہے۔ کہ بغیر تمہارے مشورے کے میں کوئی کام نہیں کرتا۔

کنبھ کرن۔ بالکل غلط سفید جھوٹ۔ خواہ مخواہ کا الزام۔ بھلا آپ کے کاموں میں میرے صلاح مشورے کا کیا کام؟

راون۔ (کسی قدر کھسیانہ ہو کر) بے شک آج تک جو کچھ میں نے کیا۔ اپنی مرضی سے کیا۔ اور کسی کام میں آپ کا مشورہ نہیں لیا۔ مگر اس وقت ایسی خطرناک صورت ہے۔ کہ جس کے لئے مجھ کو نہ صرف آپ کے مشورے بلکہ امداد کی سخت ضرورت ہے۔

کنبھ کرن۔ آخر ایسی کونسی مہم درپیش ہے۔ جس کے بتلانے میں آپکو اس قدر پس و پیش ہے۔

راون۔ بھائی! شاید آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ رامچندر بے شمار فوج لئے

...کی طرف بڑھا آرہا ہے۔ اور مجھ کو یہی فکر دن رات کھائے جا رہا ہے کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ ہمارے بہت سے باجگذار بھی ہم سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ اور عام انیہ بغاوت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ببھیکھن بھی یہاں سے نکل گیا۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ رامچندر کے ساتھ مل گیا۔ جب ہمارے گھر کا ہی یہ حال ہے۔ تو اس حالت میں رامچندر پر فتحیاب ہونا سخت محال ہے۔

کنبھ کرن۔ آپ اس وقت مجھ سے مشورہ لینے آئے ہیں۔ مگر اُس وقت تو نہ پوچھا۔ جب سیتا کو چرا کر لائے۔ اب روتے کیوں ہو۔ بھگتو اپنے کئے کی سزا اور دیکھو عشق بازی کا مزا۔ ابھی سے دل توڑنے لگے۔ اور ایسی جلدی گھٹنے ڈھیلے چھوڑنے لگے ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

راون۔ افسوس! مجھے یہ اُمید نہ تھی۔ کہ میرے بھائی ایسے دغاباز نکلیں گے میں تو ایک ببھیکھن کو ہی روتا تھا۔ مگر یہاں تو آوا ہی بگڑا پڑا ہے۔ اور جسے دیکھو وہی کانوں پر ہاتھ رکھے کھڑا ہے۔ خیر مجھے کچھ تو شکشا ہو گئی اور نہیں تو بھائیوں کی وفاداری کی پریکشا ہو گئی۔ اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ راون لڑائی سے ڈرتا ہے۔ اور اسی لئے میری بار بار خوشامد کرتا ہے۔ تو یہ تمہاری بھول ہے خوف اور خوشامد کا تو میں صرف نام ہی نہیں جانتا ہوں۔ ورنہ ان کا استعمال کرنا تو میں اپنے لئے موت سے بھی بدتر مانتا ہوں۔ بہت اچھا تکلیف معاف کیجئے۔ اور مجھ کو اجازت دیجئے۔ جس طرح ہوگا اُن سے نبٹ لونگا۔ مگر آئندہ آپ کو تکلیف نہ دوں گا۔

کنبھ کرن۔ (راون کا ہاتھ پکڑ کر) بھائی صاحب! آپ ناراض ہو کر نہ جائیے۔ ذرا غصے کو ضبط فرمائیے۔ آپ نے میری باتوں کا اُلٹا نتیجہ نکالا۔ اور میرے مدعا

و مطلب کو بالکل ہی پلٹ ڈالا۔ مہاراج میں نے یہ بات کب کہی کہ آپ میں لڑائی کی طاقت نہیں رہی۔ یا میں آپ کا سہایک نہیں۔ بلکہ میرا تو یہ مطلب ہے کہ یہ فعل آپ کی شان کے لائق نہیں۔ مگر خیر اب جو بُرا ہو یا بھلا۔ ہماری جانے بلا۔ آخر ایک دن مرنا ہے۔ پھر لڑائی سے کیا ڈرنا ہے۔ کمبھ کرن دل و جان سے آپکے ساتھ ہے مگر فتح و شکست پرمیشور کے ہاتھ ہے۔

راون۔ (کمبھ کرن سے بغلگیر ہوکر میرے پیارے بھائی! میں آپ کا از حد مشکور ہوں۔ کہ اس مصیبت کے وقت آپنے میری ڈھیر بندھائی۔ اب میں جاتا ہوں اور کسی جاسوس کو بھیجکر اُن کی جمعیت وغیرہ کا مفصل پتہ منگواتا ہوں۔

(۳) رامچندر جی کا فوجی کیمپ

سگریو۔ مہاراج ایک تعجب کی بات سنئے۔ کہ راون کا بھائی بھبھیکھن آپ سے پناہ مانگتا ہے۔

رامچندر۔ (تعجبانہ لہجہ میں) ہیں! راون کا بھائی بھبھیکھن؟

سگریو۔ ہاں بھگون!

رامچندر۔ مگر اس سے ایسا کونسا قصور ہوا جسکی وجہ سے وہ لنکا چھوڑنے پر مجبور ہوا۔

سگریو۔ سنا ہے کہ بھبھیکھن راون کے اس فعل کو قابلِ اعتراض بتاتا تھا اور اس کو لڑائی سے باز رکھنا چاہتا تھا جس پر دونوں کا آپس میں کچھ تکرار ہوگیا اور راون کے غصّے کا پارہ پورے ایک سو چالیس ہوگیا۔ چنانچہ اس کو حکم دیا کہ اسی وقت حدود لنکا سے نکل جائے۔ اور تا زندگی مجھکو اپنی شکل نہ دکھلائے۔

رامچندر۔ تو آپ کا اس کے متعلق کیا وچار ہے۔ کیا بھبھیکھن دراصل قابلِ اعتبار ہے؟

سگریو۔ یہ معاملہ ایسا نہیں۔ کہ جس کا تصفیہ صرف میری رائے پر ہی کیا جائے بلکہ بہتر ہے۔ کہ اسکے متعلق ہر ایک سے مشورہ لیا جائے۔

جاموونت۔ چونکہ وہ ہمارے دشمن کا نہایت ہی قریبی رشتہ دار ہے۔ اسلئے ایسے شخص کی ہر ایک بات میری رائے میں تو ناقابل اعتبار ہے۔ علاوہ اسکے ہمارے پاس اس بات کا بھی کیا ثبوت ہے۔ کہ وہ راون کا مخالف ہے۔ یا اس کا ہی دوت ہے۔

انگد۔ جاموونت جی کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ اور میری رائے بھی یہی ہے کہ بھبیکھن نیک نیتی سے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اس نے یہ محض ایک پاکھنڈ بنایا ہے اس معاملہ پر ذرا اچھی طرح وچار کرنا چاہیئے۔ اور ذرا سوچ سمجھ کر اس پر اعتبار کرنا چاہیئے۔

رامچندر۔ میرے خیال میں ہنومان جی کی رائے زیادہ وزن دار ہے۔ ہم سب کی رائے کسی تجربہ کی بنا پر نہیں۔ بلکہ اپنے دلی خیال کا اظہار ہے (ہنومان سے مخاطب ہوکر) ہاں ہنومان جی! کہیئے آپ کا اس کے متعلق کیا وچار ہے۔ کیا بھبیکھن دراصل ناقابل اعتبار ہے؟

ہنومان۔ اور تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر ہاں اتنا کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اگر بھبیکھن اس وقت میری جان نہ بچاتا تو میں شاید ہی زندہ لوٹ کر آتا۔

رامچندر۔ (سگریو سے مخاطب ہوکر) اگرچہ میرا آپ کی رائے سے اختلاف ہے مگر میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ بھبیکھن کی نیت بالکل صاف ہو۔ بالفرض محال اگر اس کا کچھ اور ارادہ ہے۔ تو زندہ بچکر کہاں جا سکتا ہے۔ ہاں اگر اس کا دل صاف ہوا۔ تو ہمیں بہت کچھ فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ اگر ان سب باتوں کو بھی نظر انداز کیا جائے۔ تو کم از کم اس کے اس احسان کا ہی لحاظ کیا جائے جسکی زندہ نظیر ہنومان جی آپ کے سامنے موجود ہیں۔ مگر آپ کے خیالات فراخ نہیں۔ بلکہ محدود ہیں۔ علاوہ ازیں جو انسان ہماری شرن میں آئے۔ تو ہمیں

تو اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ وہ مایوس ہو کر جائے۔ غرضیکہ ہر ایک پہلو سے وہ ہمارے لبشواس کا ادھیکاری ہے۔ اور آپ کو اسکی نسبت خواہ مخواہ بے اعتباری ہے۔

سگریو۔ یہ تو سب کچھ سچ ہے۔ مگر آپ اس بات کو اچھی طرح وچار لیں کہ وہ اس راون کا بھائی ہے جس کی مکاری کی تمام دنیا میں دوہائی ہے۔

رامچندر۔ بے شک میں مانتا ہوں۔ یہ وہ راون کا بھائی اور راون اس کا بھائی۔ مگر مہربان! نیکی اور بدی کسی خاص قوم کے حصے میں نہیں آئی۔ پانچوں یکساں نہیں ہوتیں۔ کوئی بڑی ہے کوئی چھوٹی ہے۔ کوئی پتلی ہے۔ کوئی موٹی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اگر خاندان کے اندر ایک آدمی ادھرمی ہے۔ تو وہ کل کا کل ہی کوکرمی ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اسکی نظیر یہیں موجود ہے۔ یعنے ایک تو خاص آپ کا ہی وجود ہے۔ برا نہ ماننا۔ بالی بھی تو آپ کا بھائی تھا پھر وہ کیوں اس قدر ظالم اور انیائی تھا۔ مگر آپ میں کیوں وہ اوصاف نہیں کیا دو حقیقی بھائیوں میں زمین آسمان کا اختلاف نہیں ہے پس ایک شخص کی نالائقی سے تمام خاندان کو مجرم نہیں گرداننا چاہیئے۔ اور سب کو ایک جیسا نہیں ماننا چاہیئے۔

سگریو۔ بہت اچھا۔ اگر آپ کے نزدیک وہ قابل اعتبار ہے تو ہمیں کیا انکار ہے۔

رامچندر۔ تو آپ جائیے اور ان کو عزت کے ساتھ یہاں لے آئیے۔

(سگریو کا جانا اور تھوڑی دیر کے بعد مع بھبیکھن کے واپس آنا)

بھبیکھن۔ (رامچندر جی سے ہاتھ جوڑ کر) بھگون! اس مسافر نوازی کیلئے آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔

رامچندر۔ (بھبیکھن کا ہاتھ پکڑ کر) پیارے بھبیکھن! آپ مجھے شرمندہ نہ کیجئے بلکہ میں آپ کا یتھا یوگیہ ستکار کرنے سے معذور ہوں۔

بھبیکھن۔ مہاراج! جیسا آپ کو سنا تھا۔ اس سے کئی گنا بڑھ کر پایا۔

جس نے اپنے دشمن کے ایک حقیقی بھائی کو نہایت فراخ دلی سے گلے لگایا میں پرتگیا کرتا ہوں۔ کہ آپ کا یہ احسان تا زندگی نہ بھلاؤں گا۔ اور مرتا مرتا بھی اسکا بدلہ دے جاؤں گا۔

رامچندر۔ پیارے متر! یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ بلکہ جو کسی ستم رسیدہ کے ساتھ ہمدردی نہیں کرتا۔ وہ انسان نہیں ہے۔ مانا کہ راون ہمارا حریف ہے مگر آپ کی اخلاقی جرات واقعی قابل تعریف ہے۔ جس نے دہرم کے مقابلہ میں اپنے حقیقی بھائی کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے اُسے فوراً چھوڑ دیا اور ایسے نازک رشتے کو ایک دم توڑ دیا۔

بھبیکھن۔ مہاراج! میں نے تو اُس مغرور کو ہرچند سمجھایا۔ مگر اُس نے میری باتوں کو مخول میں ہی اڑا دیا۔ اُلٹا مجھ کو کائر اور بزدل بتلایا۔ آخر جب اُسے اپنی بربادی پر ہی آمادہ پایا۔ تو مجبوراً اُس کا ساتھ چھوڑ کر آپ کی شرن میں چلا آیا۔ کیونکہ مجھ کو کامل یقین ہو گیا کہ اس کا آتما بالکل ملین ہو گیا جب تک اُس کو قرار واقعی سزا نہ ملے گی۔ اُس کی یہ ہوا دماغ سے ہرگز نہ نکلے گی میری طرف سے راون اور میں راون کی طرف سے مرچکا۔ اب تو یہ شریر آپ کے ارپن ہو چکا۔

رامچندر۔ اگر راون آپ کو اور آپ راون کو قطعی جواب دے چکے۔ تو ہم آپ کو آج سے ہی لنکا پتی کا خطاب دے چکے۔ یہاں آپ کا ہر طرح سے ستکار کیا جائے گا۔ نیز میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ لنکا فتح ہونے پر یہ راج آپ کو ہی دیا جائے گا (سگریو سے مخاطب ہوکر) سگریو جی! آپ ان کے آرام و آسایش و جائے رہایش کا اچھی طرح انتظام کیجئے۔ اور اب آپ بھی آرام کیجئے۔

(دونوں کا وہاں سے رخصت ہو جانا)

لچھمن۔ (رامچندر جی سے مخاطب ہوکر) راون اپنی موت کو آستین میں ہی پال رہا ہے جو اپنے بازوؤں کو اس طرح کاٹ کر ڈال رہا ہے۔

رامچندر۔ ہاں بھائی! جب کسی شخص کے ناش ہونیکے دن آتے ہیں تو اسکے

خیالات اُلٹے ہی ہو جاتے ہیں۔ چونکہ راون اعلےٰ درجہ کا وشئی ہے۔ اِس لئے اُس کی عقل تو خاص طور پر ماری گئی ہے۔

لچھمن۔ چاہے راون کتنا ہی بدچلن اور عیبی ہے۔ مگر بھبیکھن کا آنا اس وقت ہمارے لئے ایک قسم کی امداد غیبی ہے۔

رامچندر۔ ہم نے بھی تو اُسے اسی لئے پناہ دیدی ہے۔ کیونکہ وہ راون کے گھر کا پورا بھیدی ہے۔ اِس لئے یہ ہمیں بہت کچھ کام دے سکتا ہے۔ جو کام ہم سب مل کر مہینوں میں کریں بھبیکھن اکیلا دنوں میں انجام دے سکتا ہے۔

لچھمن۔ اس میں کیا شک ہے کیونکہ وہ ۔ ۔ ۔ ۔"

بھبیکھن۔ (دونوں قیدیوں کو پیش کر کے) یہ دونوں شخص راون کے جاسوس ہیں جو بھید لینے کی غرض سے ہمارے کیمپ میں چکر لگا رہے تھے۔ اور ہمارے آدمیوں کو بہکا رہے تھے

رامچندر۔ (قیدیوں سے مخاطب ہو کر) تمھارا کیا نام ہے۔ اور یہاں آنے کا کیا پریوجن ہے۔ اگر سچ سچ نہ بتاؤ گے تو سخت سزا پاؤ گے۔

ایک قیدی۔ (ہاتھ جوڑ کر) مہاراج! میرا نام شک اور (اپنے ہمراہی کی طرف اشارہ کر کے) اس کا نام سارن ہے۔

رامچندر۔ مگر تمہارا یہاں آنے کا کیا کارن ہے؟

شک۔ حضور! ہم تو یونہی تفریحاً گھوم رہے تھے۔ کہ (بھبیکھن کی طرف اشارہ کر کے) یہ ہم کو گرفتار کرلائے۔

رامچندر جی۔ تو تمہارا یہ منشاء ہے۔ کہ تمہیں اسی وقت جلاد کے سپرد کر دیا جائے۔

دونوں قیدی۔ (گڑگڑا کر) حضور! ہم بالکل بے قصور ہیں۔

رامچندر جی۔ تو جب تک سچ نہ بتاؤ گے۔ ہم تم کو معاف کرنے سے مجبور ہیں۔

شک۔ حضور! ہم سچ سچ عرض کر دیں گے۔ بشرطیکہ ہم کو وعدہ معافی دیدیا جائے

رامچندر۔ اگر تم سچ سچ بیان کروگے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ تمہیں کچھ تکلیف ہونے پائے۔

شک۔ حضور! ہم مہاراج۔ راون کے حکم سے آپ کی فوج کا بھید لینے آئے تھے۔ مگر ابھی یہاں پہنچنے ہی پائے تھے۔ کہ گرفتار ہوگئے۔ اور خود ہی موت کا شکار ہوگئے۔ اب ہماری زندگی اور موت کے حضور ہی مالک و مختار ہیں اور ہم ہاتھ جوڑکر معافی کے خواستگار ہیں۔ کیونکہ ہم علاوہ بے قصور ہونے کے بالکل غریب اور بال بچہ دار ہیں (پیٹ پر ہاتھ مارکر) یہ بے ایمان دوزخ سارے کو تنگ کر رہا ہے اور طرح طرح کے دُکھ بھر رہا ہے۔

رامچندر جی۔ یہ تو تم نے سب کچھ سچ کہا۔ مگر جس کام کیلئے تم یہاں آئے تھے وہ تو درمیان میں ہی رہا۔ یعنی تم کو کچھ معلوم ہے۔ کہ ہمارے پاس فوج و لشکر کا کس قدر ہجوم ہے۔

شک۔ نہ ہم نے یہ دریافت کیا۔ اور نہ کرنے کی ضرورت ہے بلکہ ان بکھیڑوں سے الگ رہنے میں ہی ہمارے لئے بہتری کی صورت ہے۔

رامچندر۔ آخر تم کیا چاہتے ہو۔ کچھ اپنا دلی منشا بھی بتلاتے ہو۔

شک۔ بس یہی کہ اگر ہمیں رہائی مل گئی۔ تو سمجھو کہ ساری خدائی مل گئی۔

رامچندر جی۔ مگر راون یہاں کا حال پوچھے گا۔ تو کیا بتاؤگے اور اس سے کس طرح اپنا پیچھا چھڑاؤگے؟

شک۔ جب وہ وقت آئے گا۔ اُس وقت دیکھا جائے گا۔ آپ یہاں سے جانے دیجئے۔

رامچندر جی۔ (تمسخر سے) اگر ہم تمہارے لئے موت کا حکم نہ دیں۔ بلکہ تا اختتام جنگ تم کو یہیں پر قید رکھیں؟

شک۔ مگر ہمارے بال بچے کس کے بھروسے پر زندگی کی اُمید رکھیں؟

رامچندر جی۔ اگر ہم تم کو رہائی دیں گے؟

سُک۔ تو ہم راون کے دربار میں حضور کے نام کی دہائی دینگے۔

رامچندر۔ اچھا جاؤ۔ ہم تم کو آزاد کرتے ہیں۔

دونوں قیدی۔ (قدمبوس ہوکر) ہم حضور کا صدق دل سے دھنباد کرتے ہیں (چلتے ہیں)

رامچندر۔ مگر ذرا ٹھیرو۔

دونوں۔ (سہم کر دل ہی دل میں) باپ رے! یہ دوبارہ طلبی کیوں ہوئی۔ (ہاتھ جوڑکر) حضور! حکم؟

رامچندر۔ اگر تم چاہو تو تم کو اپنے لشکر کا سرسری معائنہ کروا دیں۔

دونوں۔ (کانوں پر ہاتھ رکھکر) بس حضور! ہم باز آئے۔ ہاں اگر آپ نے ہمکو مروانا ہی ہے۔ تو بے شک مروا دیں۔

رامچندر۔ اچھا جاؤ۔ اگر تمہاری اچھا نہیں تو نہ سہی۔

دونوں۔ (چلتے ہوئے) حضور! جب آپ نے دوبارہ طلب کیا۔ تو یقین جانئے کہ جان میں جان نہیں رہی۔ (چلے گئے)

رامچندر۔ سگریو جی۔ دیکھ لی۔ لنکا کے بہادروں کی کرتوت؟

سگریو۔ ہاں مہاراج! جیسا راون اُچکا۔ ویسے بزدل اس کے دوت۔

رامچندر۔ اب کیا وچار ہے؟

سگریو۔ ہماری فوج بالکل تیار ہے۔ صرف آپکے حکم کا انتظار ہے۔

رامچندر۔ میری رائے میں فوج کشی کرنے سے پہلے اسکو ایک موقعہ اور دیا جائے اور کسی ہوشیار ایلچی کو لنکا میں بھیجکر اصول راج نیتی کو پورا کیا جائے۔

سگریو۔ بے شک یہ راج نیتی کا اصول تو ضرور ہے مگر راون اعلیٰ درجہ کا مغرور ہے۔

رامچندر۔ کچھ بھی ہو۔ ہمیں اُس کی باتوں پر نہ جانا چاہیئے۔ بلکہ اپنے فرض کو نبھانا چاہیئے۔

سگریو۔ اگر آپ کا ایسا ہی وچار ہے۔ تو بھی کیا انکار ہے جس کو آپ حکم دیں وہی اس خدمت کے لئے تیار ہے۔

رامچندر۔ میرے خیال میں [illegible] انگد کی لیاقت کی بابت [illegible] جس طرح آپ کی سمجھ میں آئے۔

انگد۔ (ہاتھ جوڑ کر) یہ میری عزت افزائی ہے۔ جو آپ نے یہ خدمت میرے ذمہ لگائی ہے۔

رامچندر۔ بہت اچھا تو کل ہی رخصت ہو جانا۔ اور بڑی ہوشیاری و عقلمندی سے راون کو اس خونریز جنگ کے نقصانات جتانا۔ اگر نہ مانیگا تو امر مجبوری ہے۔ تاہم ہمکو اپنا فرض ادا کرنا ضروری ہے۔

انگد۔ آپ کا حکم سویکار ہے۔ اپنی طرف سے ہر طرح سے کوشش کرونگا ماننا نہ ماننا اس کے اختیار ہے۔

پچیسواں نظارہ ۲۵

(۱) لنکا کا جنگی دربار

راون۔ اے میرے شور بیر سردار و! تخت لنکا کے قدیمی جاں نثار و! آج قسمت سے ہی وہ دن آگیا ہے۔ جس کا بہادر لوگ بڑی بے صبری سے انتظار کیا کرتے ہیں۔ ہاں آج دشمن کو بتا دو۔ کہ بہادر اس طرح اپنی جانیں نثار کیا کرتے ہیں۔ آج ثابت کر دو۔ کہ تم تخت لنکا کے پورے وفادار ہو۔ میدان جنگ میں دشمن کا سر ہو۔ یا تمہاری ۔ ۔ ۔ ۔"

تمام حاضرین۔ (ایک زبان ہوکر) تلوار ہو۔

راون۔ شاباش۔ شاباش۔ میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے جس کا ایک ایک بہادر یکتائے زمانہ ہے۔ اگر ایک تیر اندازی میں طاق ہے۔ تو دوسرا کشتی اور شاہ سواری میں شہرۂ آفاق ہے۔ بھلا ان بن باسیوں کی ہم سے مقابلہ کرنے کی تاب ہے؟ ایک طرف معمولی چڑیاں اور دوسری طرف ۔ ۔ ۔"

تمام حاضرین۔ عقاب ہے۔

راون۔ بیشک بیشک۔ تم عقاب ہو۔ اور فن سپاہ گری میں بے نظیر اور لاجواب ہو۔ جب پرمیشور کی مہربانی ہمارے شامل ہے۔ تو مجھے یقین کامل ہے کہ تمہاری فتح پے در پے ہوگی۔ اور اس لڑائی میں ۔ ۔ ۔"

تمام حاضرین۔ لنکا پتی! مہاراج کی جے ہوگی۔

مالوان۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ مہاراجہ کی خونریزی لنکا کیلئے باعث زوال ہے۔ میں مانتا ہوں کہ راجاؤں کے عموماً جنگ ہوتے رہتے ہیں

اور ایک دوسرے سے تیر و تفنگ ہوتے رہتے ہیں۔ مگر وہ ملک گیری کیلئے لڑتے ہیں۔ نہ کہ آپ کی طرح ایک عورت کے لئے اِس قدر خون خرابی کرتے ہیں اِس لئے میرا کہنا منظور کرو۔ اور اِس جنگ و فساد کو دور کرو۔

راون۔ (جھنجھلا کر) نہ معلوم تمہاری عقل پر کیا پتھر پڑ رہے ہیں اور آپ بھی بھبیکھن کی طرح ہوا کے گھوڑے پر چڑھ رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی بولی بول رہا ہے۔ جسے دیکھو وہی نصیحت کے دفتر کھول رہا ہے۔ گویا یا تو دشمن سے ڈرتا ہے۔ یا میرا دل ٹٹول رہا ہے۔ سن لو اور اچھی طرح کان کھول کر سن لو۔ کہ میں کسی طرح اور کسی حالت میں بھی اس جنگ سے باز نہیں رہ سکتا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جس کو موت کا خوف ہو وہ بڑی خوشی سے اسی وقت چلا جائے۔ اور اس کو بلانے یا منانے کیلئے میری بلا جائے۔ جب تک جسم میں جان اور ہاتھ میں تلوار ہے کسی سے ڈر کر یا دب کر رہنا میرے لئے سخت عار ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ آوارہ گرد گروہ کی اس قدر بھبے؟ کہ جس کے پاس ایک وقت کی روٹی کا سامان بھی نہیں ہے۔ مہربانی کر کے اپنی اس گیان گوودڑی کو بند کیجئے۔ اور ایک کنارے بیٹھ کر اپنا آنند لیجئے۔

دربان۔ مہاراج! کسکندھا کا ایک ایلچی جو اپنا نام انگد بتلاتا ہے حاضر حضور ہونا چاہتا ہے۔

راون۔ (ایک فوجی افسر سے مخاطب ہو کر) تم جاؤ۔ اور اُسے بعزت یہاں لاؤ۔

{فوجی افسر کا چلے جانا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ایک بانکے جوان کو ہمراہ لیکر واپس آنا۔}

راون۔ (نو وارد جوان سے مخاطب ہو کر) کسکندھا راج کی طرف سے تم ہی آئے ہو۔ کہو کیا پیغام لائے ہو؟ اگر کچھ ہرج نہ ہو۔ تو اپنا نام بھی بتا دیجئے۔ اور جائے قیام کا بھی پتہ دیجئے؟

نووارد۔ میں باز راج سو گریوا شی مہاراجہ بالی کا پتر ہوں۔ انگد میرا نام ہے اور مہاراجہ رامچندر جی کی طرف سے آپ کے نام ایک ضروری پیغام ہے۔

راون۔ آہا! آپ میرے دوست بالی کے فرزند ارجمند ہیں۔ کہئے آپ کے مزاج تو انند ہیں۔

انگد۔ آپ کی مہربانی ہے۔

راون۔ میں نے بڑی دیر کے بعد آپ کی اب شکل پہچانی ہے۔ مگر مجھے اس بات کی حیرانی ہے کہ آپ نے یہ ذلیل کام کرنے کی کیا ٹھانی ہے۔

انگد۔ آپ مجھے کچھ ہی کہیں۔ میں رذیل یا ذلیل کے کہنے کا برا کب مانتا ہوں بلکہ آپ کی ان سب باتوں کو برداشت کرتا ہوا بھی آپ کو سمجھانا اپنا فرض جانتا ہوں۔ کیونکہ آپ کے اور پتا کے نہ صرف گہرے تعلقات ہی تھے بلکہ ایک دوسرے کے مہربان بھی رہ چکے ہیں۔ اور جہاں تک مجھے علم ہے۔ آپ کچھ عرصہ تک ان کے ہاں بطور ایک خاص مہمان بھی رہ چکے ہیں۔ ان دیرینہ تعلقات کی وجہ سے ہی مجھے آپ کے ساتھ اتنی ہمدردی ہے چنانچہ پیشتر بھی ہنومان کے ذریعہ آپ کو اس آنے والی تباہی سے اطلاع کر دی ہے۔

راون۔ (کسی قدر چیں بہ جبیں ہو کر) میرے پاس اتنا وقت نہیں۔ جو تمہاری اس لیکچر بازی کو سنوں۔ کچھ اپنا مطلب بھی بیان کرتے ہو۔ یا یونہی فضول باتوں کی کھینچ تان کرتے ہو۔

انگد۔ مجھ کو شری رامچندر جی نے اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ اب بھی آپ اس بلا وجہ کی خونریزی سے باز آجائیں۔ اور خواہ مخواہ اس قدر خلق خدا کا خون نہ بہائیں۔ ورنہ اس جنگ کا نتیجہ بہت ہی خراب ہوگا اور لاکھوں بے گناہوں کے خون کا آپ کی گردن پر عذاب ہوگا۔ نیز میری بھی آپ سے یہی تاکید ہے۔ کہ ایک معمولی سی بات کے لئے اس قدر خون بہانا عقلمندی سے

بعید ہے۔ اس لئے اب بھی وقت ہے کہ آپ اس حماقت کی تلوار کو تھوڑی دیر کیلئے کھونٹی پر ٹانگیں اور سیتا جی کو رامچندر جی کے پاس پہونچا کر ان سے اپنے قصور کی معافی مانگیں۔ اگرچہ وہ آپ سے سخت ناراض ہیں۔ تاہم بڑے سرل سبھاؤ اور دل کے فیاض ہیں۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ آئندہ کے لئے بھی اپنا دل کدورتوں سے صاف کر دینگے۔ تو وہ آپ کا قصور فوراً معاف کر دینگے۔ مزید اطمینان کے لئے میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ آپ ایک دفعہ ہاں کیجئے۔ میں ہی اُن کی طرف سے آپ کو وعدہ معافی دیتا ہوں۔

راون۔ (طیش میں آکر) خاموش! خاموش!! ارے بدلگام!!! ذرا اپنی زبان کو تھام۔ کیوں اتنی بک بک لگائی ہے۔ کیا تجھ کو تیری موت تو یہاں نہیں کھینچ لائی ہے؟ ارے بے غیرت! تیرے جیسے نالائقوں کا بھی زندوں میں شمار ہے؟ جو کہ اپنے باپ کے قاتل سے بدلہ لینا تو درکنار، اُلٹا اُس کا ہی خدمتگار ہے۔ ارے بے شرم! تیری تو زندگی پر بھی دھکا ہے تیرے جیسے کپوت سے تو اگر بالی لاولد ہی مرجاتا تو اس کا آتما اس قدر تو دُکھ نہ پاتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تیرے جیسا پاجی میرے خاندان میں ہوتا تو اب تک کبھی کا دوسرے جہان میں ہوتا۔ افسوس باپ آنکھوں کے سامنے قتل ہو۔ اور بیٹا کھڑا تماشا دیکھے۔ ڈوب مر نالائق ؂

بیشرم جس کل میں تیرے جیسا پیدا لال ہو ۔ باپ کے قاتل کا ہی افسوس جو دلال ہو
جسکو اپنی شرم غیرت کا نہ مطلق خیال ہو ۔ ایسا کل کیونکر نہ پھر دنیا سے پامال ہو

اسستری کے واسطے بھائی کی جس نے جان لی
بیٹیا تونے بھی اُس کی سیوا کی ٹھان لی

انگد۔ اے بھیا نی راون! دراصل یہ تیرا قصور نہیں۔ بلکہ ایشور کو اب اس خاندان کا دنیا میں رکھنا منظور نہیں۔ دُشدنی کے کال جسکر نے تیری عقل پر بالکل

پر وہ [illegible] دیا [illegible] جو سوچی وہ بات [illegible] تیری قدرت نے بالکل نکال دیا ہے

حیف ہے میرا یہاں آنا ہی بے فائدہ ہوا　　وقت ہے اب بھی سنبھل کیوں موت کا شیدا ہوا
تیری باتوں سے ہی تیرا خیال بے قاعدہ ہوا　　کیا سمجھیں آپ کے کل میں نہیں پیدا ہوا

آپ اپنی سوچئے کیا فکر ہے میرے باپ کی
ہونیوالی ہے وہی حالت اے حضرت آپ کی

راون — نہیں طاقت تھی تجھ میں تو ہمارے پاس آجاتا
میں تیرے باپ کا بدلہ اسی دم لے کے دکھلاتا

انگد — پیچھے سے فکر کرنا مجھے بدلہ دلانے کی
تو کوئی تجویز کر پہلے تو جان اپنی بچانے کی

راون — عقل سے بات کر بیہوش یہ تیری حماقت ہے
میرے سے یدھ کرنے کی بھلا کیا تجھ میں طاقت ہے

انگد — نہ کر اتنا تکبر یہ جہاں اک روز فانی ہے
تیرے سے اعلیٰ ہو گذرے نہ باقی کچھ نشانی ہے

راون — پرے ہٹ دور ہو جا مفت میں کیوں کان کھاتے ہیں
تیرے جیسے تو بچے آج تک میں نے پڑھائے ہیں

انگد — پڑھائے ہوں کبھی شاید تھے جبکہ آپ آپے میں
مگر اب تو عقل ماری گئی اکثر بوڑھاپے میں

راون — زبان کو روک او جاہل یہ کیا بک بک لگائی ہے
کسی بے عقل نے تجھ کو عقل بھی کچھ سکھائی ہے

انگد — عقل ہوتی تو پھر کیا تھا عقل کا ہی تو رونا ہے
بدولت اس عقل کی خاک اس لنکا نے ہونا ہے

راون۔ ارے لنٹھ! تجھ کو کسی نے کچھ عقل تمیز بھی سکھائی ہے۔ یا تو نے آجتک حیوانوں میں ہی پرورش پائی ہے۔ ہاں ہاں۔ اب خیال آیا کہ عقل تمیز

کون سکھائے۔ کون پڑھائے۔ کون لکھائے؟ باپ کا سایہ تو سر سے جاتا رہا چچا کو کیا غرض پڑی۔ وہ تجھ سے غلامی کراتا رہا پھر چچا بھی کون؟ سگریو بعد جس نے اپنے حقیقی بھائی کا خون پیا۔ اس نے تیری تعلیم و تربیت کا بوجھ اپنے ذمے کب لیا۔ ہاں اسے تیرے جیسا ناخلف ایک مفت کا غلام ضرور مل گیا جسکی شرم اور غیرت کا مادہ بالکل ہی نکل گیا۔ ارے بیوقوف! اب بھی اپنے باپ کی موت کو یاد کر۔ اور ایسے ظالم چچا کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کر میں تجھکو یہاں ایک معزز عہدے پر ممتاز کروں گا۔ اور تیری قدامت اور موجودہ خدمات کا اگر کچھ ہوں گی) پورا پورا لحاظ کروں گا۔ فی الحال تجھ کو اپنے علاقے سے ایک خاص حصے کا صوبے دار کر دوں گا۔ اور چند روز میں سگریو اور رامچندر سے تیرے باپ کا بدلہ دلوا کر تیری موروثی راجدھانی کا تجھ کو مالک و مختار کر دونگا ورنہ یا تو اس جنگ میں ہی تیرا کام تمام ہو گیا۔ بالفرض محال اگر بچ بھی گیا تو تمام عمر کے لئے سگریو کا غلام ہو گیا۔

انگد۔ خیر میں تو بے تمیز ہی سہی۔ مگر عقل ٹھکانے آپکی بھی نہیں رہی جو بجائے کوئی سنجیدہ اور معقول جواب دینے کے دوسروں کے گھر کے جھگڑے چھیڑ رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ گڑے مردے اکھیڑ رہے ہیں۔ میرے باپ نے جیسا سلوک اپنے بھائی کے ساتھ کیا۔ ویسا پھل بھوگ لیا۔ میرے لئے دونوں کا درجہ ایک سمان ہے۔ اور چچا کی فرمانبرداری کرنے میں میری کونسی کسر شان ہے ؎

اوروں کے گھر کے جھگڑے اے راون نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

مجھ کو تو آپ کا بھی وہی حشر ہوتا نظر آرہا ہے۔ اور بلا شک کال آپ کے سر پہ منڈلا رہا ہے۔ جسوقت رامچندر جی کے تیر لنکا پر برسینگے۔ تو آپ تو ایک ایک سانس کو ترسیں گے۔ کیوں عقل گئی ہے۔ کچھ سوچ سمجھکر بات کیجیے۔ اور اب بھی اس ضد کو جانے دیجئے

راون اور انگد کا مشترکہ گانا

(بطرز: کیا کروں ... [illegible])

تو شرارت سے کبھی ... [illegible] نہیں

راون — ارے احمق کیا آئی ہے تیری قضا　　انگد — ابھی تڑپے نہ تو بحالت نزع

(〃) تجھے بکواس کا اب چکھاؤں مزا　　(〃) تجھے بدکاریوں کی ملے گی سزا

انگد — تیری نظروں میں کوئی سماتا نہیں

راون — تو شرارت ...

راون — تو شرم کر شرم کر شرم کر شرم　　انگد — ڈوب مر کیا ہے راجہ کا یہی دھرم

(〃) تو اکڑتا ہے جتنا ہوا میں نرم　　(〃) یہی کہتا ہوں اچھے نہیں یہ کرم

انگد — تجھے کہنا کسی کا سہاتا نہیں

راون — تو شرارت ...

راون — بے شرم تو کہیں ڈوب مر بے حیا　　انگد — تیری غیرت کا مادہ بھی کیوں مر گیا

(〃) دیکھ حالت تیری مجھ کو آتی دیا　　(〃) بے حیا کوئی کھلنے کا گل نیا

انگد — کوئی جھگڑا پھیلانا میں چاہتا نہیں

راون — تو شرارت ...

راون — ارے احمق نہ غصہ زیادہ دلا　　انگد — چھوڑ ضد کو اسی میں ہے تیرا بھلا

(〃) ارے پاجی چلا جا چلا جا چلا　　(〃) میرے جاتے ہی آئے گی تجھ پہ بلا

انگد — تو ہے زندہ کہ جب تک میں جاتا نہیں

راون — تو شرارت ...

گانا راون

(بحر طویل)

میں بہت ضبط کرتا رہا اب تلک تو نے اپنی طرز کو نہ بدلا مگر
کھینچ لوں گا حلق سے میں تیری زباں تو نے بک بک زیادہ لگائی اگر
میں بہت ضبط ۔۔۔۔۔

تیرے جیسا کوئی بے شرم دوسرا تو زمانہ میں شائد ہی ہوگا بشر
جس گھرانے میں تو نے جنم لے لیا نشٹ ہونے میں اسکے رہی کیا کسر
میں بہت ضبط ۔۔۔۔۔

بھول جائیگا ساری اکڑ فوں ابھی جس گھڑی میں نے اوپر اٹھائی نظر
پہلے ٹکڑے کرونگا میں تیرے یہاں پھر تیرے اس حمائیتی کی لونگا خبر
میں بہت ضبط ۔۔۔۔۔

خواب سیتا کے اب تو وہ دیکھا کرے مگر درشن نہ ہوویںگے ساری عمر
ہاں تعجب نہیں ہے کچھ اس بات کا مفت میں اور دیجائے اپنا ہی سر
میں بہت ضبط ۔۔۔۔۔

جان کی خیر چاہتا ہے اپنی اگر لوٹ جائے وہ فوراً سے بھی پیشتر
ورنہ میرے اشارے کی ہی دیر ہے راکشش کھا جائینگے اسے بھون کر
میں بہت ضبط ۔۔۔۔۔

یونہی دس بیس لونڈے اکٹھے کئے کوئی گھر ہے نہ جن کا نہ کوئی ہے در
چلو راون سے چلکر لڑائی کریں چاہے گھر میں نہ کھانے کو ہو سیر بھر
میں بہت ضبط ۔۔۔۔۔

کوئی غیرت شرم ہے اگر بے حیا نام بالی کا کرتے تو اب بھی امر
ورنہ تیرے اس جینے پہ دھکار ہے ڈوب مر ڈوب مر ڈوب مر ڈوب مر
میں بہت ضبط ۔۔۔۔۔

انگد

گانا

دلطرز الفیاً

بس نے اپنے فرض کو ادا کر دیا بھاڑ میں پڑ مجھے کیا ضرورت پڑی
ہاں میرا اب یہ پختہ یقیں ہو گیا موت ہنتق ہر تیرے سرہانے کھڑی

میں نے اپنے ۔ ۔ ۔

دکھ تمن ذرا ایک دو روز میں ہی نکل جائے گی تیری سب ہیکڑی
ہاتھ آنکھوں پہ دھر دھر کے رو دیگا تو ہاتھ آئے گی ہرگز نہ پھر یہ گھڑی

میں نے اپنے ۔ ۔ ۔

اِس تکبر نے اندھا تجھے کر دیا ہو رہا ہے تو پاگل سودائی بڑی
ہوش آئیں گے اب تو ٹھکانے تبھی رام کی فوج لنکا پہ جب آپڑی

میں نے اپنے ۔ ۔ ۔

اِس لئے کہنا سننا ہی بے سود ہے کیونکہ تجھ کو تو کچھ گھمنڈ کی چڑھی
چند دن میں نشہ یہ اُتر جائے گا تیری آنکھیں زمیں میں رہینگی گڑی

میں نے اپنے ۔ ۔ ۔

آج طنزاً بتاتا ہے بونڈے ہمیں بن رہی ہے یہ تیری زباں بھلی چڑی
تجھے معلوم بونڈوں کی ہو گی قدر کوئی جس روز ان سے لڑائی لڑی

میں نے اپنے ۔ ۔ ۔

ناٹک

افسوس اِصد افسوس!! اے خود فراموش! میں نے اِس قدر مغز کھپایا۔ مگر تیری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جوں جوں موت نزدیک آرہی ہے۔توں توں تیری آنکھوں میں اندھیری چھا رہی ہے۔ جن کو تو طنزاً اور حقارتاً آوارہ گرد اور بونڈے بتا رہا ہے۔ اور اپنی دانست میں بڑی شیخی جتا رہا ہے۔ جب ان سے ذرا ہاتھ ملائیگا۔ اُس وقت تجھے اُن کی طاقت کا حال خود معلوم ہو جائے گا

راون ۔ بے شک تو بھی سچا ہے ۔ مگر چونکہ تو ابھی بچہ ہے ۔ اور فن سپاہ گری میں بالکل کچا ہے ۔ اس لئے تیرے نزدیک تو رامچندر سے بڑھ کر زمانہ بھر میں کوئی مضبوط نہیں ۔ مگر یہ خیال رہے کہ تمام دنیا انگد جیسی کپوت نہیں ۔ میں راون ہوں راون ۔

انگد

گانا (بحر طویل)

جانتا ہوں میں اچھی طرح سے تجھے یونہی شیخی نہ اتنی جتاوے ذرا
تیرے سارے دلاور ہیں دیکھے ہوئے ایسے دعتے نہ مجھکو بتاوے ذرا
جانتا ہوں میں ۔۔۔۔۔

آج کل میں ہی معلوم ہو جائے گا آسمان کو نہ سر پر اٹھاوے ذرا
جو کہ ہوئیگا وہ آجائے گا سامنے تو زباں کو نہ ناحق چلاوے ذرا
جانتا ہوں میں ۔۔۔۔۔

اب تو اس بات کو ہی غنیمت سمجھ موت دو چار دن ٹھیر جاوے ذرا
اینٹھ ساری نکل جائے گی جلد ہی تو صبر کر نہ یوں تلملاوے ذرا
جانتا ہوں میں ۔۔۔۔۔

میں تو بچہ ہوں کچا ہوں ناداں ہوں کوئی تیرا پہلوان آوے ذرا
دیکھ لوں میں تیرے اس جوانمرد کو میرا پاؤں زمیں سے ہلاوے ذرا
جانتا ہوں میں ۔۔۔۔۔

ناٹک

میں رامچندر جی کی فوج میں سب سے کمزور انسان ہوں اور تیرے خیال کے مطابق بھی ابھی ناداں ہوں ۔ مگر تیرا وہم دور کرنے کیلئے اپنی طاقت کا ایک معمولی سا کرشمہ دکھاتا ہوں (اپنا پاؤں زور سے زمین پر مار کر اور اپنا پاؤں زمین پر جماتا ہوں) تیرے بہادروں میں جو سب سے زیادہ بلوان ہو اور جس پر

تیرا اچھی طرح اطمینان ہو۔ وہ آئے۔ اور میرا پاؤں زمین سے اٹھائے۔ ہماری تمہاری فتح اور شکست کا بھی اسی پر دار و مدار ہے۔ اگر تیرے کسی یودھا نے میرا پاؤں زمین سے اٹھا دیا۔ تو تمہاری جیت اور ہماری ہار ہے۔ ورنہ بصورت دیگر سیتا جی کو شری رامچندر جی کے پاس پہنچا آنا۔ اور کسی قسم کی حیل و حجت نہ ملانا۔ کیوں ہے ہمت؟

راون۔ ہاں ہاں مجھے یہ شرط قبول ہے۔

انگد۔ بلاؤ۔ تو پھر دیر کرنی فضول ہے۔

راون۔ دیکھنا کہیں پیچھے سے پچتاؤ۔ یا اپنی شرط سے ہی منکر ہو جاؤ۔

انگد۔ تمہارا یہ خیال بالکل واہیات ہے۔ مردوں کا قول جان کے ساتھ ہے۔

راون۔ (میگھناد سے) میگھناد ابتر جاؤ۔ اور اپنی لاثانی بہادری کا آزمودہ دکھاؤ۔

میگھناد

چلونگا جس زمیں پر اس جگہ بھونچال آئیگا | زمیں تو اک طرف چرخ کہن بھی کانپ جائیگا
مجسم کال ہوں میں کیا یہ میری تاب لائیگا | بھسم ہو جائیگا جو بھی نظر مجھ سے ملائیگا

اسے تو ایک جھٹکے میں کئی جگہ کھلا دوں گا
پاؤں تو چیز کیا اتنی زمین کو بھی ہلا دوں گا

(انگد کا پاؤں پکڑ کر) آج تو عجب لکڑ سے پالا پڑا۔ ارے اسمیں کہیں میخ تو نہیں لگا دی (شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا)

راون۔ نکنبھ! اب تمہارا وار ہے۔

نکنبھ

میں اپنی ویرتا کے آپ کو جوہر دکھاتا ہوں | نظر میری طرف رکھنا پاؤں کیسے اکھاڑتا ہوں

حکم ہو تو ابھی اس پاؤں کے ٹکڑے بناتا ہوں خبردار ہو اے بزدل! میں تیری اور آتا ہوں

وہ طاقت دی ہے قدرت نے میرے اس دست بازو میں
زمین و آسمان کو وزن کر دوں اک ترازو میں

(خوب زور لگا کر) ہلا دے بھائی ہلا دے۔ ورنہ دو ٹکڑے ہو جائینگے (کھسیانہ ہو کر)
چھٹے میں پڑ نہ اٹھا۔ جب مقابلے پر اس طرح قدم جمائیگا۔ اس وقت دیکھا جائیگا۔
راون۔ کنبھ کرن!

کنبھ کرن (اکڑ کر)

اٹھایا جب قدم میں نے قدم اسکا ٹٹلنے کو نہ پائیگی جگہ اسکو کہیں بھی منہ چھپانے کو
میری جنبش سے آجائیگی جنبش کل زمانے کو سنبھل جا اب میں آتا ہوں تیرا بل آزمانے کو

زمانے کو ہلانے کی ہے طاقت اس کلائی میں
بشر تو چیز کیا تھلکہ مچا دوں کل خدائی میں

(ہانپتا ہوا پسینہ سے تر بہ تر ہو کر) اس لڑکے سے کیا سر کھپائیں گے کوئی بہادر مقابلے پر آئے گا۔ تو ہاتھ دکھائیں گے۔

راون۔ (کڑک کر) مجھے تعجب ہے کہ آج تمہاری طاقت کو کیا چڑیاں چک گئیں کیا اتنے شور بیروں میں ایک بھی ایسا نہیں۔ جو اس لڑکے کا پاؤں زمین سے ہلا سکے۔

(راون کے اشارے سے بہت سے بہادروں کا باری باری آنا اور انگد کا پاؤں اٹھانے کیلئے زور لگانا مگر سب کا ناکامیاب ہو کر بیٹھ جانا انگد کا راون کو للکارنا اور دوبارہ پاؤں کو اٹھا کر زمین پر مارنا انگد کی پر جوش آواز اور پاؤں کے دھماکے سے کئی راکشش سرداروں کا کرسیوں سے گر جانا اور راون کا تاج بھی سر سے اتر جانا)

انگد

کھڑا ہے سامنے انگد بھرم اپنا مٹانے تو کوئی باقی رہا ہووے تو اسکو بھی بلالے تو

ابھی ہے وقت لنکا کو تباہی سے بچالے تو
شرم کی جا ہے گر اب بھی پرن اپنا نہ پالے تو
نہ پھر یہ وقت ملنے کا اگر اس وقت چوکے گا
فلک آنسو بہائیگا زمانہ منہ پہ تھوکے گا

راون۔ ارے نامعقول! کیوں قینچی کی طرح زبان چلا رہا ہے۔ اور اس معمولی سی بات کے لیئے اس قدر میان سے باہر نکلا جا رہا ہے۔ (اپنی جگہ سے اٹھکر) میں ابھی تیرا ابھیمان توڑوں گا۔ پاؤں تو کیا میں تیرا وجود بھی زمین سے نہیں بلکہ دنیا سے اٹھا کر چھوڑوں گا۔ (انگد کے پاؤں کی طرف جھک کر اپنا سارا زور لگائے اور پاؤں کو اچھی طرح ہلائے)

انگد
(اپنا پاؤں پیچھے ہٹا کر)

گانا
(بحر قوالی)

ہوا ہے کیوں دیوانہ ہوش میں اپنے تو آ راون
میرے قدموں کو تو ناحق نہ ہاتھ اپنا لگا راون
اگر اپنے گناہوں کا تو پشچاتاپ کرتا ہے
تو جا کر رام کے قدموں میں سر اپنا جھکا راون
ہاں اتنا وعدہ میں بھی تمہارے ساتھ کرتا ہوں
تیرے سارے گناہوں کو میں دونگا بخشوا راون
بڑے ہی رحمدل فیاض ہیں دل کے غنی ہیں وہ
یقیناً بخش ہی دینگے وہ تیری خطا راون
نہیں بگڑا ابھی کچھ بھی اگر تو ہوش میں آوے
معافی مانگ لینے میں ہی ہے تیرا بھلا راون
اگر خواہش ہے جینے کی تو اب بھی فیصلہ کر لے
نہیں تو سمجھ لے کہ آ گئی تیری قضا راون
کوئی دن میں یہ دیکھیگا تو حسرت کی نگاہوں سے
رام کی تیغ کے نیچے تیرا ہوگا گلا راون
اگر مانے تو بہتر ہے نہ مانے تو تیری مرضی
فرض جسونت سنگھ تو کر چلا اپنا ادا راون

ناٹک

بس بس معاف رکھیئے۔ اس طرح سے معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ اور میرے پاؤں میں پڑنے سے تمہارا قصور معاف نہیں ہو سکتا۔ اگر اپنے کئے کو پچھتاتے ہو اور اپنا قصور معاف کروانا چاہتے ہو۔ تو شری رامچندر جی کی خدمت میں چلو اور

اُن کے چرنوں میں اپنا سر جھکاؤ۔ ہاں اگر ضرورت ہوئی تو مجھے تمہاری سفارش کرنے سے انکار نہیں۔ مگر بذات خود معاف کرنا میرے اختیار نہیں۔

راون۔ (شرمندہ ہوکر اور اپنی جگہ بیٹھ کر) ارے دھورت تیری بھلائی اسی میں ہے کہ تو یہاں سے چلا جا۔ اور مجھ کو اپنی منحوس شکل نہ دکھلا۔ تیری اس بیہودہ بکواس کا جواب زبان سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جائیگا۔ میں دیکھوں گا کہ تو میدان جنگ میں کتنی دیر پاؤں جمائے گا۔

انگد۔ یہ تیری سراسر حماقت ہے۔ جن بھائیوں کے بھروسے پر تو کود رہا ہے ان میں صرف باتیں بنانے کی ہی طاقت ہے۔ خیر اگر تجھے اپنی تلوار کا ہی ابھیمان ہے تو ہماری طرف سے بھی جنگ کا اعلان ہے (چلا گیا)

راون۔ (حاضرین دربار سے مخاطب ہوکر) در اصل رامچندر ہم سے ڈرتا ہے اسی لئے بار بار ایلچی بھیجکر صلح کے لئے درخواست کرتا ہے۔ مگر یہاں کونسی موم کی ناک ہے۔ جو جلدی سے مُڑ جائے۔ یا ہوائی قلعہ ہے جو اس کی باتوں سے اُڑ جائے۔ اب تو اسے اچھی طرح سے ہاتھ دکھاؤں گا۔ اور لنکا پر چڑہائی کرنے کا مزا چکھاؤں گا۔

میگھناد۔ پتاجی! اگر ایسے ایسے ایرے غیرے لنکا میں آجائیں گے۔ تو پھر ہم کسی کو کاہے کو منہ دکھائیں گے۔ مانا کہ انگد کا پاؤں زمین سے نہیں ہلا مگر مجھ کو تو اچھی طرح زور لگانا بھی نہیں ملا۔

راون۔ پاؤں جمانا تو ایک کرتب ہے۔ جو معمولی آدمی بھی جانتے ہیں مگر اس میں ہم کوئی بہادری تھوڑا ہی مانتے ہیں۔

کنبھکرن۔ اب ان باتوں کو جانے دیجئے۔ اور اپنی فوج کی تیاری کا فکر کیجئے

راون۔ دربار برخواست۔ اپنا اپنا جنگی سامان تیار کرو۔ اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔

(۲) رامچندر جی کا فوجی کیمپ

سگریو اور ہنومان وغیرہ کی جنگ کیلئے بیقراری اور انگد کی انتظاری

سگریو۔ رامچندر جی سے) تمام فوج بالکل تیار ہے۔ فرمائیے۔ اب آپ کا کیا وچار ہے؟

رامچندر جی۔ مجھے صرف انگد کی واپسی کا انتظار ہے۔

ہنومان۔ مجھے تو امید نہیں کہ انگد کچھ تسلی بخش جواب دے۔

رامچندر جی۔ ممکن ہے۔ آپ کا خیال درست ہی ہو۔ مگر کم از کم اُن کا انتظار تو کر لیا جائے۔

بھبکھن۔ مہاراج! راج نیتی کے اصول سے تو میں آپ کی بات کو مانتا ہوں۔ مگر گستاخی معاف۔ راون کی عادت اور خصلت کو میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں اس لئے راون کا جو کچھ جواب ہوگا۔ میں یہیں بیٹھا بتا سکتا ہوں اور حرف بحرف جتا سکتا ہوں۔ یہ قطعی ناممکن ہے۔ کہ وہ راستی سے مان جائے خواہ لنکا تباہ ہو جائے یا اسکی بھی جان جائے۔ بھلا جس نے اپنے حقیقی بھائی کی کچھ قدر نہ جانی اس نے انگد کی بات کب مانی؟

رامچندر۔ آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ مگر اب اس کے آنے میں دیری کونسی رہی ہے۔

جاموونت۔ آپ اتنی جلدی کیوں چاہتے ہیں۔ لیجئے وہ انگد کمار ہی آرہے ہیں۔

ہنومان۔ آئیے۔ آئیے۔ آپ کا ہی ذکر اذکار ہو رہا تھا۔ اور بڑی دیر سے انتظار ہو رہا تھا۔

انگد۔ (سگریو اور رامچندر جی کے قدمبوس ہوکر) بھگون! میں آپ کے حکم کی تعمیل کر آیا

سگریو۔ مگر کوئی تسلی بخش جواب بھی لایا۔

انگد۔ وہی ڈھاک کے تین پات۔

بھبھیکن۔ کیوں مہاراج! ہوئی وہی بات۔

رامچندر جی۔ بہت اچھا۔ تمام فوج کے تمام سپاہیوں کو کہدو۔ اور کل صبح ہی کوچ کی تیاری کر دو۔

(ایک دم جنگی بگل کا بجنا۔ تمام فوج کا نالاں ہونا۔ رامچندر جی کا مع سگریو۔ انگد۔ ہنومان۔ بھبھیکن۔ جاموونت وغیرہ کے فوج کا معائنہ فرمانا۔ اور ہر ایک افسر کو مناسب حکم سنانا ہر ایک سپاہی کا جوش مردانگی میں سرشار نظر آنا۔ رامچندر سگریو کی جے کے پرجوش نعرے لگانا۔ تمام کیمپ میں جا بجا بینڈ نفیری و شہنائی کے ذریعہ جنگی گیت کا گانا کوی (شاعر) لوگوں کا اپنی شعلہ و طاقت اور لیاقت سے بہادروں کا حوصلہ بڑھانا اور اس پر رونق نظارے سے چھبیسویں نظارے کا اختتام پانا)

چھبیسواں ۲۶ نظارہ!

میدانِ جنگ

ویر لکشمن اور بہادر میگھناد

رامچندر جی۔ (بھبیکھن سے) کچھ معلوم ہے کہ فوج مخالف کی کمان کس کے ہاتھ ہے؟

بھبیکھن۔ ہاں مہاراج! جانتا ہوں۔ آج اس کی فوج کا سپہ سالار میگھناد ہے۔

رامچندر جی۔ کچھ اچھا ہوشیار ہے؟

بھبیکھن۔ بے شک راون کی فوج میں تو یہ ایک گنتی کا سپہ سالار ہے بہادری اور زور میں یکتائے روزگار ہے۔ اِس کے علاوہ بڑا چالباز ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کا زمانہ ساز ہے۔ اور راون کو اسکی بہادری پر پورا ناز ہے۔ فوج کی قلعہ بندی اس غضب کی کرتا ہے کہ اگر دشمن کے ہزار سپاہی مریں تو اس کا ایک مرتا ہے۔

رامچندر جی۔ آج میں خود فوج کی کمان کروں گا۔ اور اسکی قلعہ بندی ایک بار ہی میں ویران کرونگا۔

لکشمن۔ مہاراج جی! آپ ابھی آرام کیجئے۔ اور میگھناد کے مقابلہ پر جانے کی مجھ کو اجازت دیجئے۔

رامچندر جی۔ بھائی تو ابھی نو آموز ہے۔ اور آج جنگ کا پہلا روز ہے آج کی لڑائی پر ہی طرفین کی آئندہ اُمیدوں کا دار و مدار ہے اور تو ابھی میگھناد

کے مقابلہ میں ناتجربہ کار ہے۔

ہنومان۔ (رامچندر جی سے) جب یہ خود اصرار کرتے ہیں۔ تو آپ کیوں انکار کرتے ہیں۔ اُس کے بھی دو ہاتھ ہیں۔ اور ان کے بھی دو ہاتھ ہیں۔ اگر کچھ خطرناک صورت ہو گی تو آخر ہم بھی تو ساتھ ہیں۔

رامچندر جی۔ بہت اچھا اگر تم سب کی یہی مرضی ہے۔ تو مجھے کیا انکار ہے مگر تم ان کے ساتھ ہی رہنا۔ کیونکہ میگھناد بڑا مکار ہے۔

لچھمن۔ (رامچندر جی کے قدموں ہو کر) جب میرے ساتھ آپ کا آشیرباد ہے تو میگھناد جیسوں کی میرے سامنے کیا بنیاد ہے۔ ذرا دیکھنا کہ اس کے کیسے چھکے چھڑاتا ہوں اور اس کی قلعہ بندی کتنی دیر میں اڑاتا ہوں۔

رامچندر جی۔ (لچھمن کو گلے لگا کر) پیارے بھائی جاؤ۔ اور اپنی بے نظیر بہادری کے جوہر دکھاؤ۔ پرماتما کریں کہ جلد ہی فتح کے جھنڈے لہراتے ہوئے واپس آؤ۔

(طرفین کے لشکروں کا بالمقابل ڈٹ جانا۔ اور اپنے اپنے فوجی نشان ہوا میں اڑانا۔ دونوں جانب سے طبل جنگ پر چوٹ پڑنا اور شوربیروں کا پر جوش نعرے لگاتے ہوئے آگے بڑھنا۔)

میگھناد۔ (للکار کر) کونسا بہادر میرے مقابلے کے لئے منتخب ہوا ہے ذرا سامنے آئیے اور اپنی شکل تو دکھائیے۔

لچھمن۔ آج میں ہی تمہاری مزاج پرسی کروں گا۔

میگھناد۔ یہ بزم گاہ نہیں۔ بلکہ رزم گاہ ہے۔ اب ہماری تمہاری گفتگو نوک زبان سے نہیں۔ بلکہ نوک شمشیر سے ہو گی۔ یا برچھی بھالے اور تیر سے ہو گی (تیر چھوڑ کر) سنبھل جا یہ تیر تیرے لئے موت کا سندیشہ ہے۔

لچھمن۔ (راستے ہی میں کاٹ کر) ایسے ایسے ہزاروں تیر بھی چلائے تو مجھے کیا اندیشہ ہے۔

میگھناد۔ یہ دوسرا اور آتا ہے۔

لچھمن۔ (پھر کاٹ کر) یہ دیکھ وہ بھی خالی جاتا ہے۔

میگھناد۔ (اپنے دل میں پیچھے ہٹتا ہوا) تسلی رکھ اب تو رامچندر تیری صورت کو ترسے گا۔

لچھمن۔ (تیر [illegible] ہنستا ہوا) جو کرتا ہے وہ ایسا ہی بھرے گا۔

(دونوں شہزادوں کا ایک دوسرے پر غضب کے تیر برسانا۔ کپیوں کا زخمی ہونا [illegible] کا مر جانا۔ مگر سورج کے غروب ہو جانے سے [illegible] کی آواز آنا دونوں [illegible] کا [illegible] جانا اور [illegible])

دوسرا روز

(دونوں لشکر موجب پریٹ [illegible] کھڑے ہیں)

میگھناد۔ کل تو زندہ بچ کر خوب گیا۔ مگر کیا کروں کمبخت سورج بھی عین موقعہ پر غروب ہو گیا۔

لچھمن۔ یہ سمجھ لے کہ آج سورج ڈوبنے سے پہلے تیری قسمت کا سورج ڈوب گیا

میگھناد۔ تیرے تیر سے؟

لچھمن۔ ہاں ہاں۔ میرے تیر سے سمجھ یا اپنی شومئی تقدیر سے۔

میگھناد۔ (تیر برساتا ہوا) وہ دیکھ موت آئی۔

لچھمن۔ (ترکی بترکی جواب دیتا ہوا) چل بے احمق کے بھائی۔

میگھناد۔ اس وار میں تیرا کام تمام ضرور ہے۔

لچھمن۔ (دیکھنا کئی تیر چھوڑ کر) آج تیری جان نہیں بچے گی۔ ابھی شام دور ہے۔

ایک شخص۔ (میگھناد سے) کہیئے لڑائی کا کیا حال ہے۔ آپ کا جسم زخموں سے بہت نڈھال ہے۔

میگھناد۔ ایسا کونسا دقیقہ ہے۔ جو میں نے اپنی طاقت سے کم کر رکھا ہے مگر اس (لچھمن) نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے۔

وہی شخص۔ (چپکے سے) اس شکتی بان کو کیا دھو کر پیو گے یا دیکھ دیکھ کر جیو گے

میگھناد۔ اس کو بھی کام میں لا چکا ہوں۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ چلا چکا ہوں۔

وہی شخص۔ یہ تو ایسی چیز نہیں کہ جس کا وار خالی جائے۔
میگھناد۔ مگر وہاں تک پہنچنے بھی پائے۔
وہی شخص۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ لچھمن اس فن کا بھی استاد ہے۔
میگھناد۔ اس بیچارے کی تو کیا بنیاد ہے مگر ہنومان کو اس کی روک یاد ہے
وہی شخص۔ ہنومان کو یہاں سے علیحدہ کر دینا تو معمولی بات ہے۔
میگھناد۔ بس پھر میدان ہمارے ہاتھ ہے۔

(تھوڑی دیر کے بعد ہنومان کا غائب ہو جانا)

میگھناد۔ (غور سے ادہر اُدہر دیکھ کر) لے اب ہوشیار ہو جا اور مرنے کیلئے تیار ہو جا۔
لچھمن۔ (تیر چھوڑ کر) ارے بدکار! اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو سامنے سے فرار ہو جا۔
میگھناد۔ (شکتی چلا کر) یہ وہ شکتی ہے جو چھوٹتے ہی دشمن کے کلیجے میں جا کر لگتی ہے۔
لچھمن۔ (لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے) ہنو۔۔۔۔۔ ما۔۔۔ ن

(بیہوش ہو کر گر گیا)

(لچھمن کا بیہوش ہو کر گر جانا، اور میگھناد کا خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے لنکا کی طرف لوٹنا اور سگریو وغیرہ کا لچھمن کو اُٹھا کر اپنے کیمپ میں لے جانا)

کیمپ

(لچھمن جی بے حس حرکت زمین پر پڑے ہیں۔ تمام فوجی افسر ان کے ارد گرد بیٹھے ہیں کچھ کھڑے ہیں)

رامچندر جی۔ (دور سے آتے ہوئے) کہو لچھمن کا کیا حال ہے؟
سگریو۔ (آبدیدہ ہو کر) بھگون! کیا بتائیں، لچھمن تو کچھ زیادہ ہی نڈھال ہے۔
رامچندر جی۔ (لچھمن کا سر اپنے زانوں پر رکھ کر) آہ پیارے بھائی! اس مصیبت کے وقت یہ کیسی بیوفائی ہے جس بات سے ڈرتا تھا آخر وہی آگے آئی۔

سکھین۔ میرے خیال میں تو لچھمن بالکل صحیح و سلامت ہے۔ کیونکہ اِنکے چہرے کی یہی علامت ہے۔

رامچندر جی

گانا

مجھکو بتا تو لچھمن حالت تیری کیوں ہے ۔ کس نیند میں پڑے ہو یہ بے خبری کیوں ہے
اُٹھکر تو اک دفعہ تو بھیا گلے سے لگ جا ۔ یہ بے رخی ہے دیکھو یہ ستمگری کیوں ہے
تو شیر تھا ہمارا لاکھوں میں کس دلاور ۔ تلوار تیری لچھمن یہ بے سپری کیوں ہے
کیوں اُڑ گیا ہے تیرا وہ رنگ ارغوانی ۔ چہرہ پہ تیرے اکدم زردی سی کیوں بھری ہے
میں رو رہا ہوں کب سے بیٹھا تیرے سرہانے ۔ اِن میرے آنسوؤں کی یہ بے قدری کیوں ہے
پہلو میں لچھمن کے جا ہی مجھے سُلا دے ۔ اے موت تو بھی آ جا اب دیری کیوں ہے
کیا منہ دکھاؤنگا میں جا کر اودھ پوری میں ۔ تقدیر آج میری چکر میں پڑی کیوں ہے

ناٹک

(لچھمن کے منہ پر ہاتھ پھیر کر) لچھمن! لچھمن! پیارے لچھمن!!! اُٹھو اب تو بہت سو چکے۔
(لچھمن کے پاؤں بجوڑ ٹٹول کر) ہائے افسوس تمہارے تو ہاتھ پاؤں بھی بالکل سرد ہو چکے۔
(پیشانی کو بوسہ دیکر) آہ! پیارے بھائی! دے چلے داغ جدائی۔

گانا (راگنی سوہنی)

چھوڑ جاتے ہو مجھے کیوں دکھ دکھانے کیلئے ۔ اسلئے ہی تھا بضد تو ساتھ آنے کیلئے
ساتھ آنے کا ترا مقصد یہی تھا لکشمن! ۔ خود کو سُلانے کیلئے مجھکو رُلانے کیلئے
کس لئے روٹھے ہو مجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی ۔ اب بتاؤ میں کسے تمکو منانے کیلئے
زور بازو پر ترے ہی تھا بھروسہ رام کو ۔ کیا خبر تھی آئے تھے یہ دکھ دکھانے کیلئے
کون ہے کسکو کہونگا اور کسے بھیجونگا میں ۔ جانکی کو قید راون سے چھڑانے کیلئے
گھر چھٹا بھائی چھٹے اب چلے تم بھی دغا ۔ رہ گیا میں جنگلوں کی خاک اڑانے کیلئے

گودماتا کی گھنی سایہ پتا کا اُٹھ گیا
فلک نے کیا کیا دیئے دُکھ آزمانیکے لئے

اب ذراسی دیر میں ہی یہ شکل چھپ جائیگی
آجا اے بھائی بھرت آنسو بہانیکے لئے

رامچندر اب تمہیں صورت دکھا سکتا نہیں
کون جائے گا وہاں تم کو بلانے کے لئے

دیکھ لو لوگو میرے ہاتھوں کا طوطا اُڑ گیا
کر لو کوئی یتن لچھمن کو بچانے کے لئے

ناٹک

(دہائیں مارکر) آہ! میری آنکھوں کے تارے! میری زندگی کے سہارے! روتے روتے میرے آنسوؤں کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ مگر تمہارا کیوں کٹھور آتما ہوگیا در و دیوار میری حالت زار کو دیکھ کر رو رہے ہیں۔ مگر جن کیلئے میں رو رہا ہوں وہ ایسی گہری نیند سو رہے ہیں۔ کہ نہ کروٹ لیتے ہیں نہ کسی بات کا جواب دیتے ہیں۔ (لچھمن کا منہ چوم کر) میرے ویرا! تجھے کس ظالم کی نظر کھا گئی۔ جو ایسی بُری گھڑی آگئی۔

سگریو۔ بھگون! ذرا استقلال کیجئے۔ رونے کو کون نہیں رو سکتا مگر اس طرح تو لچھمن اچھا نہیں ہو سکتا۔ میں مانتا ہوں کہ انکے جسم پر زخموں کا کچھ حساب نہیں۔ مگر شکر ہے کہ ظاہرا علامات کچھ زیادہ خراب نہیں۔ اس لئے سوچ سمجھ کر ان کا علاج کیجئے۔ اور اس رونے دھونے کو موقوف کیجئے۔

رامچندرجی۔ (سرد آہ بھر کر) آہ! کس کا علاج اور کیسی دوائی! لچھمن نے تو ابتک آنکھ بھی نہیں اٹھائی۔ ظالم سیگھناد ایسا وار چل گیا۔ اور لچھمن کو مار کر زندہ نکل گیا۔ کم بخت راون! اب تو تیرے گھی کے چراغ جل گئے اور موت کے فرشتے تیرے سر سے ٹل گئے۔ میری بدنصیبی تیری بازی چڑھ گئی اور لچھمن کی موت تیری زندگی کے دن بڑھا گئی۔ پیاری سیتا! اب تو اپنی رہائی کی اُمید چھوڑ۔ اور راون کی قید میں ہی اپنی زندگی کے دن توڑ۔ سگریوجی! میں آپ کی مہربانی کا از حد مشکور ہوں۔ مگر اپنی بدقسمتی سے مجبور ہوں جاؤ جا کر اپنا راج سنبھالو اور ذرا انگد کو بھی میرے پاس بُلا لو۔

انگد۔ ([illegible]) [illegible] آپ کا سیوک حاضر ہے۔

رامچندرجی۔ ([illegible]) [illegible] اپنے [illegible] ساتھ اپنی راجدھانی میں جا [illegible] سُکھ [illegible] میں اُن کا ہاتھ بٹانا۔ جس طرح تمہارے چچا کہیں اُن کا حکم ماننا اور اُن کی رضاجوئی اپنا فرض مقدم جاننا۔ پیارے بھیکھن! میں نے جو قول آپ کو دیا تھا یعنی لنکا کا راج دلوانے کا وعدہ کیا تھا۔ اُسکے پورا کرنے سے لاچار ہوں۔ جسکے لئے آپ سے معافی کا خواستگار ہوں (حملہ حاضرین سے مخاطب ہو کر) آپ لوگوں کی ہمدردی اور مسافرنوازی کا جو مجھ پر احسان ہے۔ اسکا شکریہ ادا کرنے کے لیے نہ میرے پاس الفاظ ہیں۔ نہ منہ میں زبان ہے۔

بھبھیکھن۔ مہاراج! آپ مجھے خواہ مخواہ شرمندہ نہ کیجئے۔ چولھے میں پڑے راج۔ اور بھاڑ میں جائے لنکا۔ اگر لچھمن جی صحت یاب ہو جائیں تو ایک لنکا کیا ہزار لنکا اُن کے سر پر سے قربان دوں گا۔ اگر ضرورت ہو تو اپنے آپ کو بھی اُن کی جگہ بلیدان کر دوں گا۔

رامچندر۔ ([illegible]) [illegible] کون حاضر ہے۔ ہنومان؟

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑ کر سر جھکائے ہوئے) ہاں کرپاندھان۔

رامچندرجی۔ اچھا آپ بھی تشریف لے آئے۔

ہنومان۔ (خاموش)

رامچندرجی۔ بھائی تم کیوں روتے ہو۔ پرماتما کی اچھا پوری ہو گئی۔ تمہارا کیا دوش ہے۔ میری ہی قسمت سو گئی۔

ہنومان۔ بے شک میں غلطی کھا گیا۔ اور راکششوں کے دھوکے میں آگیا (تلوار آگے کر کے) لیجئے میرا بھی جھگڑا مٹا دیجئے۔ اور مجھے لچھمن کے برابر لٹا دیجئے۔

رامچندرجی

گاتا

(راگنی بھیروں)

اُٹھ جاگ مجھے پہچان اے میرے ویر ویر ویر

تم بن اے لچھمن کیوں جیتا رہے یہ ویر دھیر دھیر

ٹک آنکھ کھول اے بھائی۔ تجھے نیند کدھر کی آئی۔ اے لچھمن تیری دوہائی

جگت ہت جیر جیر جیر

اُٹھ جاگ ۔۔۔

تج کر سب ٹھاٹھ امیری۔ لی میرے ساتھ فقیری۔ یہ ہے ملاپ آخیری

ٹھاٹھ تما سیر سیر سیر

اُٹھ جاگ ۔۔۔

تم توڑ میرے سے ناطہ۔ کہو چل دئیے کہاں بھراتا۔ جب سُنے گی تیری ماتا

لگے گا تیر تیر تیر

اُٹھ جاگ ۔۔۔

مانگے گا راج ببھیکھن۔ کیا جواب دوں گا لچھمن۔ برباد کر گیا دشمن

دُشٹ بے پیر پیر پیر

اُٹھ جاگ ۔۔۔

ابھی بھرت نے ملنے آنا۔ اس کو تو مل کر جانا۔ میری آنکھوں میں نہیں آتا

نینن تک نیر نیر نیر

اُٹھ جاگ ۔۔۔

ناٹک

سگریو۔ مہاراج! یدھ میں مارنا مرنا۔ خود گھائل ہونا اور دوسرے کو زخمی کرنا معمولی سی بات ہے مگر یوں عورتوں کی طرح رونا پیٹنا بالکل واہیات ہے آپ تسلی رکھیں۔ لچھمن جی کا علاج کرینگے۔ اور بلا شک ببھیکھن ہی لنکا کا راج کرینگے۔

رامچندر جی

گانا

(ریختہ بھیروین)

(بطرز:۔ دم دیکھے تم تو جاتے ہو)

کھولو تو بھائی آنکھیں یہ کیسا ستم ہوا ۔۔۔ اب تک کبھی تیرا لچھمن سونا نہ کم ہوا
گھر سے نکل کے بھائی دشمن کے نگر میں ۔۔۔ تو نے دیا و چھوڑا یہ کیسا ظلم ہوا
گھر بار سے الگ تھا لیے وطن آوارہ ۔۔۔ موجودگی میں تیری تو مطلق نہ غم ہوا
سنکر و لاپ میرا دشمن بھی رو پڑے ۔۔۔ تم کو دیا نہ آئی یہ اچھا رحم ہوا
جاتے ہو کہاں بھائی تم چھوڑ کر مجھے ۔۔۔ کیا زندگی ہے میری جب تیرا نہ دم ہوا
تنہا نہ جانے دونگا دونوہی چلیں گے ۔۔۔ رنج و الم یہیں پہ سارا ختم ہوا
سیتا کی واپسی کی امید کیا رہی ۔۔۔ تیرا ہی بھروسا تھا تو راہی عدم ہوا
پہلے تو سبھی دکھڑے میں بھول گیا تھا ۔۔۔ جسونت سنگھ لیکن یہ گہرا زخم ہوا

ناٹک

ہائے افسوس! میرا اس قدر رونا چلانا سب فضول گیا۔ (لچھمن کی پیشانی کو بوسہ دے کر) آہ! بھائی! تو مجھ کو بالکل ہی بھول گیا؟ پرمیشور کے واسطے ذرا اپنی زبان تو ہلا اور مجھے ایک دفعہ بھائی کہہ کر تو بلا (زار نزار کو بلا کر) لچھمن! لچھمن!! پیارے لچھمن!!! آہ یہ عالم بیہوشی ہے۔ یا دائمی خاموشی ہے؟

گانا

(بطرز:۔ دل بے قرار سوجا)

زیادہ لیٹ نہ ہو تو لچھمن بیدار ہو جا ۔۔۔ دشمن سے لینگے بدلہ ذرا ہوشیار ہو جا
لے لوں بلائیں تیری بھیا گلے لگا کر ۔۔۔ اٹھ کر میرے گلے کا لچھمن تو ہار ہو جا
تیری اطاعتوں کا قائل ہوں صدق دل سے ۔۔۔ لیکن یہ کب کہا تھا یوں خاکسار ہو جا
رنجیدہ دیکھ مجکو تو غم میں ڈوب جاتا ۔۔۔ اس غم میں بھی تو میرا تو غمگسار ہو جا
میرے پسینے کی جا تو نے لہو بہایا ۔۔۔ کس کو کہوں گا اب میں میرا جانثار ہو جا
ایک ایک دن میں لچھمن بلہار مجھ پہ ہم دم ۔۔۔ پہلے سو بار ہوتا اب ایک بار ہو جا
ملنے کو دیتے تیرے آتے ہیں بھرت بھائی ۔۔۔ کر پیشوائی ان کی اٹھکر تیار ہو جا

بن آپ کے سہارا ایشور نہیں ہے کوئی تو رام کا سہائک پرور دگار ہوجا

ناٹک

انگد۔ (ہاتھ جوڑ کر) بھگون! میرا آپ سے کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے کیونکہ میرے جیسے کل کے بچے کی آپ کے سامنے کیا بساط ہے جس کی عقل صرف کھانے اور کھیلنے تک ہی محدود ہے۔ اس لئے سورج کو چراغ دکھانا بالکل بے سود ہے۔ یہ کام تو ہمارے جیسوں کا تھا جو آپ کر رہے ہیں۔ مگر ہم صبر کئے بیٹھے ہیں۔ اور آپ آہیں بھر رہے ہیں۔ اگر ہم روتے تو امید تھی۔ کہ آپ ہماری دھیر بندھائیں۔ مگر آپ کو تسلی دینے کیلئے ہم کس کو بلائیں۔

رامچندر جی۔ بیٹا انگد! تمہارا کہنا بالکل صحیح۔ مگر کیا کروں۔ میری طبیعت میرے اختیار میں نہیں رہی۔ اس ناگہانی مصیبت نے میری طبیعت کو بالکل ہلا دیا۔ اور لچھمن کی اچانک موت نے میرا سب استقلال خاک میں ملا دیا۔ اگرچہ سابقہ مصیبتوں کا بوجھ بھی کچھ کم نہ تھا۔ مگر لچھمن کی موجودگی میں مجھ کو ان کا مطلق غم نہ تھا۔ مگر اب تو نہ گھاٹ کے رہے نہ گھر کے رہے نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے (لچھمن کا منہ چوم کر) آہ میری زندگی کے سہارے بچے یہاں چھوڑ کر کدھر کو پدھارے۔

گانا

(لاؤنی ضلع)

تیری موت سے بھائی میرا سینہ چکنا چور ہوا

کیا اپرادھ ہوا مجھ سے جو تو آنکھوں سے دور ہوا

پوچھیگی تیری ماتا لچھمن کو ساتھ نہیں لایا
شترو گھن یہ کہیگا آ کر کہاں میری ماں کا جایا

تیری موت کو اودھ پوری کے لوگوں نے جب سن پایا
یہی کہیں گے ناری کارن بھائی کو مروا آیا

کس کس کو کیا کہوں گا میں تو سبھی طرح مجبور ہوا

کیا اپرادھ ۔ ۔ ۔ ۔

رات [illegible] تب بھی میری ذات کیا میں اپنا سر دوں
تو قربان ہو [illegible] جلانے تیری [illegible] بولو نہیں تو میں بھی اپنا ہیں خاتمہ کر دوں
نہ جانے ذرا [illegible] کیوں اتنا مغرور ہوا

کیا اپرادھ ۔ ۔ ۔

یہ تو سچ ہے تو مجھ سے پہلے دل سے شرماتا تھا
بیشک بھائی تو میرے نہیں نمک آنکھ اٹھاتا تھا
جب میں تجھے بلاتا تھا تب سامنے آتا تھا
بن قصور ہی تیرے تو پانی پانی ہو جاتا تھا
کیا تیری اس پہلی عادت کا ہی یہاں ظہور ہوا

کیا اپرادھ ۔ ۔ ۔

یوں تو مجھ کو عرصے سے گردش نے آگھیرا ہے
لیکن آج ہوا آنکھوں میں چاروں اور اندھیرا ہے
میری قسمت الٹ گئی کچھ دوش نہ بھائی تیرا ہے
جگہ بھی اتنی جل جائیگی جہاں رام کا ڈیرا ہے
بد قسمت کمبخت اور منحوس رام مشہور ہوا

کیا اپرادھ ۔ ۔ ۔

اس صدمے کو کہو تو کیسے بھائی بھرت سہاریگا
سنکر تیری موت ٹکریں دیواروں سے ماریگا
پران تیاگ دینگی ماتا شترگھن سورگ سدھاریگا
رام تمہارے ساتھ چلیگا جہاں تو ویر پدھاریگا
سارا کل ہو جائے نشٹ کیا تجھ کو منظور ہوا

کیا اپرادھ ۔ ۔ ۔

ناٹک

میرے بھیا! تجھے میری حالت زار پر بھی رحم نہیں آتا۔ اس قدر تو اگر میں کسی اپنے دشمن کے پاس بھی جا کر چلاتا۔ تو جو کچھ چاہتا وہی بخشوا لیتا۔ مگر تو اتنی خوشامد کرنے پر لب تک نہیں ہلاتا۔ ہائے ہائے ایسا غضب۔ آخر اس بے رخی کا کچھ سبب ہے؟ آسمان کی طرف دیکھ کر) او فلک کج رفتار! تجھ پر پرمیشور کی مار ارے کمبخت؟ امتحان بھی لیتا ہے تو ایسا سخت ہے ارے ظالم! لے رحم رحم کر (دیوانہ وار شستروں کو ادہر ادہر پھینک کر) جاؤ۔ جاؤ۔ چولھے میں پڑو۔ جب تم وقت پر ہی کام

نہ آئے۔ تو کون بیوقوف ہے۔ جو خواہ مخواہ تمہارے بوجھ کو اُٹھائے دیکھ اُٹھاکر نہیں نہیں ابھی نہیں۔ بھائی کا بدلہ ضرور لیکر چھوڑوں گا اور دغاباز میگھناد کا اچھی طرح ابھیمان توڑوں گا۔ ظالم میگھناد یہ سمجھ لے کہ اب تیری موت میرے اختیار ہے۔ کل کو تیرا سر ہے۔ اور میری تلوار ہے۔

گانا

ستم کر کے جو دشمن کے یہی تلوا بھاتی ہے ۔ برادر تیرے سے ہونا تیرا بیدار کافی ہے
عدو کی فوج میں جا کر میں وہ نقصان کر دونگا ۔ نہیں امداد کی خواہش تیرا اظہار کافی ہے
نہ اتنی فوج لشکر کی مجھے مطلق ضرورت ہے ۔ فقط تو لکشمن میرا سپہ سالار کافی ہے
تیری ہی آتش سے سنجیاں میں جان آئیگی ۔ ہلانا لب تیرا بھائی فقط اک بار کافی ہے
نہ خواہش ہے اجودھیا کی نہ سیتا کی تمنا ہے ۔ میری دائیں بھجا مجھکو تیرا دیدار کافی ہے
تیرے سر سے کر ڈالوں نچھاور راج دنیا کا ۔ ادھر تو ہو اُدھر میں ہوں یہی دربار کافی ہے
نہ مجھکو عیش و عشرت کا تیری سوگند قسم بھائی ۔ تیرا دیدار کافی ہے تیری گفتار کافی ہے
زباں سے اک دفعہ بھائی مجھے کہکر بلا لچھمن ۔ مجھے یہ گھونٹ امرت کی میری سرکار کافی ہے

سگریو

گانا (بطرز ایضاً)

تمہیں لچھمن بہت پیارا ہمیں کیا کم پیارا ہے ۔ مگر ایشور کی اچھا میں کسی کا کیا اجارہ ہے
پر ہم تو اس مصیبت سے ہوئے تھے بیچارے سارے ۔ اور اس پر آپکے آنسو چپت رونے نے مار ڈالا ہے
قبل از وقت کیسے کر لیا یہ آپ نے نشچے ۔ کیا جو آپنے انومان وہ متھیا ہی سارا ہے
جو باتیں ظاہراً ان میں کوئی لکشن نہیں ایسا ۔ کہ جس سے ہو یقیں ایسا سورگ لچھمن سدھارا ہے
اگر بالفرض ایسا ہی ہو تو پھر کیا تعجب ہے ۔ یہ آخر تو رزمگاہ ہے یا خالہ کا دوارا ہے
مٹھائی تو نہیں بٹتی یہی تو رن میں ہوتا ہے ۔ کہیں خود مرے ہیں اور کہیں دشمن کو مارا ہے
تعجب ہے کہ آپ ایسے جہاندیدہ بہادر بھی ۔ کریں ایسا رودن گویا لیا جیون اودھارا ہے
تسلی آپ رکھیں لکشمن بالکل سلامت ہے ۔ فقط عالم بیہوشی ہے یقیں پختہ ہمارا ہے

ناٹک

شتر یان جی! ذرا طبیعت کو سنبھالئے۔ اور ان نکمے خیالات کو دل سے نکالئے۔ اوّل تو پرمیشور کی دیا سے لکشمن تندرست ہے۔ بالفرض محال اگر آپ کا خیال ہی درست ہے۔ تو میدان میں ہوا ہی کیا کرتا ہے آخر جو اپنے دشمن سے جاکر لڑتا ہے۔ وہ اپنا سر تو پہلے ہی ہتھیلی پر دہرتا ہے۔ یا تو اُسے مارتا ہے یا خود مرتا ہے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی آپ کا یہ حال ہے۔ نیز لچھمن جی کی نسبت تو آپ کا بالکل غلط خیال ہے۔ اگر دشمن کو یہ معلوم ہوگیا کہ آپ کا اِس قدر ہی استقلال ہے۔ تو اِس حالت میں کامیابی کا منہ دیکھنا سخت محال ہے۔

رامچندر جی۔ ہاں بھائی دُنیا میں کوئی ایسا نہیں جو نصیحت کرنی نہ جانتا ہو مگر ایسا کوئی کوئی ہے۔ جو دوسروں کا دکھ بھی اپنے جیسا مانتا ہو۔ کل تم ہی بالی کی نعش پر باوجود اپنا جانی دشمن ہونے کے بھی دھائیں مار مار کر رو رہے تھے اور بھائی کے وئیوگ میں بالکل سودائی ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ تم نے خودکشی کرنے کو بھی کہا۔ مگر وہ وقت اب تم کو یاد نہیں رہا۔ آہ! لچھمن جیسا بھائی تو روئے زمین پر چراغ لیکر ڈہونڈ ہنے سے بھی نہیں مل سکتا۔ جو ہر ایک اوصاف میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ پیارے لچھمن! لوگ مجھ کو سے

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی
میں سب سے یہی کہتا ہوں کہ بالکل ٹھیک ہے بھائی

لیکن میں پھر بھی اُن کا مشکور ہوں۔ کہ کچھ مہربانی کرتے ہیں۔ کچھ تو ہمدردی کا دم بھرتے ہیں۔ جن کے ساتھ عارضی سمبندھ ہے۔ ان کو تو میرا یہاں تک خیال ہے مگر جو حقیقی بھائی ہے۔ اُس کا یہ حال ہے۔ کہ ذرا سا لب ہلانا بھی سخت محال ہے۔ اچھا بھائی یہ زمانے کی چال ہے۔

گانا

(بحر طویل)

کیوں پڑا ہے چڑھا ہے تجھے کیوں نشہ کھول آنکھیں ذرا بات کو بولا لکشمن
تیرا بھائی سودائی ہے رو رو ہوا بیتہ آ اٹھ تجھے کچھ دیا لکشمن
میری نیا اے بھیا بھنور میں پڑی بن کھویا کنارے سے لگا لکشمن
چھوڑ مجھ کو یہاں تم چلے ہو کہاں کچھ بتا تو وہاں کا پتہ لکشمن
دکھ دکھانے جلانے ستانے کو تو یوں مٹانے رلانے کو تھا لکشمن
رنج غم کو الم کو بھلا ایک دم چھوڑ ہم کو عدم کو چلا لکشمن
اے بہادر نڈر در نہ کر تو میرا کہوں ماور برادر کو کیا لکشمن
چھوڑ گھر کو نگر کو کدھر کو چلا ذرا سر کو ادھر کو اٹھا لکشمن
ویر تقدیر آخیر پھوٹی میری دھیر رگھبیر کی تو بندھا لکشمن
کچھ بہانا ٹھکانا بتانا مجھے پھر روانہ ہو جانا ذرا لکشمن
جو اکڑ کر پکڑ کرے جائے تجھے لوں جکڑ کر یہیں یہ بلا لکشمن
زور چلتا نہ جسونت سنگھ کچھ یہاں ہار چلا لکشمن ہار چلا لکشمن

ناٹک

جاموَنت۔ کیا آپ کو یقین ہے۔ کہ اس گریہ و زاری سے کوئی مفید نتیجہ پیدا ہو گا۔ یا لچھمن جی کو کچھ فائدہ ہو گا۔

رامچندر جی۔ اِس بات کو کون نہیں جانتا۔ مگر کیا کروں دل نہیں مانتا

جاموَنت۔ آپ وید کو بلایئے۔ اور ان کا طبی معائنہ کرایئے۔ ورنہ دیر کرنے سے زہر کا اثر تمام خون میں سرایت کر جائے گا۔ پھر تو تمام جسم میں زہر ہی زہر بھر جائیگا۔

رامچندر جی۔ (ہنومان جی سے) جاؤ۔ ذرا وید جی کو بُلا لاؤ۔

(ہنومان کا فوراً چلا جانا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد معہ سوکھین وید کے واپس آنا)

سوکھین۔ (لچھمن کی نبض اور زخموں کو بغور دیکھ کر) او ہو بڑے گہرے زخم ہیں۔

رامچندر جی۔ کیوں ؟ کچھ ہے امید۔ یا بالکل ہی آس نہیں۔

سوکھین۔ حالت تو اچھی ہے۔ مگر افسوس! کہ جس دوائی کی ضرورت ہے وہ اس وقت میرے پاس نہیں۔

رامچندر جی۔ وہ کونسی ایسی دوائی ہے۔ شاید تلاش کرنے سے مل جائے۔

سوکھین۔ [illegible] امرت سنجیونی نامی ایک بوٹی [illegible] دوائی آجائے تو لچھمن جی شرطیہ تندرست ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ شرط ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے آجائے ورنہ بعد میں اس کا آنا نہ آنا ایک سمان ہے۔ کیونکہ لچھمن صرف رات بھر کا مہمان ہے۔

رامچندر جی۔ (ہنومان کی طرف دیکھ کر) میرے بہادر جرنیل! اب کس بات کا انتظار ہے۔ میری اور لچھمن کی زندگی کا تمہاری ہمت پر دار و مدار ہے۔

ہنومان۔ مجھے کب انکار ہے۔ اگر ضرورت ہو تو میرا سر بھی آپکے قدموں پر نثار ہے (سوکھین سے مخاطب ہو کر) مگر اس بوٹی کی کیا پہچان ہے کیونکہ میرے لئے تو معمولی گھاس اور امرت سنجیونی ایک سمان ہے۔

سوکھین۔ وہ بوٹی رات کے وقت [illegible] کی طرح چمکتی ہے۔ اس لئے اس کا شناخت کرنا بہت آسان ہے۔

رامچندر جی۔ اب آپ جلدی سوار ہو جائیے اور زیادہ دیر نہ لگائیے۔

ہنومان۔ (رامچندر جی کے قدموں میں ہو کر) اب یا تو بوٹی لے کر ہی آؤں گا۔ ورنہ تا زندگی میں بھی آپ کو اپنی شکل نہ دکھاؤں گا۔

گندھما پربت

[ہنومان جی امرت سنجیونی کی تلاش میں پہاڑ کی مختلف چوٹیوں پر پھر رہے ہیں۔ اور تمام پودوں کو الٹ پلٹ رہے ہیں]

ہنومان۔ (حیران ہو کر دل ہی دل میں) تمام پہاڑ کو دیکھ لیا۔ سارے پودوں کو

اُلٹ پلٹ کیا۔ مگر جو نشانی ویدجی نے بتلائی۔ وہ بوٹی اب تک نظر نہ آئی
نہ کوئی بوٹی چمکتی ہے نہ کوئی آگ کی مانند دمکتی ہے۔ کیا کروں کیا بناؤں اب
کونسی بوٹی لے کر جاؤں۔ ادہر وقت کی تنگی کا خیال۔ ادہر بوٹی کا ملنا محال ایسا
نہ ہو کہ یہ کوئی اور ہی پہاڑ ہو۔ جو امرت سنجیونی کی طرف سے بالکل ہی اجاڑ ہو
(جیب سے نقشہ نکال کر اور اسے بغور دیکھ کر) نہیں نہیں پہاڑ تو یہ وہی ہے۔ مگر کیا
اس پر امرت سنجیونی نہیں رہی ہے۔ (آسمان کی طرف دیکھ کر) خیر ابھی تو آدھی
سے زیادہ رات پڑی ہے۔ کوشش کر۔ کامیابی پرمیشور کے ہاتھ ہے۔ وہ سامنے
والے چھٹیلے ہیں۔ اُن پر کچھ نشان پیلے پیلے ہیں۔ شاید وہ امرت سنجیونی کا
ہی پرکاشش ہو۔ اور وہیں اپنی پورن آشش ہو (دوڑ کر اور اُن چوٹیوں پر چڑھ کر)
آہاہاہا۔ یہاں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا ہزاروں چراغ جل رہے ہیں۔
یا بہت سے سورج نکل رہے ہیں۔ واہ ری امرت سنجیونی! جہاں پر تیری
جیوتی ہو۔ وہاں کب ممکن ہے کہ کوئی بیماری بھی ہوتی ہو بلاشک تو امرت
کا سمندر ہے۔ اور مردہ جسم میں جان ڈالنے کی شکتی تیرے اندر ہے (جلدی جلدی
بوٹی توڑ کر) شکر ہے کہ یہ مشکل حل ہو گئی۔ اور میری محنت سپھل ہو گئی (پھر
جھجک کر) او ہو بھول گیا۔ میرا تو یہاں آنا ہی فضول گیا (ماتھے پر ہاتھ
مار کر) ارے نامعقول! یہ تو پوچھا ہی نہیں۔ کہ اس کے پتے چاہئیں
یا پھول۔ جڑ چاہیئے یا پھل۔ اب کیا بنتا ہے۔ ماری گئی عقل۔ اگر یہاں
دریافت کروں تو کس سے ؟ ایک میں ہوں ایک یہ پہاڑ۔ باقی چاروں
طرف بیابان اُجاڑ۔ (کچھ سوچ کر) بس بس یہی ٹھیک ہے۔ اب زیادہ کشمکش و پیچ
کرنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ دن نکلنے سے پہلے تو میرا وہاں پہنچنے کا وعدہ ہے
اِس بوٹی کے بہت سے پودے جڑوں سمیت اُکھیڑ کر لے جائیں گے۔ اور
جس حصے کی انہیں ضرورت ہو گی وہ خود کام میں لے آئیں گے۔ بس
یہی تجویز سب سے اعلیٰ ہے (جلدی جلدی بوٹی اُکھیڑ کر) مگر جلدی کرنا

چاہئے ۔ کیونکہ اب سورج نکلنے والا ہے ۔

رامچندر جی کی اضطرابی

گانا

(راگنی ملتان)

رات بھی آج تو بارات بنی جاتی ہے ۔ کیسی تیزی سے بنی اور بھٹی جاتی ہے
لوگ تعریف میں تیری یہ کہا کرتے ہیں ۔ کیک رفتار تو دنیا میں سنی جاتی ہے
آج مستانہ روی بھول گئی تو ظالم ۔ اپنی عادت کے خلاف ایسی تنی جاتی ہے
یا میرے ساتھ ہے تجکو بھی عداوت کوئی ۔ اس طرح سے جو جلی اور کھینی جاتی ہے

سجن سکارے جائینگے نین مرینگے رو
بدھنا ایسی رین کر جو بھور کبھو نہ ہو

نامرادوں کی تو کرتی ہے مرادیں پوری ۔ تو زمانہ میں رحم دل بھی گنی جاتی ہے
آج کی رات یہیں رین بسیرا کرے ۔ تیرے ہینے سے میری جان کنی جاتی ہے

یا رمن فردا دو روز شتاب
یا الٰہی تا نگوئم بر نہ آید آفتاب!

مجھ کو مار چلی اور کسے ڈسنے کو ۔ پھن اٹھائے ہوئے تو ناگ پھنی جاتی ہے

ناٹک

اوہو! آج رات بھی پر لگائے دوڑی جا رہی ہے ۔ نہ معلوم اسے کیا موت کھا رہی ہے ۔ یا پیچھے کوئی دشمن کی فوج آرہی ہے ۔ مگر اس بچاری کا کیا قصور ہے ۔ اس کے سر پر بھی کوئی اعلیٰ افسر ضرور ہے ۔ جسکے حکم سے یہ بھی مجبور ہے ۔ جوں جوں رات ختم ہوتی جاتی ہے لچھمن کی زندگی کی امید کم ہوتی جاتی ہے ۔ آہ! سورج دیوتا! تو دنیا کے لئے تو روشنی لے کر آئے گا ۔ مگر تیرے نمودار ہوتے ہی میری قسمت کا سورج ڈوب جائے گا ۔ ادہر دنیا رات بھر کی نیند کے بعد بیدار ہوگی ۔ ادھر موت لچھمن کے گلے کا ہار ہوگی

پرمیشور کے واسطے تو ہی کچھ یتن ہلا دے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو کہیں چھپا لے۔ مگر تیرے بھی کچھ اختیار نہیں۔ کیونکہ تو خود مختار نہیں تیرے پیچھے بھی ایک زبردست پنجہ ہے۔ اور وہ قانون قدرت کا شکنجہ ہے۔ پر تھوا کیا یہ قانون ٹل نہیں سکتا؟ اور یہ ٹائم ٹیبل آج کی رات بدل نہیں سکتا؟ اگر کوئی ایسا قانون ہو۔ جو اس قانون پر حاوی ہو یا کم از کم اس کے مساوی ہو تو آپ ہی میری اس التجا کو منظور کیجئے۔ اور تا حکم ثانی ان کو اپنی اپنی جگہ رُکنے کے لئے مجبور کیجئے۔ ورنہ اگر ان کی رفتار کا یہی حال ہے۔ تو ہنومان کا وقت مقررہ پر پہنچنا سخت محال ہے۔

گانا

(بحر قوالی)

توہی منظور کرلے او فلک یہ بات تھوڑی سی ۔۔۔ تیرا احسان مانونگا بڑھا دے رات تھوڑی سی
کئے ہیں جسقدر تو نے ظلم سب بھول جاؤں گا ۔۔۔ اگر دیدے مجھے تو فقط یہ خیرات تھوڑی سی
نہ جبتک میں کہوں تجکو نہ سورج کو نکلنے دے ۔۔۔ نہ مانے تو اسے دیدے میری حیات تھوڑی سی
عمر بھر میں تیرا ہرگز نہ یہ اُپکار بھولوں گا ۔۔۔ تو کر دے مہربانی یہ ہمارے ساتھ تھوڑی سی
ادہر سورج نکلنے کا زمانہ منتظر ہو گا ۔۔۔ مگر میرے لئے تو موت ہے پربھات تھوڑی سی
ہمیشہ ایک جیسی چال کیوں رکھتا ہے او ظالم ۔۔۔ دوہائی ہے بدل دے آج تو عادات تھوڑی سی
مجھے تو دان دیدے زندگی میرے برادر کی ۔۔۔ یہ بھکشا مانگتا ہوں عاجزی کیساتھ تھوڑی سی
ہر اک کی کلفتیں مجھ سے خوشامد کیوں کراتا ہے ۔۔۔ ہلا دے تو زبان اپنی اے میرے بھرات تھوڑی سی

ناٹک

(آسمان کی طرف دیکھ کر) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج نکلنے والا ہے۔ کیونکہ مشرق کی طرف کچھ کچھ اجالا ہے۔ او ظالم! ذرا صبر کر ورنہ غضب ہو جائیگا۔ تو سارے سنسار کو تو جگائے گا۔ مگر لچھمن ہمیشہ کی نیند سو جائے گا۔

سگریو۔ نہیں مہاراج! ایسا کیا اندھیر ہے ابھی سورج نکلنے میں بہت دیر ہے

رامچندر جی۔ وہ دیکھئے مشرق کی طرف روشنی نمودار ہے۔

سگریو۔ (غور سے دیکھ کر) مبارک ہو یہ روشنی سورج کی نہیں بلکہ یہ تو تمہارا بہادر سپہ سالار ہے۔

رامچندر جی۔ کون ہنومان۔

سگریو۔ بیشک ہنومان۔ وہ دیکھئے سامنے وہاں اب تو ہو گیا اطمینان۔

رامچندر جی۔ (ہاتھ جوڑکر) دھنیہ ہو سروشکتیمان۔ آپ کا دھنباد کرنے کے لئے نہ زبان میں طاقت نہ منہ میں زبان۔

(ہنومان کا دوڑکر رامچندر جی کے قدمبوس ہونا۔ اور اُن کا فوراً گلے لگا لینا)

سوکھین۔ ذرا میری طرف آؤ۔ اور وہ بوٹی مجھے دکھلاؤ۔

ہنومان۔ (دمان سے بوٹی نکال کر) لیجئے۔ لیجئے۔ لیجئے۔ لیجئے۔

سوکھین۔ (تعجبانہ لہجے میں) واہ وا! تم تو پہاڑ کا پہاڑ ہی اٹھا لائے۔

ہنومان۔ اور کیا کرتا۔ نہ تو چلتی دفعہ آپ نے کہا۔ اور نہ مجھے ہی پوچھنا یاد رہا کہ اس کا کونسا حصہ درکار ہے۔ اور اس کی کس قدر مقدار ہو۔ وہاں جاکر جب یہ سوال درپیش ہوا۔ تو طبیعت کو بڑا طیش ہوا۔ آخر سوچتے سوچتے یہی صلاح کرلی اور بہت سی بوٹی جڑوں سمیت اکھیڑ کر دمان میں بھر لی۔

سوکھین۔ (اپنے کمپاؤنڈر سے) پہلے زخموں کو اچھی طرح دھو کر صاف کر دو۔ اور پھر اس بوٹی کی جڑ کو رگڑ کر زخموں میں بھر دو۔ (دوسرے کمپونڈر سے) تم اس کے پتوں کو کوٹ کر ان کا پانی نکالو۔ اور تھوڑا تھوڑا لچھمن کے منہ میں ڈالو تھوڑے پھول لے کر) میں ان کی نسوار بنا کر انہیں سونگھاتا ہوں۔ اور تھوڑی دیر میں ہی انہیں ہوش میں لے آتا ہوں۔

رامچندر جی۔ (کچھ دیر کے بعد) ابھی تک اس بوٹی نے اپنی کچھ تاثیر نہیں دکھلائی۔ کیونکہ لچھمن کو بالکل بھی ہوش نہیں آئی۔

---

[1] یہ ایک عام محاورہ تھا۔ جو بوٹی کی کثیر مقدار کو دیکھ کر کہا تھا۔ جس کو عوام الناس ہنومان کا سچ مچ پہاڑ کو اٹھا لانا تسلیم کر بیٹھے۔

سوکھین۔ مہاراج! کامل دس بارہ گھنٹے سے لچھمن بالکل بیہوش پڑا ہوا ہے۔ مزید براں ان کے تمام جسم میں زہر ہی زہر بھرا ہوا ہے۔ گویا دوسرے معنوں میں لچھمن بالکل مرا ہوا ہے۔ آخر جب زہر کا اثر ۔۔۔ ۔۔۔ "

لچھمن۔ (انگڑائی لے کر) آچھیں ۔۔۔۔۔۔ آچھیں ۔۔۔۔۔۔ آچھیں۔

سوکھین۔ (فوراً ایک دوائی ان کے منہ میں ڈال کر) لچھمن جی! لچھمن جی!! کہو کیا حال ہے؟

لچھمن۔ (بڑی دھیمی آواز سے) بھائی۔

رامچندر جی۔ (فرط محبت سے ان کو گلے لگا کر) ہاں بھائی! شکر ہے تو نے زبان تو ہلائی۔ اب ذرا جان میں جان آئی۔

سوکھین۔ آپ ذرا کرپا کر کے دور ہی رہیئے۔ اور انہیں کچھ نہ کہیئے کیونکہ ابھی ان کے بدن میں رعشہ ہے۔ اور جوشِ محبت کی وجہ سے زخموں کے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

{تمام کیمپ میں خوشی کے شادیانے بجنا۔ اور چاروں طرف سے مبارک مبارک کی صدا آنا۔ ہنومان کا رامچندر کے قدموں میں سر جھکانا۔}

تیسرا روز
گھمسان یدھ

{جانبین کے لشکروں میں غضب کا جوش بڑھا ہوا ہے اور ہر ایک کو کھشتری پن کا جوش چڑھا ہوا ہے۔}

ہنومان۔ (گرج کر) آؤ۔ آؤ۔ ذرا آگے قدم بڑھاؤ۔

دھومر۔ (تلوار لیکر اچھلتا ہوا) آتا ہوں اور تجھے ابھی جہنم میں پہنچاتا ہوں۔

ہنومان۔ کیوں اتنا اچھلتا ہے۔ کوئی گھڑی دنیا کی ہوا کھا لے۔

دھومر۔ (تلوار کا ایک ہاتھ مار کر) کیوں بن آئی مرتا ہے۔ بہتر ہے کہ اب بھی بھاگ کر جان بچا لے۔

ہنومان۔ (گرز سے اس کی کھوپڑی پھوڑ کر) یہ پڑے ہیں تیری کھوپڑی کے [illegible]

انکپن۔ خبردار جانے نہیں پائے گا۔

انگد۔ (راستہ روک کر) مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔

انکپن۔ تیرا بیچ میں پڑنے کا کیا کام ہے۔

انگد۔ تو جانتا نہیں [illegible] کیا کام ہے۔

انکپن۔ ہاں ہاں جانتا ہوں کہ تو رام چندر کا ایک بےغیرت ناخلف اور ذلیل غلام ہے۔

انگد۔ (جوش میں آ کر [illegible]) تیری زندگی کا یہی انجام ہے۔ (ایک سے دو کر دیئے)

بجر باہو۔ سنبھل جا۔ اب [illegible] کا پیغام لئے آتا ہے۔

نل۔ (سد راہ ہو کر) ذرا ٹھہر۔ کدھر منہ اٹھائے جاتا ہے۔

بجر باہو۔ (طنزاً) تجھے لڑائی سے کیا جا کر اینٹیں پتھر چھوڑ۔

نل۔ خیر کچھ چھوڑنا ہی ہے۔ اینٹیں نہ سہی تیرا سر ہی سہی۔

بجر باہو۔ کیوں عقل ماری گئی ہے۔ یہ تماری نہیں بلکہ لڑائی ہے۔

نل۔ (ایک گھونسہ لگا کر) ذرا چپ رہو۔ کیوں بک بک لگائی ہے۔

بجر باہو۔ (طیش میں آ کر تلوار چلاتا ہوا) تو گھر سے ناراض ہو کر تو نہیں آیا۔

نل۔ (ایک ہی وار سے کام تمام کر کے) یہ پڑا ہے راکشس تمہارا تایا۔

(طرفین کے لشکروں کا ایک دوسرے پر پل پڑنا اور دو بدو ہو کر لڑنا۔ بڑے گھور سنگرام کے بعد فوج لنکا کا شکست کھا کر بھاگ جانا۔ بانری سینا کا پرجوش نعرے اور حوصلہ افزا جے کارے لگاتے ہوئے اپنے کیمپ میں واپس آنا۔)

چوتھا روز

راجہ سگریو اور دلاور کنبھ کرن

{راکشس سینا کل کی شکست کا داغ دھونے کے لئے کمر بستہ ہے
{اور سب کے آگے دلاور کنبھ کرن کی فوج کا دستہ ہے۔

ببھیکھن۔ (رامچندر جی سے) مہاراج! آج کی جنگ کو معمولی نہ سمجھیئے۔ بلکہ ایک قیامت کی گھڑی ہے۔ وہ دیکھئے راکشس سینا کس طرح سینہ سپر کھڑی ہے۔ فوج کی کمان کنبھ کرن نے خود سنبھالی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج قیامت آنے والی ہے۔ کیونکہ یہ شخص اُس وقت ہتھیار اٹھاتا ہے۔ جبکہ خاص ضرورت ہو۔ یا حد سے زیادہ خطرناک صورت ہو۔ ورنہ ہر وقت نشے میں غلطاں رہتا ہے۔ اور جب شستر اٹھالے۔ تو دیکھنے والا انگشت بدنداں رہتا ہے۔ اِس لئے آج خاص احتیاط رکھنا۔ بلکہ میرے خیال میں فوج کی کمان آپ اپنے ہاتھ رکھنا۔

سگریو۔ آپ کچھ فکر نہ کیجیئے۔ اور مجھ کو اس کے مقابلہ پر جانے کی اجازت دیجیئے۔

رامچندر جی۔ آپ اس ضد کو جانے دو۔ اور کنبھ کرن سے مجھ کو ہی ہاتھ ملانے دو۔

سگریو۔ آخر کنبھ کرن کوئی خدا تو نہیں۔ اگر ایسی ہی صورت ہوئی۔ تو آپ بھی ہم سے کچھ جُدا تو نہیں۔

رامچندر جی۔ اچھا زیادہ دیر نہ لگائیے۔ اور جلدی بگل بجوائیے۔

(بگل کی آواز آنا۔ اور دونوں لشکروں کا بالمقابل جم جانا)

کنبھ کرن۔ (تلوار کو جنبش دے کر) ذرا سامنے آؤ۔ وہ کون موت کا متلاشی ہے کنبھ کرن کی تلوار بھی ایک مدت سے خون کی پیاسی ہے۔

سگریو۔ ذرا آگے آ۔ تاکہ تیری پیاس بجھاؤں۔

کنبھ کرن۔ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھ۔ تو بھی اپنے کو بہادروں میں شمار کرتا ہے۔

سگریو۔ بے شرم! تو بھی بولنے کو مرتا ہے۔ اور بڑے فخر سے راون کے

بھائی ہونے کا دم بھرتا ہے۔

کُنبھ کرن۔ (وار کرکے) معلوم ہوتا ہے کہ تو ضرور موت کا مزا چکھے گا۔

سگریو۔ (تلوار چلاکر) اگر میں نے تیری مرمت نہ کی۔ تو تو بھی کیا یاد رکھے گا۔

کُنبھ کرن۔ (تیر چلاکر) بیوقوف! وہ دیکھ تیری موت سامنے کھڑی ہنس رہی ہے۔

سگریو۔ (متواتر وار کرکے) یوں کیوں نہیں کہتا۔ کہ آج میری جان مصیبت میں پھنس رہی ہے۔

{سگریو کا لڑتے لڑتے بیدم ہو جانا۔ اور کنبھ کرن کے متواتر تیروں سے زخمی ہو کر گر جانا۔ بانری سینا کے پاؤں اکھڑ جانا۔ راکشس سینا کا سگریو کو بحالت بیہوشی اُٹھانا۔ اور رامچندر ہنومان وغیرہ کا آنا۔}

ہنومان۔ (للکار کر) ٹھیر ٹھیر کہاں جاتا ہے۔

کُنبھ کرن۔ کیوں اپنی قضا کو بلاتا ہے۔ کیا تو بھی سگریو کے پاس پہنچنا چاہتا ہے۔

ہنومان۔ ارے بزدل! کس کرتوت پر اتنا اچھل رہا ہے۔ اور اینٹھ اینٹھ باتیں کر رہا ہے۔

کُنبھ کرن۔ (ایک گرز مار کر) پیچھے ہٹ کر مر کیوں ناحق سر پر چڑھ رہا ہے۔

(ہنومان کا مورچھت ہو جانا)

انگد۔ (رامچندر جی سے) کنبھ کرن تو غضب ڈھا رہا ہے۔ جس طرف پڑتا ہے میدان صاف کرتا جا رہا ہے۔ گویا یہ تو آج ہی جنگ کا خاتمہ کرنے کی قسم کھا چکا اگر اب بھی اس کا ہاتھ کسی طرح نہ رُکا۔ تو شام تک تو لاشوں کے انبار لگا دیگا جو باقی بچیں گے۔ اُن کو ویسے بھگا دے گا۔

رامچندر جی۔ بے شک کنبھ کرن ایک مجسم قہر ہے۔ دلیری اور بہادری میں علامہ دہر ہے۔ مگر جو کچھ اُس نے کرنا تھا۔ وہ کر چکا۔ اب کنبھ کرن کو زندہ نہ سمجھو بلکہ یقیناً مر چکا۔

کنبھ کرن۔ (رامچندر جی سے) اتنی خلقت کا خون بہا کر اب جان کیوں چھپاتا پھرتا ہے۔ ذرا مقابلے پر آ۔

رامچندر جی۔ میرے دل میں بھی مدت سے ارمان تھا۔ شکر ہے کہ آج تیری طاقت آزمانے کا موقعہ ملا۔

کنبھ کرن۔ کل کے آنسوؤں کی نمی تو ابتک تیری آنکھوں میں موجود ہے۔

رامچندر جی۔ (تیر چھوڑ کر) تو اپنی جان بچا۔ گذشتہ باتوں کا ذکر بے سود ہے۔

کنبھ کرن۔ (وار بچا کر) سنبھل جا۔ اب میرا وار آتا ہے۔

رامچندر جی۔ (پینترا بدل کر) بہت اُچھل چکا۔ اب ہو جا ہوشیار۔

کنبھ کرن۔ (تلوار گھماتا ہوا) یہ یاد رکھ کہ میں تجھکو مارے بغیر تھوڑا ہی مرتا ہوں۔

رامچندر جی۔ (ایک سنسناتا ہوا تیر چھوڑ کر) لے تو چل۔ تیرے پیچھے ہی پیچھے راون کو بھی روانہ کرتا ہوں۔ (کنبھ کرن کا خاتمہ)

(کنبھ کرن کے مرتے ہی فوج لنکا کا تتر بتر ہو جانا۔ اور بانری سینا کا اُنکے پیچھے تالیاں بجانا۔ اور طرح طرح کے شرمناک نعرے لگانا۔ اور فتح کے جھنڈے لہراتے ہوئے اپنے کیمپ میں آنا۔)

دربار لنکا

فوج لنکا کی شاندار پسپائی اور راون کی ہائے دہائی

راون۔ مجھے سخت تعجب اور حیرانی ہے۔ کہ تم لوگوں نے مجھ کو برباد کرنے کی کیوں ٹھانی ہے۔ جس روز سے جنگ ہو رہا ہے۔ ہر طرح سے ہمارا ہی قافیہ تنگ ہو رہا ہے۔ تمام نامی سردار ایک ایک کر کے ختم ہو گئے۔ بیشمار بہادر ہمیشہ کے لئے بستر مرگ پر سو گئے۔ ستم ہے۔ غضب ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہارے اس کائرپن کا کیا سبب ہے۔ میں یہ بھی ماننے کے لئے تیار نہیں کہ

دشمن ہمت کچھ زیادہ زبردست ہے۔ پھر کیا وجہ کہ ہر روز ان کی فتح اور ہماری ہی شکست ہے۔ حالانکہ لنکا کا ہر ایک بہادر بے نظیر اور لاثانی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دلوں میں ضرور بے ایمانی ہے۔ اور تم پر کسی قسم کا اعتبار کرنا سخت نادانی ہے۔

پرست۔ ہاں مہاراج یہ آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ اور ہم لوگوں کی جان نثاریوں کی یہی قدر دانی ہے۔ ہم لوگ جان ہتھیلی پر رکھے پھرتے ہیں۔ مگر آپ کو پھر بھی بدگمانی ہے۔ آپ کا دوش نہیں۔ یہ سپاہ گری کا کام ہی ایسا نامراد ہے۔ کہ خون پسینہ ایک کرنے پر بھی اس کی یہی داد ہے۔

میگھناد۔ پتاجی! یہ آپ کی فضول بیقراری ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے کہ دشمن کا پلڑا ہم سے کچھ بھاری ہے۔ چچا کنبھ کرن مرنے کو تو مر گئے۔ مگر سفایا ان کا بھی کر گئے۔ علاوہ بے شمار سپاہ کے سگریو اور ہنومان کو جہنم رسید کر گیا۔ اور پھر ہمیں پہلے ہی روز میرے ہاتھ سے مر گیا۔ اب تو اکیلا رام ہی رام ہے چنانچہ کل کو اس کا کام بھی تمام ہے (راون کے کان میں) آپ بھی کیسی غلطی کر رہے ہیں یہ وقت تیزی میں آنے کا ہے؟

راون۔ (گفتگو کا پہلو بدل کر) نہیں۔ نہیں۔ میرا یہ ہرگز بھی خیال نہیں کہ میرے سرداروں میں کوئی بھی نمک حلال نہیں۔ بھلا میں نے یہ کب کہا کہ آپ لوگوں میں بہادری اور غیرت کا مادہ نہیں رہا۔ بلکہ میرے کہنے کا مطلب تو کچھ اور ہی جو خاص طور پر قابل غور ہے۔ یعنی باوجودیکہ آپ لوگ اتنی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہمارے ہی آدمی کیوں زیادہ مرتے ہیں؟

ایک نووارد۔ مہاراج نے جو حکم دیا تھا وہ چیز تیار ہے۔

راون۔ ہاں ہاں جلدی حاضر کرو مجھے اس کا بڑی دیر سے انتظار ہے۔

وہی نووارد۔ (ایک بکس میں سے دو مصنوعی سر نکال کر) یہ لیجئے۔ اگر کوئی نقص رہ گیا ہو تو فرما دیجئے؟

راون۔ (دونوں سروں کو بغور دیکھ کر) واقعی کاریگری میں تو کمال ہے اصل اور نقل میں تمیز کرنا سخت محال ہے۔

تمام حاضرین۔ بے شک ان کو تو ہم بھی نہیں پہچان سکتے۔ اس بچاری کی تو کیا مجال ہے۔

راون۔ میگھناد! کل کو فوج کی کمان تم خود سنبھالو۔ اور جس طرح ہو سکے اس جھگڑے کا فیصلہ ہی کر ڈالو۔

میگھناد۔ آپ اطمینان رکھیں۔ کل کو جب میدان میں جاؤں گا تو فیصلہ کر کے ہی آؤں گا۔

راون کی نئی شرارت
اشوک باٹکا

سیتاجی (گانا) (راگنی کالنگڑہ)

مٹائے گا کیا کوئی خود ہی میں ہستی اپنی مٹا چکی ہوں
سزا گناہوں کی پا چکی ہوں بہت ہی صدمے اٹھا چکی ہوں

نہ جانے کہ کیوں یہ جان میری نہیں نکلتی ہے اس جسم سے
خوشامدیں کر چکی ہوں اس کی میں زور اپنا لگا چکی ہوں

میں نے چاہا کہ اپنے ہاتھوں سے کام اپنا تمام کر دوں
مگر نہ دیتے یہ ساتھ دشمن میں بارہا آزما چکی ہوں

جنم جنم کے جو پاپ میرے اسی جنم میں ہوئے اکٹھے
جلائیں گے کیا یہ مجھ کو مل کر میں خود ہی خود کو جلا چکی ہوں

یہ میں نے مانا کہ میں تمہاری دیا کی مطلق نہ مستحق ہوں
مگر قضا کا تو حق ہے سب کا نہ وہ بھی آئی بلا چکی ہوں

ناٹک

آہ کمبخت سیتا! تونے ایسا کونسا پاپ کرم کیا تھا۔ جسکے پھل بھوگنے کے لئے اس سنسار میں جنم لیا تھا۔ نہ معلوم کب تک اس جسم کو عذاب ہوگا یا جنم جنمانتر کے پاپوں کا اسی جنم میں نہیں بلکہ انہی دنوں میں حساب ہوگا آئے دن کی مصیبتوں اور ہر گھڑی کی آہوں سے شریر کا یہ حال ہوگیا کہ ایک قدم چلنا بھی سخت محال ہوگیا۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہنس رہی ہے۔ مگر یہ بے شرم جان نہ معلوم کہاں پھنس رہی ہے۔ اگر یہ نکل جائے تو مجھ کو ان مصیبتوں سے تو رہائی مل جائے۔ جب تک زندہ ہوں میرا پاپ اور بھی بڑھ رہا ہے۔ کیونکہ اس گھور یدھ میں لاکھوں جیووں کا خون میری گردن پر چڑھ رہا ہے۔ مگر کس کو کہوں۔ کہ اس جھگڑے کو مٹائے۔ یا کس کو بھیجوں جو سوامی جی کو اس یدھ سے ہٹائے۔ اگر اپنی آہوں سے کام لوں۔ تو وہ بھی بے سود ہے۔ کیونکہ اب تو اُنکی رفتار بھی صرف میرے لبوں تک ہی محدود ہے۔ دل سے دل کو راہ ضرور ہے مگر دل بیچارے کا بھی کیا قصور ہے۔ یہ مجھ سے زیادہ مجبور ہے اس لئے اس سے وہ تاثیر ہی کوسوں دور ہے (آسمان کی طرف دیکھ کر) بادِ صبا کے تیز رفتار جھونکوا پرمیشور کے واسطے تم ہی جا کر ان کو اس خونریز لڑائی سے روکو۔ پران ناتھ! آپ لنکا سے اپنا محاصرہ اُٹھا لو۔ اور میرے لئے اپنی اور لکشمن کی زندگی خطرے میں نہ ڈالو۔ کرپا کرکے ایودھیا کو لوٹ جاؤ۔ اور اس قدر جیووں کا خون میری گردن پر نہ چڑھاؤ۔ میری زندگی کا جو پروگرام ہے وہ اب قریب الاختتام ہے۔ بالفرض محال سہ

کوئی دن گر زندگانی اور ہے
میں نے اپنے دلمیں ٹھانی اور ہے

اور تو مجھے ہر طرح سے سنتوش رہے گا۔ مگر اتنا ضرور افسوس رہے گا۔ کہ آخری وقت میں آپ کے درشنوں سے محروم۔ ۔ ۔ ۔

راون۔ (دونوں سروں کو پس پشت چھپائے ہوئے) سیتا! مجھے سخت افسوس ہے کہ تم ابھی تک وہی پاگلوں والی باتیں کر رہی ہو۔ اور خواہ مخواہ سرد آہیں بھر رہی ہو کیا وہ وہم کا بھوت ابھی تک تیرے سر پر ہی سوار ہے؟

سیتا۔ (چونک کر) او ظالم! تو مجھے کیا کہتا ہے۔ جو ہر وقت سایہ کی طرح میرے پیچھے ہی لگا رہتا ہے۔ راون! میں سچ کہتی ہوں۔ کہ چاہے مجھے کوئی جان سے بھی مار چھوڑے۔ لیکن میں نے آج تک سوائے اپنے پتی کے دوسرے منش کے آگے ہاتھ نہیں جوڑے۔ مگر میں مجبوراً اپنی اس پرتگیا کو توڑتی ہوں اور تیرے آگے یہ ہاتھ جوڑتی ہوں۔ کہ ایک ہاتھ تلوار کا چلا دے۔ اور مجھے ہمیشہ کیلئے سکھ کی نیند سلا دے۔ جس سے مجھ کو تو اپنی منہ مانگی خیرات ملے۔ اور تجھ کو ہر روز کی بے قراری سے نجات ملے۔

راون۔ پیاری سیتا! ذرا اپنے آپ کو سنبھال۔ اور ان واہیات خیالات کو دل سے نکال۔ میں تم کو ستانے یا رلانے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ تمہارے لئے ایک خوشخبری لایا ہوں۔

سیتا۔ مجھے تیری خوشخبریوں کی ضرورت نہیں۔ مہربانی کر کے یہاں سے کنارہ کر۔ اور خواہ مخواہ میرے ساتھ مغز نہ مارا کر۔

راون۔ او ظالم! تو کبھی تو اچھی بات منہ سے نکالا کر۔

سیتا۔ ارے پپیا! تو جلدی یہاں سے اپنا منہ کالا کر۔

راون۔ میں نے تو تیرے اس فرضی سہارے کا بھی فیصلہ کر ڈالا ہے۔

سیتا۔ تمام کنبہ تو کھپ چکا اب آج کل میں تیرا نمبر بھی آنے والا ہے۔

راون۔ جن کے بھروسے پر تو کود رہی تھی۔ وہ تو کبھی کے جہنم رسید ہوئے۔

سیتا۔ (طیش میں آکر) ارے زبان سنبھالتا ہے یا نہیں کہیں کے موئے۔

راون۔ کیا تو میری بات کو جھوٹ مانتی ہے۔

سیتا۔ ایک میں کیا تیری مکاریوں کو تو تمام دنیا جانتی ہے۔

راون۔ (دونوں سر دیب کو آگے رکھ کے) اری نادان! ذرا آنکھ کھول کر دیکھ اور ان کو پہچان۔ کیوں اب تو ہو گیا اطمینان؟

سیتا۔ (چیخ مار کر) آہ! آہ! آہ! پران ناتھ! چھوڑ چلے مجھے اساتھ ہائے آپ کی موت بھی ۔ ۔ ۔ ۔ اس ۔ ۔ ۔ ۔ پاپی ۔ ۔ ۔ ۔ کے ۔ ۔ ۔ ۔ ہاتھ ۔ ۔ ۔ ۔ (بیہوش ہو کر گر گئی)

راون۔ افسوس کیا سوچا تھا۔ اور کیا ہو گیا ترجٹا! ترجٹا! ذرا ادھر آنا۔

ترجٹا۔ (دوڑ کر اور ہاتھ مسل کر) ہائے ہائے میں مر گئی۔ سیتا تو اس دنیا سے کوچ کر گئی۔

راون۔ میرا خیال ہے کہ مری نہیں۔ صرف ان سروں کو دیکھ کر ڈر گئی۔

ترجٹا۔ مرنے کو اسمیں رکھا ہی کیا تھا۔ نہ معلوم کہاں سانس اٹک رہا تھا۔

راون۔ آخر اس نے مرنا ہی تھا۔ میں اسے کب سے سر پٹک رہا تھا (چلا گیا)

ترجٹا۔ (سیتا کا سر اپنے زانو پر رکھ کر) سیتا! سیتا! بیٹی! ذرا آنکھ کھول۔ کیا سچ مچ تیرا کال ہی آ گیا۔

وکٹا۔ بیچاری نے بہتیرے دن غم کھایا۔ آخر غم اس کو کھا گیا۔

درمکھی۔ نہیں مری نہیں۔ اس پر خوف غالب آ گیا۔

ترجٹا۔ (منہ میں پانی ڈال کر) بیٹی! اب کسی قسم کا خیال نہ کر۔ جس کا خوف تھا وہ تو چلا گیا۔

سیتا۔ (کسی قدر آنکھیں کھول کر دھیمی آواز سے) آہ! کس کا خوف۔ اور کیسا ڈر۔ موت جیسی بھیانک وستو جس کے نام سے زمانہ بھے کر رہا ہے۔ میرے نزدیک آنے سے تو اس کو بھی خوف آ رہا ہے۔ پران پت! میری ایسی تقدیر تو کہاں تھی جو آپ کے چرنوں میں رہنا ملتا۔ مگر قسمت کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ دم ہی آپ کے چرنوں میں نکلتا۔ مجھ نربھاگن کا جب سے آپ کے ساتھ سمبندھ ہوا۔ سکھ شانتی عیش و آرام کا دروازہ آپ کے لئے قطعی بند ہوا

جس دن سے میرے منحوس قدم ایودھیا آئے۔ وہ کون سے کشٹ ہیں۔ جو آپ نے نہیں اٹھائے۔ پتا جی کے وِیوگ کا صدمہ آپ نے سہا۔ ماتا پُتر کے پاس اور پُتر ماتا کے پاس نہ رہا۔ راج پاٹ آپ کو چھوڑنا پڑا بھائیوں سے سمبندھ آپ کو توڑنا پڑا۔ گھر بار کو تلانجلی دی۔ مگر دھرم کے مقابلہ میں مصیبتوں کی مطلق پرواہ نہ کی۔ میرے آتے ہی آپ کی بربادی بڑی سخت ہوئی۔ اور اس قدر تبدیلی یکلخت ہوئی۔ آخر آپ کی موت کا کارن بھی میں ہی کمبخت ہوئی۔ گھر سے چلتی دفعہ آپ نے ہر چند سمجھایا مگر میں نے اپنے تریا ہٹھ کو ہی نبھایا۔ اگر آپ کا کہنا مان لیتی تو کیوں خود حیران ہوتی اور کیوں آپ کی جان لیتی۔ ویر لکشمن میری بیوقوفی اور ہٹھ دھرمی کا شکار ہوا واہ ری میری قسمت کی خوبی! مجھکو تو برباد کیا ہی تھا۔ مگر ساتھ اُن کو بھی لے ڈوبی شاید آپ اسی لئے میرا ساتھ توڑے جاتے ہیں۔ اور مجھ کمبخت کو یہاں چھوڑے جاتے ہیں۔ پرمیشور کے واسطے میرا قصور معاف کیجئے۔ اور نہیں تو کم از کم مجھ کو اپنے قصور کی معافی مانگنے کا تو موقعہ دیجئے (وہاں سے اٹھکر) آپ مانیں یا نہ مانیں مگر میں اپنی ضد سے ہرگز نہ ٹلوں گی۔ اور جہاں آپ جائیں گے آپ کے ساتھ ہی چلوں گی۔

ترجٹا۔ بیٹی! باولی نہ بن۔ راون اپنی اس کرتوت پر خود شرمندہ ہو۔ تسلی رکھ تیرا پتی صحیح سلامت ہے۔ اور تیرا دیور بھی زندہ ہے۔

سیتا۔ بیشک میں پاگل ہوں۔ دیوانی ہوں۔ سڑی ہوں خفقانی ہوں مگر اتنی نہیں کہ اپنے پران پیارے کو بھی نہ پہچانوں۔ بھلا جب اُن کے سروں کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی۔ تو آپ کی بات کو کیسے سچ مانوں۔

ترجٹا۔ تو اُن سروں کی اصلیت کو نہیں جانتی۔ اس لئے میری بات کو سچ نہیں مانتی۔ لنکا میں تھوڑا ہی ایک شخص اس قسم کی بناوٹی چیزیں بناتا ہے کہ دیکھنے والا اچنبھے میں رہ جاتا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں سر جو راون نے تجھکو

دکھلائے ہیں۔ اسی کاریگر نے بنائے ہیں۔ یہ بات حرف بحرف صحیح ہے۔ بھلا میں نے پہلے تم کو کوئی جھوٹی بات کہی ہے۔

سیتا۔ (ترجٹا کے پاؤں پکڑ کر) میں آپ کی مہربانیوں کا کہاں تک دھنباد کروں۔ اور آپ کے کون کون سے احسان کو یاد کروں۔ نہ معلوم آپ کو میرے ساتھ کیوں اتنی ہمدردی ہے۔ اور اس وقت تو گویا آپ نے مجھ کو نئی زندگی پردان کر دی ہے۔

ترجٹا۔ (سیتا کو گلے لگا کر) بیٹی میری کیا مہربانی ہے۔ دراصل تیرا اپنی برت دھرم ہی ایسا لاثانی ہے۔ جو ہر وقت تیرا سہایک ہے۔ ورنہ ترجٹا بچاری کس لائق ہے (سر پر ہاتھ پھیر کر) بس بیٹی زیادہ نہ رو۔ اور جا کر ذرا منہ ہاتھ دھو۔ تاکہ تیری طبیعت کو کچھ شانتی ہو (ہاتھ پکڑ کر) اُٹھو! اب کسی کا کہنا بھی مانتی ہو۔

(ترجٹا کا سیتا کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لے جانا)

میدان کارزار

پانچواں روز

بھگت بھیکھن اور بہادر میگھناد

میگھناد۔ (گرج کر) ذرا سامنے آؤ۔ آج تم میں سے کس کی قربانی ہے؟

بھیکھن۔ بہادروں کی طرح لڑنا ہے۔ یا دل میں وہی بے ایمانی ہے۔

میگھناد۔ (آگ بگولا ہو کر) ارے بزدل! مکار! بے غیرت! غدار! ایسی بے حیائی! کہیں ڈوب مرنے کو جگہ نہیں پائی۔ بے شرم! یہاں سے چلا جا۔ اور میری آنکھوں کے سامنے نہ آ۔ جیسا تو خود سینہ سیاہ ہے۔ ایسے ہی تمام دنیا تیرے نزدیک بے ایمان ہے۔ سچ پوچھئے تو تیرے جیسے کُل کلنک

کے خون کا ایک چھینٹا بھی میری تلوار کو لگنے میں میری کسر شان ہے۔ اور تو نکو بے ایمان بتاتا ہے۔ اور خود بڑا دھرماتما بننا چاہتا ہے۔ بے غیرت کہیں کا۔

بھبیکھن۔ ارے چھوکرے یہ لنکا کا دربار نہیں ہے جو تو اپنی من مانی چلا لیگا اگر زیادہ بکواس کرے گا۔ تو ابھی اپنی زبان نکلوا لیگا۔ دھرماتما اور باغیرت تو صرف تو اور تیرا باپ ہے۔ باقی دنیا میں تو تیرے نزدیک پاپ ہی پاپ ہے بیشرم! تو نے میرے برخلاف تو کئی دفعہ منہ کھولا۔ اور جو کچھ تیرے دل میں آیا سو بولا۔ مگر کبھی اپنے باپ کا اعمال نامہ بھی ٹٹولا۔ اس سے پوچھنے کا تو تجھ میں تب دم ہو۔ جب تو خود کسی بات میں اس سے کم ہو۔ "کلیے کا بھائی چکارہ وہ کودے نو تو وہ کودے اٹھارہ"۔ باپ ڈالی ڈالی ہے تو بیٹا پتے پتے دوسرا کوئی پوچھے تو اسے بتاؤ دھتے"۔ "اندھی چوہی اور تھوتھے دھان باپ بجاوے ڈھولک اور بیٹا توڑے تان"۔ تو بھی سچا ہے۔ اگر باپ کے نقش قدم نہ چلتا تو تجھے دنیا میں ناخلفی کا خطاب نہ ملتا۔ بے شک تقلید ہو تو ایسی ہو۔ اور اولاد ہو تو تیرے جیسی ہو۔ لعنت ہے بے شرم۔

میگھناد۔ ارے کُل کلنک! پھر وہی سانپ کے سے ڈنک؟ نر بیچ! کیوں بے حیائی کا برقعہ پہنا ہے۔ اس وجود نے ہمیشہ امر نہیں رہنا ہے۔ آخر کال اس کو ایک دن ضرور کھائے گا۔ مگر یہ کلنک کا ٹیکہ تا قیامت بھی تیرے ماتھے پر سے نہ جائے گا۔

بھبیکھن۔ نادان لڑکے! پہلے تعصب کو اپنے دل سے نکال اور ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال۔ پھر تجکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ میرے ذمہ یہ تیرا فضول پاتک تھے ہے۔ میں کل کلنک ہوں۔ یا تو کل گھاتک ہے۔ اگرچہ تیری آتما ملین ہے۔ تاہم مجھ کو اس بات کا کامل یقین ہے۔ کہ وہ تجھ کو ضرور سچ اور جھوٹ میں تمیز کرائے گی۔ اور خود تیرے اندر سے تیرے لئے صدائے لعنت و ملامت آئے گی۔

میگھناد۔ انسان کا چہرہ اس کے اندرونی خیالات کا آئینہ ہے۔ چنانچہ تیری اس منحوس شکل سے صاف ظاہر ہے کہ تو الٹی ریت [illegible] ہے جیسا تو خود ہے ویسا تجھ کو تمام زمانہ نظر آتا ہے۔ اسی لئے تجھ کو کل [illegible] ہے۔

ببھیشن۔ عقل کے اندھے آگیا میرا یہ جھوٹا الزام ہے۔ اور تیرے کل گھاتک ہونے میں بھی کچھ کلام ہے۔ اگر تو اپنے باپ کی بے جا حمایت نہ کرتا تو آج تمام کنبہ کتوں کی موت نہ مرتا۔ ذرا تو ہی بتا کہ اب لنکا کے اندر سوائے تیرے اور تیرے باپ کے اور بھی کسی آدمی کا نام و نشان ہے چنانچہ تو آج موت کے منہ میں آ ہی گیا۔ تیرا باپ صبح و شام کا مہمان ہے۔ اب بتا کہ کل گھاتکوں کے سر سینگ ہوتے ہیں جو تیرے نہیں۔

میگھناد۔ (طیش میں آکر) جس قدر میں تیرا لحاظ کرتا گیا۔ اسی قدر تو اپنی زبان دراز کرتا گیا۔ تو تو روز دعائیں مانگتا ہوگا کہ کب کنبہ مرے۔ اور کب تو لنکا کا راج کرے مگر یاد رکھ کہ میں آج تجھ کو اپنے ہاتھوں سے ہی تاج پہناؤں گا۔ اگر تجھ کو زندہ چھوڑ دوں۔ تو دنیا میں کسی کو منہ نہ دکھاؤں گا۔

ببھیشن۔ شاباش۔ شاباش! بھلا یہ کب ممکن تھا کہ اتنی لعن طعن سنکر بھی تجھ کو غیرت نہ آئے۔ دراصل یہ منہ اس لائق ہی نہیں جو کسی کو دکھلایا جائے۔

میگھناد۔ (تلوار کا ایک ہاتھ مارکر) سوائے موت کے تیرا اور کوئی علاج نہیں۔

ببھیشن۔ (پینترا بدل کر) اب ببھیشن تیرے باوا کا محتاج نہیں۔

میگھناد۔ (پھر وار کرکے) اچھل لے جب تک اچھلنا ہے۔ مگر میں نے بھی تیری جان لے کر ٹلنا ہے۔

ببھیشن۔ (طرح دے کر) زیادہ زبان نہ نکال۔ اب ذرا میرا وار بھی سنبھال۔

میگھناد۔ (چوٹ بچاکر) تو چاہے جتنا شور مچا۔ مگر دیکھ میں بھی کیسا بچا۔

ببھیشن۔ تجھ ایک تک بچیگا میں بھی تیرا چچا ہوں چچا۔

(دونوں کا ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنا۔ مگر میگھناد کے)

{جگہ دونوں تیروں کی بوچھاڑ سے بھبیکھن کا سخت زخمی ہو جانا
اور عین موقعہ پر لچھمن جی کا امداد کے لئے آنا}

سگریو۔ (رامچندر جی سے) مہاراج! میگھناد تو غضب ڈھا رہا ہے اور بھبیکھن کو بری طرح دبائے آ رہا ہے۔

رامچندر جی۔ میں جاتا ہوں۔ اور میگھناد کی مٹی ٹھکانے لگاتا ہوں۔

لچھمن۔ آپ ابھی آرام کیجیئے۔ اور مجھ کو اس کے مقابلہ پر جانے کی اجازت دیجئے۔

رامچندر جی۔ وہ بڑا فطرتی ہے تمہارے قابو میں نہ آئے گا۔ اور خواہ مخواہ بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔

لچھمن۔ وہ وقت نکل گیا جب اس کا داؤ چل گیا۔ اگر آج اس کا سر کاٹ کر نہ لاؤں۔ تو دنیا میں کسی کو منہ نہ دکھلاؤں۔

رامچندر جی۔ اچھا تو جلدی جاؤ۔

لچھمن جی کی جنگ میں شراکت اور میگھناد کی ہلاکت

لچھمن۔ (للکار کر) خبردار! بزدل تو بہت سر پر چڑھ گیا۔

میگھناد۔ ارے احمق! تو پہلی مار کو ایسی جلدی بھول گیا۔ جو آج پھر سامنے آ گیا۔

لچھمن۔ ارے بے ایمان! وہ کونسی بہادرانہ لڑائی تھی جو تو جیت کر چلا گیا۔

میگھناد۔ معلوم ہوتا ہے کہ رامچندر ظاہرا ہی تیری محبت کا دم بھرتا ہے ورنہ اندرونی طور پر تجھ سے دشمنی کرتا ہے۔ جو دوبارہ تجھ کو لڑائی میں پیل دیا۔ اور دیدہ دانستہ موت کے منہ میں دھکیل دیا۔

لچھمن (گانا)

ذرا رہ جا تو اپنے قرینے سے

بے شرم ایسے تو اس قدر باتیں بنا رہا　　بدکار کیوں کمینہ پن اپنا دکھا رہا
منہ کھول کھول کس لئے اتنا چلا رہا　　حالت کو تیری دیکھ مجھے رحم آ رہا
کیوں ہوا ہے تو بیزار جینے سے
ذرا رہ حیا ۔۔۔

دھوکا ہی جانتا ہے یا کچھ بہادری بھی ہے　　کچھ یاد تجھ کو فن سپاہ گری بھی ہے
سمجھ کسی کے ہو کے لڑائی لڑی بھی ہے　　جس دن سے لیا جنم کچھ نیکی کری بھی ہے
مجھ کو پالا پڑا ایک کمینے سے
ذرا رہ حیا ۔۔۔

بزدل کمینے بے شرم نیچ بے حیا　　کچھ شرم ہے تو ڈوب کری کیوں نہ مر گیا
دھوکا فریب سوجھتا ہے نئے سے نیا　　تیرے سے بے ایمان پر نہ کرونگا دیا
پار خنجر کر ڈالوں گا سینے سے
ذرا رہ حیا ۔۔۔

ناٹک

ارے بے شرم! اگر راون کی فوج میں تیرے جیسے شور بیر اور بہادر شریک ہیں تو یقیناً اس کی بربادی کے دن بالکل نزدیک ہیں۔ مجھے شک ہے کہ راون کے ہوش و حواس بھی ٹھیک ہیں۔

میگھناد۔ اچھا زیادہ زبان نہ نکال (تیر چھوڑ کر) کر اپنی موت کا استقبال۔

لچھمن۔ (تیر کاٹ کر) اب ہوشیار ہو جا۔ اور میرا وار بھی سنبھال۔

میگھناد۔ پہلے کہیں جاکر تعلیم پا۔ اور پھر میگھناد کے مقابلے پر آ۔

لچھمن۔ (پے در پے تیر برسا کر) زیادہ بک بک نہ لگا۔ کسی پانی دینے والے کو بلا۔

(میگھناد کی رتھ کے دونوں گھوڑے مر گئے)

میگھناد۔ (دونوں ہاتھ اٹھا کر) ذرا صبر کر مجھے اپنا رتھ بدل لینے دے۔

لچھمن۔ (فوراً رک کر) تیری کرتوتوں پر جاتا۔ تو ابھی تجھکو جہنم میں پہنچاتا۔ مگر یہ بعید

از انصاف ہے۔ کیونکہ عاجز اور لاچار دشمن پر وار کرنا کشتری دھرم کے سراسر خلاف ہے۔ جلدی جا اور اپنا رتھ تبدیل کر کے آ۔ مگر خبردار دھوکا دیکر نہ جانا۔ اور بھاگ کر جان نہ بچانا۔

میگھناد۔ مجھے ڈر ہی کس بات کا ہے۔ جو بھاگ کر جاؤں اور خواہ مخواہ اپنے نام کو بٹہ لگاؤں۔

لچھمن۔ اچھا جاؤ اور جلدی واپس آؤ۔

میگھناد۔ (دوبارہ تیار ہوکر) آ گیا ہوں۔ اب ہو جا تیار۔

لچھمن۔ (تیر برسا کر) ایک۔ دو۔ تین چار چل مکار ہو موت کا شکار۔

(میگھناد کا ایک بازو اڑ گیا)

میگھناد۔ (ایک ہی ہاتھ سے تلوار گھماتا ہوا) میرا ایک ایک وار ہی مجسم کال ہے۔ تیری زندہ بچکر جانے کی کیا مجال ہے۔

لچھمن۔ (تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مار کر) چل دشٹ پیٹھ دکھا اور یمپُری کی ہوا کھا۔

(میگھناد کا خاتمہ بالخیر)

{میگھناد کا زمین پر گر جانا۔ اور لچھمن کا جھٹ اس کا سر کاٹ لانا۔ میگھناد کے مرتے ہی راکشس فوج کے پاؤں اکھڑ جانا۔ دیگر راکشس سرداروں کا ہر چند شور مچانا مگر بھاگتی ہوئی فوج کا قابو میں نہ آنا۔ بانری سینا کا رامچندر جی اور لچھمن جی کے جے کے نعرے لگاتے ہوئے اپنے کیمپ کی طرف لوٹ جانا۔}

سلوچنا کا محل

سلوچنا گانا

میرے دل کو نہ جانے اس قدر کیوں بیقراری ہے
صبح سے اس وقت تک نیر ہی نینوں سے جاری ہے
یدھ بیچ جب سے گئے میرے پران آدھار اسی گھڑی سے دل میرا ڈولت بارم بار

جدائی کی گھڑی ایک ایک روود گر گذاری ہے

میرے دل کو ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

جابجا درشٹی ڈالتی دیکھیں برے آثار آنکھ اٹھاؤں جدہر کو گھڑے ہیں جھکمار

نہیں معلوم بدبہانے یہ کیا دل میں بچا رہی ہے

میرے دل کو ۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

آج کوئی یوراج کو ہوا یدھ میں کھید دل دھڑکے پھڑکے میری تیں آنکھ شدیدہ

میرے ساجن پہ نشچے ہی مصیبت آئی بھاری ہے

میرے دل کو ۔۔ ۔۔ ۔۔

ناٹک

آہ! میرا دل آج بری طرح دھڑک رہا ہے۔ کلیجہ خود بخود پھڑک رہا ہے جس طرف میری نظر جاتی ہے۔ پران پیارے کی صورت سامنے ہی کھڑی نظر آتی ہے۔ محلوں پہ چاروں طرف کہیں چیلیں منڈلا رہی ہیں۔ ابابلیں پنکھ پھیلا رہی ہیں۔ نہ معلوم آج کے جنگ کا کیا حال ہوگا۔ اور کس کس بچارے کا کام تمام ہوگا۔

ایک سہیلی۔ پیاری سلوچنا! آج تمہارا چہرہ کیوں اس قدر اداس ہے کیا اس کی کوئی وجہ خاص ہے؟

سلوچنا۔ کیا بتاؤں۔ آج جب سے وہ یدھ میں گئے ہیں۔ تب سے میری طبیعت خود بخود گھبرا رہی ہے۔ اور چاروں طرف وحشت ہی وحشت چھا رہی ہے۔ (آبدیدہ ہوکر) پرمیشور انھیں خیریت سے گھر لائے۔

سہیلی۔ تم خواہ مخواہ اپنے دل کو رنجیدہ کرتی ہو۔ اور فضول سرد آہیں بھرتی ہو۔ یہ تمہارا بیہودہ خیال ہے۔ ہمارے یوراج سے مقابلہ کرنے کی کس کی مجال ہے۔

سلوچنا۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ کسی کی ہمیشہ یکساں نہیں چلتی ہے آج چڑھتی

ہے۔ توکل ضرور ڈھلتی ہے۔ پھر جو ہونہار ہے۔ وہ ہو کر ٹلتی ہے۔ آج کوئی کارن ضرور ہے۔ جو میرے سینے سے ہر وقت سرد آہ نکلتی ہے۔

سہیلی۔ (چونک کر) دیکھنا۔ دیکھنا۔ یہ سامنے کیا چیز آگر گری۔

دونوں۔ (اُٹھ کر) ہائے۔ ہائے! یہ تو کسی بدنصیب کا بازو ہے۔

سلوچنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یدھ سے کٹ کر آیا ہے۔ کیونکہ تیر اب تک اس میں ترازو ہے۔

سہیلی۔ ذرا پہچانو تو یہ کس کا ہاتھ ہے؟

سلوچنا۔ (سرسری نظر سے دیکھ کر) صرف ہاتھ کو دیکھ کر اسکی پہچان کرنا ایک ناممکن سی بات ہے۔

سہیلی۔ (اُس کو اُلٹ پلٹ کر) اِس کی اُنگلی میں تو انگوٹھی ہے۔

سلوچنا۔ (بغور دیکھ ہائے ہائے! یہ تو میری ہی قسمت پھوٹی ہے۔ (سر پیٹ کر) آہ پران ناتھ! یہ کیسے کٹا آپ کا ہاتھ۔ میرا دل تو پہلے ہی بیٹھا جا رہا تھا۔ اور اس لڑائی کا انجام دور سے ہی نظر آ رہا تھا۔

سلوچنا

گانا (طرز: کیسا غضب ہے صدبے سبب ہے)

کیسے بتاؤں کس کو سناؤں دُکھڑا میرے پران ناتھ
صورت دکھاؤ یہ تو بتاؤ کاٹا کس ظالم نے ہاتھ

آج صبح سے ہو رہے ہیں سب ہی بُرے شگون
گویا در و دیوار سے برس رہا ہے خون

منڈلاتی چیلیں اور ابابیلیں کل نہ پڑی ساری رات
کیسے بتاؤں۔ ۔ ۔ ۔

سوامی کس کے آسرے چھوڑ چلے منجدھار
دیکھو ٹک میری طرف میرے پران آدھار

جلدی نہ کیجئے بنتی سُن لیجئے مجکو بھی لے چلئے ساتھ

کیسے بتاؤں ... ...

بیٹھے بیٹھے سلو چنالی گردش نے گھیر میری آنکھوں میں ہوا چاروں طرف اندھیر
سمبندھی سارے تم بن اے پیارے کوئی نہ پوچھیگا بات
کیسے بتاؤں ... ...

سمبندھی سنسار کے بھلی بھلی کے میت اے ساجن کس دوش پر توڑ چلے ہو پریت
اے پران پیارے کس کے سہارے چھوڑی دکھیا اناتھ
کیسے بتاؤں ... ...

ناٹک

آہ میرے سرتاج! میری عزت اور حرمت کی لاج! آج میرے عیش و آرام اور جوانی کی اُمنگوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اور مجھ بدنصیب کے ہاتھ میں کاسۂ گدائی دے گئے۔ میرے ساتھ جو آپ کے وعدے وعید تھے وہ سب فضول گئے۔ اور جاتی دفعہ مجکو ساتھ لیجانا بھی بھول گئے۔ نہیں نہیں یہ غلطی آپنے نہیں کی۔ بلکہ ظالم موت نے آپ کو اسقدر مہلت ہی نہیں دی کہ آپ زبان بھی ہلا سکتے۔ یا مجھ کو اپنے پاس بُلا سکتے۔ مجبوراً آپنے اپنی محبت کی ہمجا میری طرف بڑھائی۔ اور میری کشش دل اس کو یہاں کھینچ لائی۔ آپ کے اشارے کو میں نے پالیا۔ کہ آپ نے اپنا پریم بھرا ہاتھ میرے سر سے اٹھا لیا۔ مگر ذرا تحمل کیجیئے۔ اور مجھے ماتاجی سے اجازت لے لینے دیجیئے وہ خوشی سے اجازت دیں یا ناراضگی سے۔ مگر میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی اور آتش ہجر سے نہ جلوں گی۔

راون کا دیوان خاص

راون اور مندودری

راون۔ آہ! افسوس۔ میرے تمام بہادر سپہ سالار بیٹے پوتے اور جنگجو

سردار جن کو نہ صرف میں ہی یکتائے زمانہ جانتا تھا۔ بلکہ جنگی بہادری اور شمشیر زنی کا تمام عالم لوہا مانتا تھا۔ اس جہان فانی سے سدہار گئے۔ اور اپنے فرض منصبی کو سر کے اتار گئے۔ کنبھ کرن سے دلاور بھائی اور میگھناد سے بہادر بیٹے مجھے داغ مفارقت دیکر بستر مرگ پر جا لیٹے۔ لنکا کی گلی۔ کوچوں۔ محلوں۔ بازاروں میں جہاں تک نگاہ جاتی ہے رونے پیٹنے اور چلانے کی آواز آتی ہے کوئی دکھیا ماتا اپنے لخت جگر کو یاد کر کے رو رہی ہے۔ کوئی بدنصیب استری اپنے پتی کے ویوگ میں پران کھو رہی ہے۔ کوئی ستم رسیدہ بہن اپنے بھائی کا نام لیکر آنسوؤں سے مکھ دھو رہی ہے۔ غرضیکہ تمام شہر کی اسوقت بہت بری حالت ہو رہی ہے۔ اس قدر تباہی و بربادی ہونے پر بھی اگر لڑائی کا نتیجہ میرے حق میں اچھا ہوتا۔ تو بھی اپنے جاں نثاروں اور غمخواروں کو نہ روتا۔ مگر یہاں تو یہ وہی حالت ہوئی کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

دراصل اس نحس سیتا کے قدم ہی ایسے منحوس ہیں ؎

ہر جا کہ رود قدم شریفہ　　پیدا نہ شود ربیع و خریفہ

جس جگہ یہ کمبخت جائے گی۔ تباہی و بربادی تو اپنے ساتھ لائے گی۔ جب تک باپ کے گھر میں رہی اس بیچارے کو سو سو تفکرات میں ڈالا شادی ہوئی تو پتی کو گھر سے نکالا سسر کو اس نامراد نے کھایا۔ دلیور کو اسنے مصیبت میں پھنسایا۔ یہاں آئی تو لنکا کی اینٹ سے اینٹ بجائی۔ خیر میری بربادی میں تو کچھ کسر نہیں رہی لیکن اگر میں بھی اس کا اور اس کے یاپوں کا یہیں خاتمہ نہ کردوں تو سہی۔

مندودری۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

راون۔ نہیں۔ ناراض ہونے کی کونسی بات ہے۔ میں تمہارے نیک مشورہ سے ضرور فائدہ اٹھاؤں گا۔ اور جہاں تک ممکن ہوگا تمہارے کہنے کو عمل میں لاؤں گا۔

مندودری۔ (ڈرتے ڈرتے) اگر آپ میری ناقص رائے کو عمل میں لائیں تو سیتا کو اب بھی رامچندر کے پاس چھوڑ آئیں۔ جو کچھ بچا اُسی کو غنیمت جانیں کہنا میرا فرض تھا آئندہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔

راون۔ اس کہنے سے تو یہی بہتر تھا کہ تم کچھ نہ کہتیں۔ اور بالکل خاموش ہی رہتیں۔ افسوس کہ تم بھی بجائے کچھ تسلی دینے کے الٹا میرے زخموں پر نمک ڈال رہی ہو۔ اور ایسے بزدلانہ الفاظ منہ سے نکال رہی ہو۔ بالفرض محال تمہارے کہنے پر عمل بھی کروں۔ تو اس وقت صلح صفائی کا کیا پرینام ہوگا اور میں اکیلا بچ بھی گیا تو دنیا میں میرا بڑا نام ہوگا۔ اب تو صفحہ ہستی سے ایک ایک کا کام تمام ہوگا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کل کو رامچندر اور لچھمن کا کنبھکرن اور میگھناد کا سا انجام ہوگا۔

مندودری۔ یہ آپ کا خیال ہے جہاں تک میں دیکھتی ہوں اس لڑائی میں آپ کا کامیاب ہونا سخت محال ہے۔ اس لئے نہیں کہ اُن کے پاس جمعیت بے شمار ہے۔ بلکہ اس لئے کہ سچائی اُن کی طرفدار ہے۔

راون۔ (ایک سرد آہ بھر کر) ہاں سچ ہے۔ تمہارا کیا قصور ہے۔ کل زمانے کا ایسا ہی دستور ہے۔ بنی بنی کے سب یار۔ مددگار غمگسار جاں نثار۔ فرمانبردار مگر بگڑی میں تو کون اور میں کون سے

بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ میگردد
صراحی چوں شود خالی جدا پیمانہ میگردد

آہ! آج میری بدنصیبی یہ گل کھلا رہی ہے کہ میری استری بھی مجھ پر درونگوئی کا الزام لگا رہی ہے۔ اور میرے دشمنوں کو راستباز اور دھرماتما بتا رہی ہے۔

مندودری۔ (ہاتھ جوڑ کر) پران ناتھ! میں نے ہرگز کسی قسم کی تہمت آپ کے ذمے نہیں لگائی ہے۔ بلکہ صرف آپ کی غلطی آپ کو جتلائی ہے۔ گستاخی معاف! بالفرض اگر کوئی شخص میری طرف نظر بد اٹھائے تو کیا آپ کی آنکھوں میں خون نہ اُتر آئے

بس اسی لئے سمجھ لیجئے۔ اور جس طرح ہو سکے اس جھگڑے کا فیصلہ کیجئے۔

راون۔ (جھنجھلا کر) بس۔ بس۔ خاموش رہ۔ زیادہ کان نہ کھا۔ اور اسی وقت میرے سامنے سے چلی جا۔ مجھے تیری اس نصیحت اور خیر خواہی کی ضرورت نہیں۔ اگر زیادہ بکواس کی تو سمجھ لے۔ کہ تیری زندہ بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں۔

مندودری۔ آپ کو اختیار ہے۔ اگر آپ سزا بھی دینگے تو کیا انکار ہے البتہ......"

راون۔ (ڈپٹ کر) پھر وہی بک بک۔ فضول جھک جھک۔ البتہ کی بچی۔ تمام زمانہ چھوٹا ایک تو رہ گئی سچی۔

(سلوچنا کا میگھناد کا کٹا ہوا بازو لئے آہ و بکا کرتے اور سر پیٹتے ہوئے داخل ہونا)

سلوچنا

گانا (الطرز۔ ہائے میں کیا کروں)

ہائے میرے کرتار پیارے ہمارے۔ سورگ سدھارے چھوڑ مجھے منجدھار

ہائے میرے..

بدھ چھوڑ اے ماتا میرے سوامی سورگ سدھار گئے
بدھوا کر گئے مجھ دکھیا کو تہ جیتی نہ مار گئے

لٹ گئے سب سنگار

ہائے میرے کرتار

اے ماتا اب اس داسی کا رنج و الم غم دور کرو
سیس منگا دو میرے پتی کا یہ بنتی منظور کرو

کرو میرا بھی ادھار

ہائے میرے کرتار

تمہیں یقین دلانے کو میں بھجا ساتھ لائی ہوں
ستی ہوونگی ساتھ پتی کے نسچے کر کے آئی ہوں

جینا میرا ہے بیکار

ہائے میرے کرتار!

ناٹک

ہائے ہائے میری قسمت کا چراغ گل ہوگیا۔ اور آپ کا لخت جگر مجھے دو جہان سے کھو گیا۔ وہ اپنے آپ کو تو سب پرکار کے دکھوں سے آزاد کر گئے۔ لیکن آپ کا بڑھاپا اور میری جوانی بالکل برباد کر گئے۔ خیر بدھنا کو اسی طرح منظور تھا۔ اس میں نہ میرا اور آپ کا دوش نہ اُن کا قصور تھا۔ اب آپ اتنی کرپا کیجئے۔ کہ جس طرح ہو سکے میرے سوامی کا سر منگوا دیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ میرا ساتھ دور نکل جائے اور اُن کی داسی اُن کو ملنے بھی نہ پائے۔

مندودری۔ (سلوچنا کو گلے لگا کر) بیٹی! میں تجھے تسلی دوں یا اپنے زخم خوردہ دل کو سمجھاؤں۔ ذرا میری طرف دیکھ کہ کس قدر زخم اپنے دل میں لئے بیٹھی ہوں اور کتنے بیٹے۔ پوتوں۔ نواسوں اور دیگر عزیز و اقارب سے صبر کئے بیٹھی ہوں۔ گویا تمام کُل کا کُل اپنی آنکھوں کے سامنے کھپا کر زہر کے سے گھونٹ پئے بیٹھی ہوں۔ مگر کیسا رنج کیا افسوس۔ کس پر گلہ اور کس کا دوش۔ مرنے والا تو مر لیا مگر ساتھ مر کر کسی نے کیا کر لیا۔ دونوں دکھیا کہیں بیٹھ کر گرم سرد آہیں بھر لیا کریں گی اور ایک دوسرے کو دیکھ کر تسلی کر لیا کریں گی۔ اس لئے اپنی ضد سے باز رہو۔ اور جو مصیبت پڑی ہے اُسے صبر و استقلال کے ساتھ سہو۔

سلوچنا۔ آپ کی ہمدردی اور مہربانی کی مشکور ہوں۔ مگر آپ کے اس حکم کی تعمیل کرنے سے معذور ہوں۔ آپ ایک دفعہ کہیں یا ہزار دفعہ ناراض ہوں چاہے خفا۔ مگر میں اپنے ارادے کو ہرگز نہیں بدل سکتی۔ اور جو پرن کیا کر چکی اس سے ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

مندودری۔ (راون سے) مہاراج! سلوچنا بڑی دیر سے کھڑی رو رہی ہے اور میگھناد کا سر منگوانے کے لئے بضد ہو رہی ہے۔

راون ۔ اُس کا سر منگوا کر کیا کرے گی ۔

مندودری ۔ کیا کرے گی ۔ اُس کے ساتھ جل کر مرے گی ۔

راون ۔ اوّل تو اس کا یہ خیال ہی واہیات ہے ۔ دوسرے اسوقت سر کا ملنا کوئی معمولی بات ہے ، جب تک وہ اس کے سر کے بدلے میں سو پچاس سر اور نہ لیں گے میگھناد کا سر آسانی سے تھوڑا دینگے ۔

سلوچنا ۔ (راون سے) آپ اس کے متعلق کچھ فکر نہ کیجئے ۔ صرف مجھے اجازت دے دیجئے ۔

راون ۔ کیسی اجازت ؟

سلوچنا ۔ میں خود وہاں جاؤں گی اور اپنے پتی کا سر لے آؤں گی ۔

راون ۔ تو یوں کیوں نہیں کہتی کہ خود جا کر اپنے آپ کو دشمن کی قید میں پھنسا آؤں گی ۔

سلوچنا ۔ یہ آپ کا محض خیال ہے ۔ سلوچنا کو قید کرنے کی کس کی مجال ہے رامچندر کی آپ سے ہزار دشمنی اور لاکھ کدورت ہے ۔ مگر پھر بھی وہ سدا چاری اور دھرم مورت ہے ۔ مجھے پورن وشواس ہے کہ وہ اس موقعہ پر ہرگز اس دشمنی کا خیال نہ کرے گا ۔ اور آپ سے بدلہ لینے کے لئے ایسے اوچھے ہتھیاروں کا ہرگز استعمال نہ کرے گا ۔

راون ۔ یہ تیری سراسر بھول ہے ۔ اور اس معاملے میں زیادہ ہٹھ کرنی بالکل فضول ہے ۔ تو وہاں جاتے ہی قید ہو جائے گی ۔ کیونکہ اس ذریعہ سے اُن کو سیتا کی رہائی کی پوری اُمید ہو جائے گی ۔

سلوچنا ۔ بالفرض محال اگر ایسا ہی ہوا تو میری جان میرے ہاتھ ہے اور موت کا سامان میرے ساتھ ہے ۔ پھر فکر کرنے کی کونسی بات ہے ۔

راون ۔ (بگڑ کر) جب تو حجت بازی سے میری ہر ایک بات کو کاٹتی ہے تو پھر میرا مغز بھی خواہ مخواہ کیوں چاٹتی ہے ۔ جو تیرے دل میں آئے کر اور میری

آنکھوں سے دور ہو کر مر
(سلوچنا کا اسی وقت سر جھکائے اور آنسو بہاتے ہوئے وہاں سے چلے جانا)

رامچندر جی کا کیمپ

{رامچندر جی مع لچھمن، سگریو، انگد، ہنومان و بھبیکھن وغیرہ بیٹھے ہوئے پیشگوئیاں کر رہے ہیں۔ اور میگھناد کی موت پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔}

رامچندر۔ کہیئے بھبیکھن جی! آپ کا کیا حال ہے۔ اب تو طبیعت بالکل بحال ہے؟

بھبیکھن۔ آپ کی دیا سے میری طبیعت تو بالکل درست ہے، مگر لچھمن نہ معلوم کیوں اتنا شست ہے۔

لچھمن۔ نہیں ویسے تو میری طبیعت بالکل سادھان ہے۔ صرف معمولی سا تکان ہے۔

بھبیکھن۔ واقعی آج آپ کو کام بھی بہت کرنا پڑا۔ اور لگاتار کئی گھنٹے لڑنا پڑا۔ میگھناد کو زیر کرنا آپ کا ہی کام تھا۔ اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتے تو میرا کام تو تمام تھا۔

لچھمن۔ (بھبیکھن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر ہنستے ہوئے) اس مدح سرائی کو رہنے دیجیئے اور مجھ کو ناحق شرمندہ نہ کیجیئے۔

سگریو۔ خیر کچھ بھی ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اب میدان بھی ہم نے مار لیا اور پچھلا بدلہ بھی اُتار لیا۔

رامچندر جی۔ بیشک بدلہ تو اُتار لیا۔ مگر میدان تو اُس وقت مارا جائیگا جب بڑے گورو کا سر بھی اسی طرح اُتارا جائے گا۔

بھبیکھن۔ اجی مرنے کو اُس میں رکھا ہی کیا ہے۔ وہ تو اس وقت مُردوں سے بھی بدتر ہو رہا ہے۔ علاوہ بے شمار جاں نثاروں اور بہادر سرداروں کے تمام بھائی بھتیجوں۔ بیٹے۔ پوتوں اور نواسوں کی موت سے وہ زندہ درگور ہو رہا ہے

اور سچ پوچھو تو کسی کو منہ دکھانے کا بھی چور ہو رہا ہے۔ کیونکہ اُس کی ہر ہانیوں اور بدعنوانیوں سے لنکا کے گھر گھر میں رونے پیٹنے کا شور ہو رہا ہے۔ غرضیکہ وہ ہر پہلو سے اِس وقت بہت ہی کمزور ہو رہا ہے۔

رامچندر جی۔ میں مانتا ہوں کہ اِس وقت اُس کی طبیعت بہت ہی پژمردہ اور اُس کا دل حد سے زیادہ رنجیدہ ہے۔ مگر پھر بھی وہ پُرانا خرانٹ اور جہاندیدہ ہے مثل مشہور ہے کہ ع

شیر جب زخمی ہوا تو بن گیا خونخوار اور

سُگریو۔ اِسکے متعلق بحث مباحثہ فضول ہے۔ بجائے خود آپ دونوں کا خیال موزوں اور معقول ہے۔ کل کو جیسا ہوگا دیکھا جائے گا۔ اِتو راون ہی راون مقابلے پر آئے گا۔

رامچندر جی۔ (حیرانگی سے سامنے کی طرف اشارہ کر کے) دیکھنا! یہ عورت کون ہے؟ جو اس طرح بے خوفی سے ہمارے کیمپ میں چکر لگا رہی ہے۔ اور بڑی لاپرواہی سے ہماری طرف چلی آرہی ہے۔

(سب کا اس طرف متوجہ ہو جانا)

سگریو۔ ذرا ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ راون کی کچھ کارستانی ہو۔

ہنومان۔ کیا تعجب ہے ممکن ہے کہ اس بھیس میں کچھ اور ہی بے ایمانی ہو۔

لچھمن۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری فضول ہی بدگمانی ہو۔

انگد۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی دیوانی ہو۔

رامچندر جی۔ بھبیکھن جی! اگر آپ اس کا پتہ لائیں تو بڑی مہربانی ہو۔

بھبیکھن۔ (تھوڑی دور اُسی طرف چل کر) آہ! آہ! سلوچنا! سلوچنا!! پرمیشور کے واسطے میرے سامنے بال نہ نوچنا (دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑ کر) آہ پرمیشور تیری لیلا! جس دیوی نے عمر بھر پلنگ سے نیچے پاؤں نہیں اُتارا وہ جنگلوں میں ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ جس کی صورت شاید پرندوں تک کو

دیکھئے لغیب نہ ہوئی ہو کس بے حیائی سے مُنہ کھولے آرہی ہو۔ کمبخت راون! تیری کرتوتیں نہ معلوم ابھی کیا کیا گُل کھلائیں گی۔ اور کن کن عصمت مآب دیویوں سے در در کی بھیک منگائیں گی۔

(بھبھیکھن کا بحالت رقت وہیں بیٹھ جانا۔ تمام مجمع کا اپنی جگہ سے اُٹھ کر بھبھیکھن اور سلوچنا کے پاس آنا۔ اور سلوچنا کی حالت دیکھکر آنسو بہانا۔)

رامچندر جی۔ دیوی ہم نے ہر چند زور لگایا۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ راون کو سمجھایا۔ مگر افسوس کہ وہ ہماری باتوں کو مطلق خاطر میں نہ لایا۔ آخر اس جنگ کا جو کچھ نتیجہ ہوا وہ آنکھوں کے سامنے آیا۔

سلوچنا۔ مجھے ان جھگڑوں سے کیا سروکار۔ اُدھر وہ مالک اِدھر آپ مختار۔ میرا یہاں آنے کا جو کچھ پرنیام ہے، وہ میرا اپنا ہی کام ہے۔

رامچندر جی۔ جو کچھ تمہارا کام ہو وہ بلا تکلف بیان کرو۔

سلوچنا۔ آپ مجھ پر صرف اتنا احسان کرو۔ کہ میرے پتی کا سر مجھے پردان کرو۔

رامچندر جی۔ صرف اتنی سی بات کے لئے تم نے خود آنے کی ناحق تکلیف اٹھائی۔ وہیں سے کسی کے ہاتھ خبر کیوں نہ پہنچائی۔

سلوچنا۔ مجھے اس بات کا پورن وشواس تھا کہ اگر میں وہاں بیٹھے ہی کہلا بھیجتی تو میرے پتی کا سر میرے پاس تھا۔ مگر میں خود اس لئے آنا چاہتی تھی کہ اپنے پتی کے قاتل کے درشن بھی پانا چاہتی تھی۔

رامچندر جی۔ لچھمن جی! ان کے پتی کا سر فوراً ان کو لا دو۔ اور ذرا اپنی شکل بھی دکھلا دو۔

لچھمن۔ (سر لاکر) دیوی! یہ تیرے پتی کا سر حاضر ہے۔ میں تیرے پتی کا قاتل ضرور ہوں۔ مگر کیا کروں اپنے کشتری دھرم سے مجبور ہوں۔ اس لئے قابل معافی اور بے قصور ہوں۔

سلوچنا۔ (لچھمن کی طرف بغور دیکھکر) لچھمن! واقعی تو جتی ہے۔ میرے پتی کو

جیتنا تیرا ہی کام تھا۔

لچھمن۔ (نیچی نظر کئے ہوئے ہاتھ جوڑ کر) دیوی بلا شک تو سچی ہے۔ مگر افسوس کہ تیری زندگی کا یہی انجام تھا۔

سلوچنا۔ (رامچندر سے) کوشلیا نندن! آپ کو جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا جو اپنے دشمن کی استری سے بھی ایسی مہربانی سے پیش آیا۔

رامچندر جی۔ دشمنی دشمن کے ساتھ۔ استری دوست کی ہو یا دشمن کی دونوں کا درجہ ایک سمان ہے۔ جو شخص اپنے دشمن کی استری کے ساتھ دشمنی کرتا ہے وہ اعلیٰ درجہ کا کمینہ اور پرلے سرے کا بے ایمان ہے۔

سلوچنا۔ دھنیہ ہو دھنیہ ہو جس منش کے ایسے شدھ بھاؤ ہوں اُسکے درشن کرنے سے آتما کیوں نہ پرسنن ہو۔ جو منش اس پرکار کے اُچیہ وچار رکھتا ہے۔ اُس کو سنسار میں جیت ہی کون سکتا ہے۔

سلوچنا

گانا (دادرا ٹوڈی اساوری)

اے ساجن توڑ چلے ہو پریت
گھر میں لائے بیاہ کروائے کتنے دن گئے بیت
اے ساجن
پران پتی یہ داسی کیسے جیون کرے بتیت
اے ساجن
جتنے سمبندھی سنسار کے بھلی بھلی کے میت
اے ساجن
تیری عقل کے باہو بل کے دُنیا گاتی گیت

اے ساجن ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

کل دنیا کو جیتا جس نے وہی تو اندر جیت

اے ساجن ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

(سلوچنا کا آنسو بہاتے ہوئے میگھناد کا سر لے کر وہاں سے رخصت ہو جانا)

چھٹا روز

میدان جنگ

مہاتما رامچندر جی اور ضدی راون

(دونوں لشکر اپنے اپنے مورچوں پر کھڑے ہیں ۔ راون ہاتھ میں تلوار لئے بھوکے شیر کی طرح غرا رہا ہے ۔ اور اپنی قہر آلود نگاہیں ادھر ادھر پھیلا رہا ہے طرفین کی فوجوں کے جوش و خروش کو دیکھکر قیامت کا دن یاد آرہا ہے)

ایک دھماکے کی آواز "ذن ۔۔۔۔۔۔۔ ذن ۔۔۔۔۔۔۔ ذن"

سگریو ۔ مہاراج! آج تو راون فالن بھی توپوں کے فیر سے ہوا ہے چنانچہ پہلے تین فیر بھی ہو چکے ۔

رامچندر جی ۔ ہاں بھائی! آج وہ سر پر کفن باندھ کر آیا ہے ۔ اس لئے بجائے بگل یا نقاروں کے توپوں کے فیر سے فوج کو فالن کرایا ہے ۔ گویا آج فیصلہ کن لڑائی ہوگی ۔ یا ہم مر مٹینگے ۔ یا اس کی صفائی ہوگی ۔

سگریو ۔ آج راون بذات خود لڑے گا ۔ اس لئے اس کا مقابلہ مجموعی طاقت سے کرنا پڑے گا ۔

رامچندر جی ۔ کچھ فکر کی بات نہیں ۔ آخر راون کے کوئی دس بیس تو ہاتھ نہیں

وہ بھی ایک میں بھی ایک جس کی رکھے الیشور ٹیک۔
وہی آواز "ڈن ۔۔۔۔ ڈن ۔۔۔۔ ڈن"
سگریو۔ یہ دوسرے تین فیر بھی ہو چکے۔
بھبیکھن۔ اتنی عرض میری بھی منظور فرمائیں۔ کہ آپ پہلے پہل اس کے مقابلہ پر نہ جائیں۔ بلکہ ایکا ایکی میں بھی اس کے سامنے نہیں جاؤں گا۔ اور بس لگتے اس کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں گا۔
لچھمن۔ واہ بھبیکھن جی! ابھی سے خوف کھا گئے۔
رامچندر جی۔ نہیں نہیں تم نہیں سمجھے ہم ان کی رمز پا گئے۔
لچھمن۔ خیر جس طرح آپ کی سمجھ میں آئے کیجئے۔ اور جس کو جو حکم دینا ہے جلدی دیجئے۔
رامچندر جی۔ پہلے مقابلے کے لئے سگریو اور ہنومان کو تعینات کروں گا۔ انگد اور تم کو امداد کے لئے ان کے ساتھ کروں گا۔ اگر ضرورت ہوئی تو میں آخر میں اس سے دو ہاتھ کروں گا۔
وہی آواز "ڈن ۔۔۔۔ ڈن ۔۔۔۔ ڈن"
رامچندر جی۔ یہ اس کی طرف سے تیسرا اور اخیری فیر ہے۔ جلدی تین توپیں سر کروائیے۔
ایک آواز۔ بھٹ اڑاڑاڑا دھوں ۔۔۔۔۔ بھٹ اڑاڑاڑا دھوں ۔۔۔۔۔ بھٹ اڑاڑاڑا دھوں۔

(طرفین کے لشکروں کا بالمقابل ڈٹ جانا۔ اور راون کا تلوار گھماتے ہوئے آگے آنا)

راون۔ (للکار کر) ذرا سامنے آؤ۔ آج تم میں سے کون موت کا مہمان ہے۔
ہنومان۔ (جھومتا ہوا) آج جو آپ کی تواضع کیلئے تعینات ہوا ہے وہ آپ کا وہی پرانا رفیق ہنومان ہے۔
راون۔ ہٹ مردود! تیرے جیسوں کے ساتھ تو بات کرنے میں بھی میری

کسر شان ہے۔

سُگریو۔ اگر ان سے ڈر لگتا ہے۔ تو میری طرف ہی ہو لے۔

راون۔ واہ واہ یہ دوسرے تیس مار خاں بولے۔" باپ نے ماری مینڈکی بیٹا گول انداز"۔ اپنی جورو کے لئے آج تک سر دھنتا پھرا۔ اب انگلی کو خون لگا کر شہیدوں میں ملنا چاہتا ہے۔ بھیجڑہ کہیں کا۔

سگریو۔ معلوم ہوتا ہے کہ بوکھلا گئے۔ جو اس قسم کی باتوں پر آ گئے۔

راون۔ مجھے تعجب ہے کہ تمام لشکر میں صرف تم دو ہی صدقے کے بکرے رہ گئے۔

سگریو۔ زیادہ بک بک نہ لگا۔ آدمیوں کی طرح مقابلے پر آ۔

راون۔ (غضبناک ہو کر تلوار گھماتا ہوا) ارے مردود! کر دوں ابھی نیست و نابود۔

سگریو۔ (طرح دیتا ہوا) کود کود خوب اچھی طرح کود۔ اب مٹائے دنگا تیرا نام و نمود۔

راون۔ اب کے تو اگر بچ رہا تو نام ہٹا دوں۔

سگریو۔ اگر میرا وار خالی جائے تو ہاتھ کٹا دوں۔

راون۔ (تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مار کر) ہاتھ نہیں بلکہ سر۔ چل جہنم کی تیاری کر اور رستے سے ایک طرف ہو کر مر۔

{سگریو کا بیدم ہو کر گر جانا۔ اور ہنومان کا فوراً اسکو اٹھا کر کیمپ کی طرف پہنچانا۔ اور خود مقابلے پر آنا۔}

ہنومان۔ خبردار جانے نہیں پائے گا۔

راون۔ ایک نے تو بان مار لئے۔ اب تو تیر چلائے گا۔

ہنومان۔ قاعدے کی بات ہے کہ چراغ جب گل ہونے پر آتا ہے تو زیادہ ٹمٹمایا کرتا ہے۔

راون۔ (تلوار چلا کر) ذرا دیکھتے جاؤ۔ آج کتنے چراغ گل کرتا ہوں اور کتنے تالاب خون کے بھرتا ہوں۔

ہنومان۔ (طرح دیکر) لے اب سنبھل جا۔ اگر خیریت چاہتا ہے تو سامنے سے

ٹل جا۔

راون۔ تو اپنی سی خوب چلا لے۔ مگر کسی اپنے اٹھانے والے کو بلا لے۔

(ہنومان کا لڑتے لڑتے لہو لہان ہو جانا۔ اور لچھمن و انگد کا اسکی امداد کے لیئے آنا)

انگد۔ (للکار کر) بہت بڑھ چکا ہے۔ اب نہیں بڑھنے دوں گا۔

راون۔ (دونوں ہاتھوں سے وار کرتا ہوا) ارے تیرے جیسوں کو تو میں خالی ہاتھ ہوتا ہوا بھی سامنے نہیں ٹھہرنے دوں گا۔

انگد۔ (تلوار چلاتا ہوا) اپنے کفن کا سامان بھی ساتھ لایا ہے۔

راون۔ (ہتھیار بدل کر) یہ نٹ بازی نہیں بلکہ جان بازی ہے۔ پاؤں جمانے کا وقت تو اب آیا ہے۔

انگد۔ کیا ڈر ہے۔ تو اب بھی زور لگا لے۔

راون۔ (گرز مار کر) خوب اچھی طرح پاؤں جما لے۔ دیکھنا کہیں اٹھا لے۔ (دوسرا گرز مار کر) بلا اس کو جو تجھے اٹھا لے۔

(انگد کا منہ کے بل زمین پر گرنا۔ اور پھر اٹھنا)

انگد۔ (عقاب کی طرح لپک کر) بچکر کہاں جاتا ہے۔

راون۔ (فوراً آگے بڑھکر) ارے مردود کیوں سر پر چڑھتا آتا ہے۔

لچھمن۔ (فوراً آگے بڑھکر) سنبھل جا۔ اب تیری موت کا پیغام آگیا۔

راون۔ (لپک کر آگے آ) میرے دل میں بھی افسوس تھا۔ کہ تو میگھناد کو مار کر زندہ چلا گیا۔

لچھمن۔ (تیر چھوڑ کر) میگھناد کو تو تو نے رو بھی لیا۔ مگر تجھے کون روئیگا۔

راون۔ (تیروں کی بوچھاڑ کرتا ہوا) میرا کلیجہ بھی تب ٹھنڈا ہوئے گا۔ جب رامچندر تیرے سرہانے بیٹھکر پران کھوئے گا۔

(دونوں کا ایک دوسرے پر غضب کے تیر برسانا۔ لچھمن کا سخت زخمی ہو جانا اور کئی دفعہ گرتے گرتے اپنے آپ کو بچانا۔ راون کا علاوہ ہتھیاروں کے لات گھونسوں)

(کو بھی کام میں لانا۔ اور رامچندر جی کا عین موقعہ پر امداد کے لئے آنا)

بھبیکھن۔ (رامچندر جی سے) مہاراج! یُدھ میں بڑا گھمسان ہو رہا ہے وہ دیکھئے لچھ
کس قدر لہولہان ہو رہا ہے۔ راون کا ہاتھ آج جس طرف جھکتا ہے پھر مخالف
پیوند زمین کئے بغیر نہیں رکتا ہے اب اُنہیں امداد کی سخت ضرورت ہے کیو
اس وقت لڑائی کی بہت ہی خطرناک صورت ہے۔

رامچندر جی۔ (دوربین سے دیکھ کر) بیشک بیشک آپ نے خوب تبلایا۔ اور
موقعہ پر جتلایا۔ اگر آپ تھوڑی دیر نہ جتلاتے تو ہم تو ہاتھ ملتے رہ جاتے۔

بھبیکھن۔ اب ذرا جلدی قدم بڑھایئے۔ اور زیادہ دیر نہ لگایئے۔ پہلے م
اُس کے سامنے جاؤں گا۔ اور عین موقعہ پر آپ کو بلاؤں گا۔

راون۔ (لچھمن سے) ارے کمبخت جس کے لئے تو اپنی زندگی برباد کرتا ہے
بھی تیری کچھ امداد کرتا ہے۔ لعنت ہے ایسے بھائی پر۔ جو تجھے موت کے منہ میں
پھنسا کر خود روپوش ہو گیا۔ اب دے جواب کیوں خاموش ہو گیا۔

لچھمن۔ ارے مردود! کیوں بکواس کر رہا ہے۔ دو چار سانس لے لے
کال بھی تیری تلاش کر رہا ہے۔

راون۔ (متواتر حملہ کرتا ہوا) دیکھ اب تیرا کال آتا ہے یا میرا۔

بھبیکھن۔ (فوراً آگے ہو کر) بس اُچھل لیا بہتیرا۔

راون۔ (لال پیلا ہو کر) او بے غیرت شیطان! نمک حرام بے ایمان! تو اب بھی
مجھ کو اپنی منحوس شکل دکھلاتا رہا۔

بھبیکھن۔ ذرا ہوش سے بات کرو۔ اب وہ وقت جاتا رہا۔

راون۔ ارے بنت! اپنی ناپاک زندگی سے تو نے سارے کل کو داغ لگا
مگر مرنے کے لئے بھی میرے ہی سامنے آیا۔

بھبیکھن۔ ہاں۔ ہاں پھر کہو۔ یہ بات تمہارے منہ سے پھبتی ہے مگر بولتے
بولتے تمہاری زبان کیوں دبتی ہے۔

راون۔ (تلوار لیے ہوئے آگے لپک کر) لے مجھے تو آج لنکا کا راج دلاتا ہوں اور اپنے ہاتھوں سے تاج پہناتا ہوں۔

رامچندر۔ کیوں بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہا ہے۔ اور بچارے ببھیکھن کے سر پہ چڑھا آرہا ہے۔

راون۔ صبح سے لڑتے لڑتے شام ہوئی اور لڑائی بھی قریب الاختتام ہوئی مگر تو بھی بس ہیں آگ لگا کنارے ہو گیا۔ یہ بچارے لاوارث کٹتے رہے۔ خود نہ معلوم کہاں جا کر سو گیا۔ ذرا آگے آ۔ اب اِدھر اُدھر جان نہ چھپا۔

رامچندر۔ (تیر چھوڑ کر) اگر میں پہلے ہی آجاتا تو تو اتنی دیر زندہ نہ رہنے پاتا۔

راون۔ (ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہوا) یوں کیوں نہیں کہتا۔ کہ میں ابتک زندہ نہ رہتا۔

رامچندر۔ یہ تیر تیری ہی جان لے کر رہے گا۔

راون۔ اگر تو آج یہاں سے زندہ چلا گیا۔ تو مجھ کو راون کون کہے گا۔

رامچندر۔ (برہم استر چلا کر) چل تیت آتما۔ ہوا تیری زندگی کا خاتمہ۔

(برہم استر کے لگتے ہی راون کا لڑکھڑا کر زمین پہ گر جانا۔ اور فوج لنکا کا بے تحاشہ بھاگنا۔ بانری سینا کا پرجوش نعرے اور طرح طرح کے جیکارے لگانا۔ رامچندر جی کا مع لچھمن وغیرہ کے نزدیک آنا۔)

رامچندر۔ لچھمن! اگرچہ راون سے ہمارا ٹکراؤ تھا۔ مگر پھر بھی یہ جہاندیدہ اور پرانا تجربہ کار تھا۔ گو بے عمل تھا۔ مگر عالم ضرور تھا۔ اور زمانہ کے نشیب و فراز پر اسے پورا عبور تھا۔ اِس لئے سابقہ تمام کدورتوں کو دل سے دور کر کے بطور ایک جگیاسو[1] کے اُن کے پاس جاؤ۔ اور کوئی نصیحت حاصل کر کے فائدہ اُٹھاؤ۔

لچھمن۔ (راون کے سر کی طرف اشارہ کر کے) مہاتما! دوستی تھی یا دشمنی وہ جیتے جی کی۔ نہ معلوم ہم نے آپ کا نقصان کیا تھا۔ یا آپ نے ہم کو تکلیف دی اب اُن خیالات کو دل سے دُور کیجئے۔ اور کوئی تکلیف کر کے مجھ کو مشکور کیجئے

[1] متلاشی۔

راون ۔ خاموش ۔

لچھمن ۔ (رامچندر سے) بھرا تاجی ! یہ تو نہ بولتے ہیں نہ آنکھیں کھول رہے ہیں ۔

رامچندر ۔ بھائی ! اُپدیش لینے کا یہ طریقہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے جاکر اُنکے پاؤں کی طرف کھڑے ہوجاؤ ۔ اور پھر انہیں بلاؤ ۔

لچھمن ۔ (راون کے پاؤں کی طرف کھڑے ہوکر) مہاتما ! سابقہ کدورتوں کو دل سے دور کیجئے ۔ اور کوئی نصیحت کرکے مجھے مشکور کیجئے ۔

راون (کسیقدر آنکھیں کھول کر)

گاتا (قوالی)

اے لچھمن خاتمہ پر اب میری یہ زندگانی ہے	کروں تجکو نصیحت کیا مجھے یہ خود حیرانی ہے
اگرچہ لب ہلانیکی بھی طاقت اب نہیں مجھ میں	مگر میں بھی کہتا ہیں نے تمہیں اپنی سنانی ہے
میری باتیں تیرے حق میں خصوصاً لابھدایک ہیں	سنو کیونکہ ابھی تم پر نئی آئی جوانی ہے
وشئے کیطرف کبھی جانب بھولکر بھی مت نظر کرنا	ہوئی میری جو یہ حالت اُسی کی مہربانی ہے
خوشامد چاپلوسی سے کرے تعریف جو تیری	نہ متر سمجھنا اُس کو تیرا دشمن وہ جانی ہے
میرا خانہ خراب اِن چاپلوسوں نے ہی کر ڈالا	جو اُجڑی سورن کی لنکا انہیں کی بے ایمانی ہے
جو اپنا شترو ہو خواہ وہ کتنا ہی اپاہج ہو	اُسے دربل سمجھ لینا سراسر ہی نادانی ہے
جو اپنے اور بیگانے کی نہیں پہچان کرسکتا	تو نشچہ ہی سمجھ لو کہ تباہی کی نشانی ہے
جہاں تک ہوسکے تم سے بدی سے بھی بچے رہنا	وگرنہ جو کروگے ایک دن وہ پیش آنی ہے
جو دیتی موت مہلت تو میں شاید ابھی کہتا	مگر دم رک گیا اب آگیا آنکھوں میں پانی ہے
میرا کہنا اے لچھمن لوحِ دل پر نقش کر لینا	نہ نفرت اس لئے کرنا کہ راون کی زبانی ہے

اگر حسبِ صحت سنگہ دیکھے میرے جیون کا نقشہ ہی
نصیحت کی نصیحت ہے کہانی کی کہانی ہے

ناٹک

رام چندر جی۔ آپ جیسے عالم بہادر اور مستقل مزاج راجہ کے مرنے کا مجھے سخت افسوس ہے۔ مگر ایسا ہونا ہی تھا۔ اس میں نہ میرا قصور ہے نہ آپ کا دوش ہے اگرچہ اس کشمکش کے دوران میں جہاں تک میرا خیال ہے میں نے کوئی ایسا لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ جو آپ کی شان کے خلاف ہو۔ تاہم اگر کسی وقت کوئی ایسا ویسا لفظ میرے منہ سے نکل بھی گیا ہو۔ تو میں پرارتھنا کرتا ہوں کہ میرا کہا سنا معاف ہو کیونکہ جو شخص مرتے وقت کسی قسم کی رنجش دل میں رکھتا ہے وہ سراسر عقل کا ہینا ہے اور جو مرے ہوئے کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے۔ وہ بھی پرلے سرے کا کمینہ ہے۔

راون

گانا

بس الوداع اے رگھبر اب تو میں جا رہا ہوں
افعال جو کئے تھے پھل ان کا پا رہا ہوں

پیمانہ زندگی کا لبریز ہو چکا ہے
بحر جہاں کے اندر میں ڈگمگا رہا ہوں

تھی گرچہ مجکو تم سے رگھبر بڑی عداوت
بغض اور کینہ اب تو دل سے مٹا رہا ہوں

اب وقت آخری ہے تم کان دھر کے سننا
باتیں دو ایک تم کو جو میں سنا رہا ہوں

جگ جیتنے سے بڑھ کر ہے نفس جیت لینا
اس نفس کے ہی مارے میں مارا جا رہا ہوں

جس گھر میں پھوٹ ہوگی وہ گھر تباہ ہوگا
میری طرف ہی دیکھو کیا پھل میں پا رہا ہوں

بیجا غرور کرنا ہرگز نہیں ہے لازم
مخمور ہو نشے میں سب کچھ گنوا رہا ہوں

راجہ کو راج نیتی کا پاس ہے ضروری
اس سے گذر کے کیا کیا میں رنج اٹھا رہا ہوں

افسوس ہے کہ شنکر میرا عمل نہیں تھا
تم ان کو یاد رکھنا جو کچھ بتا رہا ہوں

لہ یہ نظم مہاشہ شنکر جالندھری نے بخوشی خود تیار کر کے بھیجی ہے۔ جس کے لئے میں اپنے معزز مہربان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (مصنف)

راون کا ایک گہرا سانس لیکر خاموش ہوجانا۔ اور ہمیشہ کے لئے بستر مرگ پر سوجانا
بھبیکھن کا جوش محبت میں آنا۔ اور اُنکے مرتک شریر سے لپٹ کر آنسو بہانا۔

بھبیکھن۔ آہ بھائی! جس بات کے بھئے سے میں آپ کو بار بار منع کرتا تھا آخر وہی پیش آئی۔ ان بے ایمان خوشامدیوں کی باتوں میں آکر کیا کیا ذلت نہ اُٹھائی خاندان تباہ ہوا۔ اور لنکا خاک میں ملائی بھبیکھن کا کہنا آپ کو زہر معلوم دیا۔ نہ صرف یہ ہی بلکہ میرا لنکا میں رہنا بھی قہر معلوم دیا۔ جس قدر آپ دوسروں کو نصیحت کرتے تھے۔ اگر ان میں سے ایک پر بھی خود عمل کرتے تو کیوں لنکا برباد ہوتی۔ اور کیوں آپ مرتے۔

رامچندر جی۔ پیارے بھبیکھن! تمہارا جو یہ رونا پیٹنا اور آنسو بہانا ہے وہ راون کی عزت اور توقیر کو گھٹانا اور اُس کے نام پر دھبہ لگانا ہے تمہارا بھائی بہادر کشتریوں کے دھرم کو پالن کرتا اور میدان جنگ میں داد شجاعت دیتا ہوا سورگ سدھارا ہے۔ نہ کہ کسی نے بھاگتے ہوئے کو پکڑ کر مارا ہے نیز ہماری بھی جو کچھ دشمنی یا مخالفت تھی۔ وہ سب ان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہوگئی۔ اب جیسا یہ تمہارا بھائی تھا۔ ویسا ہمارا بھائی ہے۔ چل کر ان کا داہ سنسکار کرو اب دیر کیوں لگائی ہے۔

راون کے مرتک شریر کو اُٹھا کر شمشان بھومی میں لے جانا۔ رنواس کی تمام رانیوں کا آنا۔ اور آہ و بکا کا شور کرکے آسمان کو سر پر اُٹھانا۔ آخر بھبیکھن کا اسکی چتا کو آگ لگانا۔ اور شعلوں کا پھیل جانا۔ جملہ حاضرین کا آخری آنسو بہانا۔ اور اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آنا۔

نوٹ:- لڑائی کے واقعات کو قلمبند کرنے میں میں نے دانستہ ہی اختصار سے کام لیا ہے۔ وجہ محفوظ۔

مصنف

ستائیسواں نظارہ!

سیتاجی کی واپسی

(رامچندر جی و لچھمن جی۔ سگریو۔ ہنومان۔ انگد۔ بھبیکھن
و دیگر ارکین اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔)

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑ کر) مہاراج! سیتاجی کو لانے کے لئے اب کیا وچار ہے؟

رامچندر جی۔ ہاں اب کس بات کا انتظار ہے۔ آپ اور بھبیکھن جی جائیں اور انھیں اپنے ہمراہ لے آئیں۔

اشوک باٹکا

(سیتاجی اپنے خیالات کی ادھیڑ بن کر رہی ہیں۔ کبھی کچھ سوچتی ہیں
کبھی سرد آہیں بھر رہی ہیں۔ ترجٹا اور دیگر راکشس عورتیں ان کے
دل کو بہلا رہی ہیں۔ اور طرح طرح کی باتیں سنا رہی ہیں۔)

ترجٹا۔ سیتا! اب تو ہمارا تمہارا صرف عارضی سمبندھ ہے۔

سیتا۔ یہ سمبندھ تو کبھی کا ٹوٹ جاتا۔ مگر کیا کروں میرے لئے تو موت کا دروازہ بھی بند ہے۔

ترجٹا۔ میرا مطلب یہ نہیں جو تم کہہ رہی ہو۔

سیتا۔ بیشک میں جانتی ہوں کہ میری وجہ سے تم بھی بہت کشٹ سہ رہی ہو

ترجٹا۔ میں تو یہ کہتی ہوں کہ تجھے عنقریب تیرے پتی کا دیدار نصیب ہونے والا ہے۔

سیتا۔ (ایک سرد آہ بھر کر) میری ایسی قسمت کہاں؟ یوں کہو کہ تیری موت کا وقت قریب ہونے والا ہے۔

وکٹا۔ (دوڑتے دوڑتی ہوئی) سیتا! تجھے بدھائی۔ راون مارا گیا۔ وہ دیکھ بھبیکھن اور ہنومان تجھے لینے کے لئے آرہے ہیں۔

ترجٹا۔ (سیتا کو گلے لگا کر) بیٹی! تو اب تو اپنے پتی اور دیگر سمبندھیوں سے اپنا دل شاد کرے گی۔ اور ترجٹا بچاری کو کاہے کو یاد کرے گی اچھا پرمیشور تیرا سہاگ اٹل رکھے۔

سیتا۔ دیوی! میں تمہاری مہربانیوں کو تا زندگی نہیں بھلا سکتی خود تو کیا ایشور سے بھی اُن کا بدلہ نہیں دلا سکتی۔

ہنومان۔ ماتا جی! آپ کے تپ اور ست کی بدولت شری رامچندر جی کی فتح یوں تو آگے بھی پے درپے ہوئی۔ مگر آج راون کو بھی مار لیا۔ اور اُنکی مکمل جے ہوئی۔ اب آپ سب رنج و غم بھول جائیے اور شری رامچندر جی کے پاس چلنے کی تیاری فرمائیے۔

سیتا۔ ویر ہنومان! میں تو پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ سوائے اپنے پتی کے دوسرے منش کے ساتھ ہرگز قدم نہ اٹھاؤں گی۔ اگر جاؤں گی تو اپنے سوامی کے ساتھ جاؤں گی۔

ہنومان۔ بھلا وہ آبادی کے اندر کس طرح آسکتے ہیں۔

سیتا۔ اگر وہ خود نہیں آسکتے تو لچھمن جی لیجا سکتے ہیں۔

ہنومان۔ مانا کہ اُن کا تعلق لچھمن سے زیادہ ہے اور ہمارے ساتھ کچھ کم مگر اس لحاظ سے جیسے لچھمن ویسے ہم۔

ترجٹا۔ سیتا! واقعی ہنومان کی بات معقول ہے اور اب تمہاری ہٹھ کرنی فضول ہے۔

سیتا۔ چلئے میں آپ کا حکم سویکار کرتی ہوں (ترجٹا کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی آپ کے چرنوں میں نمسکار کرتی ہوں۔

{ہنومان اور بھبھیکھن کا سیتاجی کو ایک پالکی میں بٹھانا اور خود پیادہ پا چل کر رامچندرجی کی خدمت میں آنا۔}

سیتا۔ (دوڑ کر رامچندرجی کے پاؤں پکڑ کر) بھگون! مجھ ابھاگن کے کارن جو جو کشٹ آپ نے اُٹھائے۔ کس کی سامرتھ ہے جو اُن کو گنائے۔ آپ کے چرن کملوں کے درشن کر کے میں تو بالکل سودائی سی ہو رہی ہوں۔ اور اس وقت تو یہ بھی معلوم نہیں کہ جاگتی ہوں یا سو رہی ہوں۔

رامچندرجی۔ (فوراً اُٹھا کر) پریہ جی! اگرچہ میں تمہارے ویوگ میں انیک پرکار کے کلیشوں میں غرق تھا۔ مگر پھر بھی میری اور تمہاری وپتوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ مجھے تو صرف تمہارا ہی خیال تھا۔ مگر تم کو علاوہ دیگر تکالیف کے اپنا دھرم بچانا بھی محال تھا۔

سیتا۔ (پسینے سے تر بتر ہو کر) ہے ناتھ! اگر اس داسی کی نسبت آپ کا ایسا ہی وچار ہے۔ تو سیتا ہر سے اور ہر پرکار سے اپنی پرکشیا دینے کو تیار ہے اتنا عرصہ لنکا میں رہنے پر آنا تو ایک طرف اگر میرا انگ بھی ملین ہوا ہو تو جو آپ کی طبیعت چاہے وہ ڈنڈ مجھے دو۔ ہاں میں مانتی ہوں کہ راون کئی بار میرے سنمکھ ہوا۔ مگر جہاں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اُسنے اُس جگہ کو بھی نہیں چھوا۔

تمام رشی منی۔ یہ آپ کے بالکل نکمے وچار ہیں۔ ہم سیتاجی کی پاکدامنی کی نسبت ہر طرح کا حلف اٹھانے کو تیار ہیں۔ پر تکلش ثبوت اگر ان کا ایسا ہی نکما خیال ہوتا تو کیا ان کے جسم کا ایسا ہی حال ہوتا۔

رامچندرجی۔ آپ کی دلیل بیشک بڑی مضبوط ہے۔ مگر ان کے پاس اپنی پاکدامنی کا کیا ثبوت ہے۔ میں کسی حالت میں بھی ان کو گرہن نہیں کر سکتا اور ان کی وجہ سے لوگوں کے طعنے وعہنے سہن نہیں کر سکتا۔

تمام رشی منی۔ اگر آپنے یہی ٹھانا تھا تو اس قدر خلقت کا خون تو نہ بہانا تھا۔

رامچندرجی۔ اگر میں اُس وقت خاموش رہتا۔ تو تمام زمانہ مجکو کائر اور بزدل کہتا

سیتا۔ (ہاتھ جوڑکر) پران ناتھ! اگر آپ کا ہی میری نسبت ایسا وچار ہے تو میرے زندہ رہنے پر بھی دھکا ہے۔ آپ حکم دیجئے۔ سیتا ابھی جلنے کو تیار ہے۔

رامچندر جی۔ ہاں میں اجازت دیتا ہوں۔ لچھمن! ابھی چتا تیار کرو۔

لچھمن۔ (کانپتا ہوا ہاتھ جوڑکر) بھگون! اس معاملہ پر ذرا اچھی طرح وچار کرو۔

رامچندر جی۔ (تحکمانہ لہجہ میں) جو میں حکم دیتا ہوں سو ییکار کرو۔

(لچھمن کا چتا بنانا۔ اور چاروں طرف سے تراہ تراہ کی آواز آنا سیتا کی حالت زار دیکھ کر تمام حاضرین کا آنسو بہانا۔ رامچندر جی کے حکم سے پہلے چتا کو آگ لگانا شعلوں کا بلند ہو جانا۔ اور سیتا کا لرزتے کانپتے چتا کے نزدیک آنا۔ اور پرماتما کی پرارتھنا کا ایک بھجن گانا)

سیتا جی

گانا (بطرز۔ بہتیرو سمجھا ئیو ری لاکھن بار)

بہتیرا دکھ پایا جی ناتھ نہ بسار

جب سے جگ میں ہوش سنبھالی نہ پہنا نہ کھایا جی

ناتھ نہ بسار

اِکدن بھی تو سکھ نہیں دیکھا ایسا کیا لکھایا جی

ناتھ نہ بسار

مجھ نربھاگن کرم ہین نے یوں ہی جنم گنوایا جی

ناتھ نہ بسار

نہ کچھ دوش تمہارا سوامی کرموں کا پھل پایا جی

ناتھ نہ بسار

ناٹک

(ہاتھ جوڑکر) ہے انتر یامی پرماتما! اگرچہ لوگوں کو یقین دلانا میری طاقت سے

باہر ہے۔ پرنتو آپ پر میرا گن اوگن اچھی طرح ظاہر ہے۔ آہ پربھو! میری زندگی کا یہی انجام ہونا تھا۔ کہ مرتی دفعہ بھی یوں بدنام ہونا تھا۔ ہے دیو! اب آپ ہی اس تپت کا ادہار کرو۔ مگر میری یہ انتم پرارتھنا ضرور سویکار کرو۔ کہ اگر میں پھر بھی کبھی استری کے جنم میں آؤں۔ تو شری رامچندر جی کے چرنوں میں ہی جگہ پاؤں (چتا کی طرف قدم بڑھا کر) ہے تپت او دھارا میں بڑے ہرش کے ساتھ آپ کی اور۔۔۔۔۔"

رامچندر جی۔ (فوراً ہاتھ پکڑ کر) بس بس پریہ جی! آپ کا امتحان ہو گیا۔ اور میرا اچھی طرح اطمینان ہو گیا۔

سگریو۔ میں آپ کی اس کارروائی کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ بھلا اب آپ کا کس طرح اطمینان ہو گیا؟

رامچندر جی۔ گو آپ لوگوں کے خیال میں میرا یہ طرز عمل قابل اعتراض تھا مگر اس کے اندر بھی ایک پوشیدہ راز تھا۔ عام لوگوں کے نزدیک تو یہ بات بالکل سادھارن معلوم ہوتی ہے۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ انتہائی خوشی بھی بعض اوقات موت کا کارن ہوتی ہے۔ اس طریق سے میں نے انکی بڑھی ہوئی خوشی کو رنج میں تبدیل کر کے ان کو تو شادی مرگ سے بچا لیا۔ اور لوگوں کے چرچے سے اپنا پیچھا چھوڑا لیا۔

تمام حاضرین۔ بھگون! آپ کی عقل آپ ہی کے ساتھ ہے۔ ہماری وہاں تک پہونچنے کی کیا بساط ہے۔

رامچندر جی۔ سگریو جی! آپ بمع ہنومان و ببھیکھن جی کے لنکا میں جاؤ اور راج تلک کا سامان تیار کراؤ۔ کل ان کو راج تلک دیا جائیگا۔ اور کل ہی یہاں سے ایودھیا کو کوچ کیا جائے گا۔

(رامچندر جی کا مع لچھمن و سیتا جی کے خراماں خراماں اپنی قیام گاہ کی طرف آنا۔ سگریو، ہنومان و ببھیکھن کا لنکا میں آکر راج تلک کا سامان تیار کروانا۔)

دربار لنکا

(جملہ اراکین کا اپنے اپنے رتبہ و قرینہ سے بیٹھ جانا بھبھیکھن جی کا آنا اور جملہ حاضرین کا سروقد کھڑے ہو کر تعظیم بجا لانا اور بھبھیکھن کا انکی پیشوائی کر کے ایک زرنگار کرسی پر بٹھلانا اور بھبھیکھن جی کے اشارہ سے ایک خاص مسند پر بیٹھ جانا۔)

لچھمن - (کھڑے ہو کر) اے حاضرین دربار! یہ مقدس فرض جو میں ابھی آپ کے سامنے ادا کروں گا۔ میرے پوجنیہ بھراتا شری رامچندر جی مہاراج کا تھا مگر وہ خود تشریف لانے سے اس لئے معذور ہیں۔ کہ تا اختتام میعاد آبادی کے اندر قدم رکھنے سے مجبور ہیں۔ اس لئے اُن کی طرف سے اُن کی عدم حاضری کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ نیز مجھ کو آپ نے اس دربار عظیم کا شرف اشتراک بخشا ہے۔ اس عزت افزائی اور ذرہ نوازی کیلئے آپ کے احسان کا زیر بار ہوں۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا۔ کہ آپ کے سابق فرماں روا مرحوم مہاراجہ راون کے ساتھ نہ تو ہماری کوئی خاص کدورت تھی۔ اور نہ لڑائی کرنے کی ہم کو ضرورت تھی۔ نہ ہم نے ملک گیری کی ہوس سے اُنکے ساتھ جنگ کیا۔ اور نہ ہی کسی کے امدادی یا حمائتی بن کر اُن کا قافیہ تنگ کیا۔ جو کچھ وجہ تھی۔ وہ آپ لوگوں پر اچھی طرح ہویدا ہے۔ اس لئے اُسکا دہرانا بالکل بے فائدہ ہے۔ خیر جیسا انہوں نے کیا ویسا پھل بھگت لیا۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کے مرحوم مہاراجہ کی طرز زندگی پر کچھ ریویو کروں۔ یا کسی قسم کا الزام اُنکے ذمے دھروں۔ کیونکہ جب وہ ہستی ہی دُنیا سے مفقود ہے تو اُنکے کسی فعل پر نکتہ چینی کرنا محض بے سود ہے۔ آپ کے موجودہ حکمراں ہر دلعزیز سدا چاری جی بھراتا مہاراجہ بھبھیکھن نے جس قسم کی اخلاقی جرأت دکھلائی۔ وہ آجتک شاذ و نادر ہی دیکھنے میں نہیں آئی۔ لنکا اور اہل لنکا کو بربادی اور تباہی سے بچانے کیلئے جو کچھ

اُنھوں نے کیا وہ آپ لوگوں پر اچھی طرح ظاہر ہے۔ اور اس خیرخواہی کے صلے میں جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا اُس کا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے میں ان کے روبرو ان کی تعریف کرنے سے پرہیز کرتا ہوں۔ نیز بہ تقاضائے وقت طوالت سے بھی گریز کرتا ہوں۔ المختصر اس جنگ عظیم میں جس دیانتداری سے اُنھوں نے اپنے فرض کو انجام دیا۔ اُسکے صلے میں شری رامچندر جی مہاراج نے حسب وعدہ ان کا موروثی راج ان کو بطور انعام دیا۔ میں اُن کی طرف سے (تاج پہناکر) یہ تاج اِن کو پہناتا ہوں۔ اور آپ لوگوں کی توجہ اس امر کی طرف خاص طور سے دلاتا ہوں۔ کہ جس قدر ان کے مشیر صغیر و کبیر غریب و امیر تونگر و فقیر جیسی جس کی لیاقت و استعداد ہو اس بات کا کوشاں ہو کہ یہ بینظیر شہر پھر اسی طرح آباد ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے فرمانروا کا رموز سلطنت و امورِ حکومت کے متعلق کافی ہاتھ بٹائیں گے۔ اور ان کے احکام کی تعمیل کرتے اور انکے نقش قدم پر چلتے ہوئے خود بھی فائدہ اُٹھائیں گے۔

{لچھمن جی کا اپنی جگہ پر بیٹھ جانا۔ چاروں طرف سے ببھیکھن جی کی جے کے نعروں کی آواز آنا۔ راج گورو کا ببھیکھن کے ماتھے پر راج تلک لگانا۔ اور جملہ اراکین کا نذر دکھانا}

ببھیکھن۔ معزز حاضرین و معظم سامعین! میں رگھوکل بھوشن شری رامچندر جی مہاراج کی عنایت اور شری لکشمن جی کی نوازش بے غایت کا صدق دل سے مشکور ہوں۔ بموجب فرمان شری لکشمن جی یہ اعزاز شری رامچندر جی مہاراج کے دستِ مبارک سے ہی انجام پانا تھا۔ اور میری اور آپکی خوش نصیبی کا بھی کیا ٹھکانہ تھا۔ کہ وہ بذاتِ خود یہاں تشریف لاتے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے اُمورِ مملکت کے متعلق نصیحت کرکے ممتاز فرماتے مگر وہ بوجہ خاص جس کا ذکر ابھی لکشمن جی نے کیا۔ اپنی تشریف آوری سے اہل لنکا کو سرفراز نہ فرما سکے اور یہ انسانی طاقت سے بعید ہے۔ کہ اُن کو اپنے عہد و پیمان سے ایک قدم بھی ہلا سکے لنکا کی تباہی اور اہل لنکا کی بربادی کا نقشہ اسوقت میرے پیش نظر ہے مگر اسکو

بیان کرنے میں میری زبان قاصر ہے۔ تمام آبادی میں زیادہ تر بیوہ عورتوں معصوم بچوں اور ضعیف العمر بوڑھوں کا حصہ ہے۔ الغرض یہ بڑا طول طویل قصہ ہے۔ مصارف جنگ کا بھی سر دست صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اس لئے اسکے متعلق بھی کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ اس انقلاب عظیم کا ذمہ وار نہ تو میں اپنے مرحوم بھائی کو گردانتا ہوں۔ نہ کسی دوسری انسانی طاقت کو مانتا ہوں بلکہ قدرت کو اسی طرح منظور تھا۔ نہ کسی دوسرے کا دوش تھا۔ نہ بھائی راون کا قصور تھا۔ ان واقعات کو چھیڑنا یا پیانہ کے چھلکے ادھیڑنا اور گڑے مردے اکھیڑنا بالکل فضول اور بے فائدہ کا طول ہے۔ میں ہر طرح سے کوشش کرونگا۔ کہ آپ لوگوں کو پھر وہی خوشحالی اور پہلی سی فارغ البالی نصیب ہو۔ اور میری دلی خواہش ہے کہ لنکا کا ایک فرد بھی نہ مفلس ہو نہ غریب ہو۔ پرمیشور کرے کہ وہ دن بہت ہی قریب ہو آخیر میں میں اپنے محسن و مربی شری لکشمن جی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ازراہ مہربانی و شفقت اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس اجڑے دیار کو سرفراز فرمایا۔ اور اپنی تشریف آوری سے اس غریب خانہ کی رونق کو بڑھایا۔

(حاضرین دربار کا بھبھیکھن کی جے کے نعرے لگانا۔ دربار کا برخاست ہو جانا۔ بھبھیکھن کا مع لچھمن جی کے رامچندر کی خدمت میں آنا۔)

رامچندر جی کی قیامگاہ

(رامچندر جی مع سیتا کے ایک آسن پر براجمان ہیں۔ اور دیگر اراکین اپنے اپنے قرینے سے بیٹھے ہیں۔)

رامچندر جی ۔ پیارے بھبھیکھن میری طرف سے راج تلک کی مبارکباد قبول کیجئے۔ اور مجھے اب یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دیجئے۔

بھبھیکھن ۔ (ہاتھ جوڑ کر) بھگون! نہ صرف میری بلکہ لنکا باسیوں کی یہ دلی خواہش ہے کہ آپ کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے ہمیں مسرور کیجئے اور اپنی تکان بھی دور کیجئے

رامچندر جی۔ آپ کی اور اہل لنکا کی مہربانی کا مشکور ہوں۔ مگر اب ایک لمحہ بھی یہاں ٹھہرنے سے مجبور ہوں۔ کیونکہ چودہ سال کا عرصہ اب قریب الاختتام ہے۔ اگر پندرھویں سال کے پہلے روز ایودھیا میں نہ پہنچا۔ تو بھرت کا تو کام تمام ہے۔

بھبیکھن۔ (گردن نیچی کر کے) مجبور ہوں۔ لاچار ہوں۔ مگر اتنی مہربانی کیجئے کہ مجھ کو ایودھیا تک ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔ اگر آپ کا جلدی پہنچنے کا وچار ہے۔ تو میرے پاس پُشپک وِمان بڑا تیز رفتار ہے۔ دوسرے وِمان اگر دنوں میں پہنچائیں تو یہ گھنٹوں میں پہنچا سکتا ہے۔ اور تعداد میں بھی زیادہ آدمیوں کو لیجا سکتا ہے۔

سگریو۔ بھگون! مجھے بھی ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔

ہنومان۔ اور میری بھی پرارتھنا سویکار کیجئے۔

رامچندر جی۔ اگر آپ کا یہی وچار ہے۔ تو مجھے ساتھ لیجانے میں کیا انکار ہے جس قدر وِمان میں گنجائش ہو بیٹھ جائیے۔ مگر وِمان جلدی منگائیے۔

(پُشپک وِمان کا آنا۔ رامچندر جی کا مع لچھمن جی سیتا جی بھبیکھن سگریو ہنومان۔ انگد وغیرہ کے بیٹھ جانا۔ حاضرین کا رامچندر جی کے جے کے نعرے لگانا۔ وِمان کا آہستہ آہستہ زمین سے اٹھ کر اوپر کو جانا۔ آخر نظروں سے غائب ہو جانا۔ اور اہل لنکا و دیگر تماشائیوں کا دیکھتے رہ جانا۔)

اٹھائیسواں ۲۸ نظارہ!

بھرت ملاپ
نندی گرام
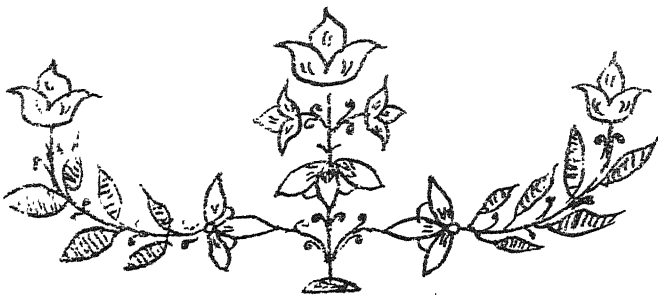
بھرت جی فقیرانہ لباس زیب تن کئے اور ہاتھ میں مالا لئے ایک کشا کے آسن پر بیٹھے ہیں۔ اور گورو وششٹ جی بھی پاس ہی براجمان ہیں۔

بھرت (گانا)

(راگنی جونپوری تین تال)

پل پل چھن چھن دن دن گن گن چودہ برس بتائے ہیں
جو دکھ مجھ کو پڑے اٹھانے میں جانوں یا ایشور جانے
جاتے نہیں سنائے ہیں
پل پل چھن چھن۔ ۔ ۔

کل دنیا کی سہہ کر نندا نہ ندہ ہوا رہا شرمندہ
کیا کیا دوش لگائے ہیں
پل پل چھن چھن۔ ۔ ۔

اب تک بھی یہ ٹلی نہ آفت برس چودہواں ہوا سماپت
رام نہ اب تک آئے ہیں
پل پل چھن چھن۔ ۔ ۔

آنا ہو نا جاتے ہی کیوں مجھ کو بھید بتاتے ہی کیوں
میں ہی بن بھجوائے ہیں
پل پل چھن چھن۔ ۔ ۔

ناٹک

گوروجی! آج چودھواں سال بھی ختم ہوگیا۔ مگر رامچندر جی تشریف نہ لائے سستم ہوگیا۔ اگرچہ میں لوگوں کے بے شمار طعنوں سے سخت شرمندہ تھا۔ مگر رامچندر جی کے حکم سے آجتک زندہ تھا۔ اب میں لوگ نندا کو ہرگز نہیں سہ سکتا۔ اور آج دن چھپنے کے بعد ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اب زیادہ دیر نہ لگائیے۔ اور جلدی چتا تیار کرائیے۔

بششٹ جی۔ ذرا دھیرج دھرو۔ اتنی شیگھرتا نہ کرو۔ ادھک نہیں تو آج کا دن......"

دربان۔ شری ادھپتی مہاراج کی جے ہو۔ ایک دوت اپنا نام ہنومان بتاتا ہے مہاراج کے درشنوں کا سوبھاگیہ پراپت کرنا چاہتا ہے۔

بھرت۔ ہاں ہاں جلد جاؤ۔ اور اس دوت کو فوراً ہمارے پاس بُلا لاؤ۔

(ہنومان کا آنا اور ہاتھ جوڑکر تعظیم بجالانا)

بھرت۔ بھائی تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ اور کیسا پیغام لائے ہو؟

ہنومان۔ مہاراج۔ میں بھاردواج آشرم سے آیا ہوں۔ اور شری رامچندر جی مہاراج کے ایودھیا میں پدھارنے کی خوشخبری لایا ہوں۔

بھرت۔ (اوچھل کر) بھائی تم نے ایسی خوشخبری سنائی۔ گویا مجھ کو نئی زندگی دلائی۔ مگر وہ اب تک نہیں آئے۔ اتنی دیر کہاں لگائی۔

ہنومان۔ آج کی رات تو وہ بھاردواج آشرم میں گزاریں گے اور کل صبح ہی ایودھیا میں پدھاریں گے۔

بھرت۔ (ہنومان سے بغلگیر ہوکر) اگرچہ میں کہتا ہوا شرماتا ہوں۔ مگر میں آپ کو آج مُنہ مانگا انعام دینا چاہتا ہوں۔

ہنومان۔ جب میں نے آپ جیسے سچے تپسوی دھرماتما اور پریمی بھگت کے درشن پائیے۔ تو کل دُنیا کے خزانے میرے پاس آگئے۔ آپ کی بھراتری

سلہ جلدی ۔ سلہ زیادہ۔

بھگتی کی جیسی پرشنسا سنی تھی۔ ویسی ہی دیکھنے میں آئی۔ سچ مچ آپ نے اپنے جیون کی ایک بے نظیر نظیر پیدا کر دکھائی۔

بھرت۔ ہے ویر! آپ میں اور کیا میری نظیر ہے۔ سب شری رامچندر جی مہاراج کے بل اور تپ کا پرکاش ہے۔ اور بھرت تو ان کے چرنوں کا ایک معمولی داس ہے۔

ہنومان۔ دھنیہ ہو دھنیہ ہو۔ بھگون! آپ دھنیہ ہو۔ جو شخص آپ جیسے زندہ شہید کے درشن کرے۔ اس کا من اور آتما کیوں نہ پرسنن ہو۔

بھرت۔ (شتروگھن سے) شتروگھن جی تم ابھی ماتاؤں کو یہ خوشخبری سناؤ۔ (بششٹ جی سے) آپ تمام نگر میں ان کے پدھارنے کی منادی کراؤ۔ اور ارکین کو حکم دو کہ کل صبح ہی شری رامچندر جی کے سواگت کے لئے تیار ہو جاؤ (ہنومان سے) ہنومان جی آپ آج رات کو میرے ہی پاس آرام فرمائیے۔ اور مجھے بھائی رامچندر جی کی چودہ سالہ رام کہانی سنائیے۔ نیز اپنا حسب و نسب بھی بتائیے۔

ہنومان۔ تیرہ سال کا حال تو مجھے معلوم نہیں۔ چودہ سال کے شروع میں رشی مکھ پربت پر مجھے ان کے درشن ہوئے تھے (تمام داستان سنا کر) چنانچہ مہاراجہ سگریو والئے کشکندھا اور راون کے بھائی مہاراجہ بھبھیکھن والئے لنکا انکے علاوہ اور بہت سے راکشس اور بانر سردار جو کہ اپنی بہادری اور دلیری میں بے نظیر اور لاجواب ہیں وہ سب کے سب ان کے ہمرکاب ہیں۔ جو کہ آپ کی بھراتری بھگتی کی پرشنسا[1] سن کر صرف آپ کے درشنوں کے لئے یہاں تک آئے ہیں۔

بھرت۔ (حیرانگی سے) تعجب اور افسوس ہے کہ مجھ کو ان واقعات کا اسوقت سے پہلے بالکل علم ہی نہ ہوا۔

ہنومان۔ کوئی ایسی خطرناک صورت نہ تھی۔ اسلئے آپ کو تکلیف دینے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ رات بہت زیادہ گذر گئی۔ اب آپ آرام کیجئے اور مجھکو اجازت دیجئے۔

بھرت۔ مجھ کو تو آج نیند کہاں۔ البتہ آپ ضرور آرام کیجئے اور اس سمع خراشی کی مجھ کو معافی دیجئے۔

[1] تعریف۔

دوسرا روز

(اُدھر سے رامچندر جی کی سواری کا آنا۔ ادھر سے بھرت کا مع تمام پریوار کے اُنکی پیشوائی کو جانا۔ اور ایک دوسرے کو گلے لگانا۔ دونوں جانب سے پریم کے آنسو بہانا۔ آخر خراماں خراماں شہر کی طرف قدم بڑھانا۔ اہلِ شہر کا پھول برسانا اور رامچندر کی جے کے نعرے لگانا۔ شہر کی مستورات کا سواری کا جلوس دیکھنے کیلئے مکانوں کی چھت پر چڑھ جانا اور مبارکبادی کے گیت گانا۔)

بھرت۔ (دوڑ کر رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) پربھو! میں پرماتما کی دیا کا کہاں تک دھنیاد کروں۔ اور اُن کی مہربانیوں کو کہاں کہاں یاد کروں جنکی کرپا سے اتنی مدت کے بعد پھر آپ کے درشنوں کا سوبھاگیہ پراپت ہوا۔ اور آپ کا عین موقعہ پر تشریف لانا میرے لئے زندگی بخش ثابت ہوا۔

رامچندر جی۔ (فوراً اُٹھا کر اور سینے سے لگا کر) میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے جس کا ہر ایک بھائی ہر ایک وصف میں یکتائے زمانہ ہے۔ خصوصاً آپ کی نفس کشی نے تو وہ نظیر پیدا کر دکھائی جو آجتک دیکھنے اور سُننے میں نہیں آئی۔

شترُوگھن۔ (رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) میرے پوجنیہ بھراتا! میرے دل میں جو کچھ اس سمے ہرش ہے وہ مجھ سے بیان نہیں کیا جاتا۔

رامچندر جی۔ (گلے لگا کر) میرے عزیز بھائی! شکر ہے پرمیشور کا جس نے پھر تمہاری چاند سی شکل دکھائی۔

بھرت۔ (لچھمن سے بغلگیر ہو کر) بھراتا! مجھ سے آپ کی خوش نصیبی کو سراہا نہیں جاتا جس نے چودہ سال تک اپنے نیک عمل سے اور شری رامچندر جی کے چرن کمل سے اپنے جیون کو ایسے سانچے میں ڈھالا جس نے رگھو ونش کے نام کو تمام دُنیا میں روشن کر ڈالا۔

لچھمن۔ پیارے بھائی! آپنے میری اسقدر تعریف فرمائی یہ آپ کی زبردستی ہے یہ جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے سب آپکے تپ کا پرتاپ ہے۔ ورنہ اس ناچیز کی کیا ہستی ہے

رامچندر جی۔ (کوشلیا کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی! آپ کے آشیرباد سے چودہ سال کے بعد وہ دن پھر آیا۔ جب رام نے اپنا سر آپ کے پوتر چرنوں میں جھکایا۔

کوشلیا۔ (سینے سے لگا کر) بیٹا! تیری پتر گیاپالن اور تیری سیوا نے تمام دُنیا کے دلوں میں اپنا گھر کر لیا۔ اور تو نے اپنے نام کے ساتھ میرا بھی نام سنسار میں ہمیشہ کے لئے امر کر لیا (لچھمن کو اپنی گود میں کھینچ کر) میرے لال! ذرا ادھر آؤ۔ اتنے دور کھڑے کھڑے نہ ترساؤ (مکھ چوم کر) بیٹا! پرماتما تمہارا سہایک ہو دراصل تو تم ہی سراہنے کے لائق ہو۔

رامچندر جی۔ (سمترا کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی! رام آپ کے چرنوں میں سر جھکاتا ہے۔

سمترا۔ (گلے لگا کر) بیٹا! تمہارا مکھڑا دیکھ کر میرا کلیجہ مارے خوشی کے گویا باہر نکلا آتا ہے شکر ہے کہ میری پھلواڑی اسی طرح ہری بھری اپنے گھر پدھاری۔

لچھمن۔ (سمترا کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی نمستے!

سمترا۔ (سینے سے لگا کر) بیٹا! مجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ تیری پرشنسا اپنی حسب منشا کروں۔ ہاں اپنی قسمت پر جس قدر ناز کروں تھوڑا ہے نہ معلوم میں نے ایسا کونسا شبھ کرم کیا جس کے بدلے میں پرمیشور نے مجھ کو تیرے جیسا ہونہار لال دیا

رامچندر جی۔ (کیکئی کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی! آپکی دیا سے رام اپنے فرض سے سبکدوش ہوا

کیکئی۔ (کسی قدر شرمندگی سے) ہاں بیٹا! تو تو سبکدوش ہوا، مگر میرے ذمّہ تو بڑا دوش ہوا۔

رامچندر جی۔ افسوس کہ آپ کے ابھی تک وہی نکمے خیالات ہیں۔ آپکا کیا دوش ہے ہر ایک منش کے کرم اُسکے ساتھ ہیں۔

سیتا۔ (باری باری سے تینوں ماتاؤں کے چرن چھو کر) ماتا جی! سارے پریوار کو ہرا بھرا دیکھ کر آج میرا چیت گدگد پرسنیہ ہے۔

تینوں۔ (سیتا کو گلے لگا کر) جنک دلاری! تو دھنیہ ہے تو دھنیہ ہے۔

رامچندر جی۔ (گورو وششٹ جی کے قدموں ہو کر) گورو جی! پرماتما کا کوٹان کوٹ دھنباد ہے۔ کہ تمام پریوار کو جیسا چھوڑ کر گیا تھا اسی طرح آباد ہے (کسیقدر آبدیدہ ہو کر) مگر افسوس کہ پتا جی۔۔۔۔۔۔"

وششٹ جی۔ بیٹا! اس وقت ان باتوں کا ذکر کرنا فضول ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ ایشور کی اچھیا انکول ہے۔

بھرت۔ بھراتا جی! آپ کے ہمرکاب جس قدر راجے مہاراجے یہاں تشریف لائے ان کے درشن آپ نے ابھی تک نہیں کرائے۔

رامچندر جی۔ ہر ایک کا حسب ونسب اور کارہائے نمایاں کو بیان کرنا تو اس وقت دشوار ہے۔ کیونکہ ان کے متعلق مختصر سا ذکر کرنے کے لئے بھی بہت سا وقت درکار ہے۔ ہاں ان سے صرف تم کو انٹروڈیوس کراتا ہوں۔ صرف نام اور جائے قیام بتلاتا ہوں۔ (بھبھیکھن کو سامنے کرکے) یہ مرحوم لنکاپتی راون کے چھوٹے بھائی بھگت بھبھیکھن ہیں جو اس وقت تخت لنکا پر متمکن ہیں (سگریو کو سامنے کرکے) یہ بانر راج بالی کے چھوٹے بھائی راجہ سگریو ہیں کسکندھا ان کی راجدھانی ہے۔ (انگد کو پیش کرکے) یہ مرحوم راجہ بالی کے فرزند ہیں۔ جو اس چھوٹی سی عمر میں ہی ہر ایک فن میں بےنظیر اور لاثانی ہیں (ہنومان کو آگے کرکے) ان کی نسبت میں کیا بتاؤں۔ نام سے تو آپ واقف ہو گئے۔ گن ورنن کرنے کے لئے بہت سا وقت چاہیئے۔

ہنومان۔ (مسکراتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر) بس بھگون! اب معاف بھی فرمائیے۔

بھرت۔ (ایک ایک سے بغلگیر ہوکر) مہانوبھاؤ! آپ نے جو اپنے شبھ آگمن سے اس نگری کو پوتر کیا۔ اسکے لئے آپ کا ہاردک دھنباد کرتا ہوں۔ اور آپ نے جو احسان رگھوکل پر کئے ہیں۔ جب ان کو یاد کرتا ہوں۔ تو آپ کے بار احسان سے میری گردن جھک جاتی ہے۔ اور ایک قسم کی ندامت سی آتی ہے۔

سگریو۔ اے راج رشی! شری رامچندر جی مہاراج کی زبانی آپکی بےنظیر بھگتی اور لاثانی قربانی کی پرشنسا سنکر ہم لوگوں کے دلوں میں آپ کے درشنوں کی بڑی زبردست ابھلاشا ہوئی۔ شکر ہے پرماتما کا کہ آج ہماری پورن آشا ہوئی۔ ہم نے رگھوکل پر کیا احسان کیا ہے بلکہ شری رامچندر جی نے ہم لوگوں کو جیون پردان کیا ہے۔ ہاں رگھوکل کی قسمت پر سبھی رشک ضرور آتا ہے۔ دھنیہ آپ ہیں۔ اور دھنیہ آپ کی ماتا ہے۔

بھرت

گانا

(بحر طویل)

میرے بھائی کھلی آج قسمت مری آپ کے جو اودھیا میں آئے چرن
دھنیا داس دیا لو تپا کا کروں بخشدی بھرت کو رام کی بھیشرن
آپ نے فرض اپنا ادا کر دیا ہوگیا آج میرا بھی پورا پرن
ہے شکر صد شکر تیرا پرماتما ہو گئے آج میرے سبھی دکھ ہرن
عین موقعے پر پہنچے ہنومان جی جس گھڑی کہ میں جل کر لگا تھا مرن
اور تھوڑا سا وقفہ لگاتے اگر تو میں کر لیتا فوراً ہی اپنا ہنن[1]
ہو رہا ہے مجھے تو اچنبھا ہی میں کروں آج کس کس کا شبھ آگمن
دھنیہ ہے تو اے سیتا جنک نندنی۔ دھنیہ ہو لکشمن دھنیہ ہو لکشمن

رامچندر جی

گانا

(بحر طویل)

بھائی ایشور کی ہم پر دیا ہوگئی رنج و غم کا زمانہ سماپت ہوا
خوش نصیبی میری کا ٹھکانہ ہے کیا بھرت سا بھائی مجکو پراپت ہوا
دور آنکھوں سے گرچہ تھا میری بھرت دو دل سے نہ تو ایک ساعت ہوا
جس گھڑی برس چودہ ختم ہو گئے ایک پل ٹھیرنا بھی قیامت ہوا
آج پریوار گھر بار کا دیکھنا گو مجھے یہ بھی باعث راحت ہوا
تیرا دیدار لیکن اے بھائی بھرت رام کو زندگی بخش ثابت ہوا
تیرے تپ کی بدولت اے بھائی میرے نام کل کا جہاں میں تھاپت ہوا
دھنیہ ہو دھنیہ ہو دھنیہ ہو تم بھرت رگھوکل کا سہانک تیراست ہوا

[1] خود کشی۔

ناٹک

بششٹ جی۔ آپ یہاں زیادہ دیر نہ لگائیے۔ ذرا شہر کی طرف قدم بڑھائیے نگرباسیوں کو آپ کا سخت انتظار ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک چھوٹا بڑا آپ کے درشنوں کے لئے بیقرار ہو رہا ہے۔

اودھیا کے بازار

اہل شہر۔ (پھول برساکر) بولو سیاپتی رامچندر جی کی جے۔ بولو لکشمن جتی کی جے

(رامچندر جی و لچھمن جی کا اپنے دونو ہاتھ مستک سے لگا لینا)

اہل شہر

گانا

(راگنی کونسیہ)

پھر اودھ پوری کے بھاگ کھلے سیا رام لکھن یہاں آئے ہیں

اودھ پوری کی قسمت جاگی ہم سب اور نہ کوؤ بڑبھاگی!

درشن رام دکھائے ہیں

دھنیہ رام دھنیہ ان کی ماتا دھنیہ لکھن دھن بھرت بھراتا

جا کے جگ یش چھائے ہیں

دھن دھن سیتا جنک دلاری دھن پترا پتا دھنیہ تمہاری

سکھ تج کر دکھ پائے ہیں

سکل نگر کے لوگ لگائی دیتے تم کو رام بدھائی

چرنوں میں بچھائے ہیں

پھر اودھ پوری......

شہر کی مستورات

اودھ راج سکھ کرکے خوش قسمت

گانا (بطرز:۔ گاؤ گاؤ مبارک بدھائی ہے)

دیکھو دیکھو وہ آئی سواری ہے
سارے نگر میں ہر ایک گھر میں کھلی ہے گویا پھلواری ہے
دیکھو دیکھو ۔ ۔ ۔ ۔

سب سے آگے رام ہیں پیچھے لچھمن ویر — اس سے پیچھے بھرت ہیں شترگھن بھی تیر[1]
بیچ بیٹھی جنک کی دلاری ہے
دیکھو دیکھو ۔ ۔ ۔ ۔

آج نگر میں ہو رہا گھر گھر منگلاچار — سکل ایودھیا سج رہی بنی ہوئی گلزار
جیسے ہو کوئی دلہن سنگاری ہے
دیکھو دیکھو ۔ ۔ ۔ ۔

سکل استری نگر کی دیت بدھائی رام — سکل جگت میں یش تیرا رہے سدا ہی مدام
رہے سیتا سوہاگن پیاری ہے
دیکھو دیکھو ۔ ۔ ۔ ۔

جنک نندنی ہم تیرے چرنوں پہ بلہار — درشن دکھاؤ ہمیں جنک ستا اکبار
پوری ابھلاشا کرو ہماری ہے
دیکھو دیکھو ۔ ۔ ۔ ۔

(سواری کے جلوس کا شہر کے مختلف بازاروں سے گذرتے ہوئے دربارِ عام میں پہنچنا۔ توپوں کے فائر سے رامچندر جی کی سلامی ہونا اور حفظِ مراتب کے لحاظ سے ہر ایک کا اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جانا۔)

شاہی بھاٹ

گانا (گیت)

ایودھیا کے بھاگ تو آج چمکے ہیں ایودھیا بیچ چودہ برس بعد آج پھر یہاں پدھارے ہیں

[1] ساتھ

شترو کا وناش اور دھرم کا پرکاش کیا کوشلیا کے لال شری دشرتھ کے دلارے ہیں
سبھا کو سشوبھت کیا اپنے سنبھ آگمن سے ہوتے جہوں اور ہی چمکار ہی چمکارے ہیں
چندرماں سمان رام مدھ میں براج رہے آس پاس گھومتے ان گنت ہی ستارے ہیں

ناٹک

بششٹ جی۔ سبھیہ اسبھت گن! آج کا دن ایودھیا کے اتہاس[1] میں ایک انی سنبھ دن اور آج کی گھڑی اتی اُتم گھڑی ہے جبکہ رگھوکل بھانو شری رامچندر جی مہاراج اپنی ادبھت شکتی[2] اور بھجابل[3] سے اپنے تھا ائیہ[4] منش جاتی کے انیک شترووں پر وجے[5] پا کر چودہ برس پشچات[6] پھر ایودھیا میں پدھارے ہیں۔ شری لکشمی جی و شری بھرت جی و شری رامچندر جی کی بھراتری بھگتی کی کہاں تک پرشنسا[7] کی جاوے یدی لکشمن جی نے شری رامچندر جی کی سیوا سے اپنے جیون کو اُچیہ[8] بنایا۔ تو شترگھن جی نے بھرت جی کی آگیا پالن کو اپنے جیون کا آدرش[9] ٹھہرایا۔ مہارانی سیتا جی نے جس پرکار کے کشٹ سہن کرتے ہوئے اپنے پتی برت دھرم کا پالن کیا۔ اس کو ورنن کرنے میں میں سروتھا اسمرتھ ہوں۔ اسکے اتیرکت نہ تو اتنا اوکاش ہی ہے اور نہ یہ سمے[10] ہی اِن باتوں کی اور جانے کی مجھکو آگیا دیتا ہے جس ہرش[11] اور شردھا بھاؤ سے آپ نے اپنے مہاراج ادھیراج کا سواگت کیا ہے۔ اسی پریم اور پریتی سے اُنکے راج تلک کر کے راج تلک کی ریتی کو سماپت کیا جاتا ہے۔ سروسجن پرماتما سے اُنکی آیوبل۔ پراکرم اور راج بردھی کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔

جملہ حاضرین۔ (بآواز بلند) بولو سیاپتی رامچندر جی کی جے۔

(تمام ارکین کا باری باری سے اُٹھ کر نذریں دکھانا اور
پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جانا۔)

رامچندر جی۔ پرماتما نے اپنی اپار دیا سے چودہ سال کے بعد آج مجھکو پھر یہ دن

---

[1] درمیان [2] معزز حاضرین [3] تاریخ [4] بنظیر طاقت [5] زور بازو [6] اور [7] بنی نوع انسان [8] فتح [9] بعد [10] تعریف [11] اونچا [12] معیار زندگی [13] وقت [14] خوشی۔

دکھلایا کہ میں اپنی پیاری پرجا کو جس حالت میں چھوڑ گیا تھا اُسی حالت میں بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر پایا۔ میری عدم موجودگی میں میرے بھائی بھرت نیز آپ لوگوں نے جس فرمانبرداری اطاعت اور خیرخواہی کا برتاؤ کیا۔ مجھے یہ سنکر ازحد خوشی ہوئی کہ انہوں نے بھی آلکا اپنے پیتوں جیسا آدر بھاؤ کیا۔ نہ پرجا کی طرف سے کسی قسم کی خطر خامی ہوئی نہ راجا کو پرجا کی طرف سے کوئی بدگمانی ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے کے جان نثار ہے۔ نرشنکہ راجا اور پرجا کے تعلقات نہایت ہی خوشگوار رہے۔

پرماتما کی میرے حال پر بہت ہی مہربانی ہے۔ جہاں میری پرجا بے نظیر ہے وہاں میرا ہر ایک بھائی بھی لاثانی ہے۔ کس کس کی تعریف کروں۔ ایک طرف لکشمن جی کی بھگتی ہے۔ تو دوسری طرف بھرت کی قربانی ہے۔ اگر شترگھن کی ایثار نفسی کو دیکھتا ہوں تو سب سے بڑھکر حیرانی ہے۔

ہمارے کل پروہت راج گرو شری بششٹ جی مہاراج کا بھی خاص طور پر دھنباد ہے جن کی عقل و فہم۔ دور اندیشی۔ اور حسن انتظام پر اس راج کی بنیاد ہے۔

میں بحیثیت فرمانروائے خت [illegible] دھنیا نیز دوست بازراج شری سگریو جی والئے کسکندھا و شری بھبھیکن جی والئے لنکا و شرہ میاں ہنومان جی و انگد جی و دیگر بازسرداران کا بصدق دل سے دھنباد کرتا ہوں اور اُنکے ایک ایک احسان کو ہر وقت یاد کرتا ہوں۔ تمام بانردیپ نے اپنے عیش و آرام اور جان و مال کو ہمارے لئے قربان کیا۔ اور اس خاندان پر ایک ناقابل بیان احسان کیا۔

آخیر میں پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ میرے اور میری پرجا کے تعلقات اس سے بھی زیادہ خوشگوار رہیں۔ اور ہمیشہ دو توایک دوسرے کے ہمدرد و [illegible] رہیں

تمام حاضرین کی مبارکباد

گانا

(طرز:۔ تورے پتہ ہمیشہ رہیں شادماں)

بار بار مہاراجہ مبارک ہو بار بار

خوشی منائی ہے۔ کیرتی چھائی ہے۔ لوگ لگائی ہیں سارے لگن
بھاگ کھلے ہیں اس پرجا کے دور ہوئے ہیں سب رنج و الم
اودھ پتی مہاراج آپ کا راج رہے یہ جم جم جم
بار بار ۔۔ ۔۔ ۔۔

راج دربار میں۔ شہر بازار میں۔ اور گھر بار ہیں گاویں شگن
پرجا ساری نرا ور ناری کرتی سر کو خم خم خم
بجیں نقارے آج دوارے کڑدھم کڑدھم کڑکڑدھم
بار بار ۔۔ ۔۔ ۔۔

شاہی بھاٹ

گانا (کبت)

رگھوکل سرتاج اودھ پتی مہاراج جا کی کیرتی بھی آج سکل جگت بیچ چھائی ہے
پورب سے پچھم اور اتر سے دکھن تک اکاش و پاتال جا کے نام کی دوہائی ہے
کل کے کمل چندر شری کوشلیا کے نند آج دیتا کوئی راج راج تلک کی بدھائی ہے
رام پریمیوں کو امرت ہی کے گھونٹ ہیں جسونت سنگھ ورما نے رامائن کیا بنائی ہے

تمام شد آریہ سنگیت رامائن

पं: पद्मसिंह
शर्मा